تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

حضرت عمر بن عبدالعزیز تا خلیفہ ہادی

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروان ثانی تک حصہ اول
(۹۹ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم-اے) ندوی

جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور حکومت کے مکمل حالات، اموی خلفاء کی لغزشوں کے ردعمل کا ظہور، ابو مسلم خراسانی کی فتنہ سامانیاں، بنوامیہ اور بنوعباس کے نسلی تعصبات اور اموی دورِ حکومت کے خاتمے کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ______ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ______ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ______ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

اُموی دورِ حکومت کا زوال

از

محمد **اقبال سلیم** گاهندری

تاریخ طبری کی یہ چھٹی جلد عظیم الشان عہدِ بنو امیہ کے آخری چونتیس سال کے عبرت انگیز حالات پر مشتمل ہے۔ یہ دور وسعت پذیری اور کمالِ عروج کے بعد زوال کا دور ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بجا طور پر ثانی ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے ان کے دور سے شروع ہو کر مروان ابن محمد سلسلہ مروانیہ کے آخری فرمان روا کے حالات پر مشتمل ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بانی دولتِ مروانیہ' مروان اوّل کے پوتے عبدالعزیز کے نامور فرزند' عبدالملک ابن مروان کے بھتیجے اور دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا ولید بن عبدالملک کے چچازاد بھائی تھے' دوسری طرف ان کے نسبی سلسلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ یہ ایک زمانہ میں مدینہ کے والی رہے۔ انہی نے سب سے پہلی مرتبہ مسجد نبوی کو وسعت دی' یہ علم وفضل' زہد اتقاء' خداترسی اور خلق دوستی میں اپنی مثال آپ تھے' ان کی انصاف پروری تبلیغ اسلام میں ان کا انہماک اور احادیث نبوی کی تدوین میں ان کا اہتمام' اصلاح اور اخلاقی قدروں کو خداترسی پر قائم رہنے کی مساعیِ تاریخ کے ماتھے پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں افسوس کہ ان کا دورِ حکومت صرف تین سال رہا۔ ورنہ شاید تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ ان کے بعد تخریبی تحریکوں نے اسلام کی ہمہ گیری کے خلاف ابومسلم خراسانی کی شکل میں ظہور کیا اور عرب وغیر عرب کی وہ تحریکیں شروع ہوئیں جن کی زہرناکیوں سے آج بھی جسد اسلامی پوری طرح پاک نہیں۔

اسلام نسل اور وطن کے خلاف انسانی برادری اور اخوت کی ایک عالمگیر تحریک ہے اور اس تحریک کے خلاف پہلی منظم کوشش ابومسلم خراسانی اور اس کے ساتھیوں نے عجمیت کے نعرے لگا کر شروع کی تھی۔ جس کا نتیجہ بنی امیہ کا زوال اور بنی عباس کا قیام ہوا۔

آپ اس حصہ میں ان واقعات اور تفصیلات کا مطالعہ کریں گے جو شیرازۂ اسلام کے بکھیرنے میں مدومعاون ہوئے۔ اس حصہ میں وہ واقعات پڑھیے جو مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی کی بجائے علاقائی بنیادوں پر اور نسلی عصبیتوں پر تقسیم کرنے کے لیے پیدا

کیے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کے بعد ایک دن کے لیے بھی سارا عالم اسلام ایک جھنڈے تلے کبھی جمع نہ ہو سکا۔ اگر چہ آخری فرمانروا مروان ثانی نے بڑی کوششیں کیں کہ اسلامی مرکز کو پارہ پارہ ہونے سے بچائے۔ انہی کوششوں میں اپنی جان عزیز قربان کر دی' بہادری وشجاعت کے انمٹ نقوش صفحہ تاریخ پر ثبت کیے۔ لیکن وقت کے دھاروں کا رُخ موڑ دینا ان کے بس کی بات نہ تھی چنانچہ جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام کا اندوہناک باب ہے۔ تاریخ آئینہ ماضی ہے۔ بنیاد حال ہے۔ اور نقش مستقبل ہے۔ اس حصہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ قومیں کیسے بنتی اور بگڑتی ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ نفیس اکیڈمی' اردو زبان میں اس نایاب تاریخی دستاویز کو یونیورسٹی کے اساتذہ' تاریخ کے طلباء عام اہل ذوق اور کتب خانوں کے لیے قابل حصول بنا رہی ہے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس عظیم کتاب کو مکمل طور پر پیش کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

و ما توفیقی الا باللہ

فہرست موضوعات

باب۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۹۹ھ کے واقعات

یوم جمعہ ۱۰/ ماہ صفر ۹۹ ہجری بمقام وابق عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ:

رجا بن حیواۃ کہتے ہیں کہ ایک جمعہ کے دن سلیمان نے باریک ریشم کا لباس زیب تن کیا۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرمانروا ہوں۔ جمعہ کی نماز کو گیا۔ نماز جمعہ پڑھا کر گھر واپس نہ آ سکا تھا کہ بخار چڑھ آیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کمسن نابالغ لڑکے کے لیے عہد خلافت لکھ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد خلق اللہ پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کرے سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں۔ اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں اس سے زیادہ میں نے اس وقت کسی بات کے لیے زور نہ ڈالا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی:

ایک یا دو دن کے بعد سلیمان نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا اور مجھے بلایا اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں۔ یا نہیں۔ سلیمان نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو۔ میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے رائے ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں انہیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بار گراں کے اٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں۔ سلیمان کہنے لگے کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی:

اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف انہیں کو اپنا ولی عہد نامزد کر دوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ میرے خاندان والے اس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک ان کے بعد اس کا

ولی عہد بھی میں ہی نامزد نہ کر جاؤں۔ اور میں یزید بن عبدالملک کو ان کے بعد کا جانشین کیے دیتا ہوں۔ اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو رہیں گے اور اسے پسند کر لیں گے (یزید بن عبدالملک اس وقت جہاد کے لیے باہر گئے ہوئے تھے) میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے انسب ہے' ایسا ہی کیجیے۔

سلیمان بن عبدالملک کا فرمان:

پھر انہوں نے حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حمد ثناء کے بعد! یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے' تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ مبادا دشمن کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کی جرات ہو''۔

آل عبدالملک سے فرمان سلیمان کے لیے بیعت:

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العبسی اپنے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جا جمع ہونے کا حکم دو' جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو ان کے سامنے لے جا کر کہہ دو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا ہے اس کا نام اس میں لکھ دیا ہے آپ سب صاحب اس کے لیے حلف وفاداری اٹھائیں۔ جب میں نے سر بمہر فرمان ان کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انہیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بہتر ہے۔ تشریف لے چلئے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے' سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کر کے اس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیواۃ کے ہاتھ میں جو سر بمہر فرمان ہے' یہ میرا فرمان ہے' آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اس کیلئے حلف وفاداری کیجیے۔ چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً حلف وفاداری کیا' اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ سر بمہر فرمان ان سب کے سامنے کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش:

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بار گراں کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لیے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتا دیں تا کہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے دست کش ہو جاؤں' ورنہ شاید پھر مجھے اس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے۔ میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ اس پر عمر رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی رجا بن حیواۃ سے درخواست:

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے قدیم دوستانہ مراسم ہیں اور میں آپ کا بے حد شکر

گزار ہوں گا اگر یہ بات آپ مجھے بتا دیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کے متعلق ہے۔ تو آپ فرما دیجیے مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو آپ دریغ نہ رکھیں مجھے بتا دیجیے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے ہرگز اس کا تذکرہ نہ کروں گا' میں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ ہشام مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ کف افسوس ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نہ ہوا تو اور کون ہوگا' کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی؟

سلیمان بن عبدالملک کی وفات:

میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا دم واپسیں تھا' جب ان پر سکرات طاری ہوئی تو میں نے قبلے کی طرف ان کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجاء ابھی وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہ ہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میرا دم واپسیں ہے' لو اب میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

اس کے بعد ہی ادھر میں نے قبلہ کی طرف ان کا رخ کر دیا ادھر سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ میں نے ان کی دونوں آنکھیں بند کر دیں' ایک سبز چادر انہیں اڑھا دی اور دروازہ بند کر دیا ان کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کرائی' میں نے کہا کہ سو رہے ہیں اس وقت چادر اوپر پڑی ہوئی تھی۔ قاصد نے یہ دیکھ کر بیان کر دیا اور اس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا' اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص معتمد شخص کو بٹھا دیا' اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تو یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

نامزد خلیفہ کی آل سلیمان سے بیعت:

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العبسی کو بلایا۔ اس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو وابق کی مسجد میں جمع کیا۔ میں نے ان سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجیے وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں اور دوبارہ پھر کریں' میں نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین کا یہ سربمہر فرمان ہے' جس شخص کو انہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا ہے اس کے لیے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے' اب امیر المومنین کی موت کا اعلان کر دینا چاہیے۔

ہشام بن عبدالملک کی مخالفت و اطاعت:

چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چلا کر کہا کہ میں ہرگز ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ میں نے ڈانٹا اور کہا کہ میں ابھی تمہاری گردن مار دوں گا' کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو' ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور بیعت کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام:

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں بازو سے پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بارگراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لیے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا' اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تدفین:

پھر سلیمان کو غسل دیا گیا۔ کفنایا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھی' سلیمان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد اس کے تمام سواری کے جانور معہ ایک ایک سائیس کے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لیے زیادہ مناسب ہے' اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مکان میں قیام:

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے آگے آئے' لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلئے جہاں سابق خلیفہ المسلمین فروکش تھے' فرمانے لگے کہ اس میں ابوایوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی کریں میرے لیے میرا یہ خیمہ ہی کافی ہے' چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں بیت الامارہ کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلوادو' سواری کے جانوروں اور جائے قیام کے متعلق جو طرز عمل آپ نے اختیار کیا تھا اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط۔ جب منشی سامنے آیا تو امیرالمومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

عبدالعزیز بن ولید کا اعلانِ خلافت:

عبدالعزیز بن الولید کو جو اس وقت وابق میں تھے' جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں نامزد کر دیا تھا' انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا' مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو:

عبدالعزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس بنا پر میں

نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا' تو ہمارا تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے گا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے' خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو میں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبدالعزیز بن خالد کی اطاعت:

عبدالعزیز کہنے لگے کہ کاش! سوائے تمہارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا۔ پھر انہوں نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ سلیمان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہی کو اپنا جانشین نامزد کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے۔

مسلمہ بن عبدالملک کو مراجعت کا حکم:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سا سامان خوراک بھی ان کے لیے بھیجا۔ لوگوں کو ان کی امداد کی ترغیب و تحریص دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو اعلیٰ درجے کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے۔ اسی سال ترکوں نے آذر بیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا' امیر المومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو ان کی سرزنش کے لیے روانہ کیا' ابن حاتم نے ان میں سے اکثر کا صفایا کر دیا' بہت تھوڑے ان میں سے بچ کر بھاگ سکے' اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے گئے۔

عمال کا تقرر:

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاۃ الفزاری کو عامل بنا دیا اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو عامل مقرر کیا' ابوالزناد کو عبدالحمید کا میر منشی مقرر کر کے ان کے ساتھ کیا۔ عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے اس سال امیر حج تھے' مکہ کے عامل اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے' کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاۃ جراح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے' ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے' پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا' جب لوگوں نے ان کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرۃ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا' بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشعبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۰۰ھ کے واقعات

خوارج کی شورش:

اسی سنہ میں عراق میں خارجیوں نے پھر سر اٹھایا۔ جب ان کی شورش کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبدالحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر کاربند ہونے کی دعوت دو' عبدالحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کے مقابلہ کے لیے ایک فوج روانہ کی' خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔ جب امیر المومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا' آپ نے مسلمہ بن عبدالملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی' خارجیوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور عبدالحمید کو لکھ دیا کہ مجھے تمہاری قابل نفریں فوج کی درگت کی خبر معلوم ہو چکی ہے۔ اب میں مسلمہ کو خارجیوں کی سرکوبی کے لیے اہل شام کی فوج کے ساتھ ترک خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

شوذب خارجی کی بغاوت:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں شورش برپا کی تھی وہ شوذب تھا اور اس کا نام بسطام الیشکری تھا۔ سب سے پہلے مقام جوخی میں اسی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ یہ شہسوار زیادہ تر قبیلہ بنی ربیعہ کے تھے۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو احکامات:

امیر المومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبدالحمید کو لکھ بھیجا کہ تاوقتیکہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اودھم نہ مچائیں تم خود ان سے چھیڑ مت کرنا' البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم ان کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اس کی زیر قیادت کچھ فوج بھیج دو' اور اسے بھی یہ ہی احکام دے دینا جو میں نے تمہیں لکھے ہیں۔

عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ البجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا' اور امیر المومنین کی ہدایات انہیں پہنچا دیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بسطام کو پیغام:

امیر المومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ بتایئے کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریر خارجیوں کے مقابلہ پر آ گئے تھے' مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے' امیر المومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر میدانِ کارزار میں آئے ہو' مگر اس بات کے لیے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں' اگر تم حق وصداقت پر نہیں تو پھر تم بھی عامۂ مسلمین کی طرح دائرہ اطاعت میں شریک ہو جاؤ' اگر تم حق پر ہو گے تو اس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام کا وفد:

بسطام نے ابھی کوئی کارروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے۔ میں دو شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تا کہ یہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد غلام مخروج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور ان میں یہ دونوں مذکور الصدور بھی تھے' جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انہی دونوں کا انتخاب اس کام کے لیے کیا گیا۔

وفد بسطام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو:

بہر حال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے' اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے۔ خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کو کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو' تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اس امانت کے فرض کو اس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا تھا پورا کیا۔

آل مروان کو خوف:

امیر المومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لیے مجھے تین دن کی مہلت دو' خارجی اٹھ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں۔ اس لیے ان لوگوں نے امیر المومنین کو چپکے سے زہر دلوا دیا۔ اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی۔

نیز اس سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی کو ایک حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔ اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری:

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آ کر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جا لیا اور گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں۔ عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انہیں لے کر آئے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سامنے بلوایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن مہلب:

امیر المومنین خود یزید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم استبدادی خیال کے لوگ

ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انہیں مکار اور ظاہر داری برتنے والا خیال کرتا ہوں' مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکر اور ظاہر داری سے کوسوں دور ہیں۔

یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی:

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی' یزید کہنے لگا آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشنودی کتنی ملحوظ خاطر تھی۔ میں نے اس رقم کا اظہار صرف اور لوگوں کو جتانے کے لیے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے اور نہ کوئی اور حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔

یزید بن مہلب کی اسیری:

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا کہ تمہیں قید کر دوں' اللہ سے ڈرو' اور جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کر دو' یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیج دیا' اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے درخواست:

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے جس پرگنہ سے گذرتے دل کھول کر لوگوں کو داد دہش کرتے' امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اٹھانی پڑی۔ تو یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بدقسمت رہیں' آپ میرے والد کو ناحق محبوس کرتے ہیں۔ جس قدر مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ ان کی جانب سے ادا کیے دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی بے باق نہ کر دیں۔

مخلد بن یزید کی تجاویز:

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اس کے مطابق مطالبہ کیجیے ورنہ یا تو مجردان کے بیان کو صحیح مان لیجیے یا ان سے حلف لے لیجئے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ ان سے کوئی سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے کہا: اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم مطالبہ ادا کر دیں۔ جب مخلد آپ کے سامنے سے اٹھ آیا' تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے' مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند ہی روز اور زندہ رہا۔

یزید بن مہلب کی روانگی دہلک:

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اون کا جبہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لے جایا جائے۔ جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لے جانے لگے تو یزید کہنے لگا' کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے' مجھے دہلک کیوں لے جاتے ہیں۔ دہلک تو وہ شخص جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو' یہ کیا عجیب و غریب بات ہے؟ کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا؟

یزید بن مہلب کی واپسی:

یہ سن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیج دیجیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اس کے خاندان والے اسے چھڑا لے جائیں گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے اس بات سے لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے۔

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس بھیج دیا' یزید اس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک کہ اسے آپ کی علالت کی اطلاع نہیں ملی۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری کی دوسری روایت:

یزید کی گرفتاری کی متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارطاۃ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیج دو اور عین التمر میں جو فوج متعین ہے یزید کو اس کے سپرد کر دو۔

عدی نے یزید کو وکیع بن ابی اسود التمیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لیے وکیع پر حملہ کرنے کے لے آمادہ ہوئے۔ وکیع جھپٹا' اپنی تلوار نیام سے باہر کی۔ کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا' یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہو جاؤ گے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔ یزید نے ان لوگوں سے چلا کر کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں' وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے' چنانچہ وہ لوگ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں متعین تھی۔ وکیع تو عدی بن ارطاۃ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئی' آپ نے یزید کو قید کر دیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی:

اسی سال امیر المومنین نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا اور ان کی جگہ عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اسی طرح جراح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ ۹۹ھ ہجری میں خراسان آیا' اور ماہ رمضان ۱۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اس نے خراسان چھوڑا۔

جہم بن زحر:

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا عامل مقرر کر دیا تھا مگر جب یزید گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا گیا تو عراق کے عامل نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ صاحب جرجان آئے جہم نے انہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ آئے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لے کر جراح کے ارادہ سے خراسان روانہ ہوا' اب اہل جرجان نے اپنے اس نو مامور عامل کو قید سے رہا کر دیا۔

جراح اور جہم بن زحر میں سخت کلامی:

اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچا زاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا' اس پر جہم نے جواب دیا کہ آپ سے اگر میری یہ قرابت نہ ہوتی تو میں کبھی آپ کے پاس نہ آتا' جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے۔ کیونکہ

ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں اور چچیرے بھائی بھی تھے۔ کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے۔ جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اور سرکش ہوگئے ہو اب یہ ہی چارہ کار تمہارے لیے باقی ہے کہ تم جہاد کے لیے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو' اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے۔

ختل کی مہم:

چنانچہ جراح نے جہم کو ختل پر جہاد کے لیے بھیجا' جہم روانہ ہوا' جب اس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کو ساتھ لے کر بادشاہ ختل کے پاس چلا گیا' اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں' تخلیہ ہوا۔ جہم نے اپنی خاندانی شرافت و عزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اس نے کہا اسے منظور کر لیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ختل نعمان کے آزاد غلاموں سے تھے۔

جہم کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا اور ایک وفد ان کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد غلاموں میں سے تھا' جس کا تعلق بنی صفیہ سے تھا۔ ابوالصید اکنیت کرتا تھا صالح بن طریق اس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے' یا یزید الخوی تھے' غرضیکہ یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا' پہلے دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا رہا' اس پر امیر المومنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن نہیں ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں میں بھی ہوں تو امیر المومنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو؟ اس نے کہا کہ جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار موالی بغیر تنخواہ اور روزینہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اسی سابقہ مقدار کے موافق مال گذاری لی جا رہی ہے' یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت متعصب اور ظالم ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں برسر منبر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت ہی رحم دل تھا' مگر اب میں سخت گیر ہوں' اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے نزدیک وقیع ہے' اس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اس کے کرتے کی آستین ہمیشہ بازو تک چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اس کا جانشین ہے۔

نومسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی ممانعت:

امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا' اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمہارے سامنے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہونے لگے۔

یہ حالت دیکھ کر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں' بلکہ جزیہ سے بچنے کے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجیے۔

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لیے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا' ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔

جراح اور ابومجلز کی طلبی:

امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا صادق القول شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصل حالت دریافت کروں' لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابومجلز کو بھی ساتھ لاؤ۔

جراح کی خراسان سے روانگی:

جراح نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا' عبیداللہ یا عبیداللہ بن حبیب کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور آپ روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا۔ روانگی سے پیشتر تقریر کی اور کہا کہ اے اہل خراسان میں اپنے انہی کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا' میں نے تمہارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مرصع کیا ہے۔

اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور ایک مادہ خچر کے جو دونوں بوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی۔

خراسان میں عبدالرحمٰن بن نعیم کی نیابت:

غرضیکہ جراح عبدالرحمٰن بن نعیم کو خراسان پر اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ جراح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے ظلم و جور کی روایت بالکل درست ہے۔ تم سے یہ نہ ہو سکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور ماہ صیام گزر جانے کے بعد آتے۔

خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں ضرور بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

جراح کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آ کر ایسے لوگ دیکھے جو بغاوت و فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں' ان میں جتھا بندی ہے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی شاخسانہ ایسا نکالتے ہیں جس سے پھر ایک عام ہڑبونگ اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تا کہ وہ خراج وغیرہ نہ دے سکیں' تلوار اور کوڑا یہی دونوں چیزیں انہیں درست رکھ سکتی ہیں' مگر میں نے اس امر کو برا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جراح کو ہدایات:

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ خود تم فتنہ و فساد کے دلدادہ ہو' یاد رکھو کہ کسی مومن یا ذمی شخص کے بلاوجہ ایک کوڑا نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں ایسی ہستی کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتی ہے اور تم خود وہ اپنا نامہ اعمال پڑھو گے' جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہوں گی۔

جراح کے قرض کی ادائیگی:

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم ایک یا دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم خزانہ عامرہ سے اخراجات سفر کے لیے بطور قرض لے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دوں گا۔ چنانچہ جب جراح دربار خلافت میں

حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے‘ جراح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا‘ اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے‘ وہ آپ وصول کر لیجیے‘ امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم ماہ صیام کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں اس رقم کو اس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے وضع کرا کے ادا کر دیا۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی:

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور معزول کر دیا۔ اب انہیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ‘ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابومجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے‘ کمزور تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابومجلز کی گفتگو:

ابومجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس آئے‘ مگر آپ نے انہیں شناخت نہیں کیا‘ اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اٹھ کر چلے گئے‘ جب امیر المومنین نے انہیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے‘ اور پھر چلے گئے‘ امیر المومنین نے انہیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ ابومجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب انکار تعارف کے کیا معنی؟ امیر المومنین نے پوچھا اچھا کہیے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابومجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ہمسروں کے مقابلہ کے لائق ہیں‘ دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اسی کے ساتھ خود رائے ہیں‘ اور اگر کوئی ان کی مساعدت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے یہ تیار ہو جائیں۔

ابومجلز کی عبدالرحمٰن بن نعیم کے متعلق رائے:

امیر المومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم کیسے ہیں؟ ابومجلز نے کہا کہ وہ کمزور نرم دل آدمی ہیں‘ عیش آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص ان کے احکام کی بلا چون و چرا تعمیل کر دے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے۔

امارت خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم کا تقرر:

چنانچہ آپ نے انہیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبدالرحمٰن القشیری (از بنی اغور) کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ بنا دیا‘ اور باشندگان خراسان کے نام خط لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو تمہارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے‘ اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے‘ نہ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور نہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف تھا البتہ اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا۔ پس اگر یہ دونوں آپ لوگوں کے حسب مرضی کام کریں‘ تو آپ خدا کا شکر بجا لائیں‘ اور اگر یہ ایسے ثابت نہ ہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں‘ کیونکہ تمام طاقت اور قدرت صرف اسی کو حاصل ہے۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کو ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا کہ تم خلق اللہ کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے

متاثر نہ ہونا۔ کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اس کا حق اور بھی زیادہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا' اور نیز شفقت کرنا' جو امانت تمہارے سپرد کی جائے اسے پورا کرنا' اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اس سے بچ کر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اسی کے پاس جانا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کی خراسان و سجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخر القریشی کے ہاتھ بھیجا تھا' عبدالرحمٰن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے' اور ان کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا' اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمٰن خراسان کے گورنر رہے۔ رمضان ۱۰۰ ہجری میں مقرر ہوئے' اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ ہجری میں برطرف ہوئے۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

محمد بن علی بن عبداللہ:

اسی ۱۰۰ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیش' ابو عکرمۃ الراح (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور حیان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا' اس وقت جراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خراسان کا صوبہ دار تھا۔

محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اعانت پر لوگوں کو برانگیختہ کرو۔ چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے مل کر اور ان لوگوں کے خطوط لے کر جنہوں نے اپنی اعانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس واپس چلے آئے۔

محمد بن علی کی جماعت:

ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے مندرجہ ذیل بارہ بڑے مقتدر اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کر لی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن کثیر الخزاعی' لاہز بن قریظ التمیمی' قحطبہ بن شبیب الطائی' موسیٰ بن کعب التمیمی' خالد بن ابراہیم ابو داؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن شیبان بن ذہل' قاسم بن مجاشع التمیمی' عمران بن اسماعیل ابوالنجم خاندان ابو معیط کے آزاد غلام مالک بن الہیثم الخزاعی' طلحہ بن رزیق الخزاعی' عمرو بن اعین ابو حمزہ خزاعۃ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔

اسی طرح ستر اور آدمی منتخب کیے گئے جنہیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دیئے تاکہ وہ ان کے لیے سند کا کام دیں اور جو ہدایات ان میں مرقوم تھیں اس پر عمل کریں۔

امیر حج ابوبکر بن محمد وعمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبہ جات کے ناظم وصوبہ دار تھے جو سنہ ماقبل میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ مال گذاری کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۱ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا فرار:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قید سے نکل بھاگا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو دہلک لے جانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اس کے خاندان والے اسے چھڑا لے جانے کی کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے علیل ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔ مگر جب اسے امیر المومنین کی علالت کا علم ہوا تو اب اس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی' اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانہ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی بیوی کے رشتہ دار تھے' کیونکہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی ام الحجاج یزید بن عبدالملک کی بیوی تھیں اس لیے یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اسے قتل ہی کر ڈالوں گا' اس وجہ سے یزید بن المہلب یزید بن عبدالملک سے خوفزدہ تھا' اسی خوف کے مارے یزید بن المہلب نے اپنے موالیوں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لیے سواریوں کا انتظام کر دیں' چنانچہ انہوں نے اونٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی علالت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دیر سمعان میں بیمار پڑے' جب ان کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اونٹ منگوائے' اور جب اسے معلوم ہوا کہ ان کے آنے میں دیر ہے تو جیل خانہ سے نکل کر اس جگہ آیا جہاں کہ اس کے موالیوں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا' مگر اس جگہ آ کر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اس کے اور ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے۔ یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ تو کبھی نہیں ہوسکتا' میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی اثنا میں اونٹ آ گئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ محمل کے دوسرے حصہ میں اس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویۃ العامریۃ متعلقہ قبیلہ بنی بکا کی بیٹی بھی تھی۔

یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

شہر سے دور گزر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کروں کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا' اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوند! اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اس کے خیالات کو اسی پر پلٹ دے اور مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھ۔

ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک:

چلتے چلتے یزید مقام حفت الزقاق پہنچا' ہذیل بن زفر یہاں مقیم تھا اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے' جب یزید کا قافلہ ان کے

پاس سے گزرا تو ان لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا کچھ سامان اور کچھ شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے' مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو اپنے سامنے پکڑ بلوایا اور سفر کا سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب یا اس کے خاندان والوں میں سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑتے ہو یا تمہیں ان سے کوئی قصاص لینا ہے؟ بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص تو نہیں لینا' اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو' وہ بیچارہ جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا' جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے؟

واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ کر گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات:

اسی ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ نے انتقال کیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔

اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز جمعہ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں انتالیس سال اور کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

مدت خلافت:

ہیثم بن واقد کہتے ہیں کہ میں ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام وابق میں عمر بن عبدالعزیزؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے' چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز چہارشنبہ ابھی ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔ بیس روز علیل رہے' دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی' انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عمر:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے اس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ تھی' بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے' ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابوحفص کنیت تھی۔ ام عاصم حضرت عمرؓ کی پوتی اور عاصم بن عمرؓ کی بیٹی ان کی ماں تھیں' انہیں بنی امیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا۔

بنی امیہ کا اشج:

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمرؓ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی' اور جو روئے زمین کو عدل وانصاف سے پر کر دے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ انہیں ان کی ماں کے پاس لائے' ماں کی مامتا بری ہوتی ہے انہوں نے فوراً اپنے سینہ سے لگا لیا اور آپ کے چہرہ سے خون پونچھنے لگیں' اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آ گئے' اب ان کی ماں نے اپنے

خاوند کو بکنا جھکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا' اور کسی خدمت گار یا محافظ کو اس کے ساتھ نہیں کیا جو اس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے باپ کہنے لگے اے ام عاصم چپ بیٹھو تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا تمام خاندان بنی امیہ میں اشج ہے۔[1]

یزید بن مہلب کے نام فرمان:

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا:

''حمد و ثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔ نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اسے واپس لے لیا' انہوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو (اگر وہ اس وقت تک زندہ رہیں) اپنا جانشین چھوڑا' جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اس کا اٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے' اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد زر و زن کا شوق نہیں ہے۔ اگر یہ ہوتا تو جو اس سے پہلے مجھے میسر تھا وہی اس قدر ہے کہ روئے زمین پر اور کسی کو نہیں' میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا' اور باز پرس کی جائے گی' جو باتیں اللہ معاف کر دے' یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اب تم بھی بیعت کرو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر ابو عیینہ کی رائے:

جب یہ خط یزید کو ملا اس نے اسے عیینہ کو دیا۔ ابو عیینہ نے اسے پڑھ کر کہا کہ میں اس وقت سے اس کے حمایتوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی' ابو عیینہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اس کے خاندان کے پیشروں کی سی نہیں ہے یہ شخص ان کے طرز عمل پر کاربند نہیں ہونا چاہتا۔

خیر پھر یزید نے تمام باشندوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آ کر بیعت کی۔ بعد ازاں امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کر کے تم خود میرے پاس آؤ۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ عمل و علم دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں' تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لیے عمل کرو' کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گذری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں مگر ان میں عمل نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا علم ان کے لیے وبال جان ہو گیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمٰن کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کارروائیوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیتا۔

---

[1] اشج' اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر کسی زخم کی علامت ہو۔

سلیمان بن ابی السری کو ہدایات:

آپ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم اپنے ماتحت علاقہ کے تمام شہروں میں مسافروں کے لیے سرائیں بناؤ' جو مسلمان تمہارے علاقہ سے گزریں ایک دن اور ایک رات ان کی مہمانداری کرو'ان کی سواری کے جانوروں کو دیکھ بھال لو' اگر کوئی بیمار ہو تو دو دن اور دو راتیں اسے مہمان رکھو اور اگر اس کی سواری کا جانور ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس روپیہ نہ ہو کہ وہ دوسرا خرید سکے تو تم اپنے پاس سے اسے اس قدر دے دو کہ جس سے وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے۔

وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے شکایت:

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے ان سے کہا کہ قتیبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا' اب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجیے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایتیں پیش کرے۔ اگر ہمارا حق ہو گا تو ہمیں مل ہی جائے گا۔ کیونکہ ہمیں اس کی سخت ضرورت ہے۔ سلیمان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہوا۔

اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا فرمان:

امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے ان مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے ان پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے علاقہ سے بھی انہیں نکال دیا تھا۔ جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً ان کے فیصلہ کے لیے ایک قاضی مقرر کر دو' تا کہ وہ ان کی شکایتیں سنیں' اگر وہ حق پر ہوں تو تم انہیں ان کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تا کہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کے ان پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی الناجی کو اس معاملہ کے لیے قاضی مقرر کیا جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو' خواہ اس میں تجدید صلح ہو یا بزور شمشیر فتح حاصل کی جائے۔

اہل سغد کا فیصلہ:

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں' دوبارہ آتش جنگ و جدال مشتعل نہیں کرنا چاہتے۔ چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کر لیا' ان سے جو اہل الرائے تھے انہوں نے کہا کہ اب ہم عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں' ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں' انہوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے انہیں امان دے دی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ پھر لڑائی ہو گی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہو گی مگر بہر حال اگر ہمیں فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی عداوت ہم اور عربوں سے مول لیں گے' اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے چنانچہ ان لوگوں نے اسی حالت کو برقرار رکھا' اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی کا حکم:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ علاقہ ماوراء النہر میں جس قدر مسلمان ہیں انہیں مع ان کے اہل و عیال کے واپس لے آؤ مگر ان مسلمانوں نے واپس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مرو ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا' عبدالرحمٰن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دے دی' اس کے جواب میں امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا' اے اللہ جو مجھ پر فرض تھا وہ میں بجا لایا مگر

پھر بھی عبدالرحمٰن تم اب مسلمانوں کو لے کر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا' کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے انہیں دیا ہے' یہی ان کے لیے کافی ہے۔

عقبہ بن زرعۃ الطائی کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عقبہ بن زرعۃ الطائی کو جنہیں آپ نے قیشری کے بعد خراسان کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا' لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جن کے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی' صوبہ دار' قاضی' افسر خزانہ' اور چوتھا میں خود۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی صوبہ جات میں جو میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے' آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اسے حفاظت سے جمع رکھنے' اور وہاں کا خراج فوجی وملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو فبہا ورنہ مجھے لکھئے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجئے!

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے' بارگاہ خلافت میں اس کی اطلاع دی' وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جایا کرے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کوفہ کو لکھا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے نام فرمان:

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے' السلام علیکم۔ حمد وثناء کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سخت گیر اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کیے ہیں' حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے' سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کی روک تھام رکھنا' کیونکہ یہ کچھ چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے' غیر مزروعہ زمین پر وہ لگان مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص لگان غیر مزروعہ زمین کے لگان کی شرح سے کرنا۔ جو غیر مزروعہ زمین ہو اسے دیکھ کر اس کی حیثیت کے مطابق لگان لگانا۔ اور پھر اس کی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت رقبہ زمین سے صرف زر لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دل جوئی سے اور اس طرح کہ کاشتکار خوش رہیں' اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرو جس کے لیے کوئی خاص ضابطہ نہیں ہے۔ لگان تشخیص اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا اور نہ نوروز اور مہرجان کا نذرانہ لینا' نہ خطوط اور پٹہ رسانے کی اجرت لینا' نہ مکانات کا کرایہ' اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا' اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اس سے خراج نہ لیا جائے۔ ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو' کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے ان امور کا میں تمہیں منصرم مقرر کرتا ہوں' میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو نہ قتل کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے' اسے اخراجات حج کے لیے سو درہم پیشگی دے دینا۔ والسلام

وظائف کی تقسیم:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے منصب داروں کی اولاد کے مناصب مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ قرعہ ڈالا جاتا تھا جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اس کو سو درہم منصب مقرر ہوتا تھا اور جس کے نام قرعہ نہیں نکلتا تھا اس کے چالیس درہم ہوتے تھے۔ بصرہ کے تمام فقراء کے تین تین درہم مقرر کر دیے تھے' البتہ جو لوگ اپاہج اور معذور تھے ان کے پچاس پچاس مقرر کیے' دودھ چھوٹے

کے وقت سے منصب ایصال ہوتا تھا۔

اہل شام کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شائع کیا:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حمد و ثنا کے بعد آپ لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے' جو شخص موت کو اکثر یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے' اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آ کر رہے گی' وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ والسلام''

ابومجلز سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو:

ایک مرتبہ ابومجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لیے آپ ہمارے لیے نقد وجنس منگوائیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ ابومجلز تم نے تو معاملہ کو الٹ دیا۔ ابومجلز کہنے لگے' کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف ومناصب سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اس کا فائدہ آپ ہی لوگوں کو ہوگا' ابومجلز کہنے لگے کہ پھر اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہم نہ خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں' حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں اور دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زرخراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا' مگر جس دن یہ گفتگو ہوئی اسی رات آپ بیمار پڑے اور اسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عمارۃ بن اکیمۃ اللیثی نے جن کی کنیت ابوولید تھی اناسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی خطبہ:

مقام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا: ''آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائیں گے' آپ کے لیے ایک جاء بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیے نزول اجلال فرمائے گا' جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اس جنت الفردوس سے جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھاٹے اور نقصان میں رہا' کل قیامت کے دن صرف اسی شخص کو امان ملے گی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لیے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شے کے لیے بیچ ڈالا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ اسی طرح اور لوگ آ کر آپ کے جانشین ہو جائیں گے' یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا' یہاں تک کہ پھر سب کے سب اس ذات کی طرف عود کریں گے جو ہر شے کا بہترین وارث ہے' روزانہ صبح وشام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ معیاد زندگی پوری کر لیتا ہے اسے آپ زمین کے شگاف میں دفن کر دیتے ہیں' نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے لیے فرش بچھاتے ہیں' وہ متوفی اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق کر کے' زمین میں بود و باش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب وکتاب کا سامنا کرتا ہے' بس صرف اس کے اعمال اس کے لیے زررہن ہوتے ہیں' جو کام اس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں

ان کا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس سے بالکل بے پرواہ ہوتا ہے۔ اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے' خدائے برتر کی قسم ہے کہ جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کہہ رہا ہوں اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی شخص گنہگار نہ ہوگا' اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں' جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اسے مقدور بھر اس کے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی بات مجھے پیش آجائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کریں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا' اسی لیے میری زبان ان باتوں کو ادا کرتے ہوئے لڑکھڑاتی' مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون منضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہبری کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتا ہے''۔

اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اٹھالیا خود رونے لگے' روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رلا دیا۔ بعد ازاں منبر سے اتر آئے' اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

تعزیت نامہ:

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میر منشی قلم تراشنے لگا' امیر المومنین اس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب گھٹے ہوئے لکھے جاتے ہیں' اور میری طرف سے یہ لکھو:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! موت ایک ایسی شے ہے کہ جس کے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے' اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اس کا تذکرہ نہیں کیا کرتے''۔ والسلام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پند و نصائح:

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی ایسا نیک مشورہ دیا جو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں مفید ثابت ہو تو اس نے اپنی اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا' اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لیے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو' اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمہیں ساحل نجات پر پہنچانے والی ہے' ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی ہے' جس کا جتنا مقسوم ہے' وہ ضرور اسے مل کر رہے گا۔ اس لیے طلب رزق میں کوئی بدنما بات یا کوشش نہ کرنا چاہیے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے' جسے یہ میسر ہو اسے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے' سامنے دوزخ ہے' جو شے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہوگئی اس کا تو گویا کبھی وجود ہی نہ تھا' اور ہم سب کے سب بہت جلد مرنے والے ہیں' مرنے والے کی درگت تو خود دیکھ ہی چکے ہو' کہ حالت نزع کی تکلیف سے جب اسے نجات مل جاتی ہے اور اس روح جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا' پھر فوراً اسے گھر لے جاتے ہیں' اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے' اس کی تقسیم شروع ہوتی ہے' اب نہ اس کی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا' اب اس کا دروازہ ارباب غرض سے خالی نظر آتا ہے'

گویا کبھی وہ آبادیوں میں رہا بسا ہی نہ تھا' اس لیے اب اسی دن کے خطرات سے ڈرتے رہیے جس روز کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میزان عمل میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لی جائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔

امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بغیر اچھی طرح جانے بوجھے کوئی کام کرتا ہے' اس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے' اور جو شخص کہتا ہے اور پھر عمل سے اپنے کہے کی تائید نہیں کرتا اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں' دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے' اور مومن کی جائے بازگشت صبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اسے واپس لے لیا مگر اس کے معاوضہ میں اسے صبر دے دیا تو یہ صبر اس شے سے بہتر اس کا معاوضہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی:

﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

''صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے''۔

غیر مسلموں کے متعلق ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا' یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جس کے قائم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو' مگر اس کے ساتھ ہی نئے معابد نہ بنانے دینا۔ اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچ کر ذبح کو نہ لے جائیں اس کی بھی ممانعت کر دو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے' اور بغیر کسی عذر شرعی کے دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا۔

زوجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بے چینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرشد سے کہا کہ تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا۔ یہ حکم دے کر ہم وہاں سے چلے آئے' چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے سو رہے' دن چڑھے جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی' دیکھا کہ مرشد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا۔ مرشد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ تو باہر چلا جا کیونکہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے' میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

''یہ آخرت ہے' ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں نہ نمود چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور عاقبت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہی ہے۔''

میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں' آنکھیں بند ہیں اور روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

باب ۲

یزید ثانی بن عبدالملک

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان جس کی کنیت ابو خالد تھی' ۲۹ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

ابوبکر بن محمد کی معزولی:

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمٰن بن الضحاک بدھ کے دن ابھی ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا' اور اس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امارت مدینہ پر عبدالرحمٰن بن ضحاک کی تقرری:

ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمٰن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا' انہوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی' اس پر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے' میں اپنے گھر چلا گیا اور اس کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمٰن ایک منچلا نوجوان تھا' اسی اثناء میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمٰن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا' اور میں جانتا ہوں کہ اس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اس کا یقین ہو گیا۔ جو شخص میرے پاس یہ پیام لایا تھا میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بددیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے' اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بسے' جن کا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے' اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے ان کا نام لیتے ہیں' اگر برے تھے' برائی سے یاد کرتے ہیں' اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے' کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے۔

فہری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی طلبی:

غرضکہ اسی طرح ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے کہ اتنے میں بنی ازد کا ایک شخص اور دوسرا بنی بخار کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمٰن کے سامنے لائے' ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا' اور ابوبکر نے بخاری کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا' فہری نے بخاری اور ابوبکر کی حاضری کا مطالبہ کیا' اور عبدالرحمٰن نے ان دونوں کو سامنے بلوایا' اب فہری نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ابوبکر نے میرے اوپر ظلم کیا ہے کہ میری جائیداد کو میرے قبضہ سے نکال کر اس بخاری کے حوالے کر دی۔ اس پر ابوبکر نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں' کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے اور تمہارے خصم کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے استصواب رائے کیا اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ متنازع فیہ زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر ان کے حوالے کر دی جائے۔ میں نے تمہیں سعید بن المسیب رحمہ اللہ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی

جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت حقیقت کے لیے بھیج دیا تھا اور تم نے خود ان دونوں صاحبوں سے دریافت کرلیا تھا۔

فہری کہنے لگا کہ بے شک یہ ٹھیک ہے' مگر مجھ پر ان دونوں کے قول کی پابندی لازمی نہیں ہے' یہ مہمل جواب سن کر ابن الضحاک بہت خفیف ہوا' اور سب سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن الضحاک نے فہری سے کہا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم نے ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت کرلیا ہے اور پھر بھی تم اس زمین کا مطالبہ کرتے ہو' چلو یہاں سے تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم بڑے جھکی ہو۔

ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف شکایت:

مگر اب بھی ابوبکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا' اتنے میں ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابوبکر نے میرے دو حدیں لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے ان کا معاوضہ ابوبکر سے دلوائیے۔ یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا' کیونکہ اس شخص نے ہمارے خاندان والوں پر احسان کیا ہے اب یہ مناسب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بے جا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمہیں مدینہ کا والی مقرر کردوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسر اقتدار آ گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنے؟ اس پر یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اس معاملہ پر جس کی پاداش میں ابوبکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا دی تھی نظر ثانی کرو' اگر جرم بالکل ثابت وعیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا' اور اگر کوئی امر مشتبہ بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا' البتہ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بے شک ابوبکر سے اس کا عوض دلوانا۔

ابن حیان کا انتقام:

ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھ کر ابن الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہاری مقصد براری نہیں ہوسکتی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہاری حد لگوائی ہوگی؟ عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں' ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر پوچھے گچھے ایک ہی جگہ میں اسے دو حدیں لگوا دیں' اب ابوالمحزا ابن حیان اپنا عوض لے کر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتاتا ہوا واپس پلٹا' اور کہنے لگا کہ بخدا جس روز سے کہ ابن حزم نے میرے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا' البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی خوارج پر فوج کشی:

اسی سنہ میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔ ہم اس سے پہلے یہ بیان کرچکے ہیں کہ شوذب نے اپنی مخالفت کے وجوہ پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا' آپ کی وفات کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوذب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا علم تھا' اس لیے جب خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوذب نے قاصد کے

ذریعہ محمد سے پچھوایا کہ وقت معہود کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں عجلت کے کیا معنی؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پائی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آجائیں گے دونوں فریق جنگی کارروائیاں بند رکھیں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ ہم تمہیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی:

ابوعبیدہ کے ماسوا اور ارباب سیر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اس وقت خارجیوں نے یہ کہا' معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقض عہد انہوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے' بہر حال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان مصاف میں آیا' دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی' کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے' خارجی انہیں قتل کرتے ہوئے ان کے تعاقب میں چلے اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے' اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی' اس جنگ میں محمد بن جریر کے بھی چوتڑ میں زخم لگا۔

شوذب خارجی کے قاصدوں کی واپسی:

شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا' وہ دونوں آئے' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی ان کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ:

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید ہی کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا' اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا' طرفین میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلافت کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمہیں چھوڑ دے گا' جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے چھوڑ دیا تھا' خارجیوں نے اس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا' اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی' اس میں کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی۔ اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔

نجدہ اور شحاج کی خوارج سے جنگ اور شکست:

دوسری مرتبہ یزید نے نجدہ بن الحکم الازدی کو معتد بہ فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نجدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو ہزیمت دی۔ پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا' طرفین میں نامہ و پیام کا تبادلہ ہوا' جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ الیشکری بسطام کا چچازاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا' اور ابوشبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔

نجبہ بن عمر کی خوارج پر فوج کشی:

جب مسلمۃ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اس سے خطرہ لگا ہوا ہے آپ اس کا استیصال کیجیے' مسلمۃ نے نجبہ بن عمر الحرشی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اسے سردار

مقرر کر کے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔

شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے خطاب:

شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا' جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوج جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آ رہی ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص واصل بحق ہونا چاہتا تھا اس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے اور جو محض دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اس کے لیے ختم ہوگئی' بقاء دوام تو صرف عاقبت ہی میں نصیب ہوسکتی ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا' بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہوگیا تو اس نے اپنے آدمیوں کو ذرا سنبھالا اور ان سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہوئے شامیو! اسی طرح لڑو جس طرح کہ تم ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو۔

شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انہیں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا کہ کوئی تنفس ان میں سے نہ بچ سکا۔ شوذب جس کا نام بسطام تھا' اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر تلوار پیئے' جن میں الریان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا کڑکیت بھی تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

یزید بن مہلب کی بغاوت:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا۔ اور یزید بن ارطاۃ انفراری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے' اب اس ۱۰۱ ہجری میں جو کارروائیاں اس سے سرزد ہوئیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے' یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو' اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار رہو جاؤ' اور بصرہ میں جو اس کے خاندان والے ہوں انہیں قید کر دو۔

یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری:

عدی نے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مفضل' حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے' جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبدالملک بن مروان پر ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ لیتے چلیں' مگر اس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے کر چلے چلئے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجیے۔ یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانہ پہنچا تھا کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمۃ بن عبدالعزیز بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جا کر اس کا مقابلہ کرو' آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی:

ہشام تھوڑی دور چل کر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو فرمایئے کہ کیا اسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اس کا سر کاٹ لاؤں۔ عبدالحمید نے کہا جیسا تم چاہو۔

جن لوگوں نے اس کے اس دعویٰ کو سنا وہ اس پر تعجب کرتے تھے۔ ہشام کوفہ سے چل کر عذیب آیا۔ اس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا' مگر اسے اس پر بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چل دیا۔

جب یزید بصرہ کی طرف چل دیا تو ہشام اپنا سامنہ لے کر عبدالحمید کے پاس چلا آیا' مگر بصرہ میں عدی بن ارطاۃ نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھود لی تھی' اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کے لیے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی کو سردار مقرر کیا۔ عدی کا تعلق قبیلہ بنی فزارہ سے تھا۔

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہ آنے دوں گا' وہ فارس چلا جائے گا' وہاں سے اپنے لیے امان کا خواستگار رہے گا اور تمہارے قریب بھی نہ آئے گا' مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

محمد بن مہلب:

اب یزید جماعت کے ساتھ بصرہ پر بڑھا۔ ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں ڈھانپ رکھا تھا' محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا' کچھ دوسرے لوگوں' اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے موالیوں کا ایک دستہ مرتبہ کیا تھا۔ یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عدی بن ارطاۃ کے فوجی دستے:

عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا ان کے پانچ دستہ ترتیب دیئے ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر العتکی کو بنی ازد کے دستہ کا' محرز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا' اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بن قیس ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے' اس پر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا' عدی نے منذر بن الجارود کو عبدالقیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا' اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

قریش' کنانۃ' ازد' بجیلہ' خثعم' تمام قیس عیلان اور بنی مزنیہ اہل العالیہ کہلاتے تھے' کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے ان کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا' اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا' پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے بعد میں زیاد بن عیینہ نے انہیں ارباع کر دیا تھا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

جب یزید نے بصرہ پر بڑھنا شروع کیا تو جو رسالہ یا قبیلہ اس کے سامنے آتا تھا وہ اس کے گذرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا۔ البتہ مغیرہ بن عبداللہ الثقفی نے رسالہ کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا' مگر محمد بن المہلب نے اپنے رسالہ کی مدد سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آ کر اترا۔ تمام لوگ اس سے آ کر ملنے لگے' عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو' میں بصرہ کو تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں' اور یزید بن عبدالملک سے اپنے حسب منشا مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دوں گا مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کر دیا۔

یزید بن مہلب کی جانب اہل بصرہ کا رجحان:

حمید بن عبدالملک بن المہلب یزید بن عبدالملک کے پاس گیا' یزید نے خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اس کے خاندان والوں کو وعدۂ امان دے کر حمید کے ساتھ بھیجا' اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ملنے آتا تھا اسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا۔ اس طرح تمام لوگ اسی کی طرف جھک پڑے۔

عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

چونکہ عدی بن ارطاۃ نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اس کے چچازاد بھائی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی یزید بن المہلب سے آملا' اسی طرح بنی ربیعہ' تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جن میں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ یزید بن المہلب سے آملے۔ اس کے علاوہ سے بھی یزید کے ہمراہ شام کے بھی کچھ لوگ تھے' یزید کی اسی سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمہیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں' یہ تو اب لے لو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئے گا دیکھا جائے گا۔

یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ:

عمر بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے طرفداروں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکل کر مربد میں مورچہ زن ہو گئے۔ یزید بن المہلب نے ان کے مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام ذارس کو بھیجا۔ ذارس نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک معتدبہ جمعیت آ گئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا (یہ مقام اس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا) یہاں بنی تمیم' قیس اور اہل شام اس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہوا' محمد بن المہلب نے ان پر حملہ کیا' مسور بن عباد الحبطی پر تلوار کا وار کیا' تلوار خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اس کی ناک تک اتر گئی' محمد نے ہریم بن ابی طہمۃ بن ابی نہشل بن دارم پر حملہ کر کے اسے اس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر آ رہا۔ اس وقت محمد نے اس سے کہا تیری حالت پر افسوس ہے تجھ سے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے۔ اس کے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگے' یزید ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا' اور یہاں ان سب کا صفایا کر دیا۔ اب عدی خود قلعہ سے نکل کر مقابل ہوا۔ یہاں اس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو ہشام کے عمائدین میں سے تھا' اور حجاج کا ایک بہادر

سردار تھا کام آیا۔ موسیٰ بن وجیہہ الحمیری ثم الکلاعی اور راشد المؤذن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے طرف دار شکست کھا کر بھاگے۔

یزید بن مہلب کے بھائیوں کی احتیاطی تدابیر:

جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے' حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں اور تیر قلعہ میں آ کر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائی بندوں سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ کر گر رہے ہیں اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں' جس کے یہ ہی معنی ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی ہے' اس لیے اب مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ قبل اس کے کہ یزید ہمیں آ کر اس زندان بلا سے رہائی دلائے عدی کے ہمراہی عرب اور شامی ضرور ہمیں آ کر قتل کر ڈالیں گے' اس لیے فوراً دروازہ بند کر دو اور اس پر کپڑے ڈال دو۔

سب نے مل کر اس تجویز پر عمل کیا' تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار' ابن عاصر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستہ کا سردار اپنے دستہ فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا مگر یہاں مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا۔ یہ دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دوازے سے اڑا دیا تھا اور سب کے سب ان پر ٹیکہ دیئے انہیں روکنے کے لیے تیار تھے۔ حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی' اتنے میں یزید کے طرف دار وہاں پہنچ گئے' اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر چلتے بنے۔

عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری:

مہلب سالم بن زیاد بن ابی سفیان کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقع تھا آ کر مقیم ہوا' اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں' مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاۃ کو یزید کے سامنے لایا۔ عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا یزید نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمہیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا نہ چاہیے' ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اس طرح تم نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا جس طرح کہ عورت اپنے تئیں کسی کے سپرد کر دیتی ہے' دوسرے یہ کہ تم اس طرح میرے سامنے کھینچ کر لائے گئے ہو جس طرح ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدۂ امان بھی نہیں کیا' اس لیے تم ہی بتاؤ کہ میں تمہارے قتل کرنے سے کیوں باز رہوں؟

عدی بن ارطاۃ اور یزید بن مہلب کی گفتگو:

عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضہ قدرت میں ہوں' مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری ہلاکت اس شخص کی ہلاکت کی باعث ہوگی جس کا ہاتھ مجھ پر اٹھے گا۔ شام کے مجاہدین کی قابلیت سے آپ خود ہی واقف ہیں' اور ہر ایک بغاوت یا شورش کے موقع پر انہوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اسے بھی آپ خوب جانتے ہیں۔ اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کر لیں' قبل اس کے کہ سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کر دے آپ اپنی لغزش کے خطرات سے بچ سکتے ہیں' مگر اس کے بعد اگر آپ اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور خواستگار معافی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست رائیگاں جائے گی' البتہ اگر اس کے پہلے ہی آپ کوئی کارروائی کریں گے تو وہ آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں دریغ نہ کریں گے۔

یزید نے کہا تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دے' اور تمہارا یہ کہنا کہ میری موت کا خمیازہ ضرور اس شخص کو بھگتنا پڑے گا جو اس کا ارتکاب کرے گا' تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ہاتھ میں اس وقت دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں' اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کر ڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انہیں دہشت ناک معلوم ہوگی' اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آ جاؤں اور پھر اپنے فائدے کے لیے انہیں کٹوانا چاہوں' ان کے خزانوں پر قبضہ کر لوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے تفویض کر کے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور ان امور کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ایسا کر دیں گے' تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انہیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے تو وہ تمہاری مطلقاً پروا نہ کریں گے' اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اس سے انہیں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس وقت وہ نہ تمہیں یاد کریں گے اور نہ تمہاری پروا کریں گے۔ تمہارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کر لو اور معافی چاہو اور ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو' اس سے تم نے خود اپنی عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے۔

عدی بن ارطاۃ کی اسیری:

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ' جب لوگ اسے تھوڑی دیر تک کے لیے اس کے سامنے سے ہٹا لے گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمہیں قید کیے دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ نہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور ان پر سختیاں کی تھیں' اور باوجودیکہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں' انہیں کم کر دو مگر تم نے مطلقاً اس پر کان نہ دھرے بلکہ اس کے خلاف ہی کرتے رہے۔

اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہوگی کہ میری جان بخشی کر دی گئی اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا امتنان کے لہجہ میں ذکر کرتا۔

سمیدع الکندی خارجی:

اسی دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیدع الکندی متعلقہ قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہو گیا تھا سر اٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بستہ ہیں اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہو لیا' اسے دیکھ کر طرفین کے بعد لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کرے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

سمیدع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد:

یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اسے اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہو گیا' یزید نے اسے ابلہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہو گئی' خوشبو لگاتا' عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا' لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا' یزید بن المہلب کو جب فتح

ہوگئی تو بصرہ میں قبائل قیس' اور تمیم کے جو جو سر برآوردہ لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن محمد عبدالرحمٰن کے پاس کوفہ چلے گئے' اور بعضوں نے شام کا رخ کیا اور مالک بن المنذر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جن کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا' اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی جس کی وہ خواہش کرے منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جارہے تھے۔

حواری بن زیاد:

حواری ان دونوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ' حواری نے جب دیکھا کہ حمید بن عبدالملک بھی ان کے ہمراہ ہے انہیں ایک طرف کو لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو' دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جارہے ہیں اور جو وہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب نہ تم کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا موقع رہا اور نہ اسے تمہارے ساتھ' اس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے' بہت سوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے۔ اس لیے آپ دونوں واپس چلے جائیں۔

مسلم بن عبدالملک باہلی:

ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبدالملک تھا راستہ سے گذر رہا تھا مگر وہ ان دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں' اور گزرتا ہوا چلا گیا۔ ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ نہ ٹھہرا اس پر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹا لاؤ اور سو کوڑے لگاؤ' مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو' مگر یہ امید کی کہ وہ خود واپس آئے گا۔

حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف سے چلتا بنا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لے کر آئے' اس پر حمید نے کہا کہ میں خدا کا واسطہ دلا کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کیجیے' یزید بن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے بہ خوشی قبول کر لے گا' اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں' آپ خدا کے لیے اس کے کہے کو یاد نہ کیجیے' مگر ان دونوں نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اسے لا کر عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی یزید بن عبدالملک سے درخواست:

اس عبدالرحمٰن بن سلیمان کو یزید بن عبدالملک نے خراسان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی عاملی پر ترجیح دیتا ہوں' میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا' آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجیے۔ عبدالرحمٰن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور خالد بن یزید کی گرفتاری:

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمال بن زحر الجعفی کو اچانک

جا کر گرفتار کر لیا یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے' البتہ اس عداوت سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی۔ عبدالحمید نے انہیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے ان سب کو قید کر دیا' مرتے دم تک انہیں رہائی نہ ملی۔ یہ لوگ جیل ہی میں راہی ملک عدم ہو گئے۔

قطامی بن الحصین:

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو تسلی دلا دیں' خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناصب و وظائف میں زیادتی کر کے انہیں ممنون بنائیں' ان لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اس کی تعریف میں چند شعر کہے' اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا' کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقر چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر منافی ہے۔

یزید بن مہلب کا حیرہ پر قبضہ:

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے ان سے پہلے پہنچ کر حیرہ پر اپنا تسلط جما لیا۔ بعدازاں جب مسلمۃ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ پر بڑھی' اور انہوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیش قدمی شروع کی' تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید بن المہلب کے احاطہ اطاعت میں آ گئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے عمال اہواز' فارس اور کرمان بھیجے۔

مدرک بن مہلب کی پیش قدمی:

کرمان پر ایک زمانہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی عامل تھا۔ یہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس چلا آیا تھا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا عامل تھا' مگر صرف امام تھا' بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن القشیری کو محکمہ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔ جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمٰن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آ رہا ہے' یہ تمہارے آپس میں جنگ کرانا چاہتا ہے' حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و یک جہتی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم اور بنی ازد:

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ ان کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو ان کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی جا لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ بنی تمیم نے ادھر ادھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ مگر پھر دوسرے ازدیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں

سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو اس کے سوا اور کیا تمہارا مقصد ہو سکتا ہے۔

بنی ازد کی مدرک ابن مہلب سے گفتگو:

اس گفتگو کے بعد بنی ازد آگے بڑھ کر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقی ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں۔ آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں اگر اللہ نے انہیں غلبہ دیا تو ہم تو دل سے یہ ہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے کیونکہ آپ ہمارے مرشد زادے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدانخواستہ اس کے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اس صورت میں بخدا اس بات سے آپ کو بھی کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے واپسی کا مستقل ارادہ کر لیا۔

یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب:

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا۔ اور اہل شام سے جہاد کے لیے آمادہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ دونوں جامعہ بصرہ میں داخل ہوئے حسن رحمۃ اللہ علیہ میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی شناسا نظر نہیں آتا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ "بخدا یہ حد سے گزرنے والے استبدادیوں کا جتھا ہے"۔

یزید بن مہلب کی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت:

ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے میں نے سنا کہ یزید وہی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کر رہا تھا حسن رحمۃ اللہ علیہ سے رہا نہ گیا اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں حیثیتوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیے تمہارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا مگر وہ ان سنی کر کے تقریر کرتا رہا۔

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو! تم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو بخدا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے بعد سوائے ان ایام کے اپنے وقت پیدائش سے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہوں گی اور نہ ہم نے سنیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں۔ تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے نشانات علم لیے نیزے بلند کیے یزید کے استقبال کے لیے اس کی آمد کے منتظر تھے جب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ادھر سے گزرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی سنت کی طرف بلا رہا ہے اس پر حسن بصری کہنے لگے یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انہی لوگوں کی جو تمہارے سامنے استادہ ہیں گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لے جاتا

تھا اور ان کو قتل کر کے خاندان امیہ کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا' آج وہ چونکہ ان سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا' اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں ان کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی ان کی مخالفت کرو۔ یہ بیوقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں' حالانکہ ان دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیے' کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قید خانہ میں ڈال دیا جائے' جس میں صاحب موصوف نے اسے قید کیا تھا۔ یزید کے طرف داروں میں سے جنہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سنے' ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوسعید! تم شامیوں سے خوش ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے' کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال کر لیا' اور تین شب و روز ان کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیے انہیں مباح کیا' جو نیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لے گئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے پھر خود خانہ کعبہ تک کو جا کر منہدم کر دیا' اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نذر آتش کر دیا۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو' اور جہنم نصیب ہو''۔

یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت:

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا' اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لے کر واسط آیا' جب واسط کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمہارے مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں' اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلیے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں ہو لیں اور خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔

یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بن کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ:

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقہ عمل جس پر آپ کو کاربند ہونا چاہیے تھا اس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی' میں نے اسی وقت آپ سے باصرار کہا تھا کہ آپ رسالہ کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر سرکردگی کوفہ روانہ کیجیے تاکہ آپ اس پر بھی قابض ہو جائیں' اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کی معیت میں اس کے قریب سے گزرے تب بھی وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکا' تو اس رسالہ کا کیا مقابلہ کرتا۔ اس طرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سربرآوردہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے' مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا۔

حبیب کی جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی تجویز:

اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کیے دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت رسالہ کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجیے تاکہ یہ رسالہ شامیوں سے پہلے وہاں پہنچ کر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائے اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیش قدمی کیجیے۔ اس طرح جب شامی آپ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارہ نہ کریں گے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو یونہی چھوڑ دیں' وہ ضرور جب آپ پر بڑھیں گے تو پہلے قلعے کی فوج کا محاصرہ کریں گے۔ تو گویا یہ جماعت انہیں وہیں روک لے گی' پھر آپ ان پر پیش قدمی کیجیے گا۔ اس اثناء میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے۔ اس طرح آپ کو یہ موقع ہمدست ہو جائے گا۔ کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد رقبہ ملک میں نبٹ لیں گے اور گویا سارا عراق آپ کی پشت پر ہوگا۔ مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں' یزید چند روز واسط میں مقیم رہا۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک وعمال:

اس سال عبدالرحمٰن بن الضحاک بن الفہری امیر حج تھا' یہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا عامل تھا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کا عامل تھا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کوفہ کا عامل تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے۔ بصرہ پر یزید بن المہلب نے قبضہ کر لیا تھا' عبدالرحمٰن بن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

۱۰۲ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کی عقر میں آمد:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عباسؓ بن الولید عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک کو یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا' اور نیز اسی سنہ کے ماہ صفر میں یزید بن المہلب قتل ہوا۔

جب یزید بن المہلب' عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے واسط سے روانہ ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا جانشین مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا بیش قیمت مال واسباب اور جنگی قیدی' اس کے تفویض کر دیئے' اور اپنے بھائی عبدالملک کو اپنے آگے روانہ کیا۔ ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط سے آگے بڑھا' نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گزرتا ہوا عقر پہنچا۔

دوسری جانب سے مسلمۃ دریائے فرات کے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا' یہاں اس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط نامی ایک موضع کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

معرکہ سوراء:

یزید نے اس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا' مقام سوراء پر عباس بن الولید نے اس کا مقابلہ کیا' حریفوں ... اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی' اب لڑائی شروع ہوئی بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ انہیں سامنے

سے ہٹا دیا' عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک کافی جماعت تھی جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے' ان میں ہریم بن ابی طہمۃ المجاشعی بھی تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی شکست وفرار:

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبدالملک کی فوج نے انہیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمۃ نے انہیں للکارا' اور کہا اے شامیو! اللہ سے ڈرو۔ بھلا اس طرح تم ہمیں دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو۔ اس پر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں' آپ کسی خطرہ میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسی طرح پلٹ جاتے ہیں' آپ کو ابھی مدد پہنچتی ہے' چنانچہ پھر شامیوں نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبدالملک کی فوج کو شکست دی' اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔

اس جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام نتوف کام آیا' اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبدالملک بھی کام آئے' ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی مراجعت عقر:

اس شکست کے بعد عبدالملک اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا' یزید نے عبداللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی' اب اس کے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا۔ عبداللہ بن حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا' اور اس نے اپنے گرد خندق کھود لی۔

مسلمۃ نے دریا کے پانی کو ان کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمر والحرشی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح ان کی طرف دریا عبور کر کے گیا' اور ان کے مقابل خیمہ زن ہو گیا۔

مفضل بن مہلب کی سپہ سالاری:

کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے' اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے۔ یزید نے ان کوفیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا' بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔ کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم وعد ہمدان ان پر حنظلہ بن عتاب بن ورقاء التمیمی کو سردار مقرر کیا اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔

علاء بن زہیر کا بیان:

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا' کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہوں گی؟ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں۔ اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑے' میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار چہرے درج ہیں' مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش! ان کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا ہمیں جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑیں گی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئیں گے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زردٹڈی یعنی مسلمۃ بن عبدالملک' اور ناقہ ثمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنی عباس بن الولید (عباس نیلگوں چشم' سرخ رنگ کا آدمی تھا' اس کی ماں ایک رومن تھی) جس کو کہ سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے' مگر میں نے اس کے بارہ میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا اس پر اسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا' ہاں اب تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں ان کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر ادھر آوارہ گرد پڑا پھروں' حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے باشندوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئیں گے تو بھی میں میدان جنگ سے اس وقت نہ ہٹوں گا جب تک کہ کلیتہً میرے یا ان کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اس تقریر پر اس کی فوج نے کہا' مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ مبادا آپ بھی ہمیں اسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا تھا۔ اس پر یزید نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے تو اپنے مواعید کو پس پشت ڈالا' اپنی عزت کو رسوا کیا' اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی میعاد زندگی سے زیادہ زندہ رہتا یہ کہہ کر یزید منبر سے اتر آیا۔

عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

عامر بن العمیثل الازدی جس نے کچھ جمعیت بھی اکٹھی کر لی تھی' یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط:

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے:''کہ ہم سب کلام پاک اور سنت رسول ﷺ پر عمل کریں گے' فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کرے گی نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کی جائے گی' جو ان شرائط کو قبول کر لے ہم اس کی بیعت لے لیں گے' اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اس سے لڑیں گے اور اللہ کو اپنے اور اس کے درمیان حکم بنائیں گے' ان الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپ کو منظور ہیں' جو شخص انہیں مان لیتا اس سے بیعت لے لیتا۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

اس وقت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ پر پڑاؤ کیا' اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں ان کے کنارے توڑ وا دیئے۔ اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہو گیا' تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے۔ علاوہ بریں عبدالحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دیئے تاکہ کوئی کوئی یزید کے پاس نہ جا سکے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی کمک:

نیز عبدالحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمۃ کی امداد کے لیے بھیجی' مسلمۃ نے اس فوج کی بہت آؤ بھگت کی' ان کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور پھر کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لیے آئی ہے۔ عبدالحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی' اس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف الازدی

کے زیر قیادت مسلمۃ کے پاس بھیج دی' جب سبرہ مسلمۃ کے پاس آیا مسلمۃ نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اس خاندان کا شخص ہے کہ جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے' اس لیے ہماری فوج میں اس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کر دیئے جائیں۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی معزولی:

مسلمۃ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیج کر معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامۃ) کو کوفہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

یزید بن مہلب کا شبخون مارنے کا قصد:

اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے سرداروں کو مشورہ کے لیے بلایا' اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی مسلمۃ پر شب خون مارنے کے لیے علیحدہ کر دوں' اور ان لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ نمدے' کوڑا کرکٹ اور زینیں لیتے جائیں' اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اسے پاٹ دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اس کے اصل لشکر گاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں' اس اثناء میں میں کچھ اور فوج بھی ان کی امداد کے لیے بھیج دوں گا' صبح تک وہ اسی طرح دشمن سے گتھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر میں خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس سے دو دو ہاتھ کرلوں گا' اس طرح مجھے توقع ہے کہ خداوند عالم مجھے فتح دے دے گا۔

سمیدع خارجی کی مخالفت:

سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دی تھی' اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے' لہٰذا اب ہمارے لیے تو یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سے کوئی دھوکا کریں۔ ہم نہ ان سے بدعہدی کریں گے اور نہ کوئی اور برائی تاوقتیکہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں' اس پر ابورؤبہ نے جو مرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا' اور اس وقت بھی اس کے پیرو اس کے ہمراہ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے یزید نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو۔ کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جب تم سے انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمہاری ان باتوں کو منظور کرتے ہیں تو ان کا دلی منشاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار و جبروت کی مدد پر جو کچھ کریں گے وہ وہی ہوگا جس کے متعلق آپ کہیں گے یا جس کی آپ کو دعوت دیں گے' بلکہ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے روک دیں' اور پھر خود جس طرح مکر و فریب سے چاہیں کام کریں۔ اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ ہونے دیجیے کہ وہ اپنے مطمع نظر کو آپ سے پہلے پہنچ جائیں اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں' بلکہ اس سے پہلے ہی آپ ان کے خلاف کارروائی شروع کر دیجیے۔ مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس زردٹڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔

خارجیوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اس وقت تک ان کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنے اس وعدہ سے جو انہوں نے ہم سے کیا ہے پھر نہ جائیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یزید بن مہلب کے خلاف طرز عمل:

مروان بن المہلب جو اس وقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے لیے خلاف جنگ کرنے کے لیے ابھارتا تھا اور ان کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اس کے مقابلہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ عبدالحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے پیروں کو قابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو' اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو' جلد چلے جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کی خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو' دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا' جو فتنہ اٹھتا ہے اس میں مقررین' شعراء' ناتجربہ کار اور اہل نخوت وغرور بیشتر شریک ہوتے ہیں' اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں۔ ایک تو وہ جو بالکل گمنامی میں ہو' دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے۔ اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو تو اسے لازم ہے کہ حق کو اختیار کرے اور ان لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے دست وگریبان ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اور جو شخص کہ ایک مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کردے جس کے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں تو اس کا تو کیا ہی کہنا ہے' وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی' جسے بڑا اجر ملے گا' اور فردائے قیامت اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اس کی جائے بازگشت اعلیٰ ہوگی۔

مروان بن مہلب کی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکی:

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ اور لوگوں کو سعی اور اجتماع کے لیے کہتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بڈھا (ان کا نام نہیں لیا) لوگوں کو روکتا ہے' حالانکہ اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر اس کا پڑوسی اس کی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا۔ کیا وہ اس وجہ سے کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں انہیں دور کرنا چاہتے ہیں' ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو برا سمجھتا ہے' بخدا! یا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور ابلہ کے نکموں اور فرات وبصرہ کے دہقانیوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے' کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے ان پر کوئی احسان کیا ہے' ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بری طرح خبر لوں گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے متبعین کو تلقین:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے برا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے' مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں اسے خود میں کروں' میں تو تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہو' اور پھر میں خو

یہ چاہوں کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو' یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

متبعین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر سختیاں:

مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اس نے پیروان حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر سختیاں کیں' انہیں ڈرایا دھمکایا تلاش و جستجو رکھی' آخر کار وہ لوگ تو منتشر ہو گئے' اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے' مگر مروان بن المہلب نے بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی' آٹھ روز تک تو یزید اور مسلمۃ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے۔ آخر کار ۱۴/صفر یوم جمعہ کو مسلمۃ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے دستہ اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پل جلا ڈالو۔ وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کی جنگی ترتیب:

اب مسلمۃ میدان جنگ میں آیا۔ پہلے اس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انہیں لے کر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا۔ مسلمۃ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کو' میسرہ پر ہذیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر' اور سوید بن قعقاع التمیمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمۃ ہی تھا۔

یزید بن مہلب کی صف بندی:

یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں' اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کر دیا۔ مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے اور مفضل ہی ان کا سردار تھا' نیز اس کے ہمراہ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی' اور یہ عباس بن الولید کے متصل متعین تھی۔

محمد بن المہلب اور حیان النبطی کا مقابلہ:

غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی مبارزت کے لیے میدان میں آیا' جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا' تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے باہر آیا اور اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا' جس پر وہ فولادی دستانے چڑھائے ہوئے تھا۔ مگر تلوار ان کی آہنی دستانوں کو قطع کرتی ہوئی کف دست تک جا اتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا۔ اب محمد سامنے آ کر اس پر تلوار مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہی تجھ پر زیادہ دلیر ہے' اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار:

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اس میں آگ لگا دی' جس سے دھوئیں کا ایک بادل اٹھا۔ فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو چکی تھی' مگر ابھی اس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور ان سے کہا گیا کہ پل جلا ڈالا گیا ہے' یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے' یزید کو جب اس ہزیمت کی اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے؟ ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی سخت نہیں ہوئی تھی کہ اس سے بھاگتے' مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا ڈالا گیا ہے اس لیے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے' تو کہنے لگا کہ خدا ان کا برا کرے ان کی مثال مکھیوں جیسی ہے کہ

دھوئیں کے ساتھ ہی اڑ جاتی ہیں۔ اب خود یزید اپنے خاص دوستوں' رشتہ داروں اور موالیوں کو لے کر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اس کے چہرہ پر ضربیں لگاؤ۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی' اور اس طرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے' اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انہیں جانے دو' کیونکہ مجھے خدا سے یہ توقع ہے' کہ دوبارہ اب کبھی ایسا موقع نہیں آئے گا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں' انہیں جانے دو' اللہ ان پر رحم کرے' ان کی مثال ان بکریوں کے گلے جیسی ہے۔ جس کے چاروں طرف بھیڑیئے ڈوڑ رہے ہوں' مگر خود یزید کو بھاگنے کا خیال تک نہ تھا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو:

مقام عقر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اس کی ماں زہرقان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے' اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا:

ان بنی مروان قدباد ملکھم　　　فان کنت لم تشعر بذالك فاشعر

ترجمہ: ''کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے''۔

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے' اس پر یزید بن الحکم نے یہ دوسرا شعر پڑھا:

فعش ملکاً او مت کریماً و ان تمت　　　و سیفك شھور بکفك تعذر

ترجمہ: ''بادشاہ بن کر جی یا عزت سے جان دے' اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھیں گے بلکہ تجھے معذور سمجھیں گے''۔

اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ ''ہاں! شاید یہ ہو جائے''۔

یزید بن مہلب اور سمیدع کی گفتگو:

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اس کی ہزیمت خوردہ فوج اس کے سامنے آئی تو اس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمہاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا' میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا۔ سمیدع نے کہا کہ بے شک آپ ہی کی رائے درست ہے' میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں' جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجیے۔ اس پر یزید نے کہا اب کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر پڑوں۔ چنانچہ یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر پڑا' اور اسی وقت کسی آنے والے نے اسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔

یزید بن مہلب کی پیش قدمی:

زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی' اسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزہ نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے' پس اب آگے بڑھو۔ اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں'

چنانچہ جو لوگ لڑنا نہ چاہتے تھے۔ وہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے' اور وہاں سے کھسکنے لگے' مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی۔

ابورد بتہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ:

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی' شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو انہیں پیچھے دھکیل دیا' یا اگر پیدل فوج سے اس کا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اس سے اور اس کے ہمراہی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لا کر کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اسی اثناء میں ابوردبتہ المرجئی نے یزید کو آ کر کہا کہ تمہاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جا رہی ہے' ساتھ ہی اس کے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتا دیا' اور اس لیے اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسط واپس چلئے' واسط ایک قلعہ بند مقام ہے وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجیے۔ اس اثناء میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائے گی' مزید احتیاط کے لیے اپنے گرد خندق بھی کھدوا لیجیے گا۔

یزید نے یہ تقریر سن کر کہا: ''خدا تیرا برا کرے' مجھ سے تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں''۔

اس پر ابوردبتہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے (اس کی طرف اشارہ کر کے) کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں' یزید نے کہا کہ میں ان کی بالکل پروا نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے' اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد یزید نے اعشیٰ کے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔

سمیدع اور محمد بن مہلب کا قتل:

یزید اپنے ایک سرنگ ٹٹو پر سوار مسلمۃ کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو مسلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تا کہ اس پر سوار ہو جائے' مگر اسی اثناء میں شامیوں کے رسالہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ یزید اور اس کے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقعہ پر مارے گئے۔

قحل بن عیاش کا یزید پر حملہ:

قبیلہ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلبی کے ایک شخص قحل بن عیاش نامی نے جب یزید کو دیکھا تو کہا' اے شامیو! بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا' مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں' اس لیے اگر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تا کہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔

یزید بن مہلب کا قتل:

اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں' چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی' مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قحل بن عیاش میں صرف رمق باقی ہے۔ مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ اسی طرح اس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے بھی یزید نے قتل کر ڈالا۔ جب مسلمۃ قحل بن عیاش کے پاس سے گزرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

یزید بن مہلب کے سر کی شناخت:

بنی مرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا' جب اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اس نے کہا نہیں' جب یہ سر مسلمۃ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اسے شناخت کر سکا اور نہ اس سے انکار کر سکا' اس پر حواری بن زیادہ بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوایئے تا کہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے۔ جب ایسا کیا گیا تو مسلمۃ نے اسے شناخت کر لیا' اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ہاتھ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفضل بن مہلب کی شجاعت:

ثابت بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگر چہ یزید قتل اور اس کی فوج شکست کھا چکی تھی' مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے۔ وہ ایک پستہ قد مضبوط ٹٹو پر سوار تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے آگے ایک گروہ تھا' جو زرہیں پہنے ہوئے تھے' اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا جو دستہ سامنے تھا وہ اس کے لیے راستہ صاف کر دیتا تھا' شامی اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ یہ اپنی جماعت کو لے کر بڑھتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آ کر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا' جس شخص کو میدان جنگ سے روگرداں دیکھتا اسے اشارے سے باز رکھتا تا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہی خیال اسے رہے۔

مفضل کی بنی ربیعہ کو حملہ کی ترغیب:

تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح لڑتے رہے۔ میں نے عامر بن العمیثل الازدی کو دیکھا کہ رجز یہ شعر پڑھتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے' تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح اور شمشیر زنی کرتے رہے کہ اس کے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ کچھ ایسے زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے' بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھ کر مفضل تلوار لے کر ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو' جوابی حملہ کرو' بخدا! تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمہاری عادت ہے' تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بری مثال نہ پیش کرو۔ میں تم پر سے قربان ہو جاؤں' تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ۔

مفضل کی مراجعت واسط:

غرضیکہ اس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اس کے پاس آ گئے' اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لیے ایک جا جمع ہو گئے' مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آ کر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں' یزید' حبیبؓ اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی' اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا۔ یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے' اور مفضل نے بھی واسط کا راستہ لیا۔

اسیران جنگ کا قتل:

راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا' اور بہترین

اسلوب پر فوج کا انتظام اور اس کی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اس پر ایک دیوار ہے اور اس دیوار پر کچھ لوگ تیرانداز کھڑے ہیں۔ چونکہ میں اس دستہ فوج میں تھا جن کے گھوڑوں پر فولادی زرہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس لیے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر گراں گزر رہا تھا۔ جیسے ہی میں ان سے آگے نکل گیا' اپنے گھوڑے سے اتر پڑا' اور اس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اس جھول کو اتار ڈالا' اب شامیوں نے آ کر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا' یہاں ابورد یہ صاحب المرجبہ دن کے کچھ عرصہ تک ان کی روک تھام کرتا رہا۔ اس طرح یزید کی فوج کا بیشتر حصہ لشکر گاہ سے صحیح وسلامت واپس جا سکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے' مسلمۃ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے انہیں قید کر دیا۔ عریان بن الہیثم محمد کا کوتوال تھا' یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو کو لکھا کہ ان قیدیوں کی گردن مار دو' اس پر محمد نے عریاں سے کہا کہ انہیں بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے' اور کہنے لگے کہ چونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ منہ پھیرا اور بھاگے' اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجیے۔ عریاں نے کہا اچھی بات ہے' خدا کا نام لے کر انہیں کو سب سے پہلے باہر نکالو۔ چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ چبوترہ پر لائے گئے' عریاں نے قاصد کے ذریعہ ان کے قتل کے لیے نکالے جانے اور جو بات انہوں نے کہی تھی اس کی اطلاع محمد بن عمرو کو کی محمد نے انہیں قتل کا حکم بھیج دیا۔

محمد بن عمرو کا حکم امتناعی:

ابوعبداللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے' افسوس ہم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریاں ان کے قتل سے فارغ ہوا تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا امتناعی حکم پہنچا' مگر اب کیا ہوسکتا ہے' حاجب بن ذیبان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ خود عریاں ان کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ان کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر جب کہ خود انہوں نے کہا کہ ہمیں سے ابتداء کی جائے میں مجبور تھا کیا کرتا' جب میں نے انہیں باہر نکالا تو میں نے ان کی اطلاع اس شخص کو دی جو ان کے قتل پر مامور تھا' ان کی توجیہہ قابل پذیرائی نہیں ہوئی اور اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' مگر بخدا! اس میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے۔ اگر اس پر انہوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں' اور نہ میں اسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

پچاس قیدیوں کی جاں بخشی:

اب مسلمۃ نے حیرہ میں آ کر قیام کیا' یہاں اس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے' یہ قیدی ان میں نہ تھے' جنہیں اس نے کوفہ بھیج دیا تھا' بلکہ انہیں مسلمۃ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمۃ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلبی نے اس سے ان تین شخصوں زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری' عتبہ بن مسلم اور اسمٰعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جاں بخشی چاہی' مسلمۃ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا' اور ان تینوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مسلمۃ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمۃ نے ان سب کو معاف کر دیا۔

معاویہ بن یزید بن مہلب کا انتقام:

جب یزید کی ہزیمت خوردہ فوج واسط پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے ان بتیس آدمیوں کو جو اس کے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ ان لوگوں میں عدی بن ارطاۃ' محمد بن عدی بن ارطاۃ' مالک بن مسمع اور عبدالملک بن مسمع' عبداللہ بن عزیزۃ البصری' عبداللہ بن وائل' اور ابن ابی حاضر التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم بھی تھے۔

ربیع بن زیاد کی جاں بخشی:

جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے باپ مارے گئے' مگر ہمارے قتل کرنے سے دنیا میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا' بلکہ عقبیٰ میں تو اور نقصان ہوگا۔ مگر معاویہ نے ان کی ایک نہ سنی سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن الربیع بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس سے کہا کہ شاید آپ انہیں بھول گئے۔ معاویہ نے کہا نہیں میں انہیں بھولا نہیں میں نے جان کر انہیں قتل نہیں کیا' اس لیے کہ وہ میری قوم کے ایک مغرور و مشہور سردار ہیں۔ نہ اب مجھے ان کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

معاویہ بن یزید بن مہلب اور مفضل بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

اس کارروائی کے بعد معاویہ تمام مال و نقدی کے ساتھ بصرہ آیا۔ مفضل بن مہلب بھی بصرہ آ گیا' یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے۔ اور چونکہ انہیں یزید بن عبدالملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ ان کے ساتھ برا سلوک کرے گا' اس لیے انہوں نے سمندر کے سفر کے لیے جہاز مہیا کر لیے اور سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لیے۔

یزید بن مہلب کی وداع بن حمید کو ہدایت:

یزید بن المہلب نے اپنے دور اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قندابیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمۃ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں' جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو میں ہمیشہ کے لیے جنگ کا آخری تصفیہ کر کے ہی میدان سے ہٹوں گا۔ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمہیں اور ترقی دوں گا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قندابیل میں رہنا' تاکہ میرے اہل و عیال اور خاندان والے تمہارے پاس آ جائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں تاکہ وہ اپنے لیے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمہیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جاں نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم میری توقعات کو پورا کرو۔

اس کے علاوہ یزید نے اس سے اس معاملہ کے لیے سخت قسم بھی لے لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اس کے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔

بنی مہلب کی بصرہ سے روانگی:

غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے تمام مال و متاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے۔ اثنا راہ میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے۔ اس نے ان سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اتر کر خشکی میں قدم نہ رکھیے گا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ

ہے کہ لوگ بنی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ بدستور بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے' وہاں انہوں نے جہازوں کو چھوڑا' اور اب اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو خشکی کے سفر کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

مفضل بن مہلب کی امارت:

معاویہ بن یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد وجنس اور بیت المال ساتھ تھا' اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو۔ اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے' وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ:

دوسری جانب سے مسلمۃ نے مدرک بن ضب الکلبی کو ان کی تلاش اور مفرور دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جالیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کے علم کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی۔ مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں انہیں جالیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا' لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحاق بن محمد بن الاشعث میدان میں کام آئے' بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا۔ مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتاری ہوئی۔ عثمان بن اسحاق بن محمد الاشعث شدید زخمی ہوا' مگر بھاگ کر حلوان پہنچا۔ وہاں کسی نے اس کی مخبری کر دی' قتل کیا گیا' اور اس کا سر مسلمۃ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

ورد بن عبداللہ کو امان:

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے۔ انہوں نے امان مانگی انہیں امان دے دی گئی۔ ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر' اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی التیمی بھی تھے۔ ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمٰن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمۃ سے اس کی سفارش کی' اور چونکہ محمد مسلمۃ کا داماد بھی تھا' اس لیے اس نے اس کی سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اس کے سامنے آیا تو مسلمۃ نے اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلاہے کے ساتھ ہوتا' کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی' پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی جاں بخشی:

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمٰن بن شراحبیل نے سفارش کی' (شراحبیل کو رستم الحضرمی کہتے ہیں) جب مالک مسلمۃ کے سامنے آیا اور اس سے دو چار ہوا تو حسن کہا کہ یہ ہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے۔ مسلمۃ نے اس سے کہا کہ جاؤ

تمہیں معاف کر دیا۔ حسن نے مسلمۃ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیوں اسی طرح برا بھلا نہیں کہا۔ جب کہ اس کے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمۃ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ان باتوں سے مستثنیٰ کر دیا ہے' میں تمہاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں' اور تمہاری اطاعت و وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حسن نے کہا تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں لعن طعن کرتے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے' اور شامیوں میں سے اس نے ورد بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمۃ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تا کہ ہمیں بتا دے کہ اس کی کوئی وقعت اس کی نظروں میں نہ تھی جو اسے اپنا مخاطب بناتا۔

بنی مہلب کی قندابیل میں آمد:

بنی مہلب اور اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے مسلمۃ نے مدرک بن صب الکلبی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن احوز التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قندابیل پر انہیں جا لیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا' مگر وداع بن حمید نے انہیں شہر کے اندر نہ آنے دیا۔

وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی:

ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا' مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ تب ان پر یہ راز آشکارا ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے۔ میدان میں مقابلہ ہوتے ہیں ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا' اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے۔ یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

مروان بن المہلب کا اپنی عورتوں کے قتل کا ارادہ:

مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی' تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انہیں قتل کر دوں' تا کہ ان فاسقوں کی ان پر دسترس نہ ہو سکے' مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز مت کرو۔ مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

خاندان مہلب کی روانگی حیرہ:

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے۔ صرف ابوعنیبہ بن المہلب' اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں۔ بھاگ کر خاقان و رتبل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے ان عورتوں اور بچوں کو مسلمۃ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ نیز ان کے سر بھی مسلمۃ کے پاس بھیج دیئے۔ مسلمۃ نے ان سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انہیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عباس اس وقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کر دیئے گئے' تو عباس ان کے دیکھنے کے لیے اپنے حشم و خدم کے ساتھ نکلا۔ ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ہمراہیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے' اور یہ مفضل کا ہے۔ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

خاندان مہلب کی فروختگی:

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری بھنڈار خانہ میں مقیم تھے' مسلمۃ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انہیں بیچ ڈالوں گا۔ اس پر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے انہیں خرید ے لیتا ہوں' چنانچہ ایک لاکھ پر انہیں خرید لیا۔ مسلمۃ نے رقم کا مطالبہ کیا۔ جراح نے کہا جب چاہے لے لیجیے' مگر مسلمۃ نے اس سے کچھ نہ لیا۔ ان سب کو چھوڑ دیا۔ البتہ نو بالکل نوجوان لڑکے تھے۔ انہیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ جراح انہیں لے کر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انہیں قتل کرا دیا۔

خراسان' کوفہ و بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر:

جب مسلمۃ یزید بن المہلب کے قضیہ سے فارغ ہو گیا تو یزید نے اسی سال میں کوفہ' بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر مسلمۃ ہی کو بنا دیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمۃ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شبیب بن حارث التمیمی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آ گیا تو مسلمۃ نے عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو اس کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی:

عبدالرحمٰن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلا کر انہیں ڈانٹے اور برا بھلا کہے۔ اس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا۔ عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کویفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے' جس کی تمہیں ضرورت ہے اس لیے بخدا! اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں ہی سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا کچھ دن خاموش بیٹھے رہو' اس اثناء میں ضروری انتظام کیے لیتا ہوں' مگر اس کے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمۃ کو خبر کر دی۔ مسلمۃ نے عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر عمرو کو بدستور اس کی خدمت پر بحال رکھا۔

سعید خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان:

اسی سنہ میں مسلمۃ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خزینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام' نرم دل' ناز و نعم میں پرورش یافتہ شخص تھا۔ ایک بختی اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا۔ کمر کے ٹپکہ میں ایک چھری لگی ہوئی تھی' ملک الغبر اس سے ملنے گیا تو اس وقت سعید پر تکلف رنگین لباس پہنے بیٹھا تھا۔ اس کے گرد رنگین گاؤ تکیے رکھے تھے' ملک الغبر جب اس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا' تو جواب میں اس نے کہا کہ وہ خذینہ ہے اور اس کے زلف سکینہ ہے۔

(خذینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے)

سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمۃ کا داماد تھا' مسلمۃ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند:

جب مسلمۃ نے سعید خذینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیج دیا۔ ارباب سیر کے بیان کے مطابق سورۃ سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا۔ سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اپنے خاندان کے پچیس آدمیوں کو لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستہ سے بخارا آیا۔ یہاں سے دوسو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے' سغد پہنچا۔ سغد کے باشندوں نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر دی تھی۔

عبدالرحمٰن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا۔ بعد میں باشندگان سغد نے اطاعت قبول کر لی اور فرمان بردار ہو گئے تھے۔

شعبہ کا اہل سغد سے خطاب:

شعبہ نے اہل سغد کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی جس میں سغد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی' انہیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو مجروع نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں۔ عربوں نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علیاء بن حبیب العبدی نے بزدل بنا دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد خلافت میں مقرر کیے گئے تھے' گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے ان کی سفارش کی' سعید نے ان سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ ان کے پاس خراج کا روپیہ ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں اس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے سات لاکھ درہم کی ضمانت کر لی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفی' عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی' منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عمال تھے ان میں کچھ اور بھی تھے۔ اس طرح یہ کل آٹھ آدمی تھے' مسلمانوں کی مال گزاری کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا بھیجا اور قہندز مرد میں قید کر دیا۔

جہم بن زحر پر عتاب:

سعید سے کہا گیا کہ جب تک ان لوگوں پر سختی نہ کی جائے گی یہ روپیہ نہ دیں گے۔ سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اسے ایک گدھے پر سوار کر کے قہندز مرد سے لائے۔ جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مکا رسید کیا۔ اس پر جہم نے کہا اے فاسق تو نے یہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشہ کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی' سعید یہ بات سن کر بہت برہم ہوا اور اس نے دوسو کوڑے جہم کے مارے۔ جس وقت جہم پٹ رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔ سعید نے جہم اور ان آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا' جو قید تھے یہ سب ذرقا

بن نضر الباہلی کے حوالے کر دیے گئے مگر پھر ورقا نے ان کی سفارش کی اور ان کی معافی دلوادی۔

جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت:

مگر عبدالحمید بن وثار یا عبدالملک بن وثار اور زبیر بن نشیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذینہ کی ماں کا شوہر تھا۔ سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ان لوگوں نے جہم عبدالعزیز بن عمرو اور منتجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا۔ اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے۔ البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو ان لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے' سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا' کہ خدا زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو مار ڈالا۔

اس سنہ میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا' اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔

نیز اسی سنہ میں سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو موقوف کر دیا۔

شعبہ بن ظہیر کی معزولی:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی روساء کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو ضلع پر بھیجا جائے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیے' سعید نے انہیں لوگوں کو مامور کر دیا' مگر جب ان نو مامور لوگوں کی شکایتیں ان کے پاس پہنچیں' تو سعید نے ایک دن لوگوں سے جو اس کے دربار میں اس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا۔ میں نے لوگوں سے مشورہ لیا' اور جب انہوں نے چند نام میرے سامنے پیش کیے تو میں نے ان کے تفصیلی حالات ان سے دریافت کیے' اور ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنا پر میں نے انہیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کر دیا۔ اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے کیوں مجھے میرے عمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا۔ اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی' اس پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ تحکمانہ طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا' مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرکین سے مشورہ کیا تھا اور انہوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو ان کے مخالف نہ تھے یا جن کی مخالفت کا انہیں اندیشہ نہ تھا' بس ہم تو ان کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾

''عفو اختیار کرو' نیک کام کا حکم دو' اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔

اچھا جاؤ' دربار برخاست۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی عامل سے موقوف کر دیا۔ اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو تحصیلدار مقرر کر دیا۔ نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا عامل مقرر کیا اور معقل اپنے مستقر کو روانہ ہو گیا۔

قصر الباہلی کا واقعہ:

لوگ سعید کی کچھ زیادہ پرواہ نہ کرتے تھے اسے کمزور سمجھنے لگے تھے اور خذینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اس کا مقابلہ کریں۔ خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کر کے مد بھیج دی' کورصول ترکوں کا سپہ سالار تھا' ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی پر آدھمکے۔

مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی' ایک قاصد کے ذریعہ سے اس عورت کے پاس پیام شادی بھیجا مگر اس عورت نے انکار کر دیا' اس پر زمیندار بہت برہم ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو گرفتار کر لے' اس طرح وہ عورت بھی اس کے ہاتھ آ جائے گی۔

کورصول ترک کا قلعہ کا محاصرہ:

کورصول نے آ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ میں ایک سو خاندان والے مع اپنے اہل وعیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اس وقت سمرقند کا عامل تھا۔ محصورین نے اس ڈر سے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے۔ چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کر لی' اور اپنے سترہ آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کر دیئے۔

عثمان بن عبداللہ کا اعلان جہاد:

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لوگوں میں منادی کر دی' میسّب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لیے تیار ہو گئے۔ اس پر شعبہ بن ظہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے۔

بنی تمیم میں سے جو لوگ اس پر جانے کے لیے آمادہ ہوئے ان میں شعبہ بن ظہیر النہشلی' بلعا بن مجاہد العنزی' عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ قبیلہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الثرید ہے' غالب بن المہاجر الطائی (یہ ہی ابوالعباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی' ثابت قطنہ' ابوالمہاجر بن دارۃ غطفانی' حلیس الشیبانی حجاج بن عمرو الطائی' حسان بن معدان الطائی اشعث ابوحطامۃ الطائی اور عمرو بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

میسّب بن بشر کا مجاہدین سے خطاب:

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو میسّب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی' جس میں اس نے کہا کہ تم لوگ خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کر رہے ہو۔ اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اس کے معاوضہ میں جنت ملے گی اور اگر بھاگے تو جہنم۔ اس لیے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے۔ اس تقریر کا سن کر تیرہ سو آدمی واپس پلٹ گئے' اور اب میسّب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ ایک فرسخ مسافت طے کرنے کے بعد اس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کر چکا تھا۔ اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اس مقام سے ایک فرسخ آگے بڑھ کر پھر اس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم گئے۔ غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ اشہب بن عبیداللہ الحنظلی اس مہم میں رہبر تھا' بڑھتے بڑھتے جب میسّب ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا تو قی کا

رئیس اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام رؤسا نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اٹھالیا ہے۔ میرے ساتھ یہ تین سو جنگ جو ہیں جو آپ کے جلو میں مرنے مارنے کے لیے ہیں۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے ستر ہ آدمی ان کے حوالے کیے ہیں۔ اس لیے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ ان کی امداد ہی کے لیے آئے ہیں وہ فوراً ان ستر ہ آدمیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔

ان ستر ہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت اسیر تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا' یہ بچ کر بھاگ آیا' اور مارا نہیں گیا۔ اور نیز اشہب بن عبیداللہ الحنظلی بھی تھا اور قرارداد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

مسیّب کے قاصد:

مسیّب نے دو آدمیوں کو جن میں ایک عرب اور ایک عجمی تھا' اسی رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور ان کی حالت کی خبر لگانا' یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے ترکوں نے قلعہ کے اطراف پانی بہا دیا تھا اور اس لیے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انہیں ٹوکا' انہوں نے اسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبدالملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ پہرہ والا عبدالملک کو بلا لایا۔

قاصدوں کی عبدالملک بن وثار سے گفتگو:

ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمیں مسیّب نے بھیجا ہے اور آپ کے لیے کمک آ گئی ہے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ مسیّب کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں۔ عبدالملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تاکہ کل ہم سب کے سب ہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں۔ وہ دونوں شخص پلٹ آئے' مسیّب سے سارا ماجرا بیان کیا' یہ سن کر مسیّب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے' مگر کسی شخص نے اس موقعہ پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا' اور سب نے آخر دم تک لڑنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مسیّب بن بشر کی پیش قدمی:

اب مسیّب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا' وہ اور بھی چھوڑ گیا تھا۔ جب مسیّب دشمن سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا گھوڑے سے اتر پڑا' شب خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے' مسیّب بھی سوار ہوا' اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر ابھارتا رہا اور کہنے لگا کہ جس طرح اشراف و جوانمرد ایسے نازک موقعہ پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں' اسی طرح تم بھی رہنا۔ اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

مسیّب کی مجاہدین کو ہدایات:

مسیّب نے انہیں حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دو اور آگے سے ان کی لگام پکڑ کر چلو' پھر جب دشمن کے بالکل قریب

پہنچ جاؤ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا۔ اور انتہائی شجاعت اور عزم سے حملہ کرنا‘ تکبیر کہتے جانا ’’یا محمدؐ‘‘ نعرہ جنگ بلند کرنا‘ اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا‘ دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ کیونکہ جانوروں کے ہلاک کا نقصان تمہارے مقابلہ میں انہیں زیادہ محسوس ہوگا۔ ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو‘ کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں‘ اس کا تمام کس بل نکال دیں۔ اگرچہ اس لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

اس تقریر کے بعد مسیّب نے انہیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا۔ کثیر الدبوسی کو میمنہ کے حوالے کیا‘ بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قطنہ تھا میسرہ کا سردار بنایا‘ اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

مسیّب بن بشر کا ترکوں پر حملہ:

صبح نمودار ہو چکی تھی کہ یہ جماعت دشمن سے دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور ایک دم تکبیر کی آواز سے ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ ترک سراسیمگی کی حالت میں اٹھے مگر اس وقت تک تو مسلمان ان کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے۔ مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا‘ مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور شکست کھا کر مسیّب کی طرف پلٹے‘ ترک بھی تعاقب میں برابر بڑھتے چلے آئے اور انہوں نے مسیّب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصہ پر تلوار کا وار کیا۔

بختری ابوعبداللہ کی شجاعت:

اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابوعبداللہ المرائی‘ محمد بن قیس الغنوی‘ (یا محمد بن قیس الغبری) زیاد الاصبہانی‘ معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اتر کر دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا‘ انہوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا‘ تو اپنے دونوں مقطوع ہاتھوں ہی سے بچاؤ کرتے رہے‘ آخرکار اسی طرح شہید ہوئے۔

ترکوں کی شکست و فرار:

محمد بن قیس الغبری یا غنوی اور شبیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے مگر یہ مشرک شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا۔ مسیّب نے یہ منادی کر دی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم ان کا تعاقب کریں گے یا نہیں۔ قلعہ کا رخ کرو۔ سوائے نقدی کے اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہ اٹھاؤ‘ اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اسے سواری پر سوار مت کرو۔ مسیّب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص حسبۃً علی اللہ کسی عورت‘ بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرا لے گا اس کا اجر خدا دے گا۔ اور جس کسی نے انکار کیا اسے چالیس درہم دیئے جائیں گے‘ اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اسے بھی سوار کرا لیا جائے‘ غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے‘ اور جس قدر آدمی اس میں تھے سب کو سوار کرا لیا۔

بنی فقیم کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا‘ اس عورت نے اس سے مدد مانگی‘ شہسوار ٹھہر گیا‘ اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصہ پر آ جاؤ‘ یہ تمہارے لیے موجود ہے‘ وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آ بیٹھی‘ معلوم ہوا کہ یہ تو اس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس عورت کے ایک ننھے بچے کو بھی اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔

دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے' خاقان نے انہیں قلعہ میں فروکش کیا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ' مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے۔

مجاہدین و محصورین کی مراجعت:

اس طرف مسیّب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا' لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا۔ مسیّب نے کہا کہ میں تو انہیں نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ خود مسیّب اس کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ اوپر تیس زخم انہیں آئے ہیں' مسیّب نے انہیں سوار کر لیا' ہلال ان زخموں سے اچھا ہو گیا' البتہ اس کے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں' مارا گیا۔

دوسرے دن ترکوں نے واپس آ کر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔

ابوسعید معاویہ بن الحجاج:

اس رات کی جنگ میں ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی لنجا ہو گیا۔ بعد میں یہ سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے' مگر ان پر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جس کے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے' اور سعید نے انہیں شداد بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب فہمی کر کے واجب الادا وصول کر لیں۔

ابوسعید اور شداد بن خلید:

شداد نے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں۔ انہوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔ دوسرے نبرد آزماؤں کے ساتھ میں نے بھی داد مردانگی دی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال لیا کہ وہ اس کے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کیے جاتے' قید کیے جاتے اور لونڈی غلام بنا لیے جاتے' مگر دیکھو کہ تمہارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے' اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ' چنانچہ شداد نے انہیں پھر چھوڑ دیا۔

ایک وہ شخص جو اس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھٹا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی۔

اہل سغد کی شورش:

اسی سنہ میں سعید خذینہ نے دریائے بلخ کو عبور کر کے سغد پر اس لیے جہاد کیا کہ اہل سغد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کو امداد دی تھی۔

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سغد کی طرف پلٹے' لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سغد بھی باغی ہو گئے ہیں۔

اہل سغد پر فوج کشی:

اس بنا پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سغد کا قصد کیا' ترکوں اور اہل سغد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا' مسلمانوں نے

انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے' تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انہیں بالکل نیست و نابود کرو۔ اے عراقیو! تم نے بار ہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انہوں نے تمہیں ملیا میٹ کر دیا۔

شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب:

مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کے درمیان تھی۔ یہاں عبدالرحمٰن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کرے۔ حسب الحکم فوج نے ندی کو عبور کیا' مگر ترکوں نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا' اور اسی لیے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ مسلمانوں کا رسالہ ان سے دوچار ہوا۔ جنگ ہوئی' ترک پیچھے ہٹے' مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمٰن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو۔ کیونکہ اگر اسی حالت میں تم نے دریا کو عبور کیا تو وہ تمہیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ترک ان سے ہٹ کر چلے گئے' اور پھر انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

شعبہ بن ظہیر کی شہادت:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے' مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گرداوری کے لیے نکلا۔ ان کی بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کو آلیا۔ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا۔ شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا' مگر قبل اس کے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔

ایک لونڈی کا نوحہ:

اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی جس نے مہندی لگا رکھی تھی' بین و بکا شروع کیا' کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے اسی طرح اس نے اور بہت سے درد انگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے اشکوں کا خراج وصول کیا۔ پچاس آدمی اس موقع پر کام آئے۔ مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

عبداللہ بن زہیر کی شہادت:

عبدالرحمٰن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اس وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ مقام جنگ میں پہنچ کو میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہ معلوم ہوتے تھے' اور روح پرواز کر چکی تھی۔

خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ:

خلیل بن اوس العبشمی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا' اور اس نے بنی تمیم کو

للکارا کہ میں خلیل ہوں' میری طرف آؤ' کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے' انہیں لے کر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا' اور اسے اپنے لوگوں کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج آ پہنچی' اور دشمن نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ اسی روز سے خلیل بنی تمیم کے رسالہ کا سردار ہو گیا' اس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اس کے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں' سورہ نے کہا ''اے نبطی'' حیان نے جواب دیا خدا تیرے چہرہ کو سفید کر دے۔

حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیاج تھی۔

سعید خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت:

سعید نے دو مرتبہ دریا عبور کیا' مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا' پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل فروکش ہوا' مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اس سے کہا کہ جناب والا اہل سغد پر حملہ آور ہوں۔ سعید نے کہا نہیں۔ یہ امیرالمومنین کا خاص علاقہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اٹھا' دریافت حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کر دی ہے اور ان کے ہمراہ کچھ ترک بھی ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انہیں جا دبوچا۔ اہل سغد شکست کھا کر بھاگے' مسلمان بھی ان کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے۔ مگر پھر سعید نے اعلان کر دیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سغد امیرالمومنین کا باغ ہے تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا اب کیا انہیں بالکل نیست و نابود کرنا چاہتے ہو' اے عراقیو! تم بھی کئی مرتبہ امیرالمومنین سے بغاوت کر چکے ہو' مگر انہوں نے تم سے درگزر کیا اور تمہارا استیصال نہیں کیا۔ اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو ورغسر بھیج دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہو جائے تو ہم اسے مزہ چکھائیں۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سریہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر زجر و توبیخ کرتا۔ اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت:

''خدا تیرے چہرہ کو سفید کرے'' اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی عداوت جاگزین ہو گئی تھی' اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام باشندوں کو عربوں اور سرکاری عمال کا دشمن بنا دیا ہے۔ اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اور پھر کسی قلعہ میں جا کر بیٹھ رہے گا۔

حیان النبطی کا خاتمہ:

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور کو ہرگز نہ سنانا اس بات کو سن کر سعید چند روز خاموش رہا۔ ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا' سونا منگوایا اسے کھرل کیا گیا' اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈال دیا گیا' حیان نے اسے پی لیا۔ اس کے بعد سعید اور

دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکث تک جو چار فرسخ کے فاصلہ پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ بارکث تک جا کر سب واپس آ گئے۔ اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سعید خذینہ کا جبر و تشدد:

اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں' اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی' بنی اسد کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد سے جا ملا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اسمٰعیل اور مروان سے اس کی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا۔ سعید نے اس پر کہا' اس دو غلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ اسمٰعیل نے بھی سعید کی ہجو میں چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی طلبی:

اسی سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک عراق وخراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آ گیا۔

مسلمۃ نے جب سے وہ عراق وخراسان کا صوبہ دار ہوا تھا خراج کا ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا یزید بن عاتکہ نے (یزید بن الولید) اس کی برطرفی کا ارادہ کیا' مگر بعد میں مروت مانع آئی' اس لیے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر میرے پاس آ ؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا کہ میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم ان سے مل چکے ہو' پھر ایسا کون سا ان سے ملنے کا تمہیں شوق پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے بے تاب ہو۔ مسلمۃ نے اپنے ارادہ پر اصرار کیا۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا تو اچھا پھر سمجھ لو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے ادھر دوسرا شخص صوبہ دار ہو کر تمہاری جگہ آتا ہوا تمہیں ملے گا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی:

غرضیکہ مسلمہ روانہ ہوا۔ دور نہیں پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا۔ مسلمۃ نے اس سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ابن ہبیرہ نے کہا کہ امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال ومتاع پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔

ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبدالعزیز کو بلا کر کہا لیجیے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا' ہاں میں تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی۔ مسلمۃ نے کہا مگر اسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال ومتاع کی ضبطی کے لیے بھیجا ہے' عبدالعزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے' کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا ہو' اور واقعہ بھی یہی ہوا۔ چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اس کے مقرر کردہ تمام عمال کو برطرف کر دیا ہے اور ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں۔ اس پر فرزدق نے یہ شعر بھی کہے۔

راحت بمسلمة الركاب مودعا ۔۔۔ فارعي فزارة لاهناك المرتع؟

عزل ابن بشر و ابن عمر قبله ۔۔۔ واخو هرارة لمثلها يتوقع؟

و لقد علمت لئن فزارة امرت ۔۔۔ ان سوف يطمع في الامارة اشجع؟

من خلق ربك ما هم و لمثلهم فی مثل ما نالت فزارة يطمع؟

ترجمہ: ''سواریاں مسلمۃ کو رخصت کر کے لے گئیں۔ پس چراپا فزارہ نے تو خوشگوار ہو تجھے چراگاہ ابن بشر موقوف کر دیا گیا' اور ابن عمر اس سے پہلے اور ہراۃ والا بھی ایسی ہی توقع رکھتا تھا' اور میں تو پہلے ہی جانباز تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کرے گا جو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بہادر ہو گا۔ اور نہ وہ اور ان جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جسے کہ فزارہ نے پالیا''۔

ابن بشر سے مراد بشر بن عبدالملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے مراد محمد ذوالشامہ بن عمرو بن الولید اور راخی ہراۃ سے سعید خذینہ بن عبدالعزیز مراد ہے جو خراسان کا مسلمۃ کی طرف سے عامل تھا۔

عمرو بن ہبیرہ کا رومیوں پر جہاد:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا۔ انہیں شکست دی' بہت سے قیدی گرفتار کیے' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سات سو قیدی گرفتار کیے تھے۔

خراسان میں تحریک عباسیہ کا آغاز:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا۔ اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بحیر بن ورقاء السعدی نے سعید خزینہ سے آ کر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ سعید نے ان لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون؟ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ سعید نے ان سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے۔ جو تمہارے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ سعید نے کہا کہ تم لوگ داعی بن کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیونکر کرنے لگے۔ پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے' اس پر خراسان کے بہت سے متوطن جن میں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے' سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انہیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے ناگوار خاطر ہو آپ ان کی جانب سے نہ سنیں گے۔ اس پر سعید نے انہیں چھوڑ دیا۔

نیز اسی سنہ میں یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا صوبہ دار افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل:

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں ان دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا' جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد ازاں عراق میں وہ لوگ جنہیں حجاج نے ان کے دیہات اور ان قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا اسلام لے آئے' مگر اس پر بھی حجاج نے ان پر وہی جزیہ عائد کیا جو ان سے کفر کی حالت میں لیا جاتا تھا۔ اسی طرز عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا' باشندوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے سب کی صلاح ہوئی کہ اسے قتل کر ڈالو۔ چنانچہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقیا کا صوبہ دار بھی رہ چکا تھا اور جو اس کی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا اور امیرالمومنین یزید

بن عبدالملک کو لکھا بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان اس لیے ہم نے اسے قتل کر ڈالا' اور آپ کے سابق صوبہ دار کو پھر اپنا صوبہ دار بنالیا ہے۔

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اس پر میں نے رضامندی ظاہر نہیں کیا اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقیا کی صوبہ داری پر بحال رکھا۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک وعمال:

اسی سن میں عمر بن ہبیرہ بن معیہ بن سکین بن خدیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق وخراسان کا ناظم اعلیٰ مقرر ہوا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک اس سال امیر حج تھے' یہ مدینہ کے عامل تھے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے' محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا عامل تھا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن بشر بن مروان بصرہ کا عامل تھا۔ سعید خذینہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسامہ بن زید مصر کے صوبہ دار تھے۔

۱۰۳ھ کے واقعات

سعید خذینہ کی معزولی:

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ ارباب سیر نے یہ بیان کی ہے کہ مجشر بن مزاحم السلمی اور عبداللہ بن عمیر اللیثی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔ عمر نے سعید کو برطرف کر دیا' اس کی جگہ سعید بن عمرو بن الاسود بن مالک بن کعب بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر صعصعہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

سعید خذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اس کی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہسوار سمرقند میں چھوڑ دیئے' اس پر نہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے:

فمن ذا مبلغ فتیان قومی — بان النبل ریشت کل ریش

بان اللہ ابدل من سعید — سعیدا الا المخنث من قریش

ترجمہ: ''کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ اب تیر میں پورے طور پر لگ گئے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیج دیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے''۔

سعید بن عمرو کی ہجو:

سعید نے سعید خذینہ کے جس قدر مقرر کردہ عمال تھے انہیں بدستور بحال رکھا۔ ایک شخص نے اپنے فرمان تقرر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس پر سعید نے کہا کہ چپ ہو جاؤ' جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے۔ اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی ہجو میں یہ شعر کہا:

تبدلنا سعیدا من سعید — لجد السوء والقدر المتاح

ترجمہ: ''ہماری بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا یہ سعید آیا ہے''۔

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلہ فتح کیا۔ نیز اسی سنہ میں ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ ومکہ:

اسی سنہ میں مکہ بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ النضری طائف کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا گیا' اور نیز عبدالرحمٰن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ ان کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امیر حج ابن ضحاک وعمال:

عبدالرحمٰن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا' جو یزید بن حاتکہ کی طرف سے مکہ ومدینہ کا عامل تھا' طائف پر عبدالواحد بن عبد اللہ النضری عامل تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق وخراسان کے ناظم اعلیٰ تھے' اور ان کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراسان کا صوبہ دار تھا' قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے' اور عبدالملک بن یعلی بصرہ کے قاضی تھے۔

سعید بن عمرو الحرشی کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام خط میں لکھے جنہوں نے جنگ عقر میں شجاعت وجوان مردی کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اسے لکھا کہ حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرشی کا خطبہ جہاد:

۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرشی خراسان آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامیابی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا۔ حرشی نے ان کے سامنے تقریر کی اور جہاد پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ تم دشمنان اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے اس لیے لاحول ولا قوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت وطاقت حاصل ہے۔

اہل سغد کا حرشی سے خوف:

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سغد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی۔ جب حرشی خراسان کا صوبہ دار ہوا تو انہیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ادارہ کر لیا۔ مگر ان کے بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو' یہیں رہو' گزشتہ سنین کا خراج حرشی کے پاس لے جاؤ' آئندہ سالوں کی ضمانت دے دو' اور وعدہ کر لو کہ زمینوں کو آباد کریں گے' اور اگر وہ چاہے تو ہم اس

کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں گے' اپنے گزشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے یرغمال اس کے حوالے کر دو۔

اہل سغد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی:

مگر رعایا نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری ان باتوں کو قبول کرے گا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پناہ لیں گے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کریں گے' اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے وہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھے گا جو اس کے ناگوار خاطر ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لیے تھا' مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا کہنا نہ مانا اور خجندہ کی طرف چلے۔ کارزنج۔ کشین۔ بمیارکث' اور ثابت باشندگان اشتیخن کو لے کر نکلے۔ فرغانہ کے باشادہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں فروکش کیجئے' پہلے تو اس کا ارادہ ہو گیا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنے دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو۔ اگر ایسا ہی ہے تو کوئی اور قصبہ خالی کر دو تا کہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت:

بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ' میں اسے تمہارے لیے خالی کرا دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو' (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے' اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درہ تمہارے لیے خالی کر دوں۔ (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لیے خالی کر دیجئے' بادشاہ نے اسے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر کوئی حق حفاظت نہیں ہے' اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عربوں نے تمہیں آ لیا تو میں تمہاری حفاظت کے لیے ان کی مدافعت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور درہ ان کے لیے خالی کر دیا گیا۔

ابن ہبیرہ کی اہل سغد کو پیشکش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو خیر باد کہیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو' جسے تم چاہو تمہارا عامل بنا دیا جائے' مگر انہوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔

درہ عصام' یہ اسفرہ کا جو اس وقت فرغانہ کا ولی عہد تھا رستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلا دیا بیلا ذ' ابوانوجور تھا۔

کارزنج کا اہل سغد کو مشورہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انہیں اختیار کرو' اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے' پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو اپنے خاص منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے' اس پر شب خون مارو اور قتل کر ڈالو' کیونکہ جب حرشی کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا۔ مگر اس تجویز کو انہوں نے نہ مانا۔

پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اس کی ان سے درخواست کرو' اگر وہ مان لیں فبہا ورنہ سویاب چلے چلو۔ اسے بھی انہوں نے نہ مانا۔ تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تو پھر اپنے آپ

کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔

غرض کہ اب کارزنج اور جلنج اہل قی کو لے کر ابار بن ماخنون اور ثابت اہل اشتیخن کو لے کر چلے۔ اہل بیارکث اور اہل سبسلت بزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جن پر سونے کے پٹکے تھے لے کر روانہ ہوئے' دیواشنی اہل بنجیکث کو لے کر قلعہ الغیر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خجندہ میں آ ملے۔

۱۰۴ھ کے واقعات

حرشی کی اہل سغد پر فوج کشی:

اسی سنہ میں حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اس کے اکثر روؤسا کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۰۴ ہجری میں حرشی جہاد کے لیے روانہ ہوا' اس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جودبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ مگر اب تک اس کی فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر ہلال بن علیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے' ابھی یہیں قیام کیجئے' جنگ سامنے ہے اور باوجودیکہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں' ہلال نے کہا کہ کوچ منسوخ کر دیجیے اور قیام کا حکم دے دیجیے۔ حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

نیلان کا حرشی کو مشورہ:

نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچیرا بھائی حرشی کے پاس جب کہ حرشی معنوں کے خلاف نبرد آزما تھا' آیا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں فروکش ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ ان پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اس وقت ہم پر ان کا کوئی حق حفاظت نہیں ہے تاوقتیکہ مدت معہود گزر نہ جائے۔

حرشی کا اشروسنہ میں قیام:

حرشی نے نیلان کے ہمراہ عبدالرحمٰن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا' مگر ان کے جاتے اپنے کیے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آ کر مجھ سے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں کہ اس نے سچ کہا یا جھوٹ' اور مجرد اس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس خیال کے آتے ہی حرش خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا' اشروسنہ میں آ کر قیام کیا اور باشندوں سے تھوڑے سے زرتاوان پر صلح کر لی۔

حرشی کی خجندہ کی جانب پیش قدمی:

حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطاء الدبوسی حاضر ہیں۔ یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے۔ ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا' لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطاء کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمہاری جنگ ہوئی؟ عطاء نے کہا نہیں۔ حرشی نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا' اور اطمینان سے کھانے سے فراغت کی۔ عطاء نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی' اور پھر حرشی شتاب روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا' اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا۔

محاصرہ خجندہ:

حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے حرشی نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اسے کہاں لے جائیں گے یا کوئی مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جائیں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کر دو جنگ میں ڈھیل دو اور لڑائی کی تیاری کرو۔

حرشی نے قیام کر دیا' عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا' مگر دشمن کے ایک شخص کی بھی صورت نظر نہ آئی' لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھہرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آ کر بالکل بزدل ہو گیا۔

اہل سغد کی حرشی سے امان طلبی:

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھاٹک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا۔ اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اسے سرکنڈوں سے پاٹ کر اس پر مٹی بچھا دی تھی تا کہ اگر انہیں شکست ہو تو وہ معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائیں گے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر پڑیں گے مگر یہ تدبیر انہیں پر الٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اسی خندق میں گر پڑے۔ چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جن پر دو دو زرہیں تھیں' حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں۔ محصورین نے بادشاہ فرغانہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمہیں دھوکا دیا اور نہ تمہاری امداد کروں گا۔ تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو' کیونکہ مدت معہود سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں۔ کفار جب ان کی امداد سے مایوس ہو گئے تو صلح کے خواہاں ہوئے اور امان کے خواستگار' اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کر دیا جائے۔

حرشی اور ترکوں میں مصالحت:

حرشی نے ان پر یہ شرائط عائد کیے کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمہارے پاس ہیں انہیں واپس کر دو' اور تمام وہ زرخراج جو اب تک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو' کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ نہ کرو' اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے۔ اگر اس کے بعد کوئی بات تمہاری طرف سے خلاف معاہدہ ہوگی تو تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو جائیں گے' کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا۔ کارزنج نے موسیٰ سے آ کر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس میں آپ میری سفارش فرمائیں۔ موسیٰ نے پوچھا کیا؟ کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص کسی خطا کا صلح کے بعد ارتکاب کرے تو آپ اس کا مجھے ذمہ دار نہ ٹھہرائیے گا۔ اس پر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اسے آپ پورا کریں' کارزنج نے کہا کہ فرمائیے' حرشی نے کہا کہ میرے شرائط میں آپ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کریں جسے میں ناپسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہو گئی اور شہر کے شرق کی جانب سے ان کے رؤساء اور تجار باہر نکالے گئے البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو ان

کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں' حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر دست درازی نہ کرے۔

ثابت الاشتیخنی کا قتل:

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ فروکش تھے۔ البتہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا۔ حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے ان عورتوں میں سے جوان کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس نے ان کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتیخنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے۔ سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ حرشی نے خجندہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اس کی اطلاع دے۔ حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا۔ مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے۔ اس کی پاداش میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔ کارزنج کے غلام نے آ کر کارزنج سے ثابت کے قتل کی خبر دی۔ یہ سن کر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کاٹنے لگا' اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا۔ ایوب سے کہا کہ میں تمہارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تمہارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کیا جائے۔ ایوب نے کہا کہ یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انہیں لے لو۔ کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے کپڑے پہنے ہوئے قتل کیا جاؤں' میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیج دو' کہ وہ نئے کپڑے میرے لیے لے آئے۔

جلنج کا قتل:

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ اب میں قتل کر دیا جاؤں گا۔

جلنج نے کپڑے بھیج کر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا۔ اس کی پٹیاں کاٹیں اور انہیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور ان سب کو لے کر نکلا۔ مسلمان سامنے آئے' بہتوں کو اس نے شہید کر ڈالا یحییٰ بن حصین کے پاس پہنچا' اس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا' جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگ کرنے لگا' اہل لشکر میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈال دی اور ان کا بہت سا نقصان کیا ہوتے ہوتے جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا' ثابت نے اسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت:

اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے ان میں سے انہوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے (بعض راویوں نے چالیس بیان کیے ہیں) ان کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اس سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے روساء سغد سے دریافت کیا ان سب نے انکار کیا' اس پر حرشی نے ایک شخص جو ان کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لیے بھیجا۔ اس نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ اس پر حرشی نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ البتہ تاجران

سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ چار سو تاجر تھے اور ان کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

اہل سغد کا قتل عام:

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت کی مگر سب کے سب مارے گئے۔ دوسرے دن حرشی نے دوسرے کاشتکاروں کو بلوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کے اور ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے۔ ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا۔ مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اسے لے جاتے اور قتل کر دیتے' ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حرشی نے جریر بن ہمیان حسن بن ابی العمرطہ اور یزید بن ابی زینت کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں۔ یہ تاجر اور دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اسے پسند آئی پہلے خود لے لیے پھر مسلم بن بدیل العدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جب کہ ایک رات کامل آپ کے کارندے اس میں عمل دخل کر چکے ہیں۔ یہ کام کسی اور کے سپرد کیجیے۔

حرشی نے عبیداللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا' انہوں نے خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست یزید بن عبدالملک کو لکھ بھیجی' اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی' یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جن کی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت بن قطنہ کے اشعار:

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے ان بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے:

اقر العین مصرع کارزنج — وکشین و ما لاقی بیار
و دیواشنی و مالاقی جلنج — بحصن خجندۃ اذ دمر و فباروا

ترجمہ: ''کارزنج کشین بمیار' دیواشنی اور جلنج کی موت نے جو قلعہ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے' میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں ایک سمرقند کا رئیس تھا' اس کا نام دیواشنج تھا' دیواشنی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

علیاء بن احمر:

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علیاء بن احمر الیشکری مقرر تھا' ایک شخص نے اس سے دو درہموں کو ایک چمڑے کی تھیلی خریدی' اور اس شخص نے اس میں سونے کی سلاخیں پائیں۔ وہ واپس آیا' ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے آشوب چشم ہے۔ اس نے تھیلی واپس کر دی' اپنے دو درہم واپس لے لیے' جب اس کی تلاش کی گئی تو اس کا پتہ نہ چلا۔

دیواشنی کا محاصرہ:

حرشی نے سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جس کے صرف ایک سمت سے دریائے سغد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک خوارزم شاہ' عورم رئیس آخرون اور شومان تھے۔ سلیمان نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا۔ کفار نے قلعہ سے باہر ایک فرسخ کے فاصلہ پر کوم نام ایک موضع میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ مسیب نے انہیں شکست دے کر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ سلیمان نے اس قلعہ اور اس کے رئیس کا جس کا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔

حرشی کی دیواشی سے مصالحت:

حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لیے بھیج دی جائے' سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں نبرد آزما ہیں۔ جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں۔ آپ کس جائیے اور ہم ان شاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔

دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں۔ مجھے مسیب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیج دو۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحرشی کے پاس بھیج دیا۔ سعید نے دکھلاوے کے لیے اس کی بہت خاطر مدارات کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ ان کے سو خاندان والے آدمیوں کو مع ان کے جورو بچوں کے چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض معتمد علیہ دیانتدار لوگوں کو بھیج دیئے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علیاء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیج دیا۔ ان دونوں نے تمام مال غنیمت کو ہراج کر دیا۔ اور خمس لے کر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

اہل کس کی اطاعت:

حرشی کس آیا۔ اہل کس نے دس ہزار راس پر صلح کر لی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جس کا نام دیک تھا' چھ ہزار راس پر صلح کر لی' اور ادائی کے لیے چالیس دن کی مہلت لی اس شرط پر کہ حرشی اب اس پر حملہ نہ کریں۔ کس سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے ریجن کا رخ کیا۔ دیواشنی کو قتل کر کے اسے ایک دخمہ پر سول پر لٹکا دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام باشندوں کے سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کی برطرفی:

حرشی نے نصر بن سیار کو کس کے تاوان کو وصول کرنے کے لیے متعین کیا۔ پھر سورہ بن الحر کو موقوف کر کے اس کی جگہ نصر بن سیار کو حکم مقرر کیا اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی عامل مقرر کیا۔ حرشی نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیج دیا' اور اس کا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس ملخارستان بھیج دیا۔

قلعہ خزار کی تسخیر:

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا

ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا' ہاں! ضرور بتائیے۔ جشر نے مسربل الخریت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اسے خزار بھیج دیا۔ مسربل بادشاہ خزار کا جس کا نام سبقری تھا دوست تھا۔ وہاں کے تمام لوگ مسربل سے محبت کرتے تھے۔ مسربل نے بادشاہ سے جا کر جو کچھ سعید نے اہل خجندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا' اور اسے سعید کی طرف سے ڈرایا۔ بادشاہ نے کہا پھر تمہاری کیا رائے ہے۔ مسربل نے کہا کہ امان لے کر اپنے کو سعید کے حوالہ کر دو' بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں۔ مسربل نے کہا انہیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کر لو۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی' مسلمانوں نے اسے اور اس کے شہروں کو وعدۂ امان دے دیا۔

سبقری کا قتل:

اب حرشی مرو آیا۔ اس کے ساتھ سبقری بھی تھا' جب آسنان آیا تو یہاں سے اس نے مہاجر بن یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشاہ کا گھوڑا لے کر مجھ سے ملے اور پھر اس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا' باوجودیکہ اس کے ساتھ عہد نامہ صلح تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجر تھا۔ ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا۔ اور اس نے اہل سغد کے لیے وعدۂ امان لے لیا تھا۔ مگر حرشی نے اسے قہندز مرو میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اسے سامنے بلا کر قتل کر دیا اور میدان میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کی ابن ضحاک کے خلاف شکایت:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا۔ یہ اس سنہ کے نصف ماہ ربیع الاوّل کا واقعہ ہے' عبدالرحمٰن مدینہ پر تین سال سے عامل تھا۔ اور نیز اسی سنہ میں یزید نے عبدالواحد النضری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ کو نکاح کا پیام دیا۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی' اور میں تو اب اپنے ان بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ اور اب آپ اس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انہیں ان کی جانب سے پیدا ہو گیا۔ اس کے سامنے آنے کو برا سمجھتی تھیں' مگر عبدالرحمٰن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمہارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبداللہ بن حسن ؓ ہیں) یہ سلسلہ جاری تھا کہ اس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا یزید بن عبدالملک نے اسے لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب پیش کرو اور دفتر عبدالرحمٰن کے سپرد کرو۔ ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لیے گیا' اور پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ ابن الضحاک جس طرح مجھ سے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اس کی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اس نے مجھے یہ دھمکی دی ہے۔

یزید بن عبدالملک اور ابن ہرمز:

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے۔ ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا' یزید نے اس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی اور عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا کہ اتنے میں حاجب نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔ اب ابن ہرمز نے امیرالمومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا' فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک پیام آپ کے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے۔ یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اتر آیا اور کہنے لگا خدا تمہارا برا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجوبہ خبر ہو تو بیان کرو مگر تم نے بیان نہیں کی۔ ابن ہرمز نے کہا۔ جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔

قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کی باریابی:

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی' قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا اور خود پڑھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک بید تھا اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا' اللہ اکبر' ابن الضحاک اور یہ جرأت۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ اس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری کا نام لیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی:

یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اس وقت طائف میں تھا۔ ''سلام علیک! امابعد۔ میں نے تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دیا۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اس پر جرمانہ عائد کرو' اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں''۔

ٹپہ رساں خط لے کر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس نے ٹپہ رساں کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتا دو جس کے لیے بھیجے گئے ہو تو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔

ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک سے درخواست امان:

ٹپہ رساں نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتا دی۔ ابن الضحاک نے ٹپہ رساں کو تین دن تک اس لیے ٹھہرایا کہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ٹپہ رساں ٹھہر گیا۔ پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا' تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجیے۔ مسلمۃ دوسرے دن یزید کے پاس گیا۔ ادھر ادھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض پرداز ہوا کہ میں ایک غرض لے کر حاضر ہوا ہوں۔ یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمہاری ہر درخواست مجھے منظور ہے۔ مسلمۃ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارہ میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اس نے ایسی ناشائستہ بات کی ہے کہ میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کا انجام:

یزید نے اسے نضری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ پشمینہ

کا جبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ نضری نے اس پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اس کا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔

نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا ابن ضحاک کے متعلق بیان:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرأت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جوان کے طرز عمل کے خلاف ہو برا سمجھتے ہیں' لہٰذا تم اجماع امت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لے لیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمہیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دیں گے۔

مگر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس شخص نے اس مشورہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم و زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اس کی ہجو نہ کہی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اسے برا بھلا نہ کہا ہو۔ ہشام کے دور خلافت میں میں نے اسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔ اس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی۔ اور جس قدر مدینہ والے اسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انہوں نے ایسا نہ سمجھا تھا۔ ہمیشہ نیکی کے راستہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہیں کرتا تھا''۔

بلنجر کے قلعوں کی تسخیر:

اس سال جراح بن عبدالحکمی آرمینیا اور آذربیجان کے عامل نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا' قلعہ بلنجر اس کے ہاتھوں مسخر ہوا' اس نے ترکوں کو شکست دی اور انہیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرض کر دیا۔ بہت سے لونڈی غلام قید کیے اور وہ قلعے بھی جو بلنجر کے قریب تھے اس نے فتح کر لیے اور ان کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔

ابوالعباس کی پیدائش:

اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا' اسی سنہ میں ابومحمد الصادق اور ان کے چند خراسان کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابوالعباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو ان کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کرے گا' یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لو گے۔

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا۔ اور اسی کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مقرر کیا۔

حرشی کے خلاف تحقیقات:

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا تھا کہ دیواشنی کو چھوڑ دو مگر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس بنا پر عمرو سعید سے ناراض ہو گیا۔ علاوہ بریں سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا پیامبر عراق سے آتا تو اس سے پوچھتا کہ اے ابوالمثنیٰ کیسا ہے اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھواتا تو کہتا لکھو ابوالمثنیٰ کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو۔ اور اکثر کہا کرتا ''ابوالمثنیٰ نے کہا اور ابوالمثنیٰ نے کہا''۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا' اس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے ہرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم ان کی

تحقیقات کے لیے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے آئے ہو اور پھر آ کر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔

حرشی کی معزولی:

جمیل خراسان آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا کہ ابوالمثنیٰ کو تم نے کس حال میں چھوڑا جمیل دفاتر کی تنقیح کرنے لگا۔ مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اصل میں وہ تمہاری حالت دریافت کرنے آیا ہے۔ حرشی نے خربوزہ مسموم کر کے جمیل کو تحفتہً بھیجا۔ جمیل نے اسے کھایا اور بیمار پڑ گیا' اس کے سارے بال گر پڑے۔ جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اس کا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جمیل نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ صورت حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے حرشی تو آپ کو اپنا ایک عامل سمجھتا ہے' یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا' اور اسے برطرف کر دیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں' اور اس کے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں۔

حرشی پر عتاب:

حرشی نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لیے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا' مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ تو جرمانہ ادا کر دیا۔ اس پر ایک شخص نے اس سے کہا کہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دو گے۔ حرشی نے کہا کہ اب تم اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔ جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

حرشی کی برطرفی کی وجہ:

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لیے ناراضی ہوا تھا کہ اس نے معقل بن عروہ کو ہرات کا مل بنا کر یا کسی اور کام کے لیے بھیجا۔ معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہرات آیا۔ مگر جس کام کے لیے ہرات آیا تھا اس کام کو وہ اس لیے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حرشی کو اس کی شکایت لکھی۔ حرشی نے اپنے عامل ہرات جانے سے پیشتر تم کیوں میرے پاس نہ آئے۔ معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا عامل ہوں اس نے مجھے عامل مقرر کیا ہے جس طرح کہ اس نے تمہیں عامل مقرر کیا۔ حرشی نے اس کے دو سو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا ڈالا۔ اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو موقوف کر دیا اور اس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھ کر سعید نے کہا کہ خود وہ بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔

حرشی کی معقل کو حوالگی:

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ہمراہ حرشی کو میرے پاس بھیج دو۔ ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کر دیا۔ معقل اس کے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرنے لگا۔ ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا' معقل نے اسے خوب زدو کوب کیا' ابن ہبیرہ نے اس سے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔ رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی' اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے' سب نے کہا خود امیر' ابن ہبیرہ نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو' قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے اگر وہ کسی رات میں بگل بجائے تو بیس ہزار قیس کے جوانمرد فوراً اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے' اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جس کے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر

ہے۔ البتہ شاید میں خیر سگال کہلانے کا مستحق ہوں گا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو اور اسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اس کے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔ اس پر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کر رہے ہیں' اگر ایسے ہی ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر ترین آدمی کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل نہ کرو۔

ابن ہبیرہ اور حرشی:

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو الحرشی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی نے اسے آ لیا۔ کشتی کے صدر میں ابن ہبیرہ کا غلام قبیص بیٹھا ہوا تھا' حرشی نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبیص ہو؟ قبیص نے کہا جی ہاں! حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابوالمثنیٰ ہے؟ غلام نے کہا جی ہاں! ہیں۔ اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اپنے ایک ہم قوم کو ایک قریش کے حوالہ نہ کریں گے۔ حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لیے سلامتی ہے۔

ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق معقل کی گفتگو:

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا۔ اس کی رسوائی اور تذلیل کی۔ اگرچہ میں خود بھی اس سے خوش نہیں ہوں' مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم میرے اور اس کے درمیان میں رہے ہو۔ تمام واقعات سے واقف ہو۔ جب میں عراق آیا۔ میں نے اسے بصرہ کا عامل مقرر کیا' پھر خراسان کا صوبہ دار بنایا۔ اس نے میری توہین کے لیے مجھے ایک بڈھا ناکارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پروا نہیں کی' خیانت کی' میں نے اسے معزول کر دیا۔ جب میں نے اسے ابن نسعہ کہا تو اس نے بھی مجھے الٹ کر ابن بسرہ کہا۔ اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس فاحشہ کے بیٹے نے بے شک برا کیا۔

معقل کی حرشی سے بدکلامی:

اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اس نے کہا' اے نسعہ کے بیٹے تیری ماں فاحشہ تھی' میں نے اسے اسی خارشتی بھیڑوں کے عوض میں خریدا تھا' وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی' جس سے باری باری ہر ایک متمتع ہوتا تھا اور ہر آنے اور جانے والے کے لیے وہ وقف تھی تو اسے حارث بن عمرو بن حرجۃ کی بیٹی کے مماثل پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔

معقل کے خلاف حرشی کی انتقامی کارروائی:

خالد نے حرشی کو معقل بن عروۃ پر مسلط کر دیا' حرشی نے شہادت پیش کی کہ اس نے مجھے حرامزادہ کہا تھا۔ خالد نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ معقل پر حد جاری کی گئی۔ حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔ اس پر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اسے درے لگائے جا رہے تھے' معقل سے کہا کہ تو نے یہ برا کیا کہ اپنے ایک

بھائی سے بدسلوکی کی اور اسے حرام کا ٹھہرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اس وقت پھر حرشی کو حرام زادہ کہا۔ خالد نے حکم دیا کہ اس پر دوبارہ حد شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن ہبیرہ کی ماں بسرہ بنت حسان قبیلہ عدی الرباب کی ایک عدوی عورت تھی۔

مسلم بن سعید ابن اسلم:

اس سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو موقوف کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ جب سعید بن اسلم مارا گیا' تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی' رموز سیاست اور دستور حکومت سے آگاہ ہو گیا اور ممتاز قابلیت حاصل کی۔ جب عدی بن ارطاۃ عراق آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کی نظامت دے۔ اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ لیا۔ اس نے کہا کہ ایک چھوٹی نظامت پر اسے سرفراز کر دیجیے۔ اور پھر ترقی دے دیجیے گا۔ چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا عامل بنا دیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

امارتِ خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر:

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ لے کر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اس نے مسلم کو کسی جگہ کا صوبہ دار بنانے کا ارادہ کیا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ اب مسلم جوان نہ رہا تھا۔ جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے۔ ابن ہبیرہ نے یہ دیکھ کر تکبیر کہی۔ ایک رات ابن ہبیرہ قصے سن رہا تھا اور مسلم بھی اس صحبت میں موجود تھا' داستان گو تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اسے اس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں خراسان کا صوبہ دار بنا دوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں! ابن ہبیرہ نے کہا کل ان شاءاللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے' ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کیے جانے کا اعلان کیا۔ اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ۔ ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیل داروں کو احکام جاری کر دیئے کہ آئندہ وہ مسلم سے مراسلت کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبدالرحمٰن باہلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اسے کرمان کی صوبہ داری عطا کی۔ اس پر جبلہ نے کہا ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا۔ مسلم کو یہ آرزو کرنا زیبا تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤں گا اور پھر میں مسلم کو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کر دوں گا' مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوا کہ اسے تو خراسان کی صوبہ داری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی عاملی۔

مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد:

غرضکہ مسلم آخر ۱۰۴ ہجری میں خراسان دوپہر کے وقت پہنچا' دارالامارۃ کے دروازہ پر آیا' اسے بند پایا۔ پھر اصطبل آیا۔ اس کا دروازہ بھی بند پایا۔ مسجد میں آیا۔ مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے چھوٹے دروازے سے ایک خدمت گار داخل ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں۔ خادم ان کے آگے آگے چلا۔ صوبہ دار کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس سے پچھوایا کہ آیا صوبہ دار ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کی غرض سے مسلم نے

جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ ایسا شخص خراسان میں نہ محض سیر کی غرض سے آیا کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔

حرشی کی گرفتاری:

حرشی اس کے پاس آیا۔ مسلم نے اسے گالیاں دیں اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا مسلم نے حکم دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈال دیا' اور بیڑیاں پہنا دیں۔ مہتمم مجلس کو حکم دیا کہ اسے اور بیڑیاں پہنا دو۔ حرشی مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمہارے مہتمم مجلس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تم نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے زیادہ بیڑیاں ڈالی جائیں۔ اگر یہ آپ کے افسر بالا دست کا حکم ہے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمہاری تجویز ہے تو یہ تمہاری فطرت اصلیہ کا مقتضی ہے۔ اس نے یہ شعر اس وقت پڑھا۔

هم ان يثقفوني يقتلوني و من اثقف فليس الى خلود

ترجمہ: ''انہوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے' مگر جو پکڑے گا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے''۔

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔

ابن ہبیرہ کا حرص:

ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے عمائد سے بخوبی واقف تھا' گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ایک اشراف وہاں کا ایسا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت و تغلب کا الزام نہ لگایا ہو۔ ابوعبیدہ عنبری اور ایک اور شخص خالد نام کو حرشی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انہیں ابوعبیدہ کے حوالے کر دو' تاکہ یہ ان سے سرکاری مطالبہ وصول کر لے۔

سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو مشورہ:

حرشی نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اس کے قاصد کو واپس کر دیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ ان لوگوں کو جن پر یہ سرکاری رقمیں واجب الادا ٹھہرائی گئی تھیں گرفتار کر لے۔ مگر لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ اور اگر آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور ان سے مطالبہ نہ چھوڑ دیا' تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائے گی انہیں پر خراسان کا دارومدار ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ جنہیں آپ ان مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سربرآوردہ اور بااثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ ان پر عائد کیا گیا وہ غلط ہے' جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے۔ اس میں ایک لاکھ کی زیادتی کر دی گئی اور اس طرح چار لاکھ ہو گئے۔ جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لیے گئے ہیں' ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں' جن پر ان کی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے۔

مہزم بن جابر اور ابن ہبیرہ:

یہ معاملہ مسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اس کے پاس بھیجا جن میں مہزم بن جابر بھی تھا۔ مہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے' اور

اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جس کی ادائی کے لیے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّو الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا ﴾

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دے دو امانتوں کو ان کو جن کی وہ امانتیں ہیں''۔

مہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھیے:

﴿ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو''۔

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا۔ مہزم نے کہا کہ اگر تم ان مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لو گے جو بڑے دب دبہ والے، تمہارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگ جو ہیں' اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے' ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اور مقطع سب خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسر معرکہ رہتے ہیں جب ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں تو اس کے اتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منہ ہم سے پھیر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کیے گئے ہیں وہ خراسان کے سر برآوردہ لوگ ہیں' بڑے بڑے مستاجر ہیں اور جہاد کے لیے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں' یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ و دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے' مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے' اور خوب روپیہ کمایا جو ان کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ ان سے اتنا روپیہ وصول کر لو جتنا یہ بیان کرتے ہیں کہ ان پر واجب الادا ہے۔

امیر حج عبدالواحد بن عبداللہ و عمال:

جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اس نے مستاجروں سے اس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا کہ ان پر سختیاں کرے حاجب نے ان سے سرکاری مطالبات جو ان پر باقی نکالے گئے تھے وصول کر لیے۔ اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی امارت میں جو مکہ مدینہ اور طائف کا اس سنہ میں صوبہ دار تھا حج ہوا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا۔ حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے' اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۰۵ھ کے واقعات

جراح بن عبداللہ کا لان پر جہاد:

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ان شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو ماوراء النہر واقع تھے ان میں سے بعض کو اس نے فتح کر لیا' اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلا وطن کر دیا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ ایک ہزار سپاہ کی ایک مہم بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد افشینہ پر جو سغد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کر لی۔

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اسے فوج کا پیشتر و مقرر کیا۔ اس سنہ کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس پلٹ آیا۔ ترکوں نے اس کا تعاقب کیا' اور جب اس کی فوج دریائے بلخ کو عبور کر رہی تھی' سعید کو آ لیا' اس وقت بنی تمیم ساقہ لشکر پر تھے' عبیداللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا۔ بنی تمیم نے دشمن کے یلغار کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا۔

مسلم بن سعید کی شاہ افشین سے مصالحت:

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہو گیا' مسلم نے افشین پر چڑھائی کی۔ افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار راس پر صلح کر لی اور قلعہ کو مسلم کے حوالہ کر دیا۔ مسلم ۱۰۵ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کر کے اپنے دارالحکومت کو واپس آیا۔

یزید بن عبدالملک کی وفات:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال بیان کی ہے۔ اور بعض نے چھتیس سال کہے ہیں۔ ابی معشر' ہشام بن محمد اور علی بن محمد کے نزدیک یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔ ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

یزید کی عمر و مدت حکومت:

علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبدالملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ ہجری ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا' مقام اربد واقعہ علاقہ بلقاء میں اس کی موت وقوع پذیر ہوئی۔ اس کے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک اس روز حمص میں تھا۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۴ سال کی عمر میں وفات کی۔

علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کرو گے۔ اس پر کسی اور یہودی نے کہا خدا اس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا' اصل میں اس کا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا' اور قصبہ ایک مہینہ کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس طرح اس نے ایک ماہ کو ایک سنہ قرار دیا۔

یزید بن عبدالملک کی موت پر سلامہ کے اشعار:

یزید بن عبدالملک ایک رنگیلا نوجوان تھا ایک روز حالت سرور و نشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اس کے پاس اس وقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں اڑوں گا۔ اس پر حبابہ نے کہا اور امت محمدی کو کس پر چھوڑو گے۔ جب یزید کا انتقال ہو گیا' تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے:

لا تلمنا ان خشعنا　　　او همنا بالخشوع

ترجمہ: ''اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر ہمیں ملامت نہ کر۔

قد لعمری بت ليلی　　　کاخی الداء الوجيع

ترجمہ: میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اس مریض کی طرح حالت کرب و بے چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثم بات الهم منی　　　دون من لی من ضجيع

ترجمہ: پھر چلا گیا درد میری طرف سے قریب اس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

للذی حل بنا اليو　　　م من الامر الفظيع

ترجمہ: اس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

کلما ابصرت ربعا　　　خاليا فاضت دموعی

ترجمہ: جب میں خالی مکان کو دیکھتی ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قد خلا من سيد کا　　　ن لنا غير مضيع

ترجمہ: ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لیے غیر سودمند نہ تھا''۔

ان اشعار کو پڑھ کر وہ چلاتی امیر المومنیناہ۔ (یہ شعر کسی انصاری کے ہیں)

یزید بن عبدالملک اور حبابہ:

یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں حج کرنے گیا تھا۔ وہاں اس نے حبابہ کو جس کا اصل نام عالیہ تھا چالیس ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کر دے۔ یہ دیکھ کر یزید نے حبابہ کو واپس کر دیا اور اسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا۔ ایک دن سعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے۔ یزید نے کہا: ہاں! حبابہ۔ سعدہ نے ایک شخص کو بھیج کر چار ہزار دینار کے عوض

حبابہ کو خرید منگوایا' اسے نہایت آسائش اور راحت پہنچائی۔ جب اس کی سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لے کر آئی مگر پہلے اسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لیے باقی ہے؟ یزید نے کہا۔ یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمہیں اپنی تمنا بتا دی تھی۔

حبابہ کا انتقال:

اب سعدہ نے پردہ اٹھایا اور کہا لیجیے یہ حبابہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر اس کے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں سعدہ کی بڑی گنجائش پیدا ہوگئی اور اسے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔

سعدہ یزید کی بیوی تھی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا:

بین التراقی و اللهاة حرارة　　　ما تطمئن و ما تسوغ فتبرد

ترجمہ: ''سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے''۔

یہ سن کر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اس نے اڑ جانا چاہا۔ حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اس کی حالت خراب ہوگئی۔ یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو' اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رو پڑا' اور اس نے یہ شعر پڑھا:

لئن تسل عنك النفس او تذهل الهوى　　　فباليأس يسلو القلب لا بالتجلد

ترجمہ: ''اگر مجھے تمہارا صبر آ جائے یا محبت کم ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ نا امیدی سے دل کو تسلی ہو جائے گی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کرنا چاہتا ہوں''۔

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی:

كفى حزنا بالهائم الصب ان يرى　　　منازل من يهوى معطلة قفرا

ترجمہ: ''عاشق فریفتہ کے رنج وغم کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے''۔

یزید نے یہ شعر سنا اور پھر یہی اس کی زبان پر بھی ورد ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا۔ دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی' مگر اسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے۔

باب۳

ہشام بن عبدالملک

اسی سنہ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبدالملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خلیفہ ہوا۔

عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل:

جس سال مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے یعنی ۷۲ ہجری۔ اسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اس کی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اس کے لوگوں نے اسے منع کر دیا تھا کہ تاوقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبدالملک سے بات نہ کرنا۔ یہ گاؤ تکیوں کو دوہرا کر دیتی اور ان پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی۔ گویا کوئی سواری ہے۔ لوبان خرید کر اسے چباتی اس سے مورتیں بناتی اور مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور ان مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبدالملک نے اس کے پاگل ہونے کی وجہ سے اسے طلاق دے دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی عبدالملک مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے گیا اور انہیں قتل کیا۔ انہیں قتل کرنے کے بعد ہی اسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔ عبدالملک نے اس کا نام تفاؤل کے طور پر منصور رکھا۔ مگر اس کی ماں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا اور عبدالملک نے اس کی مخالفت بھی نہ کی۔ ہشام نے ابوالولید اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد:

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرہ میں تھا کہ اس سے کہا گیا آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ جس مکان میں ہشام اس وقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خاتم خلافت ہشام کے حوالے کی' اور خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔

بکیر بن ماہان کی معزولی:

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا' یہ سندھ میں جنید بن عبدالرحمٰن کا ترجمان تھا۔ جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ میں چلا آیا۔ اس کے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی۔ یہ ابوعکرمہ صادق میسرہ۔ محمد بن خنیس سالم الاعین اور ابویحییٰ بنی سلمہ کے آزاد غلام سے ملا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ بنی ہاشم کے لیے جو تحریک کی جا رہی ہے' اس میں تم شریک ہو جاؤ۔ بکیر نے اسے قبول کر لیا۔ اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے انہیں لوگوں پر خرچ کر دیا۔ اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اس اثناء میں میسرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل:

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل امیر حج تھا' نضری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اس نے عطاء بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں۔ عطاء نے کہا بعد ظہر' ماہ ذی الحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے مگر ابراہیم

نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور کہا کہ میرے قاصد ے ذریعہ عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ مگر عطاء نے کہا۔ نہیں! میں نے بعد ظہر خطبہ کے لیے کہا تھا۔ اس روز اس واقعہ سے ابراہیم جھینپ گیا۔ لوگوں نے اس کے فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القشیری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت:

عمر بن یزید بن عمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن عبداللہ بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت وفرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا' اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹی بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اٹھے ان کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے۔ انہیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا' انہیں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے۔ جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا' اے بھائی تمیمی تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں نے تمہاری بات سنی۔ امیر المومنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں۔ اب تمہاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبداللہ اور خالد بن عبداللہ القسری:

زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر مقروض ہو گیا' ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا یمنی ہوں۔ اس شخص نے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا زیاد بن عبیداللہ بن عبدالمدان۔ یہ سن کر اس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جا کر کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں' اور انہوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کرا دے۔ میں نے پوچھا جناب والا کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمہیں میرے کپڑوں کی مندیل اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دے دیں۔ میں ان سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلایا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

امارت عراق پر خالد بن عبداللہ القسری کا تقرر:

غرض کہ جب میں نے اس کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ امیر المومنین ان سے خوش ہو گئے ہیں' اور انہوں نے تمہارے امیر کو روانگی کا حکم دے دیا ہے تو فرطِ محبت سے کوئی تو مجھ سے بغل گیر ہوا' اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے ان کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے اپنی مندیل اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا: ہاں! ضرور لیجیے' بڑی خوشی سے۔ چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں۔ اور اس شام کو اس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے بدن پر نہ تھا۔ اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری

کے لیے تھا۔ تھوڑی ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے۔ اس خبر سے مجھے ایک فکر سی دامن گیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا۔ میں آپ کو متفکر پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں! اس کا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی ہو گئے۔ یہاں میری کچھ معاش ہو گئی ہے جو ذریعہ زندگی ہے۔ میں اسی شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے' اسی ادھیڑ بن میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔

زیاد بن عبداللہ کی روانگی کوفہ:

میرے دوست نے کہا۔ اچھا ایک بات ہے کیا آپ اسے منظور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کیا؟ اس نے کہا کہ یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ' اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائے گی' اگر تمہیں وہاں ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑے تو واپس چلے آنا میں یہ واپس کر دوں گا۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔ کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کیے اور دربار میں گیا۔ لوگ آنا شروع ہوئے۔ میں نے ان سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ جب سب اپنی اپنی نشستوں میں بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام کیا' اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور تعریف کی۔ خالد نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ میں اپنی جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے موصول ہوئے' اس کے بعد سے میں اس کے پاس آنے جانے لگا۔

ایک دن خالد نے مجھ سے پوچھا تمہیں لکھنا آتا ہے؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگا۔ افسوس! میں جو کچھ تمہارے ساتھ کرنا چاہتا تھا اس میں سے نو حصے جاتا رہا۔ اب تمہارا صرف ایک حصہ باقی ہے' خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمہاری مدت العمر کے لیے کفایت کرے گا۔ میں نے عرض کی' کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے۔ خالد نے کہا تو پھر کیا کرو گے' میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیج دیں جو مجھے لکھنا سکھا دے' خالد نے کہا نہیں' یہ بات تمہاری شان سے گری ہوئی ہے۔ میں نے کہا جی نہیں' اس میں کیا مضائقہ ہے۔

غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب دان غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیج دیا' اور اب میں ہمہ تن کتابت کے سیکھنے میں منہمک ہو گیا۔ البتہ رات ہی کے وقت اس کے پاس آتا تھا۔ پندرہ راتیں گزری تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آ گیا۔

زیاد بن عبداللہ بحیثیت عامل رے:

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہو کچھ اس بات کو حاصل کیا۔ میں نے کہا جی ہاں! جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں' ایسی بات نہیں ہے۔ خالد نے گدیلا اٹھایا' وہاں ایک لپیٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو۔ میں نے جو کچھ اس میں تحریر تھا پڑھ دیا' یہ اس کے عامل رے کا خط تھا۔ خالد نے کہا اچھا تم رے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا' افسر مال گزاری سے کہا کہ جائزہ دو' اس نے کہلا بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو' امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مال گزاری مقرر نہ کیا ہو گا' اور تم ناظم فوج داری اور کوتوالی مقرر ہو کر آئے ہو گے' مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو' تین لاکھ تمہارے لیے نذرانہ موجود ہے۔

زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تو اس توہین کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا تھا ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا' مگر یہاں آ کر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مال گزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ تین لاکھ دینے کے لیے تیار ہے۔ اس کے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اسے قبول کرلو' معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا' پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجیے۔ اس نے بلا لیا۔ جب میں اس کے پاس آ گیا تو اب اس نے مجھے اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کردیا۔

عمال:

اس سنہ میں مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا۔ حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے' موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ ہجری میں خراسان وعراق کا والی مقرر کیا' اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

۱۰۶ھ کے واقعات

عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی:

اس سنہ میں ہشام نے مکہ' مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کردیا اور اس کی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو والی مقرر کیا۔ ابراہیم ۱۷/ جمادی الآخر ۱۰۶ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی:

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے گیا' اور نیز حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انہوں نے جزیہ ادا کردیا۔ اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا' امام طاؤس بجیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۵ ہجری کے ماہ ذی حجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ قاسم اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ ہشام نے ان کی خیریت مزاج دریافت کی' قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں۔ ہشام کہنے لگا۔ بخدا! میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمہیں خیریت سے رکھے۔ ہشام نے مدینہ میں جب

لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کی جائے' اسی بنا پر اس سنہ کا نام چار ہزاری سال ہو گیا۔

نیز اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمحی کو قاضی بنایا۔ پھر انہیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت:

اسی سنہ میں مضری' یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔

مسلم بن سعید نے جب جہاد کے ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے دیدہ و دانستہ اس کے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا۔ جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اس نے نصر بن سیار' سلیم بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم' بمعاء بن مجاہد بن بلعاء العنبری' بوحفص بن وائل الحنظلی' عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواشبہ کو بلخ واپس بھیجا۔ ان سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کی ہے میرے پاس روانہ کرو۔ نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے دروازہ کو جلا ڈالا۔ اس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم:

اب اس اثنا میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں آ کر فروکش ہوا۔ باشندگان صنعانیان اس کے پاس آئے' مسلمۃ العصقانی التیمی اور حسان بن خالد الاسدی پانچ پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آ ملے۔ اسی طرح سنان الاعرابی' زرعۃ بن علقمہ سلمۃ بن اوس' اور حجاج بن ہارون النمیری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں اب امیر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ' کیونکہ انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے' بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیر المومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ ہمیں اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر رہا ہے۔ بنی تغلب نے عمرو بن مسلم سے کہا دیا کہ تم ہم میں سے ہو' اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اور اس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا' اور چونکہ بنو قتیبہ باہلی تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ ہم تغلبی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلبی ہونا پسند نہ کیا' تا کہ بنی تغلب کی تعداد زیادہ نہ ہو سکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی معن جو قبیلہ ازد سے تھے باہلہ کہلاتے تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی معن کے مجالس میں آ کر کہتا تھا کہ اگر میں تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں۔ جب ایک تغلبی نے اس کی نسبت بھی تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمہاری حمایت اور حفاظت ضرور کروں گا۔

عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ:

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آ جمے اور خطرہ یقینی ہو گیا' تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بن کر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا' نصر واپس جانے لگا' مگر عمرو بن مسلم اور بختری کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے۔ کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے۔ بنی بکر پریشان ہو گئے۔

مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا' اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے۔ اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحٰق نام بھی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

عمرو بن مسلم کی شکست و امان:

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دیجیے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے اس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لیے امان حاصل کر لیجیے' نصر نے اسے امان دے دی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جاں بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لیے تجھے چھوڑے دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دے دی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جاملو۔

معرکہ بروقان:

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے' اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اس نے اس سے بھی انکار کیا' اس لیے انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازدی لڑے' انہیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے۔ نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عبار کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم۔ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کو پکڑ لیا۔ نصر نے ان کے سو سو کوڑے لگوائے' ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے' یہ بھی بیان کیا گیا ہے بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا۔ وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اس نے شکست دی' اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اس کے پاس تھا پوچھا کہو بھائی تمیمی تمہاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی۔ اس بات کو اس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے اس سے کہا۔ مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا۔ عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی' اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن مجاہد بنی تمیم کی ایک جماعت کو لیے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے ڈھوروں کو طرح مار مار کر بھگا رہا ہے۔ اب اس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو' انہیں ننگا کر دو اور ان کے پائجامے سرینوں پر سے قطع کر دو۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا' میدان یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا'' مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں کی وجہ سے فکر دامن گیر ہے جو ارادتاً پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے' یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں۔ مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے دیواروں کو پھاندیں گے۔اے خداوند! تو انہیں سزا دے اور میں بھی انہیں سزا دوں گا۔ میں نے نصر کو حکم دے دیا ہے کہ جس کے پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اسے قتل کر ڈالے' اور مجھے عمرو بن مسلم اور اس کے ساتھیوں پر اس عذاب کی وجہ سے جو ان پر نازل کرے گا کوئی ترس نہیں آتا۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی:

بخارا میں مسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا۔جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کرلو۔مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔اس موقعہ پر ابوالضحاک الرواحی' بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جن کا شمار از دیوں میں تھا اعلان کر دیا کہ اس سال جو شخص پیچھے رہ جائے گا اس پر کوئی جرم نہیں۔اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد:

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ خاقان اس کے مقابلہ کے لیے بڑھ آیا ہے۔شمیل یا شبیل بن عبدالرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو بچشم خود دیکھا ہے۔مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا کہ روانگی کی تیاری کرو' صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لے کر مسلم نے کوچ کیا۔ایک دن میں تین منزلیں طے کیں' دوسرے دن پھر روانہ ہوئے' وادی سیوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آ گیا اور اس کا رسالہ مسلم کے قریب آ پہنچا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ پر ترکوں کا حملہ:

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور موالیوں کو دشمن کو روکنے کے لیے اتار دیا۔ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا' سب کو شہید کر ڈالا' اور مسلم کی سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے۔مسیّب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے' غوزک کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔

عامر بن مالک کی علمبرداری:

مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انہیں مسلمانوں کے فرودگاہ سے نکال باہر کیا۔مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہو گیا۔آٹھ روز برابر چلتے رہے۔مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا۔اور لوگوں سے اس بارہ میں مشورہ لیا۔سب نے قیام کا مشورہ دیا۔اور کہا کہ صبح کے وقت ہم ان قریب کے پانی پر جا اتریں گے' اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی میوہ توڑنے چلے جائیں گے اور دشمن آپ کے فرودگاہ کو لوٹ لے جائے گا۔مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کہو ابوالعلاء تمہاری کیا رائے ہے۔سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لیے اتر پڑا۔

مجاہدین کی پسپائی و مراجعت:

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئی بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جن کی وجہ سے بوجھ بڑھ گیا تھا جلا ڈالا۔ اسی طرح انہوں نے دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کے آگے مزاحمت کے لیے مستعد ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں ہی تلواریں نظر آتی تھیں۔ پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے‘ اس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور دوسرے دن دریا کو عبور کیا۔ خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

حمید بن عبداللہ کا ترکوں پر حملہ:

حمید بن عبداللہ نے جو مسلمانوں کے ساقہ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جایئے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں۔ میں ذرا ان سے نپٹ لوں۔ حمید اس وقت اگرچہ زخموں سے چور تھا‘ مگر فوج کے ٹھہرتے ہی ترکوں پر پلٹ پڑا۔ اہل سغد اور ان کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لیے گئے۔ سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے۔ بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اس کے گھٹنے میں آ کر لگا اور اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ:

تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی‘ عبدالرحمٰن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھاگلیں پانی سے بھری ہوئی بار کر لی تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر اس نے انہیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اس کے لیے پانی لایا گیا‘ جابر یا حارثہ بن کثیر‘ سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اس برتن کو اس کے منہ سے چھین لیا۔ مسلم نے کہا اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی جدت سے بے تاب ہو کر اس نے اس پانی کو چھینا ہے۔ بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان خجندہ آئے‘ اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ اسی اثناء میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے‘ اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمٰن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا عبدالرحمٰن نے اسے مسلم کو پڑھ کر سنایا‘ مسلم نے بے چون و چرا اس کی تعمیل کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

عبدالرحمٰن ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمے لگائے۔ اسحٰق بن محمد الغدانی نے ''پیاس والے دن میں'' سب سے پہلے صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم‘ شدید‘ عبدالسلام‘ ابراہیم اور مقداد تھے۔ ان میں سے نعیم اور شدید بڑے ہی سخت جنگجو تھے۔

حوثرہ بن یزید اور نصر بن سیار کی شجاعت:

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا‘ ان کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے۔ مگر حوثرہ بن یزید بن الحر بن الحنیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک ان سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا۔ پھر نصر بن سیار

نے تیس شہسواروں کے ساتھ ترکوں پر اسی دلیری سے حملہ کیا کہ انہیں ان کی جگہوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا' اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحر کا بھتیجا ہے)

عمرو بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایات:

مسلم کر خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمہارے موالیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اسے اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ حاجب تمہاری زبان ہے اور وہ جو کہے گا وہ تمہاری ہی جانب سے سمجھا جائے گا' اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانت داری سے انجام دے' عمال عذر مقرر کرنا۔ مسلم نے پوچھا کہ عمال عذر کیا ہیں۔ عمرو بن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اسی کو ان کا عامل بنا دینا اگر وہ اچھا ثابت ہوا تو اس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور اگر وہ برا ثابت ہوا تو اس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا۔ تم اس کے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

توبہ بن ابی اسید:

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کر دو۔ عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

توبہ ایک وجیہہ' بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا۔ جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اسے مسلم کے پاس بھیج دیا مسلم نے اپنی مہر اس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو۔ اسید بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا۔ جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اس کے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمہاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی مجھے ہے۔ غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا' تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا' نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا۔ فوج والوں کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

ایمان توبہ:

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے' مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ توبہ کے بعد جو اور لوگ اس کی خدمت پر آئے' انہوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کر دی تھی۔ جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اس کے لیے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم ان لوگوں میں اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ وہ ''ایمان توبہ'' کے نام سے مشتہر ہوگئی۔

ہشام بن عبدالملک اور سعید بن عبداللہ کی گفتگو:

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے

پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھ دیجیے میں نے انہیں لکھ دیا' اور ابوالزناد نے ہشام سے جا کر ملاقات کی۔ ابوالزناد لکھتے ہیں کہ اس روز میں ہشام کے پیچھے شواری میں شریک تھا' اتنے میں سعید بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہشام سے آ کر ملا۔ چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لیے سعید بھی سواری سے اتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اس کے پہلو میں چلنے لگا۔ اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی' میں آگے بڑھ آیا اور میں اس کے دوسرے پہلو میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا (میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا) امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیرالمومنین کے خاندان پر اپنا انعام واکرام کرتا رہا ہے' اور خلیفہ مظلوم کی امداد کرتا رہا ہے۔ ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیرالمومنین کے خاندان والے ابو تراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں۔ اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس مقدس جگہ میں ان پر لعنت بھیجیں یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری' اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا اس پر لعنت بھیجنے نہیں آئے' بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں۔ پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے متعلق میں نے تمہیں لکھا تھا اسے پورا کر دیا میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں نے سعید کی اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقع پر سعید کو بہت شاق گزری' چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے جھینپ جاتا۔

ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست:

اسی سنہ میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ آپ کو اللہ اور بیت اللہ اور اس شہر کی جس کی تعظیم کے لیے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے' مجھے واپس دے دیں۔ ہشام نے پوچھا کیا؟ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیرالمومنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں چارہ جوئی نہ کی۔ ابراہیم نے کہا بخدا! اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا۔ ابراہیم نے کہا اس نے میرے ساتھ ناانصافی کی۔ ہشام نے کہا عمرو بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ہوتا' ابراہیم نے کہا کہ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انہوں نے میرا مکان مجھے واپس دے دیا تھا' ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نہ کہا۔ ابراہیم نے کہا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد اس نے پھر مجھ سے چھین لیا' اور اب وہ تمہارے قبضہ میں ہے۔

ہشام نے کہا بخدا اگر تمہیں مارا جاتا تو میں ضرور تمہیں مارتا۔ ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا۔ ابرش اس کے پیچھے تھا۔ ہشام نے اس سے پوچھا کہو ابومجاشع یہ زبان تمہیں کیسی معلوم ہوئی؟ ابومجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے ہشام نے کہا۔ یہ قریش ہیں اور یہ ان کی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہے گی' میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا تقرر:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا' اور اس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا' اسد جب خراسان آیا تو اس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا' جب عبور کرنے کے لیے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید التمیمی الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اسے روکا۔ اسد نے اس سے کہا کہ مجھے دریا کے پار کرا دو۔

اشہب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد اور لالچ دلا کر کام نکالو مگر اس نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشہب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں۔ اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کر لیں گے۔ اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اس کی گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مال گذاری کا افسر اعلیٰ تھا لوگوں کو لے کر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اس کے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد علیٰ حجر (شیر پتھر پر بیٹھا ہے) یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجیے تا کہ ہم آپ کا اسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں۔ اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں۔ پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا' اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے اسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ تیرہ درہم دیئے جائیں گے جو میری آستین میں ہیں۔ اسد اپنے اس استقبال کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی واپسی کا حکم:

بہر حال اب با قاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر کو دے کر روانہ کیا۔ یہ دونوں شخص عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس جو اس وقت وادی افشین میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصہ پر تھا آئے' فوج کے پچھلے حصہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے' اور اہل کوفہ تھے' ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمٰن کو پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں' یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر اسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ' اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے۔ عبدالرحمٰن نے خط پڑھا۔ اس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لا کر دیا۔ مسلم نے کہا میں بلا پس و پیش تعمیل کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی مراجعت:

جب اس ردو بدل کی خبر عام ہوئی تو عمرو بن ہلال السدوسی یا تمیمی نے آ کر مسلم کے دو کوڑے اس زیادتی کی وجہ سے جو اس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی' مارے' اور حسین بن عثمان بن بشر بن المحتضر نے اسے گالیاں دیں' مگر عبدالرحمٰن بن نعیم ان کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انہیں ڈانٹا' ان پر سختی کی اور حکم دیا کہ انہیں میرے سامنے سے نکال دو۔ چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گے۔ اب عبدالرحمٰن تمام فوج کو لے کر واپس ہوا' اور مسلم بھی اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند:

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا۔ ہانی کو معزول کر کے اس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطۃ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا' عامل مقرر کیا۔ حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اس کے پاس آئی' یعقوب بن القعقاع اس وقت خراسان کے قاضی تھے۔ حسن اپنی بیوی کو لینے کے لیے شہر سے باہر گیا۔ اسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آ گئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی' حسن نے سن کر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے ان پر جارحانہ کارروائی کی' ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا' انہیں غلام بنایا' مگر باوجود اس کے بخدا! میں تمہیں ان سے

قریب کروں گا۔ اور تمہارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملا دوں گا۔

حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید:

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا۔ مگر اس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق و ذوق سے جلدی جلدی گیا' مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اس قدر دیر لگا دی۔ حسن کو بھی اس کا ناپھوسی کی خبر ہوئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور عیب لگاتے ہو۔ اے اللہ! تو ان کا نشان مٹا دے' ان کی موتوں کو جلد بھیج دے' ان پر مصیبت اور تنگی نازل کر دے اور خوشی اور فارغ البالی کو ان سے اٹھا لے۔ یہ تقریر سن کر لوگوں نے دل ہی دل میں اسے خوب گالیاں دیں۔

سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت:

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔ ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اس کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اور بول نہ سکا۔ کہنے لگا مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ. جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہوگئی اور ایک لفظ پھر زبان سے نہ نکل سکا۔ جب منبر سے اتر آیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

ان لم اکن فیکم خطیبا فاننی بسیفی اذا جدا الوغی الخطیب

ترجمہ: ''اگر میں تمہارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے کیا پرواہ ہے۔ کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں''۔

اس پر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

عمال:

اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھا۔ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لیے خالد کی طرف سے عقبہ بن عبدالاعلیٰ مقرر تھے' مالک بن المنذر بن الجارود کوتوال تھا۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۰۷ھ کے واقعات

اسی سنہ میں عباد الرعینی خارجی نے یمن میں خروج کیا۔ یوسف بن عمر نے اسے اور اس کے تین سو ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام کی قبرص میں آمد:

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرص آیا۔ اس کے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جس کی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا' یہ جمعیت ۱۰۷ ہجری میں جن کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں شام آئی' اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لیے گئے اور نصف وہیں رہے۔

ابوعکرمہ اوراس کے ساتھیوں کا انجام:

مسلمۃ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔ اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا۔ نیز اس سال بکیر بن ماہان نے ابوعکرمہ ابومحمد الصادق محمد بن خنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرف داروں کے ساتھ جن کے ہمراہ زیادہ ولید الازرق کا ماموں بھی تھا۔ اپنے اغراض کی اشاعت وتبلیغ کے لیے خراسان بھیجا بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے ان کی چغلی کھائی۔ ابوعکرمہ محمد بن خنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہوکر اسد کے پاس لائے گئے۔ البتہ عمار بچ کر نکل گیا۔ جولوگ اس کے قبضہ میں آ گئے۔ اسد نے ان کے دست و پا کوقطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا' ساری سرگذشت سنائی۔ بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کولکھ بھیجا۔ محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کوسزاوار ہے جس نے تمہاری خبراور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے' تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائیں گے۔

مسلم بن سعید سے حسن سلوک:

اسی سن میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا۔ جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اس کی ہمیشہ تعظیم وتکریم کی۔ کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اسے قید کیا۔ مسلم عراق آ گیا' ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا' مگر مسلم نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم ان کے متعلق رکھتے ہیں۔

نمرون کا قبول اسلام:

اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غرشستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا' نمرون نے اس سے صلح کر لی اوراسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہاں کے باشندے آج تک یمنیوں کے موالی ہیں۔

اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی:

نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے جہاد کیا۔ جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو باشندوں نے اپنے تمام مال ومتاع کوایک ایسے عمیق غار میں ڈال دیا جہاں تک پہنچنا غیرممکن تھا۔ اسد نے صندوق بنوائے اوران میں آدمیوں کوبٹھا کر رسوں کے ذریعہ نیچے اتارا۔ یہ لوگ جس قدر مال ومتاع نکال سکے نکال لائے۔

بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی:

اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کر دیا' اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انہیں بلخ میں مکانات بنوا دیئے۔ اور جن کے نہ تھے انہیں بھی بنوا دیئے' اورارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کوعلیحدہ علیحدہ بسا دے مگراس کے دوستوں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس طرح ان میں دھڑے بندی ہو جائے گی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے۔ اس بنا پر اسد نے ان سب کوخلط ملط کر کے بسا دیا۔ شہر کی تعمیر کے لیے اسد نے معمار ومزدور مقرر کر دیئے۔ ہر پرگنہ پر اس کے محاصل کے اعتبار سے ان کے اخراجات کا بار ڈال دیا' اور برمک خالد بن برمک کے باپ کوشہر کی تعمیر کا مہتمم مقرر کر دیا۔

بروقان میں زیادہ تر امراء اور رؤسا بودوباش رکھتے تھے' اس کے اور بلخ کے درمیان دوفرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور بلخ اور نو بہار کے درمیان دوسوقدم کا فاصلہ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے جن کا ذکر ۱۰۶ ہجری کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

۱۰۸ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے جہاد کیا رومیوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ کے متصل واقع ہے جا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کرا دیا۔ نیز اس سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رومیوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔

عمار العبادی کا انجام:

اس سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا۔ خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کھائی۔ اسد نے عمار کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے' اس کے ساتھی البتہ بچ کر نکل آئے' اور بکیر بن ماہان سے آ کر تمام ماجرا سنایا۔ بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھی بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرف داروں کو بچایا۔

اسی سال میں مقام والق میں آگ لگی' جس سے تمام چراگاہ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔

اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی:

نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آ لیا۔ مگر اسد قواریان کی طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی عبور کر آیا تھا' اس لیے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور ان کا سخت نقصان کیا۔ اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا:

از ختلان آمذی   برو تباہ آمذی

''تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا''۔

اگرچہ سبل اس وقت خاقان سے برسرپیکار تھا مگر خاقان نے اس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

واپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے۔ اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھا دیئے اور ایک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا۔ فوج نے تکبیر کہنا شروع کی۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں۔ اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا' جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا۔ اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور نہ ترکوں نے انہیں چھیڑا۔

سلم بن احوز کا کارنامہ:

غرض کہ اسد تو بلخ آ گیا' اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے' ترکوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ ان سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آ کر میدان جنگ میں نیزہ گاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک سبز کپڑا اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا جس سے اس کا امتیاز ظاہر تھا۔ سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے۔ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا تمہاری مرضی۔ سلم نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آ رہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا' مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیے' سلم نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔

ترکوں کی شکست:

اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا' دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا اور اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اسے کبھی خوش نہ کرے۔ سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے' اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ صبح سے تمہاری کارروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے' دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے۔ اس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا' دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا' مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی' مسلمانوں نے ان کے لشکرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے شہروں پر تسلط جما لیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔

اسد کی ختل پر فوج کشی:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا' جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

ازختلان آمدی برو تباہ آمدی

بیدل فراز آمدی

اس ختل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لیے بھیجے اور حکم دیا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا جب غلام انہیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انہیں صرف ابن الشخیر خریدے گا (یہ اس وقت بیرونی چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے' انہیں فوراً پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آ کر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے' جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ' مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا۔ اور نیز اس سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۰۹ھ کے واقعات

عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد:

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے ان کے ایک قلعہ طیبہ نام کو مسخر کیا' اس کے ساتھ جو اہل انطا کیہ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدانِ جنگ میں کام آئے۔

عمر بن یزید الاسیدی کا قتل:

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسیدی کو قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ' عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا۔ اس کی کارگذاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جواں مرد ہے۔ یہ تعریف خالد کو بہت بری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو تو ال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کو بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا' تا کہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبید اللہ بن عامر کا تذکرہ کیا' مالک نے اس کے خلاف کوئی بات کہی۔ عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اس پر سختیاں کرنا شروع کر دیں۔ کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی:

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا۔ اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں دھڑے بندی ہوگئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمٰن بن صبح کے پاس لے چلو' (عبدالرحمٰن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا) اس ازدی نے عبدالرحمٰن سے جا کر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری' ہمارا بھائی' معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے' آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا ہے:

ان تنقض الازد حلفا كان اكده — فی سالف الدهر عباد و مسعود

و مالك و سويد اكداه معا — لما تجرد فيها ای تجريد؟

حتى تنادوا اتاك الله ضاحية — و فی الجلود من الايقاع تقصيد

ترجمہ: ''اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گذشتہ زمانہ میں عباد اور مسعود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی تو اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہوگی' یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اٹھیں' خدا انہیں رسوا کرے' اس حال میں کہ ان کی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں''۔

یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے:

الازوا خوتنا وهم حلفاؤنا ما بيننا نكث و لا تبديلٌ

ترجمہ: ''بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں' نہ ہمارے درمیان بدعہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی''۔

عبداللہ نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابوالبرید خاندان علیا بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد بن عبداللہ کا مضریوں پر جبر وتشدد:

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں۔ ان کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا' خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے' یہ چہرے فتنہ پردازوں' منافقوں اور مفسدوں کے ہیں' اے اللہ! تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے۔ اے اللہ تو مجھے میرے مرز بوم اور وطن کو پہنچا دے۔ اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑبڑائے اسے ذلیل کر دے' امیر المومنین میرے ماموں ہیں' خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے' اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلواریں ہیں۔ یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اس کی ملاقات کے لیے آنے شروع ہوئے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا' اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار' عبدالرحمٰن بن نعیم العامری' سورہ بن الحر الابانی' ابان بن دارم اور بختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن حباد) کا ذکر تھا۔ اسد نے انہیں سامنے بلایا اور انہیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت وصامت بیٹھے رہے' کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر اپنا طرز عمل' اطاعت کیشی' اور خلوص کا اظہار کیا۔ اور عرض کی کہ جناب والا کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے' مگر اسد نے اس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے۔ چنانچہ ان کے کپڑے اتار لیے گئے' اور اس نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا۔ ان کا پیٹ بہت بڑا تھا۔ مگر سرین بہت دبلے تھے۔ جب ان پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور ان کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کا ایک عزیز ایک ہردی چادر اس کے لیے لے کر اٹھا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا' اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دے دے تو اسے ازار پہنا دے۔ اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دے دی' وہ شخص اس کے قریب پہنچا۔ اسے ازار پہنا دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوثمیلہ نے اسے ازار پہنائی' اس سے یہ بھی کہا ابوزہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ محض تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

تمیں بن حمان کی طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے ان لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں میں پٹوایا۔ جب ان کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تمیں بن حمان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے بھی پٹوائے' حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے پٹوا چکا تھا۔ کسی نے کہا کہ یہ تمیں بن حمان موجود ہے اور جناب والا حال ہی میں اسے سزا دے چکے ہیں تمیں بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حجر بن خنیق بن حمان بن کعب بن سعد ہے۔

نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی عراق:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے ان کے سر منڈوا ڈالے' انہیں عبدربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے' جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسیٰ بن ابی بریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیج دیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے بال اگ آتے انہیں فوراً منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا۔ بختری کی یہ خواہش اس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہو گیا تھا۔ بنو تمیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیں' مگر نصر نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت لعنت ملامت کی اور کہنے لگا کہ اس نے ان کے سروں کو کیوں نہ بھیج دیا۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب:

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا' اس میں کہتا تھا ''اے بلخ والو! تم نے میرا نام زاغ رکھا ہے۔ بخدا میں تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دوں گا' مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اس کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا' اور دھڑے بندی ہو گئی تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کر دو' چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا' اور اسد خالد سے حج کی اجازت لے کر ماہ رمضان ۱۰۹ ہجری میں عراق آ گیا' اس کے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے۔ اسد نے حکم بن عوانۃ الکلبی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا۔ حکم نے موسم گرما کی مہم تو تیار کی' مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

زیاد ابو محمد داعی بنی عباس:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کے لیے دعوت دو' اہل یمن میں جا کر فروکش ہونا' اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش آنا۔ اور ابرشہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا' کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لے کر خراسان کے

باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

زیاد اور غالب میں مباحثہ:

بہرحال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لیے تحریک و دعوت شروع کر دی تو بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثناء میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا۔ غالب بنی فاطمہ کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیادہ بنی العباس کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا۔ زیادہ نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا۔ اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اسے ملنے آیا کرتے تھے۔ زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آ کر قیام پذیر ہوا تھا۔

زیاد ابو محمد کی طلبی:

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا' جب اسے زیاد کی کاروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسد بن عبداللہ کو اس کی اطلاع دی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ ابوموسیٰ نے کہا جی ہاں! اسد نے کہا میں نے تمہیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا۔ ابوموسیٰ نے کہا جی ہاں۔

زیاد اور اس کی جماعت کا قتل:

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمہارے متعلق یہ باتیں سنی ہیں' تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے۔ میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے' جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائے گی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ۔ زیاد اسد کے پاس سے آ گیا اور اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے' یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تدارک کیجیے۔ اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمہیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اسد نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر ابوموسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد کا غصہ اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابوموسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے۔ غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دیئے گئے' اس روز صرف دولڑ کے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے' باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا گیا۔ وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت:

بعض لوگوں نے یہ بھی کیا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کے کمر سے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ زیاد دو کے درمیان لٹایا گیا' جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اُچٹ گئی۔ بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے' کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اس نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی۔ ابو یعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا۔ تماشائیوں کا

اژدحام تھا۔ ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا۔ تلوار اُچٹ گئی‘ مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے برأت و بے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے‘ مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا۔ مگر ان دو میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی متمکن تھا آیا۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کیا یہ ہمارا کل کا قیدی نہیں ہے؟ اس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجیے۔ لوگ اس کی تشہیر کے لیے بازار میں لائے۔ یہ شخص کہتا جاتا تھا‘ ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب‘ اسلام ہمارا مذہب اور محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ یوم اضحیہ سے چار دن پہلے کا ہے۔

کثیر کوفی اور خداش:

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا‘ ابوالنجم کے پاس آ کر اترا۔ زیاد کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ یہ ان سے باتیں کرتا اور اپنی تحریک پھیلاتا تھا‘ ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا۔ کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمد یہ ﷺ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خداش ہو گیا‘ اسد نے اپنی امارت کے عہد اوّل میں عیسیٰ بن شداد الرجمی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا‘ اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کے ہجو کی۔

امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا تقرر:

اس سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا‘ اسے حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو۔ اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا۔ لوگ اس کی فضیلت کی وجہ سے اسے کامل کہتے تھے۔ وہ خراسان آیا تو لوگ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے عمیرہ ابوامیۃ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اس کی جگہ مقرر کیا‘ ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انہیں قضاءت کا کچھ علم نہ تھا۔ اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا‘ مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے۔ سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں‘ عبدالملک بن وثار الباہلی کو ان پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو:

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے فرط انبساط میں نعرہ تکبیر بلند کیا‘ جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا‘ حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھئے‘ چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکیے‘ یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے‘ اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں‘ اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں‘ مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو پیش کر دوں۔ پھر وہ ٹھہر گیا اور گھوڑوں پر سوار ہو گیا۔

یحییٰ بن حصین کا بیان:

یحییٰ بن حصین کہتا ہے اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ''تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آ رہا ہے جو سخت سینہ والا' کمزور جثہ اور نامبارک ہے''۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ دوسری رات میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو کر آیا ہے' جو سخت سینہ والا (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم' نامسعود' اپنی قوم سے خیانت کرنے والا شکرا ہے:

لقد ضاع جیش کان جغر امیرھم　　فھل من تلاف قبل دوس القبائل

فان صرفت عنھم بہ فلعلہ　　والا یکونوا من احادیث قائل

ترجمہ: ''سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہوگئی' جس کا سردار شکرا ہو۔ کیا قبائل کے پائمال ہونے سے پہلے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ان کی سرداری سے ہٹ دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہو جائیں گے' کہ بس ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا''۔

خراسان میں لوگ اشرس کو شکرا کہا کرتے تھے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ابراہیم نے مقام منا میں یوم النحر کے دوسرے دن خطبہ دیا اور کہا کہ میں ابن الوحید ہوں' جو چاہو مجھ سے دریافت کرو' کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے۔ اس پر عراق کے ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر پوچھا قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ' مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا۔ بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا۔ ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے' بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا۔ خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ الانصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۰ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ:

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا۔ بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا۔ یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا' ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست وگریبان رہے۔ شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی' اس نے واپسی کی راہ لی' اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے مسجد ذی القرنین کی راہ اختیار کی۔ اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے صمالہ فتح کیا۔

اہل سمرقند و ماوراء النہر کو دعوتِ اسلام:

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفہری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا' نیز اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور

ماوراء النہر کو دعوتِ اسلام دی' اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی ان پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اس کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے بغاوت برپا کر دی۔

ابوالصیداء صالح بن طریف:

اشرس نے اپنے زمانہ حکومت خراسان میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لیے ماوراء النہر بھیج دوں۔ لوگوں نے ابوالصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد غلام کا نام لیا۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران التمیمی ان کے ساتھ کیے گئے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوتِ اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ خراسان کا خراج ہر فرد پر مشخص ہے۔ اشرس نے یہ بات مان لی۔ ابوالصیداء نے مزید احتیاط کے لیے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لیے جاتا تو ہوں۔ اگر یہ عمال اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری امداد کرنا۔ سب نے اس کی حامی بھری۔ ابوالصیداء سمرقند روانہ ہوئے۔ حسن بن ابی عمرطۃ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام:

ابوالصیداء نے باشندگان سمرقند اور اس کے مضافات کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائے گا۔ لوگ جوق در جوق آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ رنگ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو لکھا کہ خراج کی وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سغد اور ان جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں' بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں۔ تم دیکھو جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو' فرائض دین کو بجا لاتا ہو' اس کے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اس کا خراج معاف کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو محکمہ مال گزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ نیز اشحیذ کو اس کی مددگاری پر متعین کیا۔ ابن ابی العمرطۃ نے ابوالصیداء سے کہا کہ اب مال گزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا' لہٰذا آپ اب ہانی اور اشحیذ سے اس معاملہ میں گفت وشنید کریں۔ ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نومسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھ بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں' ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔

نومسلموں سے خراج کا مطالبہ:

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا ان سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ ان نومسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا' اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابوالصیداء' ربیع بن عمران التمیمی' قاسم الشیبانی' ابو فاطمۃ الازدی' بشر بن جرموز الضبی' خالد بن عبداللہ النحوی' بشیر بن زنبور الازدی عامر بن قشیر ابوبشیر' الخجندی۔ بیان العنبری اور اسمٰعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے ان کے ساتھ جا شریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ مجشر بن

مزاحم السلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی کو اس کا مددگار بنایا۔

ابوالصیداء کی گرفتاری:

مجشر نے سمرقند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آ کر ملیں۔ اور اپنے ساتھ دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی لائیے۔ ابو الصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے۔ مجشر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابوالصیداء نے کہا تم نے بدعہدی کی اور جو قبول کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بدعہدی نہیں کہا جا سکتا۔ ہانی نے ابوالصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے ہی پاس قید رکھا۔ جب ابوالصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیئے گئے تو ان کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور انہوں نے ہانی سے لڑنے کے لیے ابوفاطمۃ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا ذرا ابھی ٹھہرے رہو میں اشرس کو لکھتا ہوں' ان کی رائے معلوم ہو جانے دو' جیسا وہ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ ان لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا۔ اشرس نے جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے۔ یہ سنتے ہی ابوالصیداء کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب ان کی طاقت بہت کمزور ہوگئی۔ جتنے ان میں سربرآوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لیے گئے۔ اور انہیں مرو بھیج دیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔

عجمی سرداروں کی اہانت:

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مال گزاری مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مال گزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں' بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی۔ مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے' ان کے کپڑے پھاڑے گئے۔ ان کے ٹپکے ان کی گردنوں میں ڈالے گئے۔ یہاں تک کہ نومسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہوگیا اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش وخروش پیدا ہوگیا۔

نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک:

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیج دیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا۔ اس کے ساتھ ملاطفت عطوفت برتی تھی اس لیے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس کی آمل میں آمد:

اشرس جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ آمل آیا۔ یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ اہل سغد' اہل بخارا جن کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے۔ کفار نے قطن کا اس کی خندق ہی میں محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا کہ زینیں کھول کر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانور کھلے بندوں چر رہے تھے' انہیں لوٹ کر لے گئے اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ اس جماعت نے ترکوں

کا تعاقب کیا‘ آمل میں ان سے جا لڑے اور جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے اسے چھڑا لائے۔ جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا عبور کر کے ان پر آئے۔ اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کے اس پار قطن بن قتیبہ سے آملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے بڑھایا۔ ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ یہ بھی ان سے لڑ پڑے‘ بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے۔ مسعود شکست کھا کر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

اشرس اور ترکوں کی جنگ:

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا‘ مسلمانوں نے حملہ کیا‘ ترکوں نے بھی معرکہ جدال وقتال گرم کر دیا۔ مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا‘ مگر انہوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی سے دادِ مردانگی دی کہ دشمن کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اور اس نے شکست کھائی۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور ہلاکت:

اشرس مسلمانوں کو لے کر بیکند پہنچا۔ ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی‘ دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے‘ کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا۔ پیاس نے بیتاب کر دیا۔ مجبوراً اس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا۔ اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے ان کی مزاحمت کی‘ یہ ان سے نبرد آزما ہو گئے۔ مگر پیاس کی اس قدر شدت بڑھی کہ اس کی تاب نہ لا سکے‘ سات سو جان بحق ہو گئے اور ان میں لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے۔ ضرار بن حصین تھک کر اس قدر چور ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے۔ اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سریج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاسے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبیٰ میں باعث اجر عظیم ہے۔ یہ کہتے ہیں حارث بن سریج‘ قطن بن قتیبہ اسحٰق بن محمد وکیع کا بھتیجا‘ بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹا دیا۔ تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے‘ سب نے سیر ہو کر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ:

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن وثار الباہلی کے پاس گزر ہوا۔ ثابت نے اس سے کہا کہو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگالوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لیے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول وطریقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ثابت نے مسلمانوں کو مرنے مارنے کے لیے جوش دلایا سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا۔ نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ثابت اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صخر بن مسلم بن النعمان العبدی‘ عبدالملک بن وثار الباہلی‘ وجیہہ الخراسانی‘ عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا۔ مگر قطن بن قتیبہ اور اسحٰق بن محمد بن حسان نے بنی تمیم وقیس کے کچھ سواروں کو ایک جا جمع کیا۔ ان سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا‘ اور دشمن پر ٹوٹ

پڑے۔ ترکوں نے بھی مقابلہ کیا' مگر مسلمانوں نے انہیں زک دی اور ان سے میدان کو صاف کر دیا۔ اور انہیں قتل کرتے ہوئے ان پر چڑھ بیٹھے' پردۂ شب نے آ کر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا۔ دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آ کر ان کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

وجیہہ البنانی کا بیان:

وجیہہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا' مسلمانوں میں سے بہت سے آدمی شہید ہو گئے میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا۔ جب میں پڑا ہوا تھا' میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے' ترک میرے پاس بھی پہنچے' ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے نہ مارو۔ کیونکہ ابھی اسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے' اور اس کی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا۔ اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کر لیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے۔

وجیہہ البنانی کی شہادت:

حج کے بعد یہ شخص پھر خراسان واپس چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا۔ وازع بن فائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گذرا' میں نے ان سے پوچھا ابو آسما آج آپ کی صبح کیونکر ہوئی' اس نے جواب دیا کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان وسرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی' اے اللہ! تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے' یہ کہہ کر وجیہہ عام فوج میں جا ملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا' اور ان کی تلوار ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی' اسی حالت میں جا کر شہید ہوا۔ ہیثم بن المنخل العبدی بھی شہید ہوا۔

ثابت قطنہ کی شہادت:

جب اشرس اور ترکوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی:

''اے خداوند! میں گذشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا۔ آج رات تو مجھے اپنا مہمان بنا لے' بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی امیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں مقید دیکھیں''۔

اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا۔ اس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھلائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ ایک تیر اس کے گھوڑے کو لگا' گھوڑا اچھلا اور الف ہو گیا' ثابت نے اسے مار کر آگے بڑھایا۔ اب خود ثابت پر تلوار کا ہاتھ پڑا اور وہ زخمی میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ جب میدان میں پڑا ہوا تھا کہہ رہا تھا:

''اے خداوندا! آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تھا آج شام کو تیرا مہمان ہوں' تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجیو''۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کیے۔ چونکہ یہاں انہیں پانی دستیاب نہ ہوا' اس لیے دوسری صبح کو وہاں سے کوچ کر دیا۔ جب رئیس بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اس کا محل ایک میل کے فاصلہ پر رہ گیا۔ ایک ہزار سوار اس کے سامنے آئے' انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ کا احاطہ کر لیا۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی

کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

غوزک کی علیحدگی:

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی رؤسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہوگئی تھی اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہوگیا۔ حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں' اگر چہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر اس واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا' اس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آ رہا ہے غوزک ترکوں سے جاملا۔

غوزک کی علیحدگی کی وجہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا' اس لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا۔ غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہین کر سکوں اس لیے تم اس کا مطالبہ نہ کرو' مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیج دو۔ اس پر غوزک نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اشرس کا بوادرہ میں قیام:

اس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا' اور عمیرۃ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ تھا۔ اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے۔ عمیرۃ ان لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔

قریش بن ابی کہمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے۔ اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا اس وقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فروکش ہوا۔ پھر اسی مقام سے ہٹ کر اس گھاٹی کی طرف جسے بوادرہ کہا جاتا تھا چلا گیا۔ سیابہ یا شبابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں سے آ کر مل گیا۔ جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے۔

سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ:

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں مخصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے۔ سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گزرے گا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اس کے سامنے آ جائیے۔ جب وہ آپ کے مستعدی اور ساز و سامان دیکھے گا تو اسے آپ پر فتح حاصل کرنے کی توقع جاتی رہے گی۔ اس پر کسی مسلمان نے کہا کہ اس کی ضمانت لے لی جائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے۔ مگر اوروں نے اس کا کہنا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے۔ ہم اس کی خیر خواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں' اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا تھا۔ صبح کو خاقان ان کی طرف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اس کا قصد بخارا جانے کا ہے'

بخارا جانے والا راستہ لے لیا۔ مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اتر پڑا' اور حملہ کے لیے تیار ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی' عین اس وقت جب کہ ترکوں نے ابھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور کرنا ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اس ٹیلہ پر چڑھے' وہاں جا کر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے۔ جس میں اہل فرغانہ طاربند' افشینہ' نسف اور بخارا کے رؤسا شامل ہیں۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کلیب بن قنانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لے جاؤ یہ ظاہر کرنے کے لیے گویا تم انہیں پانی پلانے لے جا رہے ہو۔ جب وہاں پہنچ کر ان کی جھولیں اتار دو تو شہر کے دروازہ کے راستہ پر پڑی جانا کیے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں۔ ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اس طرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گذار مواقع میں حملہ کر دیا۔ مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے۔ اس لیے ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا ملایا اور مہلب نام ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساقہ فوج میں تھا شہید کر ڈالا' ترک ان سے لڑے اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے۔ اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی۔ ایک عرب نے سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے ان کے منہ پر پھینکا' جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین و مجروحین سے دور چلے گئے۔ شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔

خسرو بن یزدجرد کی پیشکش:

خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا' اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو' یہ میں ہوں جو خاقان کو اس لیے لایا ہوں کہ تاکہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمہارے لیے اس سے وعدۂ امان حاصل کرلوں گا۔ مگر عربوں نے اسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔

بازغری کی سفارت:

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔ یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا' خاقان اس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے اعزا میں سے بھی دو شخص تھے اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے' بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجیے تاکہ میں قریب غری شہر کے بالکل قریب آ گیا۔ مسلمان شہر کی فصیل پر آئے دیکھا کہ اس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تاکہ میں اس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے مہرہ باشندہ ورثن کے آزاد غلام حبیب کو اس کے پاس بھیجا۔ ترکوں نے اس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے۔ مسلمانوں نے یزید بن سعید الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لیے بھیجا۔ بازغری نے کہا یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور

عمائدین عرب اس کے پاس قید ہیں' مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دوں گا اور جس کی تین سو ہے' اس کی میں چھ سو کر دوں گا اور اس کے بعد ہی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات کرنے کے لیے تیار ہے۔

یزید بن سعید الباہلی کی تجویز:

یزید نے کہا اس طرح صلح نہیں ہو سکتی' عرب اسے کیونکر منظور کریں گے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑ یئے ہیں اور ترک بکریاں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی۔

بازغری کو یہ جواب سن کر بہت طیش آیا۔ دو ترک جو اس کے ہمراہ تھے کہنے لگے ہم کیوں نہ اس کی گردن مار دیں۔ بازغری نے کہا مگر وہ امان لے کر ہمارے پاس آیا ہے' یزید ان کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں! سنو بازغری تمہاری بات اس طرح مانی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو' ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے۔ پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہو گا جو دوسرے اہل سغد کے شہروں کا ہو گا۔

یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت:

اس تجویز کو بازغری اور ان دونوں ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جس پر ہمارا تمہارا سمجھوتہ ہوا ہے۔

یزید شہر کی طرف آیا۔ اس نے رسی کا سرا تھام لیا اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اوپر کھینچ لیا۔ فصیل شہر پر پہنچ کر یزید نے بلند آواز سے کہا' اے کمرجہ کے باشندو متحد ہو جاؤ' کیونکہ یہ لوگ ایمان کے بعد تمہیں کفر کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے۔ یزید نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو' تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر ظاہر کر دو۔

مسلمان قیدیوں کے زرفدیہ کی پیشکش:

تمام باشندے ترکوں کے قاصدوں کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم ان مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں' بھیجتے ہو تو ہم ان کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں' البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کے ماننے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ بازغری نے کہا۔ تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے' کیونکہ ہم تمہیں بھی اسی طرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جس طرح کہ ہمارے پاس یہ قیدی ہیں۔ ترکوں کے پاس حجاج بن حمید النضری بھی قید تھا۔ اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کیوں کچھ نہیں بولتے۔ حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

بازغری کا خاتمہ:

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں۔ ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں' مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک

لکڑیاں ڈال دیتے‘ یہاں تک کہ خندق پر ہوگئی‘ تاکہ ترک اس پر سے گذر کر شہر پر حملہ کرسکیں‘ مگر اہل کمرجہ نے اس لکڑی کے انبار میں آگ لگادی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ اسی وقت شدید ہوا چلنے لگی‘ لکڑیوں نے فوراً آگ لے لی اور مشتعل ہوگئیں‘ اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا وہ ایک گھنٹہ میں آگ کی نذر ہوگیا۔ علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقعہ پر ترکوں پر خوب تیر برسائے انہیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا‘ ایک تیر بازغری کی ناف میں آ کر لگا۔ جس سے اس کا پیشاب بند ہوگیا اور وہ اسی رات کو مر گیا۔ اس کے ماتحت ترکوں نے اس کی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لیے۔ صبح کے وقت ایک عجیب حالت ان پر طاری ہوئی‘ اپنے سروں کو نیچے کیے اس کی موت پر رونے لگے‘ اور واقعی اس کی موت کا انہیں بہت سخت صدمہ ہوا۔

مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام:

جب دن زیادہ چڑھ گیا‘ ترک ان سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابوالعوجا العتکی اور ان کے ساتھی تھے‘ اور ان سب کو شہید کر ڈالا۔ اور حجاج بن حمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کی طرف پھینک دیا‘ مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دو سو آدمی تھے یا ان کے پاس بطور یرغمال تھے۔ مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور اب موت کے لیے تیار ہوگئے۔ جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی‘ مسلمان خندق کے دروازہ پر آ جمے۔

جنگ کمرجہ:

شہر پناہ پر پانچ سردار علیحدہ علیحدہ مقامات پر مقابلہ کے لیے متعین ہوگئے‘ کلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا‘ کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو۔ ظہیر بن مقاتل الطقادی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں‘ وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا‘ اپنے نوجوانوں سے کہا تم میرے پیچھے آؤ۔ اس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے۔ کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراء النہر کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گذری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا‘ باشندگان کمرجہ کی یہی حالت عرصہ تک قائم رہی‘ پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آ کر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ خاقان نے اہل سغد‘ فرغانہ‘ شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اس میں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اسے پانچ دن میں فتح کر لوں گا۔ حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک شہر سر نہ ہو سکا‘ اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو‘ مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو اسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کل تشریف لائیے پھر تماشہ دیکھئے۔

ملک طار بند کا حملہ:

دوسرے دن خاقان آیا‘ اور ایک جگہ آ کر ٹھہر گیا۔ ملک طار بند نے اس کے پاس جا کر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقع پر کامیابی سے گذرو گے۔ خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا‘ ملک طار نے کہا‘ عرب لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے اور میں ان پر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ ملک طار بند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا۔ اس کے آٹھ آدمی کام آ گئے۔ یہ شہر پناہ کے ایک شگاف پر آیا۔ اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جس کا راستہ اسی شگاف کی طرف سے تھا۔ مکان کے اندر ایک تمیمی عرب

مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طار بند پر چمٹا پھینک کر مارا' وہ اس کی زرہ ہی میں اٹک رہا۔ پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو آواز دی' مگر ترکوں نے کمند ڈال کر کھینچ لیا' یہ منہ اور گھٹنے کے بل گرا' کسی نے ایک پتھر اس کے رسید کیا جو اس کی کان کی جڑ میں آ کر لگا' جس سے وہ گر پڑا' ایک شخص نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرد نوجوان ترک نے آ کر اس کو بالکل ہی ختم کر ڈالا۔ اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

ملک طار بند کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اس طرح شہید کیے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت وحمیت دلائی تا کہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروندا بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا۔ اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھا دیئے تھے۔ جن میں غالب المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے۔ جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔ ملک طار بند شہر کے قریب آ کر خندق میں اترا' ناجی نے اس پر تیر مارا' جو اس کی ناک کے بانسہ پر لگا' مگر چونکہ وہ تبتی نقاب دار خود پہنے تھا اس لیے تیر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ شیبانی نے بھی اس پر تیر مارا حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اس کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اس کے سینہ میں جا کر پیوست ہو گیا' جس کے صدمہ سے وہ الٹ گیا' اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے' ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان کی اہل کمرجہ کو پیشکش:

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا کر بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کیے بغیر اسے چھوڑتے نہیں' اس لیے ہم تو یہاں سے جائیں گے نہیں' بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اس کے جواب میں کلیب بن قنان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تاوقتیکہ مر نہ جائیں دشمن کے حوالے کر دیں' اس لیے جو تمہارے جی آئے تم کرو۔ اب ترکوں نے دیکھا کہ اس طرح ان کا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے۔ اس لیے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے گی' تمہیں اختیار ہے چاہے سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ' مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کر لو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

غالب بن مہاجر الطائی کی روانگی سمرقند:

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی ان تکالیف وشدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کر لیں۔ غالب بن مہاجر الطائی اس کام کے لیے روانہ کیا گیا۔ یہ دریا کے ایک مناسب مقام پر اتر کر فرزانہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا' جس کا رئیس اس کا دوست تھا۔ غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تو تم کوئی سوار مجھے دو۔ اس رئیس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں۔ غالب اور دونوں اس باغ میں آئے۔ غالب نے ان میں سے ایک اچھا سا گھوڑا لیا' اس پر سوار ہوا' اور ایک اور کوتل اپنے ساتھ لے

لیا۔ غرض کہ یہ اسی رات کو سمرقند پہنچا' سارا ماجرا انہیں سنایا اہل سمرقند نے اسے دبوسیہ کا مشورہ دیا اور کہا۔ تم سے زیادہ قریب واقع ہے۔ غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

کورصول کی بطور یرغمال طلبی:

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لیے تاکہ ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے' اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لیے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو تمہارے حوالے کر دیں۔ مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا' اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزل مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

محصورین کرجہ کی روانگی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا' اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو۔ مگر مختار بن غوزک اور سغد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انہیں امان دے دیجیے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لیے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اسے روک دے۔

خاقان کی مراجعت:

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے ان میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے۔ جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو' مگر عربوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہی آتش جنگ وجدال مشتعل ہو جائے گی' جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ:

یہ تقریر سن کر کورصول خاموش ہو رہا۔ جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی کورصول نے اب انہیں کوچ کے لیے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا ڈر و دہشت ہے یہ صرف یہاں سے دو فرسخوں تک ہے' اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔ غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب البکری یا نصری' سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے' روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لے کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔ غرض کہ اس طرح عرب ان یرغمالوں کو لے کر چلے۔ پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگ جو

موجود ہیں اس لیے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ عربوں نے کہا اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمہاری حمایت میں ان سے لڑیں گے۔ چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا' تو شہر والوں نے سواروں اور بیرقوں کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کمرجہ مسخر ہو گیا ہے' اور اب خاقان نے ان پر چڑھائی کی ہے۔

محصورین کا دبوسیہ میں استقبال:

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لیے بالکل تیار صف بستہ ہیں۔ کلیب بن قنان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لیے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن ورادالغدی دبوسیہ کا حاکم تھا۔ جب ضحاک ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جا کر ساری کیفیت سنائی۔ اب کیا تھا' اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کو دوڑ پڑے' جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا' اسے انہوں نے سوار کرا لیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور محمد بن درہم کو بلایا' تاکہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع کرائیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

یرغمالوں کا تبادلہ:

اب عربوں نے یرغمالوں کو چھوڑنا شروع کیا۔ صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہ گیا۔ اب ہر فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا' مگر سباح نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو' چنانچہ مسلمانوں نے اسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہ گیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا۔ سباع نے کہا مجھے تمہاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کر ایسے موقع پر بدعہدی کرو۔ کورصول یہ سن کر بہت خوش ہوا' اسے اپنا دوست بنا لیا ہتھیار دیئے اور ایک گھوڑے پر سوار کر کے سباع کو اس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیج دیا۔

کمرجہ اٹھاون دن محصور رہا' پینتیس دن تک مسلمانوں نے اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا۔ خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ ان کا گوشت کھا لو' اور ان کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو پاٹ دو' فوج نے حسب الحکم تعمیل کی' مگر خدا نے بادل بھیجے' اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے' خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔

اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جن میں ابن شیخ بن ناجیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اہل کردر کی بغاوت و سرکوبی:

اسی سنہ میں اہل کردر نے بغاوت کر دی۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل کردر کی امداد بھی کی تھی۔ اشرس نے اس فوج کی امداد کے لیے جو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کی گئی تھی' ایک ہزار کی تعداد میں ان مسلمانوں کو بھی جو کردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا۔ یہ جماعت بھی اسی مقام پر جا پہنچی' مگر اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست

دے کر بھگا دیا تھا اور اب اہل گرذر پر بھی فتح حاصل کر لی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوتوالی' محافظ دستہ کی افسری اور قضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کر دیا تھا گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصب قضا سے برطرف کر دیا تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل کی امارت میں حج ہوا' اور یہ ہی اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ' بصرہ اور تمام عراق کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ تھا' اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

باب ۴

جنید بن عبدالرحمٰن

۱۱۱ھ کے واقعات

عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے دائیں جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی۔ ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ عبدالمطلب بن عبدالمناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

اشرس کی معزولی:

ترکوں نے آذربائیجان کی سمت پیش قدمی کی' حارث بن عمرو نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ جنید بن عبداللہ المزنی کو مقرر کیا۔ شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی' ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید بن عبدالرحمٰن کو اس جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا امارت خراسان پر تقرر:

جنید کے اس عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کی ایک مالا تحفۃً نذر دی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفۃً نذر دیا اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنا دیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اس کی سواری کے لیے دیئے' اگرچہ جنید نے ان سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

جنید کی خراسان میں آمد:

جنید پانچ سو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اس وقت اشرس اہل بخارا' اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا کہ مجھے کوئی شخص بتاؤ جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے۔ خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔ جب جنید آمل پہنچا' تو خطاب نے اسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اس کے گرد کے لوگوں کو حکم دیجیے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں' مگر جنید نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ دریا کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجیے۔ نیز اسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے کہ رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن راستہ روک دے۔

عامر بن مالک الحمانی کی روانگی:

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا۔ یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اس کے سامنے آ گئے تا کہ جنید کے پاس پہنچنے سے اسے روک دیں۔ عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا اور اس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم' اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا دشمن کا ایک تیر اس کے سوراخ بینی میں آ کر پیوست ہوا جو دوسرے سوراخ بینی تک سرایت کر گیا۔ عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اے ابوالزاہر تم تو کڑک مرغی معلوم ہوتے ہو۔

خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ:

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمت گاروں کو لے کر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے' اور وہاں لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انہیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اس پر بیٹھ کر اس جوہڑ کو اس طرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے ان کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمت گاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا۔ خاقان اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے۔ عامر بن مالک اس دیوار کی پناہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جس کے پاس اس وقت سات ہزار فوج تھی اور اب اس کے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا' جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

ترکوں کی شکست:

جب یہ فوج بیکند سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا' اور جنگ شروع ہو گئی' اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ دیا وہ بڑھ کر دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا۔ جنید کو فتح ہوئی اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ اب خاقان نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا قطن بن قتیبہ' جنید کے ساقہ لشکر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا' اور اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتا تھا۔ ملک شاش کو زہر دے دیا گیا۔ جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ نیز اس جہاد میں اس نے مجشر بن مزاحم کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا' سورہ بن الحر کو از قبیلہ بنی ابان بن دارم' کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید کے وفد کی روانگی دمشق:

جنید نے ان واقعات کی جو اسے اس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدی اور عبدربہ بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آ کر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے۔ اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا۔

خاقان نے اس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس نازونعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دے دی مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

مضری عربوں کی تقرری:

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیئے۔ قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا' ولید بن القعقاع العبسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا۔ حبیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا اور مسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل مقرر تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سو رہا تھا' لوگ اسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اس وقت پہنے تھا' لے آئے' پائجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اسی قمیص کو اپنے بدن پر سمیٹتا جاتا تھا۔ مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا' اور لوگوں سے کہنے لگا' مضر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے' تم نے برا کیا۔ پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزولی کر کے اس کی جگہ یحییٰ بن ضبعیہ کو مقرر کیا۔ شراد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مال گذاری کا افسر مقرر کیا۔ سمہری بن قعنب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا' اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جس کا کہ گذشتہ سنہ میں تھا۔ خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۱۲ھ کے واقعات

فتح خرشنہ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستہ سے پیش قدمی کر کے خرندیہ کو جلا ڈالا۔

ترکوں کا اردبیل پر قبضہ:

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے۔ جراح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر چونکہ اس کے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچ سکی' اس لیے جراح معہ اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جراح کو شہید کر ڈالا' اور ہشام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی' اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا' اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا۔

سعید بن عمرو الحرشی کی روانگی:

حرشی نے عرض کیا' امیر المومنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اس قدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے پیٹھ موڑنے والا نہ تھا۔ بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہیے۔ حرشی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرما دیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے سرداروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آملیں' ہشام نے اس کی درخواست کے مطابق عمل کیا تھا۔

جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ:

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے۔ مگر حرشی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا' اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمٰن نے دوران جنگ میں کسی رات کو کہا کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جراح کا ہوا۔ اس پر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جراح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جانباز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے رات ہوتے بیشتر لوگ پردۂ شب کی آڑ لے کر اپنے آذربائیجان کے قصبات میں اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح کے وقت جراح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی۔ اس وجہ سے جراح مارا گیا۔

مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب:

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمۃ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اثناء پیش قدمی میں شدید سردی' بارش اور برف باری کا اسے مقابلہ کرنا پڑا' مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور حارث بن عمرو الطائی کو باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں شہید جنگ ہوئی۔ نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی:

۱۱۳ھ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا' اور دریائے بلخ پر آ کر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان روانہ کیا۔ اور ابراہیم بن بسطام اللیثی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری سمت بھیجا' ترک بھی لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاد سورہ بن الحر متعلقہ بنی ابان بن درام متعین تھا آدھمکے' سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لے کر چڑھ آیا ہے' میں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اس کے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لیے آپ میری امداد کو پہنچئے۔

جنید کی پیش قدمی:

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاحم السلمی' ابن بسطام الازدی' اور ابن صبح الحرقی نے اس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور جیسا نہ سمجھیں' یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے۔ مسلم بن عبدالرحمٰن نیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے۔ عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ ابھی توقف کیجیے اور جلدی نہ کیجیے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اس کے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کا کیا حال ہوگا' اگر صرف بنی مرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں

سے آئے تھے وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انہیں لے کر دریا کو عبور کر جاتا۔

جنید کی کس میں آمد:

بہر حال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اشہب بن عبید الحنظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لیے بھیج دیا گیا تھا۔ اس نے واپس آ کر جنید سے کہا کہ دشمن آ پہنچا ہے۔ اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجیے۔

مجشر بن مزاحم کا مشورہ:

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی' انہوں نے کس کے راستہ میں جس قدر کنوئیں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کون سا راستہ زیادہ مناسب اور سہل المرور ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ۔ مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے۔ جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھاس کثرت سے ہے' کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی' جس کی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں۔ اگر خاقان کا آمنا سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دے گا اور ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسی کو اختیار کیجیے۔ کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لیے بھی ہیں۔

بہر حال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ مجشر نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک دولت مند شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہوگئی' اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں' جنید نے کہا کہ تم اپنے دل میں سے اس خوف کو نکال دو۔ مجشر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جا سکتا۔

جنید کی حرب سے گفتگو:

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی۔ صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا۔ اب اسی طرح ٹھہرے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا' ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے محربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ' مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی:

چلتے چلتے جنید اس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سغد' شاش' فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر بڑھے۔ خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشجر کے سپرد تھی حملہ کیا' یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی' اور ترک برابر ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آ کر انہیں گھیر لیا۔ اخرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لیے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجیے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔

عبید اللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے ان پر پڑی مگر اس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اس لیے خبردار نہیں کیا کہ تا کہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں' مگر ابو الذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اسے نظر آ گیا۔ اس نے فوراً کہہ دیا کہ دشمن آ پہنچا۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو ہو کر جنید کے پاس پہنچے۔

مجاہدین کی صف بندی:

بنی تمیم اور بنی ازد میمنہ پر ہو گئے' اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے ملا ہوا تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اس رسالہ کے دستہ پر جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبید اللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا' اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں ان کی قیادت عمر یا عمرو بن جرقاش بن عبد اللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا۔ بنی ازد کا سردار عبد اللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا۔ بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جن پر یہ جھولیں نہ تھیں۔ فضیل بن ہناد اور عبد اللہ بن حوذان کے ماتحت تھے' ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبد اللہ بن موذان الجہضمی کے اس کا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

یوم الشعب:

اب جنگ شروع ہوگئی' چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے' اس لیے ان پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس میں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ایستادہ تھے۔ جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حیان بن عبید اللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پا پیادہ ہو گیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبد الملک کے حوالے کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے۔ اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے۔ حیان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا۔ اس پر اس نے کہا حیان اگر تم اس وقت مارے گئے تو تم گنہگار مارے جاؤ گے۔ یہ سنتے ہی حیان پھر اس جگہ پلٹ آیا جہاں اس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ اس کا بھائی اصل فوج میں جا ملا ہے۔ اور گھوڑا باندھ گیا ہے۔ حیان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف بڑھا اس اثنا میں دشمن نے اس جگہ کو گھیر لیا تھا' جہاں اس نے اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔ انہیں اس خطرہ میں دیکھ کر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جن میں جمیل بن غزوان العدوی بھی تھا ان کی امداد کے لیے بھیجا۔

ترکوں کا جوابی حملہ:

عبید اللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہو گیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں اس مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے۔ اس وقت عبید اللہ بن زہیر' ابن حوذان ابن جرقاش اور فضل بن ہناد یہاں مارے گئے۔ اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔

بنی ازد کی شجاعت:

جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا' یہ حالت دیکھ کر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اس

نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لیے بنی ازد کا علمبردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لیے نہیں آئے ہو کہ ہم سے محبت کر دیا ہماری عزت بڑھاؤ۔ لیکن اس لیے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہمیں فتح ہوئی تو اس کا سہرا تمہارے ہی سر بندھے گا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لیے دو آنسو نہیں بہائے گا۔ اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو تم سے کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا۔ اب ابن صجاعر نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا۔ غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا' مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے' آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنا شروع کیا' آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معانقہ ہوا' علیحدہ ہٹ گئے اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

یزید بن مفضل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاعۃ العتکی' محمد بن عبداللہ بن حوذان الجہضمی عبداللہ بن بسطام المعنی' اس کا بھائی زنیم' حسن بن شیخ' فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے' یزید بن المفضل نے حج کیا تھا۔ اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کیے تھے' اور اپنی ماں وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے۔ اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بیہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آ کر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجہ شہادت ملا۔ اس کے ہمراہ اس کے دو غلام بھی دشمن سے لڑے' اگر چہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دے دیا مگر انہوں نے نہ مانا۔ داد مردانگی دی اور شہادت حاصل کی۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سو اونٹ مسلمانوں کے لیے ستو سے لدوائے' اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو گئے۔ آخر کار خود آگے بڑھے اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شجاعت وشہادت:

محمد بن عبداللہ بن حوذان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری جھول پڑی ہوئی تھی لڑ رہا تھا' اس نے سات حملے کیے اور ہر حملہ میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آ جاتا تھا' جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کر دشمن کے ایک ترجمان نے محمد سے پکار کر کہا کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ تمہاری پرستش کریں گے۔ محمد نے جواب دیا میں تم سے اس لیے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو۔ یہ کہہ کر محمد نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا' اس جنگ میں جشم بن قرط الہلالی الحارثی بھی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پیا جب کہ فوج مصروف پیکار تھی' یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا اگر میں کسی نمدے میں خون لتھڑا ہوا تمہارے سامنے لایا جاؤں۔ اس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا

اورآہ وبکا کردی۔نصر نے کہا بس خاموش رہو۔اگر تمام عورتیں میرے لیے اسی طرح آہ وبکا کریں تو بھی حورعین کے شوق میں ان کی گریہ وزاری کی پروانہ کروں یہ کہہ کر یہ شخص پھر میدان جنگ میں واپس آیا' اور شہید ہوگیا۔خدا اس پر اپنا رحم کرے' جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اٹھا۔اس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پا پیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے' حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھودی اور اس میں کھڑے ہوگئے۔

جنید نے عبدالرحمٰن بن مکبہ ، دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سونڈ کیا ہے۔کہا گیا کہ یہ ابن مکبہ ہے۔ جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے۔خدا ہی کے لیے اس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں فریق مقابلہ سے ہٹ گئے۔بنی ازد کے ایک سو نوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔مسلمانوں کا خاقان سے جمعہ کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

عبداللہ بن معمر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو حکم بھیج دیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اس راستہ سے گذرے اسے روک لے۔سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کرو۔موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اس کے پاس آئے' دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

خاقان کی پسپائی:

اب سنیچر کی صبح ہوئی۔نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لیے آگے بڑھا۔جس مقام میں بکر بن وائل استادہ تھے اس کے نقطہ نگاہ سے جنگ کے لیے وہی سب سے زیادہ اسے آسان نظر آیا۔زید بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا' خاقان نے ان کا رخ کیا' بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ہم کو اجازت دو کہ ہم ان پر حملہ کر دیں قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کرے۔زیاد نے کہا کہ مجھے ترکوں سے جنگ کا سترہ سال کا تجربہ ہے' اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھا جاؤ گے۔بہتر یہ ہے ابھی کچھ نہ بولو قریب آ جانے دو' بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے۔جب ترک ان کے بالکل قریب آ گئے تب انہوں نے ان پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ڈھکیل دیا۔جنید نے سجدۂ شکر ادا کیا' اور خاقان نے اس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے تو وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان سے کچھ نہ بولا جائے' تاوقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں' کیونکہ تم لوگ ایسے موقوں پر ان کے حملہ کی تاب نہیں لاتے۔

عبیداللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ:

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں۔اس پر بعض شامیوں نے کہا خوب اے اہل خراسان تم کہاں چلیں۔اور جنید نے کہا یہ رات جراح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اس کے دن جیسا ہے۔اسی سنہ میں سورہ بن الحر التمیمی مارا گیا۔عبیداللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجیے یا سورہ کی۔جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں۔عبیداللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجیے کہ وہ اہل سمرقند کو لے کر آپ کے پاس چلے آئیں۔جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت

سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹ پڑیں گے اور اس سے لڑیں گے۔ جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

سورہ بن الحر کی طلبی:

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو۔ عبادہ بن سلیل المحاربی ابوالحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا' دیکھو' سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو' اور اس میں سو رہو' کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں (یعنی قتل کر دیئے جاؤ گے) جلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں' اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کا عذر:

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں۔ جنید نے جواب دیا اے حرامزادے! نکل آ' ورنہ میں شراد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ (شراد سورہ کا جانی دشمن تھا) تم میرے پاس آؤ اور فلاں شخص کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ فرخشاذ میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا پانی کو نہ چھوڑنا۔

سورہ کی روانگی:

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وجف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور عرب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے۔ عبادہ اور جلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلیے۔ سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا' مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے۔ صبح کے وقت اس کے قریب پہنچ جاؤں گا۔ اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لے گی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لوں گا۔ دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کا حکم دے دیا۔

خاقان کی مزاحمت:

موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن حنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا' اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا' ایک پہاڑ کی چوٹی پر اسے صبح ہوئی' کارتقید نامی ایک اسی علاقہ کے باشندے نے اسے یہ راستہ بتایا تھا۔ صبح کے وقت خاقان اس کے سامنے آ گیا۔ سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا اور اب اس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا بعد باقی رہ گیا تھا۔ خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں جنگ شروع کر دی۔ خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اس کے مقابلہ پر جمے رہے' یہاں تک کہ گرمی شدید ہو گئی۔

غوزک کا خاقان کو مشورہ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لیے تم مسلمانوں سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انہیں تپا نہ دے' کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں' جب گرمی بڑھ جائے گی' ان

ہتھیاروں کا بوجھ ان پر دوبھر ہو جائے گا۔ چنانچہ خاقان ابھی ان سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا' خشک گھانس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا۔ سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہیے ابوالسلیل اب کیا کیا جائے' عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہ ہو۔ اس لیے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالیے' جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالیے اور تلوار نیام سے باہر کر لیجیے' اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دے دیں گے۔

عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز:

پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو۔ عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا۔ سورہ نے کہا بہرحال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں' ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں۔ سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے۔ سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور ان لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لیے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔

سورہ بن الحر کا حملہ:

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا' ترک پیچھے ہٹے غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا۔ بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اس آگ میں گر پڑے۔ سورہ گھوڑے سے گر پڑا اس کی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی' جب اندھیاری چھٹ گئی تو معلوم ہوا کہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا' سب کے سب ترکوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ جو لوگ اس قتل عام سے بچے تھے ان میں عاصم بن عمیر السمرقندی بھی تھا۔ اسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دے دی۔

جلیس بن غالب الشیبانی:

جلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اس خدا کے لیے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے جلیس کو شہید کیا۔ میں نے اسے حجاج کے دور اقتدار میں خانہ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا' میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔ اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندا یہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیت محرم پر پھر اسے شہادت نصیب ہوئی۔ مہلب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا' مہلب بن زیاد کام آ گیا' اور اب وجف بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکند رئیس نسف رسالہ لے کر جس کے ساتھ غوزک بھی تھا ان پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وجف تمہیں امان دی جاتی ہے' قریش نے کہا ان پر ہرگز اعتماد نہ کرو۔ جب رات ہو گئی ہم ان میں سے ہو کر سمرقند پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہو گئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

غوزک کی بدعہدی:

مگر تمام فوج نے قریش کا کہا نہ مانا اور ٹھہر گئے۔ غوزک انہیں خاقان کے پاس لے کر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدۂ امان دیا ہے میں اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وجف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں۔ مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وجف اور اس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی' باقی سب کے سب شہید ہو گئے۔

سورہ بن الحر کا خاتمہ:

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شگاف پر رکھ دیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آ کر اس درخت کو ہٹا دیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اس مقام سے نکلا۔ یہ سب ایک دخمہ میں آ کر چھپ رہے' دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے۔ چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے۔ سورہ بھی مارا گیا۔

جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی:

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ ہاں چلئے چلئے۔ مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے' مجشر گھوڑے سے اتر پڑا' اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا: بخدا! اب تم نہ جاؤ' تم کو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا۔ ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس ہجری کے کہنے سے ہلاک کر ڈالو' اترو' ناچار جنید اتر پڑا۔ اس کے اترتے ہی تمام فوج اتر پڑی۔ ابھی ساری فوج اتر نہ چکی تھی کہ ترک سامنے آ گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہوئی' اس کی بنا پر تمام فوج میں بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے۔ اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت و بسالت سے لڑے کو لوگوں کو دیکھ کر تعجب ہوا' ایک غلام نے یہ کیا کہ نمدے کو لے کر قطع کیا اور تعویز کے طور پر اسے گلے میں ڈال لیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کے اس صبر و استقلال کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا' مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے اسے روکا۔ آخر دشمن شکست کھا کر بھاگا' اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النصر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوئے بخدا! کسی دن آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

جنید کی روانگی سمرقند:

جنید سمرقند روانہ ہو گیا' دشمن نے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اس کی مشکیں باندھیں اور اس کے گلے میں بلعا العنبری بن مجاہد بن بلعا کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس سر کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا' یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا۔ خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی' عبدالرحمٰن بن صبح الخرقی اور عبیداللہ بن حبیب الہجری کے متعلق تھا۔ مجشر فوج کے مختلف دستوں کو ان کے

جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا' اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امورانتظام وترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی۔ عبدالرحمٰن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے موقع پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبیداللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا۔ ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی دقیع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا' ان میں فضل بن بسام' بنی لیث کے آزاد غلام' عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جنید کا ہشام کے نام خط:

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کر دیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفاد دے دیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا اور نہار بن توسعہ' متعلقہ قبیلہ بنی تمیم آلات اور زسیل بن سوید المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا' اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑنا' مگر اس نے ایسا نہیں کیا' اس کی جماعت متفرق ہو گئی' ایک گروہ کس آیا' ایک نسف آیا' اور ایک نے سمرقند کی راہ لی' اور اس طرح اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔

تہار بن توسعہ کا بیان:

ہشام نے تہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی۔ تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے:

لعمرك مَا حابتني اذ بعثتني ... و لكنما عرضتني للمتالف

دعوت لها قوما فهابوا ركوبها ... و كنت امراءً ركابة للمخاوف

فايقنت ان لم يدفع الله انني ... طعام سباع اولطير عوائف

قرين عراك وهو اسير هالك ... عليك وقدزملته بصحائف

فاني و ان اثرت منه' قرابة ... لاعظم حظاًفي حباء الخلائف

على عهد عثمان و فدنا و قبله ... و كنا اولى مجد تليد و طارف

ترجمہ: ❶ ''تیری جان کی قسم! جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی' بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

❷ تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لیے سوار ہوتا ہے۔

❸ میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خور پرندوں کا طعام بن جاؤں گا۔

❹ عراک کا قرین تھا اور اس کی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لیے زیادہ آسان تھا اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کیے تھے۔

❺ کیونکہ میں' گوتو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی۔ خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔

❻ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیک نامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئے ہیں۔

عراک بھی ان کے ساتھ اس وفد میں تھا اور یہ جنید کا چچازاد بھائی تھا۔

ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان:

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہاری امداد کے لیے بھیج دی ہے۔ دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کی زیر قیادت میں' اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کی زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھالیں بھی بھجوادی ہیں' فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لیے بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوج خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شکار کے لیے نکلا' ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحہ عظیم ہوئے ہیں۔

نصر بن سیار کی شجاعت:

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و بسالت کا اظہار کیا تھا جب اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنے لگا۔ ایک شخص کو اس نے انہیں تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔

سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمٰن الحنفی بھی گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ لڑا اور ہلاک ہوا۔ سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

عبداللہ بن حاتم کا بیان:

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان و زمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لیے ہیں' جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لیے۔ دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ شہید ہو گئے' ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گزرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اس مقام کو مہکا ہوا پایا' باوجود اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب ہی دادمردانگی دی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ:

اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں قائم کی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر

سکے گا۔ ابن الشخیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا۔ ساقہ فوج بھی بنایا تھا مگر میمنہ ومیسرہ قائم نہیں کیے تھے۔ جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور ان لوگوں میں سے اکثر مارے گئے۔ خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیغو یہ میمنہ کی سمت سے بڑھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تمیمی کام آئے' ترکوں نے جنید کے بعض شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لیے۔ شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ اس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آ کر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے۔ ترک اور سغد پہاڑوں کی بلندیوں سے اتر کر آ رہے تھے' غلاموں نے ان کا مقابلہ کیا اور گرزوں سے ان پر حملہ کیا' اور نو ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور ان کے اسلحہ غلاموں کو ہی دے دیئے۔

خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی:

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا۔ قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا۔ لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں۔ جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا' بعضوں نے کہا کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں امیر المومنین کو لکھیئے کہ تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چل کر ربنجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نسف پہنچ جایئے' وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائیں گے۔ پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچ کر پڑاؤ کیجیے۔ اس طرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ:

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے۔ عبداللہ نے اس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دوں گا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ جنید نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کر لو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا۔ تیسرے یہ کہ حضر وسفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ سب باتیں تسلیم کر لیں۔ عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور شاہراہ عام کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اس راستہ سے فوج کو لے کر چلے تو ان کے بازو کمزور ہو جائیں گے اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی ہمتیں پست ہو جائیں گی' نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہو گی۔ اگر چہ آج اس نے بخارا سے حوالگی اور راستہ سے لے گئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے شاہراہ اعظم اختیار کی تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائے گی' اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لیے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ

کے ان ساتھیوں کے اہل وعیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں' انہیں ان کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لیے تقسیم کر دیں اور انہیں اپنے ساتھ سوار کر کے لے چلیں۔ اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن پر آپ کو فتح دے گا' اور ہر اس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت:

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا۔ عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور ان سب کو ہتھیار دیئے۔ ان لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کے معرض میں رکھوایا ہے اس سے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوجیں متعین کی گئی ہیں اس نے کہا سولہ سو' عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔

جنید کی سمرقند سے روانگی:

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل وعیال سوار کیے جائیں۔ اور اب وہ تمام فوج کو لے کر چلا۔ ولید بن القعقاع العبسی' اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنے والی جماعتوں پر متعین تھے۔ جنید نے اشہب بن عبیداللہ الحنظلی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ فوراً خیریت کی خبر دینے کے لیے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

عطاء الدبوسی کی جنید سے درخواست:

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آ کر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اس کے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا۔ جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو' اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجیے' تلوار دیجیے' ترکش دیجیے' ڈھال اور نیزہ دیجیے' اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لے کر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں۔ ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع:

جنید نے اس کی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی اور طواویس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آ کر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کومینیہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے۔ جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا۔ محمد بن الزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخرزات میں آیا۔ چونکہ یہ کومینیہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آ کر جنید سے اطلاع کی۔

جنید اور خاقان کی جنگ:

جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بیڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لیے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہوگئی' ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لیے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں' بس تمام تعریف اس خدائے برتر کے لیے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں۔ میں اور آپ خندق کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے' وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے۔ تھوڑی دیر تک ترک مسلمانوں سے لڑے اور واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کی تجاویز:

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لیے کہا۔ جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اس طرح وہ جب چاہے آپ کا محاصرہ کر لے۔ جنید نے کوچ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب اتر پڑیئے۔ جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو ہے نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کر دو ورنہ یاد رکھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب:

جنید اتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونے کا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جن کی دو صفیں تھیں سیراب ہونے کے لیے چلے گئے۔ یہاں رات بسر کی' صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصہ کو یہ نہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو برا کہے یا اسے کم سمجھے۔ کیونکہ ہر حصہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں' مقدمۃ الجیش تو وہی قلب لشکر بھی ہے' میمنہ' میسرہ اور ساقہ' اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو ہم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے' اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا کرنا چاہیے' اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا۔ اس لیے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کر دو۔

ترکوں کی شکست و پسپائی:

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فولادی جھولوں والے سواروں کو عبداللہ کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا' ترک آئے اور انہوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان طواویس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کر لی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے ترکوں نے شگون بدلیا' وہ طواویس سے واپس پلٹ گئے مسلمان چلتے چلتے عید مہرجان کے دن بخارا پہنچ گئے۔ جنید نے ہر شخص کو دس دس بخاری درہم دیئے۔

عبدالمومن بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو ان کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا' عبداللہ

نے کہا بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اس کے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک ادنیٰ ناپاک چیتھڑا ہے۔ ایک ذلیل بے یارومددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے' اور ایک جرئ ہے۔

امدادی فوج کی خراسان میں آمد:

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت' اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت خراسان آئے' جنید اس وقت صفانیان میں تھا جنید نے حوائرہ بن یزید العنبری کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کی ہمراہی میں ان کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل وعیال کو بھی سواریوں پر لے آیا جائے اور صرف سپاہی وہاں چھوڑے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہی بیان ہے مگر ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ ہجری میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت:

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطال عبداللہ کے ساتھ تھا رومیوں کے علاقہ میں مارا گیا۔ عبدالوہاب بطال کے ہمراہ ۱۱۳ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا۔ فوج بطال کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا۔ اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں تو اللہ مجھے ہلاک کر دے' اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انہیں مخاطب کر کے چلایا' میں عبدالوہاب بن بخت ہوں' تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو' اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا۔ ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا۔ عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے۔ یہ کہہ کر دشمن سے گڈمڈ ہو گیا اور وہ اور اس کا گھوڑا دونوں کام آئے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اسی سال مسلمۃ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں' جنہوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے۔ ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے تئیں آگ میں ڈال کر خودکشی کر لی' کوہستان بنجر کے پیچھے جو قومیں آباد تھیں وہ ان کی مطیع ہو گئیں اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا۔ معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا' اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لیے مستعد رکھے۔ اور پھر واپس پلٹ آئے۔

بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں آمد:

اسی سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اس کے لیے ان کا خون بہانا مباح ہے۔

امیر حج سلیمان بن ہشام:

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی امیر حج تھا۔ اسی سال بھی وہ لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔

۱۱۴ھ کے واقعات

قسطنطین کی گرفتاری:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام داہنی جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہشام نے ربض اقرن کو مسخر کیا۔ عبداللہ البطال سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جس کے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا۔

ابراہیم بن ہشام کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاوّل کے نصف میں مدینہ آیا۔ ابراہیم بن ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام المخزومی مکہ کا والی بنایا گیا۔ مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۳۰ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

اس سنہ میں واسط میں مرض طاعون شائع ہوا۔ مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد باب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہر باب کی تعمیر کی اور اسے مستحکم کیا۔ ہشام نے مروان بن محمد کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابومعشر کے بیان کے مطابق ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابومعشر نے مجھ سے یہ بیان کیا۔ ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا' اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا' اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ اس سنہ میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے' البتہ مدینہ کا عامل اس سنہ میں خالد بن عبدالملک' مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینیا اور آذربائیجان کا مروان بن محمد تھا۔

۱۱۵ھ کے واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا۔ نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ و طائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ ہجری میں تھے۔ البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عمارہ بن حریم المری خراسان کا عامل تھا۔ جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا' اور اس نے امارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ ہجری میں وفات پائی۔

خراسان میں قحط:

اس سنہ میں خراسان میں شدید قحط پڑا' جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة ياتيهارزقهار غداً من كل مكان فكفرت بانعم الله.

''(مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جس کے لیے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا''۔

اس لیے سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سنہ میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے۔ پھر جنید نے مرو کے لیے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی:

﴿ و ضرب الله مثلا قرية كانت امنة مطمئنة ﴾

۱۱۶ھ کے واقعات

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاوہ پر جہاد کیا' اس سنہ میں عراق و شام میں شدید طاعون پھیلا اور اس کی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔

جنید کی معزولی کی وجہ:

اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔ چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا' اور اس نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استسقا ہو گیا تھا۔ ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور اس میں تھوڑی سی جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب

عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔

امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر:

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ ابن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لیے گیا۔ جنید نے جبلہ سے پوچھا کہو لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا' آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا' آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرھادی خراسان پر آ رہا ہے۔ جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے۔ پھر جنید نے پوچھا اور کون؟ جبلہ نے کہا عصمہ یا عصام۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو وہ تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے' مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا انتقال:

جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر دیا۔ ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابوالجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اس کا پہلا مصرع یہ ہے:

هلك الجود و الجنيد جميعًا

''سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے''۔

جنید کے عمال پر جبر و تشدد:

یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور ان کی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا هلك الجود و الجنيد جميعًا میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے' ابوالجویریہ چلا آیا۔ اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچا زاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ عمارہ وہ ہی شخص ہے جو ابوالہیند ام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ داری تحریک کا سرغنہ تھا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

حارث بن سریج کی بغاوت:

اس سنہ میں حارث بن سریج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی۔

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نخذ سے چل کر فاریاب پہنچا۔ اس نے اپنے آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا۔ عاصم نے خطاب بن محرز السلمی' منصور بن عمر بن ابی مصقلا کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے' ہمیں اس کے پاس نہ جانا چاہیے' مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ جب یہ سب لوگ اس کے پاس فاریاب پہنچے اس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک شخص کو ان کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے مل کر اپنے محافظ کو باندھ دیا' قید خانہ سے نکل آئے' اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے' ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ باندھ لائے' طالقان سے گزرے' سہرب رئیس طالقان نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا

اور انہیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے حارث کی حالت بیان کرو' انہوں نے تقریر کیا' حارث کی بدطینتی اور غدر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ حارث بلخ آیا نصر بلخ کا عامل تھا۔ اہل بلخ نے اس کا مقابلہ کیا' انہیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ:

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی سمت پیش قدمی کی اس وقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے۔ جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو بڑھا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی۔ حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ' اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی' اس پر قطن بن عبدالرحمٰن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہاری داہنی جانب جبرئیل علیہ السلام اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام بھی ہوں تو بھی ہم کبھی تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے۔ اس کے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر پیوست ہوا' اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا۔ اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے' حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا' نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر چلتا بنا۔ حارث نے حکم دے دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ میں گذر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی کہ اے میرے باپ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اس نے پوچھا یہ کون رو رہا ہے' کہا گیا کہ یہ قطن بن عبدالرحمٰن بن جزعی کی بیٹی ہے۔ اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا بے شک۔

تجیبی کا قتل:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تجیبی بلخ کا عامل تھا' نصر نے اسے قید کر دیا۔ اور وہ اس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دے کر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تجیبی نے حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے۔ حارث نے اسے زم کے قلعہ باذکر میں منتقل کر دیا۔ بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تجیبی نے اس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں مگر اس نے نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا۔

حارث کی جوزجان میں آمد:

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانہ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا۔ حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوزجان پہنچا تو وابصۃ بن زرارۃ العبدی و جاجتہ العجلی' وحش العجلی' بشر بن جرموز' اور ابوفاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے؟ ابوفاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے' ان کے بہادروں کی کثرت ہے۔ اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی

سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے' بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھہرو' اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم ان کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی:

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے' میں خود ان پر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں' غرضیکہ اب حارث نے بلخ' جوز جان' فاریاب' طالقان اور مروالروز پر قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیش قدمی شروع کی۔ مرو کے اہل الرائے سے اس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائے گی اور اگر اس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اسے ذلیل شکست دیں گے۔

عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ:

ادھر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں' اس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا' اے خراسانیو! تم نے حارث بن سریج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ جس شہر کا اس نے رخ کیا تم نے اسے حارث کے لیے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لیے دس ہزار شامی فوج بھیج دیں۔

طلاق کی شرط پر بیعت:

مجشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ غلاموں کی آزادی اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر ابرشہر چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھنا کہ وہ تمہاری امداد کے لیے اہل شام کو بھیج دیں۔

خالد بن ہریم (از قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابو محارب ہلال بن علیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لیے اس کارروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی۔ اگر آپ روپیہ خرچ کر دیں تو تادم مرگ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آپ کے ہمراہ نہ لڑوں تو امرو بن قرۃ الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں۔ (یہ اس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں' سب نے کہا ہم تیار ہیں۔ سلمہ بن ابی عبداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سرداران سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

حارث بن سریج کی جماعت:

حارث بن سریج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جس کی تعداد ساٹھ ہزار بیان کی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اس کے ہمراہ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے جن میں محمد بن المثنیٰ حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤ الاعسر بشر بن انیف الریاحی' عطاء الدبوسی اور مقامی رؤسا میں سے جوزجان' اور نزسل' فاریاب کا زمیندار سہرب' طالقان کا بادشاہ قرباقس مرو کا زمیندار اور ان جیسے اور بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

پلوں کا انہدام:

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا گر جے کے پاس مقام جیاسر میں اس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا۔ ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے علیحدہ ہوگئی۔ اب عاصم نے ہر شخص کو بلا تخصیص تین تین دینار دیئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیئے گئے۔

محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر:

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب وگیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لیے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث ومباحثہ کریں' مگر اہل مرو نے ان کی درخواست رد کر دی' حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن المثنیٰ القراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازد میں آ کر شریک ہوگیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آملا اور بنی تمیم میں آ کر شامل ہوگیا۔ حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تا کہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ حارث بن سریج اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا۔

حارث بن سریج کا مرو پر حملہ:

جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا اور طرفین نے جنگ شروع کر دی۔ سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے۔ مقامی رؤساء اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہوگیا۔

محمد بن مسلم کی سفارت:

عاصم بن عبداللہ نے مومن بن خالد الحنفی' علیاء بن احمر الیشکری' یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں' اجازت دیجیے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں' اور اس دوران میں ہمارے اور آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فبہا ورنہ پھر تمہیں اختیار عمل حاصل ہوگا۔ عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت وترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے' ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی' ہماری طاقت دشمن کے مقابلہ میں مجتمع تھی۔ تمہارے سردار نے جو کارروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہاء اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اس کے جواب میں اس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تا کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے دعوت دوں' اور جو آپ چاہتے ہیں' وہ بھی انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

حارث و عاصم کی جنگ:

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا۔ نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ صبح کے وقت عاصم بھی اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارة التعلبی سردار تھا۔ نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی دادِ مردانگی دی۔ یحییٰ بن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سریج کر رہا تھا) اور بہت بری طرح اس کی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریائے مرو کو عبور کر کے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا۔ سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے سعید بن سعد بن جز الازدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبداللہ بن حازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا۔ اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

حارث بن سریج کی شکست و فرار:

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اس کا سختی سے پیچھا کرتا تو اسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے اور تمہاری فوج کے لیے جس بات کی ضمانت کی تھی اسے پورا کر دوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبیداللہ بن حبیب اس کے پاس آیا اس وقت حارث کے تمام ساتھی اس کا ساتھ چھوڑنے کے لیے آمادہ ہو چکے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تمہاری حمایت میں علم بھی بلند نہ ہوگا' مگر خالد نے آ کر انہیں سمجھا بجھا دیا۔

عطاء الدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لیے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ۔ تا کہ میں اس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کداتا پھروں یہ سوار ہو کر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی' ایک طالقان کا رہنے والا اس کے مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ اور اپنی زبان میں اس سے کہا' اے کیر خر۔

امیر حج ولید بن یزید و عمال:

اس سنہ میں ولید بن یزید بن عبدالملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گذشتہ سال تھے۔ البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبداللہ الہلالی تھا۔

۱۱۷ھ کے واقعات

رومی علاقوں پر فوج کشی:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک داہنی سمت سے علاقہ جزیرہ کی طرف سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ جہاد میں کرنے گئے۔ سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوج دستے

مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں۔ایک نے لان کے تین قلعے فتح کیے اور دوسری فوج نے نو مالشاہ کا محاصرہ کرلیا۔بعد میں اس کے باشندوں نے صلح کر کے ہتھیار رکھ دیئے۔

عاصم بن عبداللہ کی معزولی:

ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا۔خراسان کو بھی خالد بن عبداللہ ہی کے ماتحت کر دیا' خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے ۱۱۶ہجری میں برطرف کر کے خراسان کو خالد بن عبداللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا:

''ایک رہبران لوگوں سے جس کی رہنمائی اس کے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔امیر المومنین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اس کا اقتضا یہ ہے کہ میں اس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں' خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کر دیا جائے تاکہ فوج وضروریات مایحتاج کی بہم رسانی اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اس کی امداد قریب سے ہو سکے' کیونکہ امیر المومنین خود خراسان سے فاصلہ بعید پر ہیں اور اس کی بنا پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے''۔

جب یہ خط جا چکا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حضین' مجشر بن مزاحم اور ان کے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔مجشر نے سن کر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور ادھر سے اسد تمہاری جگہ آیا۔چنانچہ ہوا بھی یہی کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیج دیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کرلیا تھا۔اور یہ مرجئہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث بن سریج اور عاصم میں مصالحت واتحاد:

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے لیے واپس آیا۔مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آ رہا ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اس نے حارث سے صلح کر لی اور یہ عہد نامہ ان دونوں کے درمیان طے پا گیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کر لے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔اگر ہشام ان کی دعوت پر لبیک کہہ دے تو فبہا ورنہ پھر وہ دونوں مل کر کارروائی کریں گے۔بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مہریں ثبت کر دیں مگر یحییٰ بن حضین نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ:

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شراحیل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا یحییٰ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط

کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائیں گے' اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو اور دستخط کر دو۔

عاصم کے نقیب کا اعلان:

عاصم بن عبداللہ اعلیٰ مرو میں بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لے کر ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانچ سو شامیوں کے ساتھ تھا' اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا۔ عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لائے گا اسے تین سو درہم انعام ملے گا۔ اس کے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لے کر آیا۔ اور وہ اس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبداللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص اور سر لے کر آیا۔ اس پر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائیں گے۔ عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جو لائے گا اسے ہم کچھ نہ دیں گے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی' بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے۔ عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہل مرو الروز کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا۔ کل اسی قیدی تھے جن میں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ:

یمنی جماعت نے باہمی کش مکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نام کے ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سریج کا سر لے کر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی' حارث بن سریج مقابلہ کے لیے نکلا' اس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے آ کر بچا لیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو! حارث بن سریج کی حالت دیکھو۔

حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا' حارث نے اس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا۔ گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا' یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پسینے پسینے ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

ایک شامی کا حارث پر حملہ:

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا' اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اس کے پیوست ہونے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے چلا۔ اس شامی نے کہا کہ میں حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے۔ حارث نے کہا' تو گھوڑے سے اتر' چنانچہ وہ شخص اتر پڑا' اور حارث اس پر سوار ہو گیا۔ شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔

قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے:

تولت قریش لذة العیش واتقت بنا کل فج من خراسان اغبرا

فلیت قریشاً اصبحوذات لیلة یعومون فی لج من البحر اخضر

ترجمہ: ''قریش نے لذت عیش سے دوستی کر رکھی ہے' اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ پس کاش! قریش کوئی رات ایسی گذارتے کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تیرے''۔

یحییٰ بن حضین :

چونکہ یحییٰ بن حضین نے عاصم کے اس خط پر جو اس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کیے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہوگئی۔ انہوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبری اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا۔ یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبداللہ سے ملے۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ لوگ واپس جائیے' میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دوں گا۔ محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کرا دیا گیا ہے۔ اسد نے کہا میں اسے بنوا دوں گا اور جو مظالم تم پر ہوئے ہیں ان کی پابجائی کر دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط :

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا ادعا کیا کہ میں نے ہی حارث کو شکست دی۔ اس کے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھ دیا تھا۔ خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کیے اور سو حلے خلعت دیا۔ عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری :

اب اسد خراسان پہنچ گیا۔ اس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا۔ اسد نے عاصم کو قید کر دیا اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا' ایک لاکھ درہم اس کے ذمہ واجب الادا نکالے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا۔ عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنہیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اسد سے ملے۔ اسد نے پوچھا کہو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم ایسا؟ ان لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاؤ کیجیے۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سریج کی بغاوت کی اطلاع ہوئی تو اس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو' تاکہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اس کی خبر لے۔

اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی :

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا۔ جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابرشہر تھے۔ حارث بن سریج مروالروز میں تھا' اور خالد بن عبداللہ الھجری آمل میں تھا۔ اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لیے مروالروز جاتا ہوں تو خالد بن عبیداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائے گا' اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مروالروز کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا۔ اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لیے مروالروز روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لے کر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر

حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا اس فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ ہو گیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہو کر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اس نے پھر جوابی حملہ کیا۔ اسد بن عبداللہ کے ایک غلام حیلہ نام کو جو اس کا علمبردار تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جا کر اپنے تین قصبوں میں قلعہ بند ہو گئے۔

اہل آمل کی اطاعت:

اب اسد نے جا کر ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ الہجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب کی' روید بن طارق القطعی ان کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ روید نے کہا یہ ہم تمہارے لیے منظور کرتے ہیں۔ محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بنا پر ان شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لیے منظور کیے لیتا ہوں اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی ثعلبہ بن شیبان مصقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو عامل مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ:

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا' راستے میں اسے مسلم بن عبدالرحمٰن کا ایک آزاد غلام ملا جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے لیے بیعت کر لی' اسد بلخ آیا' کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا' دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ جس کے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیۃ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

حارث کا محاصرہ ترمذ:

اسد دریا کے اسی پار اتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی' حارث پہلے تو ان کے سامنے سے خود پسپا ہو گیا پھر ان پر پلٹ پڑا اہل ترمذ پسپا ہوئے یزید بن الہیثم بن المتحل اور عاصم بن معول التجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے۔ بشر بن جرموز' ابو فاطمہ الایادی اور دوسرے قرا جو حارث کے ہمراہ تھے' شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے' مروانیوں کے جور وستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی ان کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے۔

سبل کی حارث سے علیحدگی:

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلوں کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے' یہ اس طرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہو سکتا' صرف تلوار اسے فتح کر سکتی ہے۔ اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو' یہ کہہ کر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

اصغر بن عینا اور داؤ دالاعسر کی جنگ:

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اس نے قاسم الشیبانی سے جو زم کے ایک قلعہ باذکر نام میں مقیم تھا تعرض کیا' مگر پھر اسے چھوڑ کر ترمذ کا راستہ لیا' ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اتر پڑا' اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا' اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے۔ شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کی کشتیوں میں اترتے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھ کر ان سے لڑتا تھا۔ آخر الامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈ بھیڑ ہوگئی' ایک میں اسد کے ہمراہی جن میں اصغر بن عیناء الحمیری بھی تھا سوار تھے' دوسری میں حارث کے طرف دار جن میں داؤ دالاعسر بھی تھا سوار تھے۔ اصغر نے کوئی چیز پھینکی جس کی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری نوجوان ہوں' اس پر داؤ دالاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مرزبوم نہیں ہے داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملا دی اور دونوں میں خوب جنگ ہوئی اس موقع پر اشکند بھی آ پہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا۔ اشکند نے کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے آیا ہوں' اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں چھپ رہا۔

اہل ترمذ کی شکست وفرار:

حارث اپنی فوج کو لے کر روانہ ہوا۔ اہل ترمذ اس کی طرف بڑھے۔ حارث نے ان کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی۔ اہل ترمذ نے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی' مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا' اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمین گاہ سے اچانک نکل کر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن الہیثم بن المتخل الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا' اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے' انہوں نے حارث کو شکست دی۔ ابو فاطمہ' عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کا ہثیم الشیبانی کو پیغام:

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اس نے ہثیم الشیبانی کے پاس جو اس وقت باذکر میں تھا اور حارث کے طرف داروں میں تھا' اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہثیم سے جا کر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے مخالف ہو گئے۔ مگر اس کی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی' کہ مشرکین نے اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمہارے لیے کسی بری بات کی ابتداء نہ ہوگی۔ علاوہ بریں میں تمہارے ساتھ دوستی' نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں' اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں میں تمہیں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اس کے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کیے ہوں مگر میں تمہیں ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا۔ اور نہ اپنے وعدہ کو ایفا کروں گا۔

اسد بن عبداللہ کی ہثیم کو امان:

ہثیم اس وعدۂ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ ہثیم اس کے ہمراہ سمرقند چلا' اسد نے اس کی فوج کو دوہری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا ان پر انہیں سوار کرالیا' نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لے کر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اس کے ساتھ تھیں جنہیں اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

اسد کا بلخ میں قیام:

اس انتظام کے بعد اسد ورغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا' اسد نے اس نالہ پر بند باندھ کر اس کا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا۔ اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

امیر حج خالد بن عبدالملک و عمال:

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال مدینہ' مکہ اور طائف کا والی تھا' خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

نیز اسی سال فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ' اور سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے انتقال کیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری:

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا' ان میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا بعضوں کے اعضاء قطع کرا دیئے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم موسیٰ بن کعب' لاہر بن قریظہ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے' جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے' اسد نے کہا اے فاسقو! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

﴿ عفا الله عما سلف' و من عاد فينتقم الله منه و الله عزيز ذو انتقام ﴾

''گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ اس سے ضرور بدلہ لے گا' اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے''۔

سلیمان بن کثیر کا عذر:

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا' کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں' اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے:

لو بغير الماء حلقي شرق كنت كالغصان بالماء اعتصاري

ترجمہ: ''اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں اسے حلق سے اسی طرح نیچے اتار دوں گا جس طرح کہ

پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے''۔

آپ ہمارے قصہ سے واقف ہیں۔ سنیئے خدا کی قسم چغل خوروں نے آپ سے آ کر چغلیاں کھائی ہیں۔ ہم آپ کے ہم قوم ہیں۔ اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکاتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے۔ یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں۔ پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لیے کہ ہم ہی اس کے سب سے زبردست دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن نعیم سے بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اس طرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے۔ اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیموں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجیے۔ اس نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ آپ اس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا! میں اسے آزادی دینے والا ہوں۔

موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا انجام:

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ۔ گدھے کی لگام اس کے لگائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچا جائے' چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے' پھر حکم دیا کہ اس کے چہرہ کو مارو' اس کی ناک پچکی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی' اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا۔ پھر اسد نے لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا۔ لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو۔ مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ۔ حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں' وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

۱۱۸ھ کے واقعات

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

عمار خداش کی دعوتِ بیعت:

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار' مرو میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا۔ محمد بن علی کی بیعت کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اس کے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے' اس کی ہر بات کو غور سے سنتے اور اس تحریک کی اطاعت کرتے' مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اس کی دعوت دینے لگا اور اپنے معتقدین کو اجازت دے دی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لیے حلال

ہیں اور کہا کہ میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی جانب سے کر رہا ہوں۔

عمار خداش کا انجام:

اسد بن عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی۔اس نے اپنے مخبر اس کی گرفتاری کے لیے لگا دیئے' آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا۔اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا' اسد نے اس سے واقعہ دریافت کیا' خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔اسد نے اس کے ہاتھ کٹوا دیئے' زبان نکلوا دی اور اسے اندھا کرا دیا۔دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اس کے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔قرعہ نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا۔پھر اسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دے دیا۔سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اس کے قتل کا حکم بھیج دیا۔یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

قلعہ تبوشکان کی فتح:

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضبی کا آزاد غلام آیا' اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی ٹھہرا اور جدیع الکرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اور اس کے ساتھیوں کا مال واسباب تھا۔اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا' یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا۔نبو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے۔کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا' جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا' اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا' اور اس کے تمام باشندوں کو جن میں عربی موالی اور ان کے اہل وعیال شامل تھے۔لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لا کر ہراج کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی:

علی بن یعلی جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لیے اسد نے اس کے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے' اس میں بشر بن انیف الحظلی اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کر دو۔کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا' اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دے گا' مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جائیے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے۔

بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری:

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لیے بھیجا۔اسد نے ان دونوں کو امان دی' ان کی خاطر ومدارات کی۔ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والوں سے بے وفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور نہ پانی۔اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جن میں سالم بن منصور البجلی دو ہزار فوج پر

از ہر بن جرموز النمیری کی اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جس کی مجموعی تعداد دو ہزار سردار تھے اور پانچ سو شامیوں کے ساتھ جن پر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا۔ کرمانی نے سالم بن منصور کو اس کی فوج کے ساتھ دشمن کے سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی' صبح ہوئی فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کر کے کر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی' اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے۔ کشتم پہنچا جو جغیونہ کے علاقہ میں واقع تھا' ایک ایسے احاطے کے پاس پہنچا جس میں زراعت تھی اور اس کے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لیے اس کھیت میں چھوڑ دیئے' اب ان کے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آ کر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لیے آ گیا ہے اور مہاجر بن میمون ان کا سردار ہے۔ جب یہ جماعت کرمانی نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آ کر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانسو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آ پہنچا۔ اور ازہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آ کر شامل ہوگئی۔

کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب:

جب سب جمع ہو گئے کرمانی نے تقریر کی' حمد و ثناء کے بعد کہا۔ اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دی جا سکتی ہے کہ جس کی یہ حالت ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس پر قابو پا لیتا ہے' حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا' تم نے اپنا شہر اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا' پھر تم اس کے ہمراہ بادل نخواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی' اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب وہ شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھ کر تیر کے ذریعے دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اس کے ہاتھ کٹوا ڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دوں گا۔ البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگوں ہیں کہ جن کے غدر کا مجھے اندیشہ نہیں۔

محصورین کا انجام:

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے لڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے' اس وجہ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو۔ غرضیکہ محصورین نے اسد کے حکم پر سرخم کرنے کے لیے ہتھیار ڈال دیئے۔ چند روز اسی طرح گذرے پھر مہلب بن عبدالعزیز العتکی اسد کا خط لے کر پہنچا' جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جن میں مہاجر بن میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیج دو۔ ان سرداروں کو اسد کے پاس بھیج دیا گیا' اسد نے انہیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہاری پاس باقی ہیں انہیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو' ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قلعہ سے ان کے اہل و عیال کو نکالا اور انہیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل کیا یا سولی پر

لٹکایا تھا ان کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لیے گئے۔ چھاؤنی بنائی گئی۔ پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جیغو یہ کے علاقہ پر فوج کشی کی' کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کیے۔

خالد بن عبدالملک بن حارث کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا' اسی دن ابوبکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر ان کی امارت کا حکم پہنچا۔ ابوبکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال:

اس سنہ میں علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد ان کی کنیت تھی اٹھہتر یا ستہتر سال کے سن میں مقام محمیہ واقعہ علاقہ شام میں ان کی وفات ہوئی' کہا جاتا ہے یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا' وہ ۴۰ ہجری کی سترھویں ماہ رمضان تھی ان کے باپ نے ان کا نام علی رکھا اور کہا میں نے اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اور ابوالحسن ان کی کنیت مقرر کی۔ جب یہ عبدالملک بن مروان سے ملنے گئے' اس نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی' اپنے برابر تخت پر جگہ دی' ان کی کنیت پوچھی' انہوں نے اپنی کنیت بتائی' اس پر عبدالملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہو سکتی' پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انہوں نے اس کی اطلاع دی اس پر عبدالملک نے ان کی کنیت ابو محمد مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ' مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبدالملک تھا' البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقدی کا ہے۔

خالد بن عبداللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اس کا بھائی اسد بن عبداللہ اس کی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل بھی تھے کوتوال بھی تھے اور پیش امام بھی وہی تھے' مروان بن محمد بن مروان آرمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔

اس نے اسد کو اطلاع کی کہ آپ ختل سے چلے جائیے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارے پیچھے آ رہا ہے اسد نے اس کے پیامبر کو گالیاں دیں اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس ختل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اس کے لیے یہ اچھا موقع ہے۔ اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے' اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے' مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لے گا۔ اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہیں گے' دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لیے ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی میرے لیے ایک نہایت دشوار بات ہوگی۔ علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھے گا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا' اور تمہیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

مال و متاع کی روانگی:

اس پیام سے اسد کو اس کی صداقت کا یقین ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البجتری کی (جو بعد میں سجستان کا والی ہو گیا تھا) نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے' انہی کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابوسلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد القطعی تھے کو آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا۔ تمام مال غنیمت کی نگرانی' عثمان بن شباب الہمدانی قاضی مرو کے دادا کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا لکھا کہ خاقان سامنے آ گیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لیے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

اسد کی شہادت کی افواہ:

داؤد اور اصبغ کے پاس ایک دبوسی شخص نے آ کر یہ خبر مشتہر کر دی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصبغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آ گئے ہیں تو کیا ڈر ہے۔ ہشام زندہ ہیں ہمیں سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہیے۔ داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزا نہیں رہا اصبغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے۔ جب جراح اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اسی طرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہو گئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ تو حی و قیوم ہے' امیر المومنین زندہ ہیں' مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے۔ داؤد نے کہا اچھا چل کر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے تا کہ اصلی خبر کو لیتے چلیں۔

داؤد اور اصبغ:

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ انہیں ابراہیم کی فوج نظر پڑی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے۔ داؤد نے کہا یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کیے جاتے ہیں۔ اصبغ نے کہا معلوم ہوتا ہے وہ تنگی

میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینگ انہیں سنائی پڑی۔ داؤد نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصبغ نے کہا کل انہیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے۔ مگر ایک یا دو دن میں کھا نہ سکے ہوں گے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے' انہوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جا کر تکبیر کہی۔ ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا۔ جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت' اور ابراہیم کے ہمراہ اہل سغانیاں اور اس کا رئیس صغان خذاہ بھی ہے۔ خبر ہوتے ہی ابراہیم پیشوائی کے لیے جھپٹا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ سے روانگی:

اسد بلخ سے جبل الملح کی سمت بڑھا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے۔ ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لے کر اس دریا کو عبور کر آیا تھا۔ اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا۔ اس سے پہلے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گذری ہیں' ابوتمام بن زحر اور عبدالرحمٰن بن خنفر جو دونوں ازدی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اسے بہت اچھی طرح سر انجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کرا کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہاتھ دے کر باہر نکال دو۔ چنانچہ اس حکم کی حسب تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد وہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر روانہ ہوا۔ دریا میں تین مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے' اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کنارے تک آتا تھا' اس مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے۔ اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھا لی۔

عثمان بن عبداللہ کا اسد کو مشورہ:

اس پر عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر نے اس سے کہا جس وجہ سے آپ یہ بھیڑیں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ' اس کے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے' ان کے دھیان کو بٹا دیا ہے اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے' آپ ان بھیڑوں کو چھوڑ دیجئے اور ان پر لعنت بھیجئے۔ عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لیے تیار ہو جانے کا بھی حکم دیا' مگر اسد نے ایک نہ سنی اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لیے بغیر عبور نہیں کر سکتا تاآنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا میں اس کے ہاتھ کٹوا ڈالوں گا۔ مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سم دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ اس کی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے۔ یہ حالت دیکھ کر اسد نے حکم دیا کہ بھیڑیں دریا میں پھینک دی جائیں۔

ابھی پوری فوج نے دریا کو عبور نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے انہیں دشمن نے قتل کر ڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

خاقان کی آمد:

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقہ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے۔ اسی طرح کمزور نا تو ان اشخاص بھی پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں دریا کے پار لایا جائے' تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں' تو انہیں پر مال غنیمت بار کیا جائے۔ اسی ثناء میں ختل کی سمت سے ایک غبار اٹھا' معلوم ہوا کہ خاقان آ پہنچا' خاقان کی فوج کا اگلا حصہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ گیا۔ اس نے بنی تمیم اور ازد پر حملہ کیا۔ یہ جماعت پسپا ہوگئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاؤ پر آ گیا اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنہیں اس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہیں اپنے گرد خندق کھود لیں۔

اشتیخن کی تجویز:

خاقان قریب آ گیا' اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل تھا مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اس زمانہ میں نساء کا اصبہذ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے' اور بہادروں' جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ اشتیخن کے پاس جب یہ پہنچا تو اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے۔ جب ہم ایک دم سب مل کر دریا میں کود پڑے گے تو ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اس کی روانی کی تیزی دور ہو جائے گی۔

خاقان کی پیش قدمی و مراجعت:

اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری۔ اسد اور اس کی فوج نے خیال کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے' ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے' جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ہل چل برپا ہوگئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا' اب وہ آگے بڑھے' غبار کا ایسا گھٹا ٹوپ طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا نظر نہ آتا تھا' اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا۔ مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لے کر ترکوں پر حملہ آور ہوئے ان کے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ ترک پلٹ گئے۔

اسد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

اسد نے رات بسر کی' رات ہی سے اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صباحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لیے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتداء دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجیے۔ اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا' اس نے ہم پر فتح پائی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت میں اس نے حاصل کیے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اس کے ہاتھ آئے ہیں انہوں نے اسے ہمارے مال و متاع کے مقام سے جو ہمارے آگے جا رہا ہے اطلاع دی ہوگی اور اس کے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے۔

اسد بن عبداللہ کو قیام کا مشورہ:

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لیے گرد آور جماعتیں روانہ کیں۔ ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے' مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا' جانوروں پر بار بہت تھا۔ سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجیے اور عافیت و سلامتی قبول کیجیے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں' یہ تو ایک مصیبت ہے اور جان و مال کا نقصان ہے۔

نصر بن سیار کی تجویز:

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لیے ٹھہرا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا' یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا' وہ کام کیجیے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائیں گے۔ اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اس طرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ چلتے رہیں گے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکیں گے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انہیں دشمن کے چنگل سے بچا لیں گے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی ان تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہوں گے' تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لیں گے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اس کے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسد بن عبداللہ کا ابراہیم کے نام خط:

اس کے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو ختل کی سرزمین سے اچھی طرح واقف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا کہ تم جنگ کے لیے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی سمت بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کہیں ہو رات سے پہلے یہ خط اسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرا دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی:

سعید نے کہا آپ اپنا کمیت گھوڑا اذنوب نامی مجھے دے دیجیے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو میں بڑا ہی بخیل ہوں گا۔ اسد نے گھوڑا اس کے حوالہ کر دیا۔ سعید اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اس کے ہمراہ اس کا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے ان کا پیچھا کیا' سعید فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے کو ایڑ دی' ترک اسے نہ پا سکے۔ یہ ابراہیم کے پاس خط لے کر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اب تک اس کا تعاقب کرتے رہے مگر جب انہوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا' پلٹ گئے۔ اور خاقان کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔

خاقان کا ابراہیم پر حملہ:

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی۔ جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ ابراہیم نے اہل سغد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے قریب پہنچ گئے۔ اہل سغد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا۔ خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کون سی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

خاقان کی حکمت عملی:

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ٹیلہ پر چڑھ جاتا۔ جب مسلمانوں کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا اسی طرح سے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیتا' فوج اس کے حکم کی تعمیل کرتی۔ جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جس کے سامنے ایک جوہڑ تھا۔ اپنے بعض ترک سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ' اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ کرو۔ پہلے عجمیوں اور اہل صنعانیاں پر حملہ کرنا۔ اس کے علاوہ ان کے جو عرب ہیں انہیں مت چھیڑنا۔ (خیموں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے انہیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا) خاقان نے یہ بھی کہا کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر تمہاری طرف بڑھے گا تو اس طرف سے ہم ان کی خندقوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہے گا تو تم پیچھے سے انہیں آ لینا۔

ترکوں کا عقبی حملہ:

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی' اور جدھر عجمی فوج تھی اس کی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے' انہوں نے صنعان کے رئیس اور اس کی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسد بن عبداللہ کی آمد:

ابراہیم کے پڑاؤ میں در آئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا' اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے کہ اتنے میں غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لے کر آ پہنچا۔ ترک اس فوج کو دیکھ کر مسلمانوں کو چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو ان کی علیحدگی سے تعجب ہوا' کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے' بہت سوں کو قتل کر چکے تھے۔ اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی امید نہ تھی۔ دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی' وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا' جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھ کر پہاڑ کی سمت ہٹ گیا۔

رئیس صغان کی بیوی کا نوحہ:

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے' ان میں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتھوں کام آ چکی تھی۔ برکتہ بن خوائی الراسبی۔ کثیر ابوامیہ اور بنی خزاعتہ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے

گئے۔ صغان کے رئیس کی بیوی اپنے خاوند پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی' اسد بھی اسے دیکھ کر اس کے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اس کی آواز دوسروں نے سن لی۔ خاقان اپنے قیدیوں کو ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر اونٹوں کو جولدے ہوئے تھے اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ:

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو روکیں مگر اسد نے انہیں اس سے باز رکھا' اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے' ان کا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔

اسد بن عبداللہ پر طنزیہ فقرے:

حارث بن سریج کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنزیہ فقرے کسے' اس نے پکار کر کہا کہ اے اسد! کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لیے کافی نہیں؟ تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لیے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے۔ اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں' دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

ایک ترک سردار کا بیان:

کورمغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے مال غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی۔ لوگوں نے پوچھا کیسے' کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت سا مال و متاع ملا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اس قدر بد ہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا' ان میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا۔ مسلمان مقابلہ کے لیے رک گئے۔ ترک مسلمانوں سے لڑے' مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا' ترک' مسلمانوں کو چھوڑ کر ان عجمی فوجوں کی طرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں' ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کرا لیا' اور غروب آفتاب کے وقت اسد سے پڑاؤ کے سامنے آ پہنچے۔ اسد اپنی فوج لے کر چلا اور پھر اس نے مع مال و متاع کے پڑاؤ کیا۔ دوسرے دن عید الفطر تھی' صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا' اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آ گیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لیے چلے گئے۔ خود اسد بھی شہر میں آ گیا فارسی کے یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے:

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی
ایار باز آمدی خشک نزار آمدی

''تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر آ گیا''۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ کو خطبہ:

اس وقت حارث بن سریج طخارستان کے اطراف میں تھا۔ یہ بھی خاقان سے جاملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزہ میں آ کر پڑاؤ کیا ہے۔ اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے۔ چنانچہ آگ روشن کی گئی' اور اسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ میں آ گئے۔ صبح کو اسد نے دوگانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سریج کفار کو اپنی مدد کے لیے بلا کر لایا ہے تا کہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے اور اس کے دین کو وہ بدل دے' ان شاء اللہ خداوند عالم اسے ذلیل کرے گا۔ تمہارا دشمن کتا ہے' تمہارے جو بھائی اس کے پنجوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہو ئے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تمہیں تمہاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ سے امداد طلب کرو' مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو' اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو اور خلوص دل سے دعا مانگو۔ غرض کہ سب نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا۔

اسد بن عبداللہ کا عزم:

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اتر آیا' قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لیے لوگوں سے مشورہ لینے لگا۔ بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باک نہیں کرتے' اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو خطرہ سے مملو سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤں گا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت۔

افواج خاقان کا خلم کی گھاٹی پر اجتماع:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان اسد کی طرف بڑھا تو اس نے دریا پار علاقہ' اہل طخارستان اور جبغویہ الطخاری سے امداد حاصل کر لی تھی۔ اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے آ ملے۔ اب یہ تمام فوجیں خلم کی گھاٹی میں آ کر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی' ابوالعوجا بن سعید العبدی اس کا افسر تھا' ترکوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی' مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز نخشین علاقہ طخارستان کی راہ چلنے لگے۔ ابوالعوجاء نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

مرو جانے کی تجویز:

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجاء اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحد چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اس چوکی سے گزر جانے کے بعد اسد کو اس کی اطلاع دے دی تھی کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے۔ اور پوچھا کہ اب کیا طرز عمل اختیار کیا جائے' بعض لوگوں نے کہا آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجیے' خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجیے۔ دوسروں نے کہا کہ زم کے راستے سے چلئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیے۔ اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھیے اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجیے۔

چونکہ خود اسد ترکوں کے مقابلہ کی اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

خاقان کی پیش قدمی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور طخارستان کے علاقہ میں جیغویہ کے پاس فروکش ہو گیا۔ موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی اور جزہ کے پاس سے گذر کر جوز جان کی طرف بڑھا اور اس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں ادھر ادھر روانہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے سامنے نہیں آئے گا۔

بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ:

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لیے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو ادھر ادھر پھیلا دیا ہے' اب آپ جوز جان چل کر قیام کیجیے۔ چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہیے میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لیے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دے دیئے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔

بلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی:

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا' چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آ کر کھٹ کھٹائیں۔ اس پر نصر بن سیار اللیثی' قاسم بن بخیت المراغی الازدی' سلیم بن سلیمان السلمی' عمرو بن مسلم بن عمرو' محمد بن عبدالعزیز العتکی' عیسیٰ الاعرج الحنظلی' بختری بن ابی درہم البکری' سعید الاحمر' اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجیے اور ہماری اطاعت و فرماں برداری پر شبہ نہ کیجیے۔ اسد نے انہیں اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی دعا:

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا۔ بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اس کے لیے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے۔ نصب کیے گئے۔ اسد نے دوگانہ پڑھایا' پھر بہت طول طویل نماز پڑھی' قبلہ رو ہو کر دعا کے لیے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں۔ اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا' دعا میں فتح کی درخواست کی' تمام لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے' اسد نے کہا' رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی' پھر قبلہ کی سمت سے رخ پھیر کر اس نے لوگوں سے تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے ان شاء اللہ تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

اسد بن عبداللہ کے نقیب کا اعلان:

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ لے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مالی ساقط ہو جائیں گے۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی:

ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا' اور اس لیے اس نے ام بکر اپنی ام ولد کو اور اپنے بیٹے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ دریافت کیا جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے' ایک سوار پہنچا۔ دریافت حال کر کے واپس آیا اور عرض کیا کہ یہ لونڈی زیاد بن الحارث البکری کی ہے' زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا' اسد نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے' جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جس کی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اسے آگے پیچھے سے خوب ماروں۔ زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے' جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے۔ یہ شخص میرا دشمن ہے' میرا حاسد ہے۔ اب اسد نے کوچ کیا' جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے چاہئیں' تا کہ میں انہیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریا کے اس پار چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اس کے قتل کا حکم بھی دے دیا گیا۔ مگر کئی شخصوں نے اس کی سفارش کی اور اسد نے اسے معاف کر دیا۔

سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ:

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اترا' وہاں اس نے رات بسر کی' اور خود اس کا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام کرے گا' مگر غدافر بن زید نے جب آ کر اسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرمار ہیں تو مناسب ہے' تا کہ تمام لوگ یہاں آ کر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے کوچ کا حکم دے دیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پرواہ نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔

اسد نے یہاں سے کوچ کیا' اس کے مقدمۃ الجیش میں تین سپاہی سالم بن منصور البجلی کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ تین سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا طلیعہ تھے۔ سالم نے ترکوں کے سردار اور اس کے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کر لیا۔ باقی ترک بھاگ گئے۔ جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا' رونے لگا۔ اسد نے اس کی وجہ پوچھی کہنے لگا میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں۔ اسد نے پوچھا یہ کیسے: اس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلا دی ہے۔

ریحان بن زیاد کی معزولی:

اسد اور آگے بڑھ کر بلخ کے ایک کریہ سدرہ نام پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا' اب اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد:

اسد سدرہ سے چل کر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اس نے سنی۔ پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے۔ کہا گیا عقار بن زغیر کا اس کے اور اس کے باپ کے نام سے اس نے برا شگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے واپس کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ کل

جب میں ترکوں پر حملہ آور ہوں گا تو مجھے درجہ شہادت ملے گا۔ اسد نے کہا: اللہ تجھے ہلاک ہی کرے۔ اسد اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زرین یا زرین بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا: ''خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اے زرین تمہارے پیچھے کیا ہے؟'' زرین نے کہا کہ اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن کا غلبہ ہو جائے گا۔ اسد نے کہا مقدام بن عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانبا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوز جان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر پہنچ کر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حارث نے کہا یہ محمد بن المثنیٰ اور اس کا نشان ہے۔

خاقان کی حارث سے جواب طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گرد آوری کرنے والی جماعتوں نے آ کر اسے اطلاع دی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ خاقان نے حارث کو بلا کر اس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے نہیں آئے گا' اور یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اٹھا ہے۔ حارث نے کہا' نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرف داروں میں سے ہے۔ خاقان نے خبر لینے کے لیے طلائع روانہ کیے اور انہیں حکم دیا کہ دیکھ کر آنا کہ آیا اونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں۔

طلائع نے آ کر اسے بتایا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

سالم بن جناح کی مخبری:

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا بجا لایا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے یہ چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا: ''امیر یہاں آپ اپنی پیدل سپاہ کو اتار دیجیے''۔ اسد نے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے۔ تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادرو اتر پڑو۔ سب لوگ اتر پڑے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور تیر و کمان سنبھال لیے خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا' جوز جان سے گذرا جسے خاقان لوٹ چکا تھا۔ اس کا رسالہ شیورقان تک پہنچ گیا تھا۔ جوز جان کے تمام قصر اس وقت بری حالت میں تھے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب:

مقدام بن عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی عامل جوز جان' اپنی سپاہ اور اہل جوز جان کے ساتھ اسد کے پاس آیا اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جا کر قیام کریں۔ اسد نے جوز جان بن جوز جان کو حکم دیا کہ تم

میرے ہمراہ چلو' قاسم بن نجیت المراغی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کواٹر ماسٹر) اسد نے بنی ازد' بنی تمیم' جوز جان بن جوز جان اور اس کے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر تعین کیا نیز اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جس پر صغرا بن احمر سردار تھا شامل کر دیا۔ بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جس کا افسر اعلیٰ یحییٰ بن حصین تھا' نیز ان کے ساتھ اس نے اہل حمص کے دستہ کو جس کا سردار جعفر بن حنظلۃ البھرانی تھا اور اہل ازد کو جن پر سلیمان بن عمرو المقری الحمیری سردار تھا شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکلبی کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ چوکیدار' پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے۔

خاقان کی صف بندی:

دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اس کی جماعت' بادشاہ سغد' رئیس شاش خرابغرہ (خاقان خرہ کا باپ اور کاؤس کا دادا) رئیس ختل' جیغو یہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر متعین کر دیا۔

جنگ خریستان:

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ تو حارث اور اس کے ہمراہ اہل سغد یا نابیہ اور دوسری جو فوجیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستے تھے حملہ کیا۔ حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا۔ کوئی شے اس کی مزاحم نہ تھے صرف اسد کے خیموں نے اسے روک کر واپس کیا۔ مگر اتنے ہی میں اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد' تمیم اور جوز جان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوندا! انہوں نے میری نافرمانی کی مگر تو ان کی مدد کر۔

خاقان کی شکست:

اب ترکوں نے گریز کے لیے میدان سنبھالا' تتر بتر ہو کر جس کا جدھر منہ اٹھا چلتا بنا' ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے' جس پر دسترس ہوتا قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکا لائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ حارث بن سریج اسے بچاتا جاتا تھا' ظہر کے رقیب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آ کر ٹھہرا تو ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے۔ چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا۔ اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کرا دیتے ہو۔ اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا۔ اب جنگ کی باد تند جسے ہفافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی' مسلمان قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

خاقان کا فرار:

خاقان تقریباً چار سو شہسواروں (جن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نامی سے اس

نے کہا آج سے تم جوز جان کے رئیس ہو۔ اگر عرب صلح کر لیں تو اہل جوز جان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہوا سے قتل کر دینا۔
دوسری جانب جوز جان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمہاری شہرت باقی رہے۔ عثمان نے کہا وہ کیا جوز جان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ۔ عثمان نے کہا بہتر ہے۔ غرض کہ عثمان وراوک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے۔ ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسپائی کے لیے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے دوسری چوب پڑی' پھر بھی نہ بھاگ سکے' تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے۔ ابن الشخیر اور جوز جان نے خاقان پر حملہ کیا' خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی۔

جنگ خریستان کا مال غنیمت:

مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا' ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکتا ہو چھوڑ گئے۔ کچھ عرب عورتیں' کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے۔ خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے۔ ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شے ملی' چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔
خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا۔ مگر اس نے عورت کے خنجر بھوک دیا۔ مسلمانوں نے اسے آ کر دیکھا تو اس میں جان تھی' انہوں نے اس کا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دھقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے عوض جو مسلمان عورتیں ان کے پاس تھیں انہیں واپس طلب کر لیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا۔ اس اثناء میں ترکوں کے وہ سوار جو ادھر ادھر منتشر کر دیئے گئے تھے۔ جب اسد کے سامنے آتے اسد انہیں قتل کر ڈالتا۔ آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

ا قان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ:

کوچ کے دوسرے دن اسد جزۃ الجوز جان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا' اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لیے فوج میں منادی کر دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے۔ اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لیے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا۔ یہ فوج چلتے چلتے علاقہ جزیہ کے درد نام ایک قبصہ میں آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں بادوباراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گری تھی۔ بہرحال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

مروالروذ میں مقیم ترکوں کا قتل:

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جغویہ الطخاری کے پاس جا کر مقیم ہوا' ابہرانی اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا۔ واپسی

میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مروالروذ میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لیے ٹھہرا ہوا تھا' جس پر بس چلا مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ ترک مروالروذ کے گرجا تک پہنچ گئے تھے۔ اس روز اسد کو چار ہزار زر ہیں مال غنیمت میں ملیں۔ جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خرابغرہ کا خاقان سے حسن سلوک:

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی تھیں خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جبغو یہ خرلجی کی عزت افزائی کے لیے اس کے پاس مہمان رہا۔ خاقان نے نقاروں کے بنانے کا حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا۔ جب شروسنہ پہنچا تو خرابغرہ خانا خرہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اس کی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لیے تحائف اس کے اور اس کی فوج کے لیے گھوڑے نذر کیے۔ اگر چہ یہ اظہار عقیدت مندی ان تعلقات کے منافی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے مگر جب خرابغرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کر دے۔ اسی بناء پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

خاقان کا قتل:

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا' اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لیے پھر جنگ کی تیاری شروع کی۔ حارث بن سریج اور اس کی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لیے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک تیتر کی شرط پر نرد کھیلنے لگا۔ کورصول القرقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیتر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں گا۔ دوسرے نے کہا نر دوں گا۔ اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا' کورصول کو اس دھمکی کی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز:

زریق بن طفیل الکشانی اور حموکین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے' خاقان کو اٹھا لے گئے اور اسے اس کے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں۔ اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سغد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔

جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لیے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زرا بن الکسی کے کوئی نہ بچا۔ یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

ہشام بن عبدالملک کو نوید فتح:

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا' یہ شورقان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام

سرحدی چوکی کا افسر تھا' اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا۔ یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے[1] یہ ہشام کے پاس آیا' اور اسے تمام کیفیت سنائی) ہشام یہ حالت سن کر بہت پریشان ہوا بلکہ اس نے اس کی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لے کر آیا ہے' مگر میں اسے سچ نہیں سمجھتا۔ اچھا تم جاؤ اسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ کہے اس سے مجھے اطلاع دو۔ ربیع نے احکام کی تعمیل کی' قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام نے بیان کیا تھا' اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر اسے بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن نجیث' خراسان کی فوج میں کیا ہے۔ قاصد نے کہا وہ تو میر عسکر ہے۔ ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے' سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی۔ واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لیے ہشام کے پاس بھیج دیا' قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثناء میں اس کی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا۔ اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی' تمام واقعہ بیان کیا۔ ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

علماء اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک سجدہ ہے۔

مقاتل بن حیان کی طلبی:

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے' انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھیے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کر مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے۔ ہشام نے خالد کو لکھ دیا۔ خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو۔ جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا' کیونکہ تم ان شاءاللہ تعالیٰ سچ ہی کہو گے۔ جو ضرورت ہو وہ لے لو اس پر اور لوگوں نے اسد سے کہا کہ اس طرح اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لیں گے۔ اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو۔ غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لیے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اس وقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو۔

مقاتل بن حیان کا بیان:

مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی' ہمیں سخت مصیبت اٹھانا پڑی' اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آ لیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اسے انہوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکر گاہ کے بعض حصہ پر انہوں نے کامیابی سے غارت گری کی۔ پھر ہم نے خلم کے قریب انہیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لیے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوزجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کیے ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا

---

[1] یہاں یہ جملہ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے کیونکہ طبری میں یہ مذکور نہیں مگر سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو مطلب خبط ہو جاتا اور یہ ترجمہ کی غلطی سمجھی جاتی۔ (مترجم)

مگر اسد ہم سب کو لے دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا' ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ جوز جان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ ہم نے اس پر حملہ کیا' اس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے' ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا' اس کے بعد ہمارے میمنہ نے ان پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی اسے لوٹ لیا اور خاقان کو وہاں سے نکال دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا' جب قاصد نے خود خاقان کے لشکر گاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان نے کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا ہے۔ مقاتل نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک ختل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے۔ اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے۔ مقاتل نے کہا امیر المومنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجیے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اس کے امکان سے باہر تھا۔

مقاتل بن حیان کا مطالبہ:

اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو۔ مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلاوجہ لے لیے تھے۔ ہشام نے کہا میں اس معاملہ میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھا لو۔ مقاتل نے قسم کھائی۔ ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ عامرہ سے مقاتل کو دلا دی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دے دو۔ خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسب تعمیل کر دی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر ان کا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دے دے۔

اسد کے وفد کو خلعت وانعام سے سرفرازی:

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبدالحنظلی کے ذریعہ پہنچی۔ جنگ سناں میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لیے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے' خالد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ' انہوں نے قسم کھالی۔ ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت وانعام سے سرفراز فرمایا۔

شاہ سبل کی ابن السائجی کو نصیحت:

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السائجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے تین نصیحتیں کیں۔ پہلی یہ کہ تم اہل ختل کے ساتھ اس طرح تکبر وغرور سے پیش نہ آنا جس طرح میں کرتا رہا ہوں اس لیے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو بلکہ تم بھی انہی جیسے ایک عام باشندے ہو۔ اس لیے وہ تمہارے طرز عمل کو اس خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے جس طرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دے کر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا۔ بادشاہ رعایا

کے بمنزلہ اس لڑی کے ہوتے ہیں جس میں دانے پروئے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کنجروں کی طرح رہتی ہے۔ عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں ان سے بچانا۔

سبل کی ابن السائجی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت:

یہ باتیں سن کر ابن السائجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل ختل سے تکبر اور غرور سے پیش نہ آؤں' اس کے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح ہے۔ البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمہاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے ان کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اٹھا کر واپس ہونا پڑا' اور اگر تم ان سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمہاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے) چین بھاگ گیا تھا' اور ابن السائجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اس کی طرف پیش قدمی کی اطلاع دی تھی' کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا' خالد نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کرا دیا۔

مغیرہ بن سعید:

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد' ثمود' اور بہت سے دوسرے ان کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ یہ شخص مقابر میں جا کر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے ٹڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

مغیرہ بن سعید کی ساحری:

محمد بن عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لیے ہمارے پاس آئے' وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لے جا اور اس کی مچھلی خرید لا۔ یہ حکم دے کہ میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے۔ مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری خادمہ کس کام کے لیے گئی ہے۔ میں نے کہا نہیں' پھر اس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا ہے' میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی ہم دونوں اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی۔ خالد نے اسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔

مغیرہ اور بیان کا قتل:

عمرو بن حریث کا آزاد غلام سعید بن مروانیہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اس کا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے

گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے۔ مغیرہ رکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اس کے سر پر کوڑے پڑنے لگے۔ اب مغیرہ نے گٹھا اکٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا' اس پر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور انہیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اس کے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی' سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا۔ اس خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو' کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا' پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

مالک بن اعین کو معافی:

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجہنی کو بلوایا اور اس سے پوچھا' اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا خالد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب یہ شخص ان لوگوں میں جا ملا جن کی مدد سے وہ اپنے کو لے جا سکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا۔ تو اس نے یہ اشعار کہے:

ضربت لـه بيـن الطريقين لاحبا وطنـت عليه الشمس فيمن يطينها

والـقيتـه فـي شبهة حيـن سالـني كما اشتبها في الخط سين و شينها

ترجمہ: ''میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا' اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کر لیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہ میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں''۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' یہ لوگ وصفا (خدام) کہلائے جاتے تھے۔ انہوں نے کوفہ کے عقبہ حصہ میں خروج کیا تھا۔ جس وقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ یہ سنتے ہی اس نے پانی مانگا۔ اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزدلی کا بھی اظہار تھا۔

اس سنہ میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا۔ اس نے بغاوت کی' اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی:

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا اس کی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا' یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا' اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لے کر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جا کر واپس کر دے اور درہم لے آئے' غلام کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی' عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔

بہلول خارجی کی جماعت:

بہلول حج کرنے چلا گیا' حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کر لیا۔ چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا' اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہ ہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلا دے۔

خالد بن عبداللہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

غرض کہ جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہ ہی کہتے۔ اس ترکیب سے انہوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لیے۔ جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے' جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی' تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی۔ کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔ اس پر اس کے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس عامل سے ابتداء کر دی تو ہماری شہرت ہو جائے گی۔ خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لیں گے۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں' ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائے گا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے گرجاؤں اور آتش کدوں کی تعمیر کراتا ہے' مجوسیوں کو مسلمانوں پر والی مقرر کرتا ہے۔ مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے' شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔

بہلول بن بشر کا خروج:

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضروری ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا' اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کر دے جس نے مجھ سے اس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جا لوں گا۔ اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا۔ اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائے گی اور یہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ﴾

''ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو' اور چاہیے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں''۔

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجیے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں۔ سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے' ڈاک لے جانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اس کی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے۔ اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے۔ خالد واسط سے روانہ ہو کر حیرہ آیا' اس وقت اس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

خوارج کے خلاف قینی کی روانگی:

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا یہ فوج اس عامل کی امداد کے لیے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا خالد نے اس فوج کے

سردار کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم ان خارجیوں سے لڑو' تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کرے گا میں اسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اسے شام سے مل چکی ہے اور بھی انعام دوں گا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دوں گا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے اس وجہ سے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔ قبینی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اس کے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے ان کے ساتھ کر دیئے۔ دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا۔ قبینی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی' اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو۔ اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اسی کی فوج دشمن سے نپٹ لیں تا کہ فتح کا سہرا صاف انہیں کے سر رہے' اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

بہلول خارجی کا قبینی پر حملہ:

اب بہلول مقابلہ کے لیے اس فوج کی طرف بڑھا اس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کر لیا' تھوڑی دیر اس کے لیے رکا اس کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا۔ بہلول قبینی پر حملہ آور ہوا۔ اس کی زرہ میں ایک فرجہ تھا' بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا' نیزہ اس کے جسم سے آر پار ہو گیا۔ قبینی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لے جائے۔

قبینی کا قتل اور شامی دستہ کی پسپائی:

سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی' اس کے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے' اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے' بہلول اور اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے لگے' چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لیے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آ سکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آ لیا۔ کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں۔ بہلول ان کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

بہلول خارجی کی انتقامی کارروائی:

بہلول نے دیکھا کہ قبینی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اس نے اسے اٹھا لیا' اسی زمانہ میں خود کوفہ میں چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے' یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دیئے گئے۔ اب بہلول اس تھیلی کو لے کر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کس کس نے انہیں قتل کیا ہے تا کہ میں اسے یہ رقم انعام میں دوں۔ یہ سنتے ہی ایک نے کہا ''میں نے'' دوسرے نے کہا ''میں نے''۔ اس ترکیب سے بہلول نے انہیں شناخت کر لیا۔ یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے' ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انہیں انعام دینے آیا ہے۔ بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے کہ انہیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں! بہلول نے یہ تصدیق اس لیے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا ادعا کیا ہو۔ بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے اس فعل پر اسے برا کہا۔ بہلول نے اپنے فعل کی دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اس کے فعل کے جواز کو مان گئے۔

عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی:

اس فوج کی شکست اور اہل صریفین سے جو لوگ مارے گئے تھے' ان کی اطلاع خالد کو پہنچی' خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن رویم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا' بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا۔ اس نے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آ ئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا۔ یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھ کر جو اس کے پاس امنڈ آ ئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عامل موصل کو جو اس کی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آ تا' آ پ ان کے مقابلہ کے لیے فوج بھیج دیجیے۔ ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیج دو' ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا۔ اس پر عامل نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

کحیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع:

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے بیٹے (یعنی خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے۔ ہم نے صرف اللہ کے لیے خروج کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور موید بن خالد پر حکومت کرتا ہے چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا' اس پر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گزر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس کے لیے خالد نے عراقیوں کا عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کے لیے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا۔ جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کحیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

شامی فوج پر بہلول کا حملہ:

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اتر پڑا۔ حریف نے اس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تا کہ سامنے آ کر مقابلہ کریں' بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آ ئیں۔ جب اس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جس میں صرف سترہ آ دمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیا اور مقابلہ کے لیے سامنے آ گیا اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمہارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کر کے صحیح وسالم اپنے شہر اور اہل وعیال میں جا ملے گا۔ سب نے کہا ہاں ان شاء اللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے۔ اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے چھ آ دمیوں کو قتل کر ڈالا۔

شامی فوج کی پسپائی:

حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے' ان کے پاؤں میدان سے اکھڑ گئے' بھاگ کر اس دیر میں آ ئے' بہلول نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آ خر کار بیس ہزار فوج ان کی امداد کے لیے آ ئی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے

کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کر دیں' مگر بہلول نے کہا ایسا نہ کرو تا کہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جمے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اس روز شام ہونے تک لڑے انہوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا۔ پھر بہلول اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا' پا پیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے' دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔

بہلول خارجی کا خاتمہ:

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے' خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک ہی وار سے اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جایئے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو۔ بہلول نے کہا اگر میں مر جاؤں تو دعامتہ الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں گے۔ اگر وہ بھی مر جائیں تو عمرو الیشکری امیر المومنین ہوں۔ ابو الموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا' جب صبح ہوئی تو دعامتہ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا' ان کے ایک شاعر نے اس کی ہجو میں ایک شعر کہا۔ ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اس میں اس کے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

عمرو الیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج:

بہلول کے قتل کے بعد عمرو الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا اس کے بعد عنزی صاحب الاشہب کے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا' خالد نے سمت بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اس کی انگلیوں کے درمیان ماری سمط کی تلوار گر پڑی اور اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا' خارجیوں کو شکست ہوئی۔ دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفلے لوگوں نے ان خارجیوں کو آ لیا اور پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔

وزیر السختیانی کا خروج:

اس کے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا' جس گاؤں میں اس کا گزر ہوتا اسے جلا دیتا اور جو شخص اسے ملتا اسے قتل کر ڈالتا۔ حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا' وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا' آخر دم تک لڑتا رہا۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے' یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ خالد کے سامنے لایا گیا۔ جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا۔ اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں خالد یہ سن کر بہت خوش اور متاثر ہوا' اس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اسے قید کر دیا۔

وزیر خارجی کو قتل کرنے کا حکم:

اس کے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا اور مختلف باتیں پوچھتا۔ ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی کسی نے اس سے کہہ دیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا۔ آگ لگائی لوٹ مچائی' گرفتار کر

کے جان بخشی کی اور پھر اس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے' ہشام کو یہ سن کر غصہ آیا اس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے برا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جان بخشی نہ کرو۔

وزیر خارجی کا قتل:

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا۔ خالد نے اس کے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجیے۔ یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادتاً تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اسے فرمان لکھا جس میں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلا ڈالو۔ اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اس کی تعمیل میں تاخیر کرتا۔ اس نے وزیر اور اس کے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کیے گئے تھے بلایا ان کے قتل کا حکم دے دیا' یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے کے گٹھے بھی لائے گئے۔ ان سب کو ان گٹھوں میں باندھ کر ان پر نفط چھڑک دیا گیا۔ پھر انہیں چوک میں لا کر ٹکٹکیوں سے باندھ کر ان میں آگ لگا دی۔

سوائے وزیر کے سب نے آہ و واویلا مچایا' البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا اور بدر طرخان بادشاہ ختل کو قتل کیا۔

اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی:

جب اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا (غزوۂ بدر طرخان یہی ہے) تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا۔ چلتے چلتے یہ بدر طرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اسد کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ مصعب نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اب خود اسد جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اسد نے بدر طرخان سے کچھ مالی مطالبات کیے جس کے دینے سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرما لیجیے۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے' تجھے ختل سے کیا تعلق' تو جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا۔ اس پر بدر طرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تر خراسان میں صرف دس دم بریدہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانچ سو اونٹ بھی تمہارے لیے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اس نے اسد سے کیں اور کہا میں ختل میں کچھ لے کر آیا تھا' جو میں لایا تھا وہ مجھے دے دو میں جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جاؤں گا۔

اسد بن عبداللہ کی بدر طرخان سے گفتگو:

اسد نے پوچھا کیا لے کر آئے تھے۔ بدر طرخان نے کہا میں ختل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا' میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی۔ تم مجھے میری جوانی واپس دے دو۔ میں یہاں سے چلا جاتا ہوں' کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں' میں ان کے بعد کس طرح زندگی گزار سکتا ہوں۔ اسد اس تقریر کو سن کر برہم ہو گیا۔ مگر بدر طرخان کو وعدۂ امان پر بھروسا تھا۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگا لے' کیونکہ

مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے۔ بدر طرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں بجائے اپنی گردن کے داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پاؤں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچا دیں۔ مگر اب اسد نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ اس کی گردن میں داغ نہ دے دیا جائے۔ چنانچہ اس کی گردن میں داغ دے کر اسد نے اسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالے کر دیا۔ ابوالاسد اسے لے کر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ اور ابوالاسد کی بدر طرخان کے متعلق گفتگو:

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موالیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا۔ ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اس وقت منجنیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا۔ سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدر طرخان کے معاملہ میں کیا کیا؟ ابوالاسد نے سارا ماجرا سنا دیا کہ اس طرح بدر طرخان نے جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت نہ دی۔ اب میرے ساتھ اسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اسے قلعہ میں پہنچا دیا جائے تمام واقعہ سن کر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اس کا برا نتیجہ دیکھ لے گا۔ اور اپنے کیے پر نادم ہو گا' اسے یہ کرنا چاہیے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اس نے آمادگی ظاہر کی تھی اسے لے لیتا یا اسے قید کر دیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہو سکتا۔ ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بنایا ہے' پل قائم کیے' تنگ ناؤں کو درست کیا' اور اس نے ہم سے اس لیے تعارض نہیں کیا کہ اسے صلح ہو جانے کی امید تھی۔ اب جب کہ اسے صلح سے مایوسی ہو گئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھا نہ رکھے گا۔ تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو' مصعب کے پاس نہ لے جاؤ' کیونکہ اس وقت مصعب اس کا انتظار کر رہا ہو گا کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی:

چنانچہ ابوالاسد اور بدر طرخان سلمہ کے خیمہ میں ٹھہر گئے' دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لے کر آگے بڑھا' اس نے پیش قدمی کے لیے ایک تنگ گھاٹی اختیار کی' جس کی وجہ سے فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا' اسے پیاس معلوم ہو رہی تھی' اس کے خدمت گاروں میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ نہ تھا۔ اسد نے پانی مانگا' سغدی بن عبدالرحمٰن ابوطعمۃ الطبری مع اپنے ایک خدمت گار کے وہاں موجود تھا' اس کے خدمت گار کے پاس ایک تبتی چھاگل تھی۔ سغدی نے اس چھاگل میں ستو ڈالا' پھر ندی سے پانی لے کر اس میں ڈال کر ہلایا۔ اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اسے نوش کیا۔

اسد بن عبداللہ پر مجشر کی تنقید:

اسد ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑا' فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سر اس کی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا۔ اسد نے اس سے پوچھا اے ابوالعدلیس کیسے ہو؟ مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا۔ اسد نے کہا کیسے؟ مجشر نے کہا بدر طرخان ہمارے قبضہ میں تھا' اس نے اتنی رقم پیش کی' نہ امیر نے اس کی پیش کش کو قبول کیا اور نہ اس کی مشکیں بندھوائیں بلکہ اسے جانے دیا' خود اس کے وعدہ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اسے قلعہ میں جانے کی اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی پشیمانی:

اس تقریر کو سن کر اسد اپنے کیے پر نادم ہوا' اس نے اہل ختل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی ناقد نامی کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدر طرخان کو قبل اس کے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دوں گا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیج دیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے۔ شامی نے پکار کر پوچھا کہ اس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے راستہ بتانے والے نے واپس آ کر اسد کو اس کی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدر طرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہو گیا۔

بدر طرخان کا قتل:

اسد نے بدر طرخان کو پھر اپنے پاس بلوا لیا' جب وہ سامنے آیا' اسے گالیاں دیں اب بدر طرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اس نے چند کنکریاں اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے' پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا یہ محمد ﷺ کا عہد ہے۔ اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے۔ اس پر اسد نے اس کے ہاتھ قطع کرا دینے کا حکم دے دیا۔ اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابوفدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدر طرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی ابوفدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدر طرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اس کی گردن مار دو' اس نے اس کی تعمیل کر دی۔ اسد نے بڑے قلعہ پر تو قبضہ کر لیا' البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدر طرخان کے اہل وعیال اور مال ومتاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے۔ اسد نے اپنے سواروں کو ختل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔

اسد مرو آیا' ایوب بن ابی حسان التمیمی مرو کا عامل تھا۔ اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے عم زاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کر دیا۔

فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق:

جب اسد بلخ چلا آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کر لی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہہ دو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دے دے' اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دی جائے۔ خالد نے اسے بلایا۔ اس وقت خالد کے پاس عذافر بن زید التمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارا نے کچھ انکار کے بعد طلاق دے دی' اس پر عذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور ان کا سردار ہے۔ یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جس کی بنا پر وہ اس سے اشرف سمجھی جائے۔ اس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر البجلی کو اس نے اپنا جانشین چھوڑا۔

صحاری بن شبیب خارجی:

اسی سنہ میں صحاری بن شبیب نے اپنے تئیں خدا کے لیے بیچ ڈالا (یعنی خارجی ہو گیا) اور مقام جبل میں اس نے خارجیوں کا شعار بلند کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوایئے۔ خالد نے کہا بھلا شبیب کا سپوت بیت المال سے حق لے کر کیا کرے گا۔ صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا آیا' مگر اس کے جانے کے بعد خالد اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور اسے یہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کر دے۔ لوگوں کو بھیجا کہ اسے بلا لاؤ' صحاری نے ان سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس سے ہو کر آیا ہوں مگر ان لوگوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمہیں لے کر جائیں گے۔ صحاری نے تلوار سے ان پر حملہ کیا' تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا۔ جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لیے اس نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا' اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ پھر وہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے' تلوار حمائل کیے ان کے پاس پہنچا' سارا ماجرا جو اس کے اور خالد کے درمیان گزرا تھا ان سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ بھلا طلب فریضہ سے تمہاری کیا توقع تھی' تمہارے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ و خالد بن عبداللہ کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر ڈالتے۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اس تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا' تاکہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اسے میں دھوکہ سے قتل کر ڈالوں گا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصغر یہ کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا) اس کے بعد صحاری نے انہیں دعوت دی کہ میرے ساتھ چل کر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو۔ بعض نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا' بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے۔ بعضوں نے بالکل ہی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جس میں اس نے اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ چاہے دوسرے حیل و حجت کریں میں خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو برسر اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شے لگا دوں گا۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

بہرحال تیس آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جبل ہی میں انہوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی آخر دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے' خالد کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے سن کر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا۔ پھر اس نے ایک فوج ان کے مقابلہ پر بھیجی۔ مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا' بے جگری سے لڑے' مگر پھر فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

امیر حج ابو شاکر مسلمہ بن ہشام و عمال:

اسی سنہ میں ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا' امام ابن شہاب الزہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا۔ عراق اور مشرقی صوبہ جات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا' خالد کی جانب سے اس کا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اس نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ ہجری میں انتقال کیا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

۱۲۰ھ کے واقعات

فتح سندرہ:

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندرہ فتح کیا۔ نیز اسحٰق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا' تومان شاہ کے کئی قلعے فتح کر لیے اور اس کے علاقہ کو برباد کر دیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا' مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا۔

عید مہرجان پر اسد بن عبداللہ کے لیے تحائف:

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا' جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی' امراء ورؤساء تحائف پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے' ان لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہرات کا عامل تھا اور خراسان اور ہرات کا رئیس بھی تھا۔ یہ دونوں جو تحائف لے کر آئے تھے ان کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی۔ ان تحائف میں دو محل تھے' ایک چاندی کا اور ایک سونے کا۔ نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں جس وقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا۔ خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا' اور ان کے پیچھے دوسرے ظروف مروی۔ قوی اور ہروی دیبا کے تھان اور دوسری اشیاء رکھ دیں' جن سے سارا فرش بھر گیا۔ ہرات کا رئیس اسد کے لیے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا۔

رئیس ہرات کی تقریر:

ان سب چیزوں کے رکھ دینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا' اللہ امیر کو نیک ہدایت دے' ہم عجمی ہیں ہم چار سو سال سے دنیا کے فوائد سے حلم' عقل اور وقار کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے۔ ایک وہ اقبال مند شخص کہ جدھر اس کا رخ ہوا اللہ نے اسے فتح دی۔ پھر اس کے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا' اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس پر سلامتی بھیجی گئی' اس کی تعظیم کی گئی' اسے سردار بنایا گیا۔ اور آگے رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ شخص ہے جس کا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لیے آمال گاہ بن گیا' اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ وہ صفات جو ان تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جن کی وجہ سے ہم چار سو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں' وہ تمہاری اکیلی ذات میں جمع کر دی ہیں۔ ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو۔ آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور موالیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے' یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے۔ پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ ان میں کوئی عیب نہ پائے گا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے' اور یہ آپ

کی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ حالانکہ اس کے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مگر آپ نے اسے شکست دی' اسے بھگا دیا۔ اس کی فوج کو قتل کر ڈالا۔ اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپ کی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کون سا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے' آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے' بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

عید مہرجان کے تحائف کی تقسیم:

اس تقریر کو سن کر اسد ہنسا' اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو' اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ وہ اس نے رئیس کو دیا' رئیس نے اس کو سجدہ کیا' اسد نظر نیچے کیے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ داہنی جانب دیکھا اور کہا' اے عذافر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھالے جائے۔ پھر محسن بن احمر سردار قیس سے (یا قنسرین سے) کہا کہ کسی کو حکم دو کہ یہ محل لے جائے۔ پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے۔ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے' صرف دو تشتریاں بچیں' ابوالصیداء کو حکم دیا کہ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے' صرف دو تشتریاں بچیں' ابوالصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو' انہوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر وزن کا اندازہ کیا پھر اسے رکھ کر دوسری کو اٹھا کر دیکھا۔ اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اسے لوں۔ اسد نے کہا تم دونوں لے جاؤ۔ اسی طرح اس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دی تھیں دے ڈالیں۔ ابو یعفور جن کی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو' اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا' یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو' اسی طرح میمون العذاب نے کہا' مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو۔ اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو۔ غرضیکہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر اشیاء رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کر دیں۔
اس پر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا:

تقلون ان نادی لروع مثوب وانتم غداة المهرجان كثير

ترجمہ: ''اگر جہاد کے لیے تمہیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے''۔

اسد بن عبداللہ کا انتقال:

پھر اسد بیمار پڑ گیا۔ مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا ناشپاتیاں پیش کی گئیں' جو فصل میں پہلی مرتبہ آئی تھیں۔ اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک ہی اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی' اس جھٹکے سے اس کا پھوڑ پھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا۔ جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن حنظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا۔ پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتیبہ بن تیم بن مرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

خراسانی شیعیان بنی عباس سے محمد بن علی کی ترک مراسلات :

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کی اوران کی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کرلیا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی۔ جب عرصہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے' اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اس کے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دیں۔

محمد بن علی کا اظہار ناراضگی :

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی۔ محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر و توبیخ کی' اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اس کے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے۔ سلیمان خراسان واپس ہو گیا۔ محمد بن علی نے اس کے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سربمہر خط کو لے کر آیا۔ خط کھولا گیا مگر اس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا' اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا' اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں۔

بکیر بن ماہان کی روانگی خراسان :

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دے کر بھیجا' جس میں انہیں بتایا تھا کہ خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا۔ جب بکیر اس خط کو لے کر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اس کے بیان کو غلط سمجھا اور اس کی بات پر بالکل اعتنا نہیں کیا' بکیر پھر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ اس مرتبہ محمد بن علی نے اس کے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جن میں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی۔ بکیر انہیں لے کر خراسان آیا۔ اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ اب تک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا' اور تمام وہ علاقے جو اس کے ماتحت تھے اس کی امارت سے نکال لیے۔

خالد بن عبداللہ اور حسان النبطی میں کشیدگی :

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے کئی بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم یہاں

موضع میں قیام پذیر تھا' اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے۔ خالد کو اس کا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزر رہا تھا۔ ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اس پر اضافہ کر دو۔ حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا' انہوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروغ سے لے لیا' مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لیے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا۔ اس نے حسان کو ستانا شروع کیا۔ حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بناؤ میں تو تمہارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں' مگر خالد نے اس کی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

حسان النبطی کی خالد کے خلاف شکایت:

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آب پاشی کی نہروں کے مہرے توڑ دیئے' جن سے تمام مقطع برباد ہو گیا۔ پھر حسان نے ہشام سے آ کر کہا کہ خالد نے نہروں کے مہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دیئے۔ ہشام نے ایک شخص کو اس کی تصدیق کے لیے بھیجا' اس نے آ کر بیان کر دیا۔ حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اس طرح کہہ دو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجئے' پھر جو آپ چاہیں میں کہہ دوں گا۔ چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دے دی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ' اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہو' کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا' جب اس کے بعد حسان اس کے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہو گی' حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ۔ ہشام نے کہا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا' یہ بات ہشام کی پوری طور پر دل نشین ہو گئی اور اس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

خالد بن عبداللہ کا اظہارِ تفخر:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا۔ میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دیئے دریائے دجلہ کا بندھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

ابن عمرو کی اہانت:

یہ بھی کہا جاتا ہے' کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے' خالد نے ان کی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انہیں کہے۔ انہوں نے ہشام کو اس کی شکایت لکھی۔

ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط:

اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا:

حمد و ثناء کے بعد! اگر چہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جن کی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی گئی ہے' اور جن کا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دے دی ہے کہ انہیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دے گا۔ اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا۔ مگر اس کے معنی یہ نہ تھے کہ انہوں نے اپنے خاندان

والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کے لیے بچھا دی ہیں۔ بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو ٹیڑھی نگاہ سے بھی ان کی طرف دیکھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے اب بتا کہ تو نے کیوں عراق میں ان کی عزت پر حملہ کیا اور کیوں زجر و توبیخ کے الفاظ انہیں کہے' کیا اس سے اس کی تذلیل و تحقیر مقصود تھی' یا تو اپنے تئیں اس کا ہمسر سمجھتا ہے' اور اسی بناء پر دربار عام میں اسے سخت سست الفاظ کہنے کی تجھے جرأت ہوئی اور کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لیے نہیں اٹھا۔ حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور انہیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے۔ مگر تو اس مرتبہ پر پہنچا کہ جس کے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھ کو تیری خاص کر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کر دیا اور' تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڈھے سرداروں کے برابر کر دیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو ان پر فخر کرتا ہے' اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے۔ پس اے ذلیل عورت کے بیٹے! تو اپنی اصل نسل پر غور کر' جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے ان کے قدم چومے ہوتے انہیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا' اپنی صدر مسند سے ان کی تعظیم کے لیے ہٹ جاتا اور پھر بڑھ کر امیر المومنین کے لحاظ سے خندق روئی سے ان کا استقبال کرتا اور جب تو انہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا تو تجھے چاہیے تھا کہ ان کی قرابت اور حق کا لحاظ کر کے تو انہیں خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی دعا دیتا' اس لیے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں' وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برا نہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اس حال میں کر دیتے کہ جس کی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحن میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سواریوں کا ہجوم رہتا ہے اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے ان لوگوں کا دست نگر بنا دوں جواب تک تیرے دست نگر رہے ہیں۔ اس لیے جب امیر المومنین کا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ پیدل چل کر عمرو کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو' پھر نہایت عاجزی سے ان سے ملنے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جا' اگر تو نے ان کے جذبات رحم و کرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آ جانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اس وجہ سے انہیں حمیت و غیرت آ گئی تو پھر تو پورے ایک سال ان کے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اس کے بعد تیرے عزل و نصب کا پورا اختیار انہیں رہے گا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس معاملہ میں ان پر اعتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ دہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں' تیری یہ اہانت آمیز گفتگو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل اور حق دار ہیں' امیر المومنین نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو انہوں نے تجھے لکھی ہے۔ اطلاع دے دی ہے۔ کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہے' اور انہیں لکھ دیا ہے کہ انہیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اسی پر کاربند ہوں گے اور اس کی تعمیل کرائیں گے' ان شاء اللہ۔

ہشام کا ابن عمرو کے نام خط :

ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا:

حمد و ثناء کے بعد! امیر المومنین آپ کا خط ملا دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قرابت اور ان کے آپ سے جو مربیانہ تعلقات ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس پر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور ان کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسا تھا۔ آپ نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا' اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود امیر المومنین نے اس کی زبان کو آزادی دی ہے' اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے' اسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے' اس گمنامی کو شہرت دی ہے اس کے پاس چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفروں کی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو۔ تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمہارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے۔ آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور ان کے دبدبہ سلطنت کی جیسی توقیر کی اسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اس کے وہ شکر گزار ہیں۔ انہوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دے دیا ہے' چاہے اسے آپ معزول کر دیں یا برقرار رکھیں' اگر آپ اسے معزول کر دیں گے تو امیر المومنین فوراً اس کی تعمیل کرائیں گے' اور اگر آپ اسے بحال رکھیں گے تو یہ احسان آپ کا اس پر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپ کے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اسے ملے گا تو اس کا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ امیر المومنین نے اسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور ان کا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چل کر آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو۔ اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روک دیں' اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں' امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اس کے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اس کے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے۔ بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اس کی ضرور تعمیل کریں گے کیونکہ انہیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے' وہ آپ کی ذاتی عزت' قرابت اور رشتہ داری کا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سر انجام دیں۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھئے' چاہے اس میں آپ کی طرف سے ابتداء ہو' یا آپ جواب لکھ رہے ہوں یا محض یوں ہی گپ شپ کے لیے ہو' یا کسی ضرورت کے لیے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپ کو یا آپ کے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں' یا ان ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود

امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجیے اور مکرر سہ کرر یاد دہانی سے نہ گھبرایئے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے' وہ اس کی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے' آپ ان کے لیے روپیہ مانگ سکتے ہیں' ان کی ضروریاتِ زندگی کا انتظام کرا سکتے ہیں' یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں۔ ان کے ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور ان کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں' اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی ان کا مالک اور آقا ہے۔ والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو اہانت آمیز الفاظ و القاب سے یاد کرتا تھا' ابن الحمقا کہا کرتا تھا' کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی۔ ہم اس سے پہلے اس کا قصہ بیان کر چکے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھ کر ہشام کو سخت غصہ آیا اور ہشام نے اسے لکھا ''اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لیے باعث عزت و شرف نہیں' حرامزادے' بھلا عراق کی حکومت تیرے لیے باعث شرف کیوں نہیں' بتا کیا تو بنی بجیلہ سے نہیں ہے جن کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں۔ میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کمسن بھی آ کر تیری مشکیں کس دے گا۔

خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں تجھے ایسا ذلیل کر دوں گا کہ پھر تو اپنا خچر اور فیروزی پگڑی سنبھال لے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے ''جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا'' اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا' ہشام نے کہا کیا اس نے لا حول کہا؟ انہوں نے کہا نہیں' بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے۔ ہشام نے کہا ہو کیا؟ انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا۔ غرض کو اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں' آخر کار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بگڑ گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کا فیصلہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلقدار خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادہ کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اس کی اطلاع ہو گی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے' اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہو گا۔ اس تعلقدار نے اس بات کا اقرار کیا۔ خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو

اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اسے نہیں ملتا۔

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اس نے اس کو برطرف کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم:

ہشام نے خالد کو معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا' بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی' خالد کے افسر مال گذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار آزاد غلام' ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں۔ رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گذرے' یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا راہ گیر ہیں۔ گشت کرنے والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا بعض مواضعات میں۔ گشت والے طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے۔ یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے' ہمارا خیال ہے کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔ اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لیے آئے ہوں گے تو آپ کو اس کا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیے وہ آئے ہوں گے اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے ان کے قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو:

جب صبح کو یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے اٹھ کر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گذر ہوا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ راہ گیر ہیں۔ سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا بعض دیہات میں۔ یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں' مگر سب لوگوں نے انہیں منع کر دیا۔

خالد بن عبداللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

ادھر یوسف نے ایک ثقفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی' فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذن کو اقامت کا حکم دیا۔ موذن نے کہا امام کو آ جانے دیجیے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ بتائی۔ موذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا' اس نے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعہ اور دوسری میں سأل سائل' تلاوت کی' پھر خالد' طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کر لیا اور ادھر دعوت کے لیے دیگیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور کا بیان:

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جندب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط

لے کر ہشام کے پاس آیا تھا' ہشام نے اس خط کو پڑھا' اور پھر سالم عتبہ بن عبدالملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنی ہی طرف سے اس کا جواب دے دو۔ مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا مجھ سے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میر منشی تھے) میں اس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا' پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر مہر لگا دو' میں نے مہر لگا دی پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کر گیا ہے' اور ایسی شے کی درخواست کرتا ہے جو اس کے مرتبہ سے ارفع ہے۔ ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالو' اپنے حکم سے اس کے کوڑے لگوائے' اور کہا اسے میرے پاس سے نکال دو اور یوسف کا یہ خط اسے دے دو۔ میں نے وہ خط جندب کو دے دیا اور کہا جا تیری جان بچی۔

بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط:

بشیر بن ابی ثلجہ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے' امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کر دیا۔ اس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمہیں یمنی کپڑا بھیجا ہے' جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اسے پہن لو (یعنی قتل کر ڈالو) اور اللہ کا شکر کرو۔ مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا نہیں بھیجیں گے' لہٰذا اب تم اس پر بھروسا رکھو۔ عیاض اس دوسرے کو خط لے کر طارق کے پاس آیا۔ طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے' مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دے کر نادم ہوا اور اسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے۔ اس لیے اس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی روانگی واسط:

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسط میں تھا' ایک دن اور رات چل کر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا۔ داؤد البربری نے جو خالد کا میر منشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا' خالد سے جا کر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برافروختہ ہوا۔ مگر جب طارق سامنے آیا تو اس سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ اس کی تلافی کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خالد نے پوچھا کیا۔ طارق نے کہا اسد کی وفات' اگر چہ میں نے جناب والا کو تعزیت کا خط لکھ دیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چل کر آپ کی خدمت میں پرسے کے لیے حاضر ہوتا' خالد کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جائیے۔ طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے۔ خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔

طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبداللہ کو مشورہ:

طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپ کی ان سے کی گئی ہے تو اس کی معافی چاہیے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت ان کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہوں گا۔ طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجیے' خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جائیے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لیے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی

انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائے گی۔ خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اس کی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لیے فرمان استقلال لے آتا ہوں۔ خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کروڑ۔ خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملے گی‘ میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کروڑ دیں گے‘ زینی اور ابان بن الولید دو کروڑ دیں گے‘ بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجیے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں کسی کو دے کر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دے کر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں۔ اور اس طرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہے گی۔ یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آ کر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اس وقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے‘ جو اس وقت سینے نکالے ہوئے ہیں‘ اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائیں۔ خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی مراجعت:

طارق چلا آیا۔ اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا۔ داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے‘ اس لیے اس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دے کر خود شام جائے اور پھر وہ اور اس کا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمران ہو کر آئیں۔ طارق کوفہ چلا گیا اور خالد حمہ کی طرف روانہ ہوا۔

یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد:

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اس کا قاصد آیا تو اس نے قاصد سے پوچھا کہو خیر ہے۔ قاصد نے کہا خیر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ انہوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میر منشی سالم کا خط ہے۔ یوسف نے خط چاک کیا اسے پڑھا‘ جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا۔ اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اس کی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اس کے عمال کو گرفتار کر کے مجھے ان کی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یمن میں صلت بن یوسف کی قائمقامی:

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو۔ چند آدمی پیش کیے گئے‘ یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اسی روز روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ صلت باپ کی مشایعت کے لیے کچھ دور آیا‘ جب واپس جانے لگا تو یوسف نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ یوسف نے سو کوڑے اس کے مارے اور کہا اے حرامزادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھوں گا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہے گی‘ چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا‘ یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے۔ یوسف نے کہا عراق ہی کو لے چل۔ غرض کہ اسی طرح یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان النبطی کا بیان:

حسان النبطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لیے حلوا تیار کیا تھا۔ میں اس کے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا' اتنے میں اس نے مجھ سے کہا حسان یمن میں سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ ہشام نے یہ شعر پڑھا:

امرتك امرا حازما فعصيتني فاصبحت مسلوب الامارة نادما

ترجمہ: ''میں نے ایک دوراندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی' نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا''۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۱۲۰ ہجری کا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی طلبی:

سالم بن زنبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ' میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا' مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کس طرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسراقتدار ہے عہدہ برا ہو سکتا ہوں' کوفہ آ کر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو۔ انہوں نے مجھے پیٹا۔ میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہو کر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود ان کے پاس آتا ہوں۔

طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ خود آ رہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آ رہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ۔ کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا۔ یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسانے نے اس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے اور انہوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکیں باندھ کر اس کی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لے کر طارق کی قیام گاہ پہنچا۔ طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اس کے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے۔ اس غلام نے طارق سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں' پھر آپ کو موقع مل جائے گا' جدھر چاہیں چلے جایئے گا۔

بہرحال طارق نے کیسان کو اندر بلا لیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے ہیں۔ کیسان نے کہا: ہاں! طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا۔ یہیں ان کی ملاقات ہوئی' یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ سو کوڑے لگوائے یوسف کوفہ میں داخل ہوا' اور عطا بن مقدم کو اس نے خالد کے پاس حمہ بھیجا۔

عطاء بن مقدم کی روانگی حمہ:

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا' میں نے اس سے کہا میرے لیے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ۔ دربان منہ بنا

کر اندر چلا گیا۔ خالد نے پوچھا کیا ہے؟ دربان نے کہا خیریت ہے۔ خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی۔ دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آ کر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں۔ خالد نے کہا انہیں آنے دو۔ میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اس کی ماں سخطہ کا برا ہو' میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن الصلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ کو خطاب:

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کر دوں۔ میں اس حکم کی پوری تعمیل کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو! جو تم میں منافق ہیں انہیں تلوار سے قتل کروں گا اور تمہارے فاسقوں و بدمعاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کروں گا۔ اتنا کہہ کر یوسف منبر سے اتر آیا' اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری و ضمانت:

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اس کے دوستوں نے نوے لاکھ درہم پر اس کی جانب سے صلح کر لی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کیے پر نادم ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے۔ یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا۔ میں اقرار کر چکا ہوں۔ خالد کے دوستوں نے خالد کو اس کی اطلاع دی۔ خالد نے کہا تم نے برا کیا کہ پہلے ہی دہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لیے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے گا۔ اور مزید رقم کا مطالبہ کرے گا۔ تم لوگ اس کے پاس پھر جاؤ۔

ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری:

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لیے تیار نہیں' وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں۔ انہوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں۔ یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں! یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقض عہد کی ابتداء تم نے کی ہے اس لیے اب میں نہ یہ رقم قبول کروں گا اور نہ اس کی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اس سے کہیں زیادہ رقم اس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لیے۔

خالد بن عبداللہ کی دولت و جائیداد:

ابن عیاش راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کی خالد نے عراق میں بڑی جائیداد پیدا کر لی تھی' نہریں کھدوائی تھیں' جن کی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی' اسی طرح باجوی' بارمانا' مبارک' جامع' کورا مابور اور قبلیج کی نہریں تھیں' مگر باوجود اس کے خالد اکثر کہا کرتا تھا' بخدا! میں مظلوم ہوں۔ یہ جس قدر زمین ہے از روئے حق میری ہے' اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیلہ کو دے

دیا تھا۔

عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ:

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔ یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہوں گی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں' یہ قریش ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی ناتا یا قرابت بھی نہیں ہے' انہیں آپ کی پرواہ نہیں' مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیے میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائیداد و املاک کی مفصل اطلاع دے دیتے اور جو چیز ان کو پسند آئے اسے کیوں نذر نہیں کر دیتے۔ کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا' چاہے وہ اسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اس کے بیان کو سچ سمجھ لے گا' تم اگر اپنی خوشی سے یہ دے دو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد بن عبداللہ کی ضد:

خالد نے سن کر کہا میں تم پر بدنیتی کا الزام نہیں رکھتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوگا' اس پر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجیے' مجھے اپنا وکیل بنا کر ہشام کے پاس متعین کر دیجیے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اسے مضبوطی سے کس دوں گا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اسے کھول دوں گا۔ خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد و املاک اسی کی سلطنت میں ہیں' کیا اگر وہ انہیں لے لے تو آپ اسے روک سکتے ہیں۔ خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا۔ میں نے کہا ہاں تو پھر یہ بہتر ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دے دے گا اور اس وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔ اور اگرچہ آپ پر سوائے اس کے کہ جس سے وہ آپ ابتداء کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائیداد کو سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں۔ خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہوسکتا۔

تب میں نے اس سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں برطرف کر دے اور تمہاری تمام جاگیر و جائیداد کو ضبط کر لے تو تم کیا کرو گے' بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتداء کرو' اور یہ سب کچھ اس کے نذر کر دو۔ اس لیے کہ اس کے بھائی' بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بہت کچھ شکایت کر دی ہے اور پھر تمہیں یہ موقع ملے گا کہ تم اپنی چالوں سے ان کی سازش کو انہیں پر الٹ دو۔ اور پھر ہشام سے تم جس طرح چاہنا اپنی منہ مانگی مرادیں حاصل کر لینا۔

خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے' اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے' اس پر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ سے درخواست:

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ ایک معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہوں گے۔ ایک دن میں آپ کے پاس رہوں گا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کر کے اپنے مستقر پر آ جاؤں گا۔ خالد نے لکھ دیا کہ جب چاہو آ جاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا' ایک دن اور ایک رات چل کر مغرب کی نماز کوفہ میں آ کر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسی فرسخ تھا۔ خالد کو اس کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی۔ خود خالد اس کے پاس آیا مگر ذرا اس سے برافروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا کہو ابو عمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں! خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا! ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی۔ بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی ان سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود ان کے پاس جائیں ہمارا کچھ روپیہ انہیں دینے کا وعدہ کیجیے اس کے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجیے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال و متاع ان کے سامنے پیش کر دیجیے اس میں سے جتنا وہ لیں گے اس کے عوض میں اتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دے دیں گے۔

بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ:

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا' مگر مجھے غور کرنے دو۔ بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہیں گے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائے گی۔ خلد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دوں گا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو۔ بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول درجہ رکھتا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اس وقت کچھ نہ تھا' مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا۔ ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان النبطی اسے ایسے سبز باغ دکھائے گا کہ آپ اس کا ادراک بھی نہیں کر سکتے اس لیے اس مہلت کو غنیمت سمجھئے۔ خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ۔ بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے' جو تند خو بد طینت' بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اس کے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا' اس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بن گیا۔

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں' جو ایسا کرتا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو' اصل

بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھا دیا تھا جب تک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں۔ اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلجہ[1] غلہ ایک درہم کو بکنے لگا۔

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کا والی مقرر ہوا' اور جمادی الاوّل ۱۲۰ ہجری میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

جعفر بن حنظلہ کی برطرفی:

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا' اس کے آنے کا و ...ہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کا والی مقرر کیا۔ یہ بھی ...ا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی کرنا چاہا۔ ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اس تقرر کی اجازت چا ہی' ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اس کا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اس کا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر اور معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے اسد' اور اس کے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور لڑائیاں ہوئیں' انہیں اور جو فلاح و بہبودی کے کام اہل خراسان کے لیے اسد کے ہاتھوں سرانجام پذیر ہوئے انہیں بیان کیا' پھر اس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا اور اس کی تعریف کی' پھر یوسف کے عراق کا والی ہونے کی خبر لوگوں کو بتائی' حکومت کی فرمانبرداری اور یک جہتی اور اتحاد کی تاکید کی اسد کے لیے دعاء مغفرت مانگی' معزول شدہ کے لیے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارک باد دی اور پھر منبر سے اتر آیا۔

اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مرافع بن ربیعہ بن حری بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبدمناۃ بن کنانہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ ان کی ماں زینب بنت حسان التغلبی تھیں۔

[1] غلہ کا ایک پیمانہ جو ۱۶/۱۵ من کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)

باب ۶

نصر بن سیار

امارتِ خراسان پر نصر بن سیار کا تقرر:

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کی بوجہ احسن چلا سکے ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کیے' اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیئے' جن اصحاب کی اس عہدہ کے لیے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے' عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ' یحییٰ بن منذر الرقاشی' نصر بن سیار اللیثی' قطن بن قتیبہ بن مسلم' مجشر بن المزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام) عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ مجشر کے لیے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ابن حصین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بڑائی کا خیال اور نخوت ہے۔ قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لیے یہ انتقام جو ہیں' نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں۔ غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

نصر بن سیار کے نام فرمانِ تقرری:

عبدالکریم بن سلیط بن عقبہ الہقانی (ہفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمان تقرر دے کر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لے کر خراسان روانہ ہوا' اس کے ہمراہ اس کا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا' جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا' حفص بن عمر بن عباء التیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا' ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آ گیا۔ ابوالمہند نے کرمانی کو بھی اس کی اطلاع دے دی' کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا' مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا' اور اسی نے سب سے پہلے امیر کہہ کر نصر کو سلام کیا' نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے۔ پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔'

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا' منصور بن عمرو کو ابرشہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

نصر بن سیار اور بختری:

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمانِ تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا' بختری نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو۔ نصر نے وجہ پوچھی' بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اس لیے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اسے مل گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اس

کے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہوگی۔ بختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی۔ بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے' میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لیے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط' تدابیر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے برا شگون لیا اور کہا میں اسے نہیں کرنا چاہتا' کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا' چرب زبان آزمودہ کار یحییٰ بن نعیم بن ہبیۃ الشیبانی ابوالمسیلا ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو اس نے ناپسند کیا ہے آؤ مضر میں سے کسی کا نام لے کر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیثی بھی ہیں اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقا السلمی اگر آپ ان کی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ ان کی صورت منحوس ہے۔ ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا مجشر بن مراحم السلمی عاقل وشجاع ہیں مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ ہشام نے کہا جھوٹ بولنے میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا۔ یحییٰ بن حصین' ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی غرض کہ اس طرح جس کی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع' دانا اور تجربہ کار سیاست تھا' میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی۔ ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے۔ میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اس کا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے' اگر چہ وہ عفیف وتجربہ کار اور فرزانہ ہیں۔ ہشام نے کہا آخر کہو وہ کیا کمی ہے۔ میں نے کہا خراسان میں ان کا خاندان وقبیلہ بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا ڈر ہے' کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزومند ہے۔ میں اس کا خاندان اور حامی ہوں۔

یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش:

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں۔ لوگوں نے اسے مسلمہ بن سلیمان بن عبداللہ بن حازم' قدید بن منیع المنقری' نصر بن سیار' عمرو بن مسلم' مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم' منصور بن ابی الخرقا' سلم بن قتیبہ' یونس بن عبدربہ اور زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کے نام بتائے۔ یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیج دیئے' قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی' اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا ہے۔ یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے۔ ہشام نے اس کے جواب میں یوسف کو لکھا' تمہارے خط کے مضمون سے

میں آ گاہ ہوا' تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اس کے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جا سکتا ہے کہ جس کا میں خود حامی ہوں۔ تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ دوں گا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کر دو' اس کے حامی کم نہیں ہیں' جس کے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اس کی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اس نے اسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اس نے شریک بن عبدربہ النمیری کو ہشام کے پاس بھیجا اور اس کی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجیے' مگر ہشام نے اسے بھی نے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

حفص کا نظر بن سیار کے نام خط:

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اس کی سفارش کی یوسف نے اسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا۔ ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبدالکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ ان کا میر منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی' یہ وہی ٹھہر گئے۔ حفص بن عمرو بن عباد التیمی کے پاس مہمان رہے۔ حفص بن عمرو سے کہا کہ میں نصر کا فرمان تقرر لے کر آیا ہوں۔ یہ ان دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو ایک گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا' اسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوئے چلے جاؤ چاہے گھوڑا مر ہی نہ جائے' جب یہ بیکار ہو جائے اور خرید لینا' غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

نصر بن سیار اور ابوحفص بن علی الحنظلی کی گفتگو:

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اس وقت بازار میں تھا۔ غلام نے خط اس کے حوالہ کیا۔ نصر نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ اس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا۔ نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبالیا' گھر آیا' مگر ابھی سے یہ خبر عام ہوگئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آ گیا ہے۔ نصر کے بعض خاص دوست آئے' انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اس روز نصر اٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابوحفص بن علی الحنظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا۔ یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولت مند تھا۔ اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمہارے خراسان کا والی مقرر ہونے کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں' کیا واقعی تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف انکار کر دیا۔ یہ اٹھ کر جانے لگا' نصر نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر وہ خط پڑھ کر اسے سنایا۔ ابوحفص نے کہا حفص تمہیں جھوٹ نہیں لکھے گا۔ ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبدالکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی' اور فرمان تقرر ان کے حوالے کیا' نصر نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

نصر بن سیار کے عمال:

پھر نصر نے مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا' وشاح بن بکیر بن وشاح کو مروالروذ کا' حارث بن عبداللہ بن

الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کو ابرشہر کا‘ ابوحفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا‘ ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھ کر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا۔ غرض کہ نصر نے اس کے بعد آیندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس کے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ مال گذاری میں بھی کمی کر دی‘ اس کی حکومت اور مال گذاری کی وصول یابی نہایت کامیاب رہی۔ سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

نصر بن سیار کی تقریر:

رجب ۱۲۰ ہجری میں نصر کو فرمان تقرر ملا۔ بختری نے اس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمان تقرر پڑھ کر سنا دیجیے‘ اور کچھ تقریر بھی کیجیے۔ چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھیے کیونکہ ہم آپ کی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق اور مشرق کا ناظم اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حنظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبداللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے‘ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔ ابن شرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے واقعات

فتح مطامیر:

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا‘ اور مطامیر فتح کیا۔ مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے سر کیے‘ علاقہ کو برباد کر ڈالا‘ اسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار اس سے سالانہ جزیہ ٹھہرا‘ باقاعدہ ادائی کی ضمانت کے لیے یرغمال لے لیے اور مروان نے اسے اسی کے علاقہ کا رئیس بنا دیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ البتہ ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ:

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی‘ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ‘ خالد بن عبداللہ کے پاس جو اس وقت عراق کا والی تھا آئے‘ خالد نے ان کو بہت سا روپیہ ہدیۃً دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھ دی جو خالد نے انہیں دی تھی۔ نیز

اپنے خط میں اس کا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انہیں واپس دے دی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا' کہ ان لوگوں نے اس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ کے خالد نے انہیں دیا تھا باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا۔ ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا' زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا۔ ہشام نے ان کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ:

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علی کا پہلا قصہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ ہمارا روپیہ زید بن علی محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما' ابراہیم بن سعید بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ اور ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ المخزومی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہے۔ یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا' زید بن علی اس وقت رصافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں بنی الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف کے متعلق مقدمہ لڑ رہے تھے۔ محمد بن عمرو بن علی رضی اللہ عنہ اس وقت زید بن علی کے ہمراہ تھے۔ جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ ان کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔ زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں۔ ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کرے گا۔ ہشام نے کہا وہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

ہشام بن عبدالملک کی یوسف بن عمر کو ہدایات:

ہشام نے اپنے میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا' اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا۔ اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے بہت ثبوت طلب کرنا اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یزید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انہیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائے گا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کیے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپ کو اس قضیہ سے فراغت مل جائے۔ سب نے ان کا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

زید بن علی کی برأت:

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموروں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس

دعویٰ میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے' یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی' اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی نرم و تواضع کے لہجہ میں ان سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا' سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کچھ واجب الادا ہے۔ خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے یزید بن خالد کو ان کے سامنے بلوایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں جن کے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ یزید نے کہا "ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے"۔ یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے؟ چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اسے ہلاک ہی کر دیا گیا۔ مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لیے' سب نے قسمیں کھالیں۔ زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں۔ مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی۔ ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لے کر چھوڑ دو' یوسف نے انہیں چھوڑ دیا' یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

زید بن علی کا عراق جانے سے گریز:

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا۔ اس کے بعد ہشام کا خط ان کی طلبی کے لیے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جایئے۔ انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے۔ مگر ہشام نے کہا جیسا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کیجیے' چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

زید بن علی کی طلبی:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی' داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا حجمی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے۔ اس کے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اس کی تعمیل ضروری ہے۔

زید بن علی کی الزامات سے تردید:

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا اور وہاں جا کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا میں عراق میں اس کے پاس گیا تھا اور اس نے ہدیۃً مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے ہشام نے کہا

میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں۔ آپ یوسف کے پاس جائیے تا کہ وہ آپ کا اس سے مواجہہ کرا دے اور آپ اس کے منہ پر اسے جھٹلا دیں۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہما کی مقدمہ بازی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے خلاف دعویٰ کرنے کے لیے ہشام کے پاس آئے تھے۔ جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے۔ زید بنی الحسین رضی اللہ عنہ کی جانب سے اور جعفر بنی الحسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے۔ جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی ہوتی تھی اس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے۔ جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری حمایت میں پیروی کرے گا۔ حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی جگہ کام کروں گا۔ عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں' اور اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے۔ عبداللہ نے کہا حجت کو تو میں تکمیل کو پہنچا دوں گا۔ اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی۔ ابراہیم بن ہشام اس وقت عامل مدینہ تھا۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ:

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا پر انہیں زیادہ وراثت نبوت ملی۔ عبداللہ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔ غرض کہ اس روز ایک نے دوسرے کو برا کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دوسرے دن والی نے پھر انہیں بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب و سوال شروع ہوئے' ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی' زید نے اس سے کہا تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو' اس انصاری نے کہا بخدا! میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سن کر چپ ہو گئے' مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا! تو نے جھوٹ بولا۔ زید باعتبار اپنی ذات باپ ماں کے اوّل و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل و اعلیٰ ہیں' والی نے کہا تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قریشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت:

اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے۔ عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے۔ کہ زید نے ان سے التجا کی اور وہ چپ رہے۔ پھر زید نے والی سے کہا۔ بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤں گا۔ پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی! اب یہاں سے اٹھ چلو دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک:

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے جعفر کے بعد عبداللہ سے مقابلہ رہا۔ جب ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے سامنے رجوع ہوئے۔ عبداللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہندکیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا۔ زید ہنسے اور کہا اے ابومحمد آپ نے اس سخت کلامی کی ابتداء کی۔ پھر زید نے بھی ان کی ماں کے متعلق بعض نالائم الفاظ کہے۔

زید بن علی کی ندامت و پشیمانی:

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں۔ برخلاف دوسروں کے کہ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ مگر پھر زید کو اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا وہ اپنی چوبی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک ان کے سامنے نہیں گئے‘ مگر پھر خود انہوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبداللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی ان کی ماں کو برا کہو۔ انہوں نے عبداللہ سے پوچھا کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا جی ہاں! فاطمہ نے کہا بخدا! تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری:

پھر خالد بن عبدالملک نے ان دونوں سے کہا کل صبح آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرا دوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی‘ جتنے منہ اتنی باتیں‘ کوئی کہتا تھا زید نے ایسا کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا ہے۔ دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا‘ تمام لوگ جمع ہوئے‘ ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین‘ خالد نے دونوں مصاحبان کو سامنے بلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی جگ ہنسائی ہو‘ عبداللہ گفتگو کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابومحمد! آپ جلدی نہ کیجیے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اس کے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے جس کے لیے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے۔ خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے۔

عمرو بن حزم انصاری کی دریدہ دہنی:

انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا ان کی اطاعت تیرے لیے ضروری نہیں ہے۔ زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ‘ میں تجھ ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہٹتے ہیں‘ بخدا! میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے۔ زید ہنسے اور کہنے لگے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت

ہو گیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر اس کے حسب چلے نہیں جاتے۔

ابن واقد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زید کی حمایت:

عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل ونسل کے اعتبار سے افضل ہیں اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انہوں نے کہیں۔ اس قحطانی نے ان سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے افسوس! بخدا ہم ایسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا۔ زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے۔ وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا! اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤں گا میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لیے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں۔ آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو باریابی کا موقع دیا۔

زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات:

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں۔ کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند شہ نشین پر چڑھ گیا۔ پھر انہیں آنے کی اجازت دی۔ ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ تمہیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں وہ سنتے جاؤ۔ یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھیوں پر میں ان کے پیچھے ہولیا زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لیے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور کوفہ چلے گئے۔ ہشام اس بات کو اپنے خادم کو پوچھنا ہی بھول گیا اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا۔ خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اس کی طرف دیکھا ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہو گی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی:

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرات ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیونکر کر سکتے ہو؟ میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو۔ میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع واعلیٰ نہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کے پوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بہترین نبی ہیں حالانکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور ان کی اولاد میں سے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں' اور رسول اللہ ﷺ کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی۔ سالم نے ان سے کہا' اے ابوالحسین رضی اللہ عنہ آپ کو یہ بات ہرگز نہ کرنا چاہیے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کا کوفہ میں قیام:

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے انہیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہوں گے اور یہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جس میں بنوامیہ ہلاک ہو جائیں گے۔ زید کوفہ میں مقیم رہے۔ یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے۔ ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا' معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لیے کہلوایا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیار کر رہا ہوں۔

زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت:

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چل کر قادسیہ آ گئے۔ بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا کہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں' آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جواں مرد تلوار لیے موجود ہیں جو آپ کے لیے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور آپ کے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مذحج' ہمدان تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا ان کا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ ان کے لیے بالکل کافی ہے۔ ہم آپ کو اس لیے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری:

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے۔ اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپ کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ زید نے کہا بھلا وہ کیونکر میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا' وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا۔ یوسف نے اس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جن کے متعلق تو نے دعوی کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی' یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ کا جو گناہ اپنے سر لیا ہے اس کے ساتھ اس مابہ البحث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے۔ میں انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب وشتم کرتا رہا ہوں۔ میں کیونکر کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھواتا۔ یوسف نے یہ جواب سن کر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ۔

ابوعبیدہ کا بیان:

مگر ابوعبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اس کے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کرلیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبھوں نے میرے پاس حلف اٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کرلیا ہے اور میں نے انہیں ادائی رقم سے بری کردیا مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا ان سے مواجہہ کرادو تا کہ یہ اسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے ان صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی۔

یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک:

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اس نے انہیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم وتکریم کی اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اس سے کہا کہ ان سب صاحبوں نے حلف اٹھالیا ہے اور اس بارہ میں امیر المومنین کا یہ حکم ان کی برأت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو۔ مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا۔ اس پر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں یہ جھوٹا دعویٰ کیا۔ خالد نے کہا چونکہ مجھ پر شدید سختیاں کی جارہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کردے۔

یوسف نے ان سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دے کر جانے کی اجازت دے دی دونوں قرشی جمحی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا' زید کو کوفہ سے خارج کردو۔ زید اس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبیداللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائیداد کے متعلق گفت وشنید کر رہا ہوں اس کا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں۔ عامل یہ بات یوسف کو لکھ دیتا۔ یوسف نے چندے توقف کیا اور جب اسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کردو۔ اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور ان کی طرف سے کوئی مختار روکالت کرے۔

زید بن علی کی قادسیہ میں آمد:

اسی اثنا میں ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی جس میں سلمہ بن کہیل' مصیر بن خزیمۃ العبسی' معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثۃ الانصاری حجۃ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے۔ جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا' بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیے' آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور ان لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لیے درس عبرت ہے۔ مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں ان کے قلب سخت ہو گئے ہیں۔ داؤد ہمیشہ انہیں سمجھاتے رہے۔ آخر کار انہوں نے روانگی کی ٹھان ہی لی' اور یہ دونوں کوفہ سے چل کر قادسیہ پہنچے' مگر کوفہ والوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا' ثعلبیہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جانثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ علاوہ بریں

انہوں نے عہد اور میثاق ان سے کیے اور سخت قسمیں کھائیں' زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ گے جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔

داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت:

داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں' کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ کے مقابلہ میں ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے' آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے ان کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہیں پر یہ چڑھ دوڑے' ان کی ردا ان کے دوش سے اتار لی' ان کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ لیا۔ انہیں مجروح کر دیا۔ کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بلوایا اور ان کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لیے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا' اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کریں اور ان کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور ان کا خاندان خلافت کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہے' اسی بنا پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

زید بن علی کی مراجعت کوفہ:

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے مکر و فریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے' اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کی جا رہی ہے' مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا' اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو' کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائیں گے' اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لیے دعوت دیں گے وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے' چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا۔ جب یہ ثعلبیہ یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انہیں واپس لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا۔ جب ملاقات کی اجازت لے کر اندر آیا تو زید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور ان کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا' زید نے بھی اس کے جواب میں عمدہ تقریر کی' سلمہ نے امان طلب کی زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انہیں امان دے دی' سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے۔ سلمہ نے پوچھا اور ان میں سے کتنے ان کے وفادار ہیں؟ زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا؟ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جس میں آپ نے خروج کیا ہے' بہتر

ہے یا وہ زمانہ جس میں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا؟ زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانہ میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کیا آپ کو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہوں گے؟ زید نے کہا انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور ان کے لیے اس پر کار بند ہونا ضروری ہے۔

سلمہ بن کہیل کی روانگی یمامہ:

سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ زید نے اس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف دہ بات پیدا ہو جائے اور اس وقت میں بالکل بے بس ہوں۔ زید نے اسے اجازت دی' یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا' قتل کیے گئے اور سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف ان کی موجودگی ان اور ان رسالوں کے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے زید بن علی کو لکھا تھا کہ ''اے میرے چچا کے بیٹے! اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں' حالت اطمینان میں اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں' فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں۔ مگر جنگ میں جزع وفزع کرنے لگتے ہیں۔ ان کے دل ان کی زبانوں کی پیروی نہیں کرتے' حوادث کے لیے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولت شہادت کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں' میرے پاس ان کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی' ان کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے ان کی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں ان سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھنا چاہتا' ان کی مثال بعینہٖ وہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا:

> ''اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتے ہو' اگر تمہیں لڑایا جاتے تو بزدلی دکھاتے ہو۔ اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کر لیں تب بھی تم اس کی مخالفت کرتے ہو' اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکمے ثابت ہوتے ہو''۔

زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط:

ہشام بن عبداللہ نے زید بن علی کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا۔ اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اس سے تم واقف ہو وہ انہیں ان کی اہل بیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر انہوں نے ان کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اور انہیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور ان کی خاطر انہوں نے آیندہ کے واقعات کے متعلق پیشین گوئیاں بھی کیں۔ یہاں تک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر ان کے دماغوں میں خروج کی سوجھی' زید بن علی عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے' میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان' تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلہ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنے حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ مقدمات ونزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے

لیے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں' اسی لیے تم انہیں فوراً حجاز بھیج دو اور اپنے پاس مت رہنے دو کیونکہ اگر لوگوں نے ان کی باتیں سننا شروع کر دیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت' زبان کی شیرینی اور اس کے ساتھ پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت کا اظہار' یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ ان کی طرف جھک پڑیں گے۔ نہ ان کے دل ٹھکانے رہیں گے نہ عقلیں اور نہ ان کے اخلاق اور ان کا دین' زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل و تساہل ان کے لیے باعث تکلیف ثابت ہوگا' ان کا اخراج اور ان کو اس طرح چھوڑ دینا کہ جس میں سب کی سلامتی ہو' خون نہ بہے' ان کا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ ان کا خون بہے ان کا نام باقی نہ رہے اور ان کی نسل منقطع ہو جائے۔ جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اور ان کا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا' جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے' صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجت مند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی ان کی حمایت میں کھڑے ہوں گے' یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتا ہے اس لیے پہلے انہیں محض دھمکاؤ' پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف داعیان کو ڈرانا' اور ادنیٰ رذیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا' یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو۔ امیر المومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو' اتحاد و جماعت کے لیے ترغیب و تحریص دے رہے ہو۔ اور دین الٰہی کے لیے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو' ایسی صورت میں تم ان کی کثرت تعداد سے پریشان نہ ہو جانا' خدا کی ذات پر بھروسہ' اپنے دین کی حمایت کا جوش' شیرازۂ اتحاد جماعت کی صیانت کا خیال اور اس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جس میں اللہ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لیے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے' اس لیے اب کسی شخص کے لیے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے' جو خود اس کے نفس نے اس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جنہوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جس کی وجہ سے یہ باغی نہایت ہی بد بخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل ان کو سخت تلخ معلوم ہوگا' البتہ امیر المومنین کے لیے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اس کو فرو کرنا آسان ہوگا۔ اس لیے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بری حالت دیکھیں جو ان کے لیے عذاب اور تباہ کن ہو' اسی لیے وہ ہمیشہ واقعات کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انہیں بچانے کے لیے آگاہ کرتے ہیں' سیدھے راستوں پر لے جاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں' ان کا یہ طرز عمل اس شفیق والد جیسا ہے۔ جو اپنی اولاد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے' یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔

جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو تم اسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم ان کی خواہشات کو پورا کرو' ان کی آل و اولاد کو ان کے سپرد کر دو' اپنی فوج کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں میں اور ان کے زنان خانوں میں نہ گھسے' اس لیے اب تم فوراً کارروائی شروع کر دو' چونکہ اللہ کے لیے یہ کارروائی کی جا رہی ہے اس لیے اس کی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے'

باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو' کیونکہ شیطان نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہے' اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے' امیر المومنین ان باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کی حالت بگڑ چکی ہے اسے درست کر دے اور انہیں کامیابی و نجات کی طرف جلد لے آئے بے شک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے۔ (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کی بیعت:

زید کوفہ آ کر چھپے رہے' جب انہوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں خدا کا واسطہ دلا کر اپنے وطن واپس چلنے کے لیے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں' اس لیے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہیں گے' مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے کوفہ آنے کے بعد شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے۔ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے۔ زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے۔ البتہ اس میں سے دو ماہ انہوں نے بصرہ میں بسر کیے' اور کوفہ آ گئے اور یہاں سے انہوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لیے قاصدوں کو روانہ کیا۔

بنت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کا نکاح:

زید نے کوفہ آ کر یعقوب بن عبداللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبداللہ بن ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح بھی کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی ماں ام عمر بنت الصلت شیعہ تھی' جب اس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ ان کے سلام کے لیے حاضر ہوئی' یہ ایک حسین و جمیل وجیہہ و گداز بدن عورت تھی اس کی عمر اگر چہ زیادہ ہو چکی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب اس نے زید کو آ کر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے۔ جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے۔ زید نے اس کا نسب پوچھا' اس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا' زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی؟ اس نے کہا اگر میں نکاح کر سکتی تو میں شوق سے آپ سے نکاح کر لیتی۔ زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے' اس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے زید نے کہا میں تمہارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو' اس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں' اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کر دیا ہے' اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی' مگر میری ایک بیٹی ہے جس کا باپ میرا چچیرا بھائی تھا' وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دے دوں گی' زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی جیسی ہو' اس نے کہا اس کے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اسے مجھ ہی جیسا بناتا اسے مجھ سے زیادہ گورا' زیادہ خوبصورت' زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل و ناز و انداز والا پیدا کیا۔ زید ہنسے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیانی اور لطافت لسانی تمہیں بخشی ہے ایسی اسے کہاں نصیب ہو گی۔ اس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ میری نشو و نما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو۔ زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آئے۔

زید نے اس سے وعدہ لے لیا' وہ اس وعدہ پر ان کے پاس آئی' اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ یہ اسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے۔ ایک لڑکی اس کے بطن سے ہوئی جو بعد میں مر گئی۔ زید اس پر عاشق تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں آ کر رہتے تھے' کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھہرتے کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے پاس قیام کرتے' کبھی بنی عنس میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے' کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے' پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے پاس جبانۃ سالم السلولی میں منتقل ہو گئے' یہ بنی نہد اور بنی ثعلب میں بھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

زید بن علی کی بیعت کی شرائط:

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے۔ جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ' ظالموں سے جہاد' کمزوروں کی مدافعت' محرومین کو عطاء حق' سرکاری مال گذاری کی علی المسویہ تقسیم' مظالم کا رد' کروڑ گیری کی موقوفی' اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں' کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو؟ اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے' میرے دشمن سے لڑو گے۔ ظاہر و باطن میں میرے خیر خواہ رہو گے۔ اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوا دیتے اور پھر کہتے اے خداوند! تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا' جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا' ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے' انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اس سے ان کی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اس سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب:

نصر نے بلخ سے بڑھ کر ماوراء النہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا' تقریر کی اور کہا بہرامجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کی اپنی عطا و جود سے بہرہ اندوز کرتا تھا' ان کی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور ان کی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا۔ اشبداد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا' عقیبۃ الیہودی یہود کا سردار تھا۔ میں مسلمانوں کا سردار ہوں' ان کو عطا یا دوں گا' ان کی حفاظت و مدافعت کروں گا' ان کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈال دوں گا' مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اس کے کہ پورا پورا اخراج جس طرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آ جائے اور کسی بات کو قبول نہیں کروں گا میں نے منصور بن عمر بن ابی الخرقا کو تمہارا افسر مال گذاری مقرر کیا ہے' انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا تشخیص مال گذاری میں اس پر سختی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمع بندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے' یہ اس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈال دیں گے۔

اہل مرو کی ادائیگی خراج:

دوسرا جمعہ بھی نہیں گذرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشرکین جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا'

منصور بن عمر کے پاس آئے منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈال دی۔ پھر اس نے مال گذاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انہیں اسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا' اور وہی رقم جس پر صلح ہوئی تھی عائد کی' چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کیے جاتے تھے۔

نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی:

نصر نے دوسری مرتبہ واغر اور سمرقند پر جہاد کیا' واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا' مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریائے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی' یہ فوج اجرت دے کر اکٹھا کر لی گئی تھی۔ ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقہ حریر جس کی قیمت اس وقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا۔ دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی' مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

کورصول کا شب خون:

حارث بن سریج اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابلہ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اس خدمت گار کے جو اسے وضو کرا رہا تھا جبڑے میں آ کر لگا' نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا۔ نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا' فوج والوں پر شب خوں مارا' اہل بخارا کی جو ساقہ لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں' اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگایا۔ اس وقت نصر کے ہمراہ اہل بخارا' سمرقند' کس اور اشروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ:

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا' کورصول کا رسالہ اس وقت وہاں سے گذر چکا تھا۔ ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گذرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے' لوگ اسے نصر کے سامنے لائے' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے' اس کی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹتی تھی۔ دیباج کے موزے پہنے تھا جن میں حلقے تھے' فرزند کی قبا تھی جس میں دیباج کی کور لگی تھی۔

کورصول کی گرفتاری:

نصر نے اس سے نام پوچھا' اس نے کہا کورصول۔ نصر نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرایا۔ کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے' میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتے ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو۔ نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو' سب نے کہا اسے چھوڑ دیجیے۔ نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی۔ کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر

نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اس جنگ میں شریک تھے جس میں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی۔ کورصول نے کہا ہاں! یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمہارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دے دو تو بھی اب تم میرے ہاتھ سے نکل کر نہیں جا سکتے۔

کورصول کا قتل:

نصر نے عاصم بن عمیر السعدی کو حکم دیا کہ اس کا سارا لباس وغیرہ اتار کر تم لے لو۔ جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا' نصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قران الحنظلی نے' اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو چوتڑ دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار نہیں کر سکتا۔ سچ سچ بتائیے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے۔ عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا۔ کورصول نے کہا میں اس میں تو قتل کرنے کا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا' نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

یہ عاصم بن عمیر وہی ہے جس کا لقب ہزار مرد تھا یہ قحطبہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔

کورصول کی لاش کا انجام:

کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں' ان پر اضمحلال و اداسی طاری ہو گئی' انہوں نے کورصول کے خیموں کو آ کر جلا ڈالا' اپنے کان کاٹ لیے اپنے چہرے ننگے کر لیے اور اس کی موت پر آہ و بکا کرنے لگے۔ رات کو جب نصر نے اس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفط کا ایک شیشہ کورصول کی لاش پر ڈالا کر آگ لگوا دی تاکہ ترک اس کی ہڈیوں کو بھی نہ لے جا سکیں' اس واقعہ کا ترکوں پر اس کے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اس نے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت مین حاصل کیے۔

حارث بن سریج پر حملہ کرنے کا حکم:

یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے مقابلہ کے لیے جاؤ جس نے شاش کو اپنا مامن بنا رکھا ہے۔ یعنی حارث بن سریج کے مقابلہ کے لیے' اگر اس پر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح فرمائے تو تم ان کے شہروں کو ویران کر دینا' ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لینا' مگر خبردار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا۔

یحییٰ بن حصین کا نصر کو مشورہ:

نصر نے سرداران فوج کو بلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ یحییٰ بن حصین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجیے نصر نے ان سے کہا اے یحییٰ! آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا' جس کی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ ان کے انعام و اکرام سے مستفید ہوئے۔ آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھر والوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے' اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہ میں بھی وہی کہنے والا تھا' اس مہم پر چلنے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا' لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحییٰ کو آ کر برا بھلا کہا۔

اخرم ترک کا قتل:

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے' کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں' نصر شاش کی طرف بڑھا' حارث اس کے مقابلہ کے لیے آیا اس نے دو عرادے[1] بنی تمیم کے مقابل نصب کیے' جب اس سے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اس نے انہیں وہاں سے ہٹا کر بنی ازد کے مقابل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا۔ اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا۔ نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنیق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا' اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے۔

نصر واپس پلٹا' اس نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزاحمت کی گئی۔

بخاراخذاہ اور واصل بن عمرو کا قتل:

جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سریج سے ہوا' اسی سال نصر سمرقند میں آ کر ٹھہرا۔ یہاں بخاراخذاہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اس کی جمعیت کے متعلق تھی۔ ان کے ساتھ بخارا کے دو زمین دار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے' انہوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخاراخذاہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ دونوں بخاراخذاہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ بخاراخذاہ کا نام طوق سیادہ تھا' اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں؟ نصر نے ان سے کہا واقعی تمہارا کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے اور بخاراخذاہ کے درمیان عداوت ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے۔ نصر نے ہارون بن سیاوش بنی سلیم کے آزاد غلام کو جو رابطہ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ خنجر ان سے لے لو۔ ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچ کر توڑ ڈالا۔ بخاراخذاہ اٹھ کر نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے۔ ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا۔ اس کے پیٹ میں چھری بھونک دی' واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسہ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا' دوسرا بخاراخذاہ کی طرف لپکا' جماعت نماز کھڑی ہو چکی تھی' اس وقت بخاراخذاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا' نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قناتوں میں جھپٹ کر جا چھپا' بخاراخذاہ بھی بھاگا' مگر قناتوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھا کر گر پڑا۔ اس زمیندار نے اس کے نیزہ مارا مگر جوزجان بن الجوز جان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اسے قتل کر دیا۔ بخاراخذاہ اٹھا کر خیمہ میں لایا گیا۔ نصر نے اس کے لیے تکیہ منگوایا' بخاراخذاہ نے تکیہ پر ٹیکہ دے دیا۔ قرعۃ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا' بخاراخذاہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی گھڑی مر گیا۔ واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا' نصر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ البتہ طوق سیادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اور اس کی ہڈیاں بخارا لے گئے۔

---

[1] لکڑی کا گھروندہ جس میں بیٹھ کر تیر اندازی کی جاتی تھی۔

نصر بن سیار کی روانگی شاش:

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ایاراخرہ نے اسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا' محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اسے فرغانہ روانہ کیا' اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور ختل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اس کے ہمراہ تھے واپس بلا لیا' یہ بہت سی مورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنہیں اس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

شاہ شاش کی نصر کی اطاعت:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا' خود صلح کی درخواست کی' تحائف پیش کیے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اس سے یہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ تدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح' عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبا میں آ کر پڑاؤ کیا۔ باشندوں کو اس کی پیش قدمی کا علم ہو چکا تھا' انہوں نے گھاس جلا ڈالی' اور سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔

محمد بن المثنیٰ کی کارگزاری:

۱۲۱ہجری کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی' مسلمانوں نے ترکوں کو ان کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا۔ محاصرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوئی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے انہیں ہنکا لے گئے' اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کر لے گئے۔ نصر نے ان کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ محمد بن المثنیٰ مشہور بہادر بھی تھے' مسلمانوں نے ان سے ایک چال چلی' اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمین گاہ میں بیٹھ گئے۔ ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہنکا لے گئے' مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا' انہیں شکست دے کر بھگا دیا' ان کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کیے' اس مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمد بن المثنیٰ پر حملہ کیا' محمد نے ہوشیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ ایک امرد لڑکا تھا' محمد اسے نصر کے پاس لائے' نصر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

سلیمان بن صول کی سفارت:

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کرنے کے لیے خط دے کر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میر منشی کا مددگار ہوں' رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرائع کیا ہیں' مجھے حکم دیا گیا کہ چلیے' میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ ان کی سواری کے لیے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اے سلیمان اسرائیل اور بشر بن عبید تمہاری اس ناکامی پر بغلیں بجائیں گے۔ یہ خزانہ مجھے اس لیے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے' معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑے گا۔

سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو:

میں خزانہ دیکھ کر رئیس کے پاس آیا' اس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں

نے کہا بہت سہل ہے' پانی و چارہ کی افراط ہے' اس جواب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو۔ میں نے کہا غرشتسان' غور' ختل اور طبرستان کی مہموں میں لڑ چکا ہوں' مجھے کیسے علم نہ ہوگا۔ اس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور ساز و سامان کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے' اس نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ میں نے کہا بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز' محبوب اور سب سے بڑھ کر معتمد علیہ اس پر اس لیے جھپٹ پڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ خود حاصل کر لے اور اس طرح وہ فاتح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اندوختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح و سالم بچا لے' یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے' جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ پژمردہ ہو گیا۔ ور میرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا' دو روز ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کر دے گا۔ بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعوتی خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا' مگر میں نے اسے حکم دے دیا کہ جب میرا قاصد خط مانگنے آئے تو تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتانا اور مجھ سے کہہ دینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

شاہ فرغانہ سے مصالحت:

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا' بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔

میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو بھیج کر منگوا لو' پھر اس نے صلح کر لی' مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو حقیقت میں منصرم مہمات امور مملکت تھی' میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا' نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لیے یہ مصرع کسی نے پہلے سے کہہ دیا ہے:

فارسل حكيمًا ولا توصه

"عقلمند آدمی کو بھیج دے اور اسے نصیحت مت کر"۔

میں نے سارا واقعہ سنایا' نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی' بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا' یہ اس کے سامنے آئی' نصر ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا' اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا' نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتی ہیں' اس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے' اس نے کہا بخدا! اس میں نہ چھوٹوں کی حلاوت پاتی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں وہ بادشاہ نہیں ہے' ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے اس سے مشورہ لے' اور اس کے مشورہ پر اعتماد کرے۔ دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لیے تیار کرے کہ اسے اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اس کی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کی تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر

سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اسے ان کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو۔ چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لے جائے اس کی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے اکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے۔ اس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت۔ اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا حجاج بن قتیبہ ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے حجاج کو سلام کیا اس کی مزاج پرسی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفا نہیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو۔ قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمہیں تمہاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا۔ اور یہ اس کا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے۔ اے نصر تمہارا فرض تھا کہ تم اسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اس کی جگہ بیٹھتے۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

اس سال محمد بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے۔ سارے عراق پر یوسف بن عمر والی تھا۔ آرمینیا اور آذربیجان کا والی مروان بن محمد تھا۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا' عامر بن عبیدہ بصرے کے اور ابن شرمہ کوفے کے قاضی تھے۔

۱۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی کا خروج:

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے' اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سراقتیہ البارقی نے یوسف بن عمر سے آ کر زید کی ساری کیفیت سنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص بارق کے بھانجے طعمہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ انہیں کے پاس مقیم ہیں' یوسف نے ان لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کیے گئے۔ یوسف کو ان سے باتیں کرنے سے زید کی ساری کیفیت اور ان کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا۔ دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اس وقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لیے ان کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا' خروج کر دیا۔

اس وقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبدالرحمٰن کوفہ کا کوتوال تھا' یہ شخص بنی القارہ سے تھا' بنی ثقیف اس کے ماموں تھے' یہ بنی ثقیف ہی میں رہتا تھا۔ اس کے ہمراہ عبیداللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا' یوسف بن عمر اس وقت حیرہ میں مقیم تھا۔

زید بن علی کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

جب زید کے ان طرفداروں کو جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے ارادہ کا علم یوسف بن عمر کو ہو گیا ہے۔ اس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دیئے ہیں اور وہ ان کے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو ان کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک

جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ زید نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم کرے اور انہیں مغفرت دے میں نے اپنے کسی خاندان والے کو ان سے اپنی برأت کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص ان کے متعلق کبھی برے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اسی لیے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کود پڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اسے نکال لیا۔

زید نے کہا اس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بنا پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں انصاف کیا' کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند رہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ جب ان حضرات نے آپ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا۔ پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے۔

کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی:

زید نے کہا: نہیں یہ بات نہیں ہے' یہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں' یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لیے بلکہ آپ لوگوں کے لیے اور خود اپنے لیے۔ میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اس کا فائدہ پہنچے گا اور اگر انکار کر دیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں۔

یہ سن کر یہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے آئے' اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ لوگ مدعی تھے کہ ابوجعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے ان لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بنا پر زید نے ان کا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

جعفر بن محمد بن علی:

ان میں سے بعض لوگ زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آ کر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم ان کی بیعت کریں یا نہ کریں' جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو' کیونکہ بخدا! وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں' اس کے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انہوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔

اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری:

اب زید بن علی کا خروج ان وجوہات سے ضروری ہو گیا' انہوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کی رات جو صفر ۱۲۲ھ ہجری کی پہلی شب تھی۔ خروج کے لیے مقرر کی' یوسف بن عمر کو اس کا علم ہوا' اس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں

اکٹھا کر کے محصور کر لو۔ حکم نے تمام سرداروں‘ باقاعدہ فوج والوں‘ عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کرا دیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

قاسم النعی کا قتل:

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثۃ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا‘ مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا۔ ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں‘ ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے۔ ”اے منصور ارادہ فرمائیے“۔ جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بسر کی‘ صبح کے وقت زید نے قاسم النعی الحضرمی اور اپنے طرفداروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں‘ جب یہ لوگ عبدالقیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور ان سے مڈبھیڑ ہوگئی‘ انہوں نے جعفر اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کیا‘ قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم النعی زخمی میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا‘ حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا‘ حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا‘ زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اس کا ساتھی مقتول ہوئے۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے‘ بازار کے راستے بند کر دیئے‘ گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تاکہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے۔ کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن جریر البجلی سردار تھا‘ بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر عمرو بن ابی بدر العبدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستہ پر محمد بن مالک الہمدانی الخیولی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی‘ یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے آ کر اس کی اطلاع دے۔ جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جبانہ سالم السلولی تک آیا‘ زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر ان کی خبر دی‘ صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا‘ قریش‘ اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے۔ عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا‘ یوسف نے ریان بن مسلمۃ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو قیقانی تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد:

دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے۔ جو اس رات میں ان کے پاس آئے تھے۔ زید نے پوچھا خدا کی شان‘ اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں محصور ہیں۔ زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان

کے لیے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمٰن پر حملہ:

نصر بن خزیمہ ندا سن کر زید کی طرف چلا' مگر اثناء راہ میں عمرو بن عبدالرحمٰن حکم بن الصلت کی فوج خاصہ کا سردار اپنے جہینی سواروں کے دستہ کے ساتھ' زبیر بن ابی حکیمہ کے مکان کے قریب اس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے مزاحم ہوا۔ نصر بن خزیمہ نے کہا: اے منصور قصد فرمایئے''۔ مگر اس کا کوئی جواب اسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ہمراہیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ عمرو بن عبدالرحمٰن مارا گیا' اس کے ساتھی پسپا ہو گئے۔

زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ:

زید بن علی' جبانۂ سالم سے جبانۂ صائدین تک آگے بڑھ آئے' یہاں پانسو شامی تھے۔ زید نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی' اس روز زید ایک سیاہ ٹٹو پر سوار تھے۔ جسے انہوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان البخاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا' زید کے قتل کے بعد اس ٹٹو کو حکم بن الصلت نے لے لیا۔

زید بن علی اور انس بن عمرو:

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازہ پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی' اسے بلایا گیا' اگر چہ وہ گھر میں تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا' انس بن عمرو اس کا نام تھا' پھر زید نے خود اسے آواز دی اور کہا اے انس میرے پاس آؤ' اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اس لیے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کے لیے ہے مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر خلاف وعدگی کی' اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں:

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی' زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی' پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان میں نمودار ہوئے' یوسف بن عمرو مع اپنے ہمراہیوں کے اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا' اس کے سامنے خزام بن مرۃ المزنی اور زمزم بن سلیم الثعلبی زرہ بند پیدل سپاہ کو اپنی قیادت میں لیے ہوئے ایستادہ تھے۔ کل دو سو آدمی اس کے ہمراہ تھے اور بخدا اگر زید اس کا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے' ریان بن سلمہ شامیوں کو لیے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید داہنی جانب خالد بن عبداللہ کے مصلّی کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف پھٹ کر چلا گیا' یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں کندہ کے قبرستان نہ چلیں۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے ہی ہوں گے کہ شامی آ گئے' یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص اس میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر شامیوں کے مقابلہ کے لیے باہر آیا۔ تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے' اس پر ان کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اس کے سر سے خود اتار لو اور پھر فولادی گرز اس کے سر پر مارو' شامیوں نے یہی کیا' یہ شخص کام آ گیا۔ مگر پھر اس کے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے ہٹا دیا' مگر یہ اب کام آ چکا تھا' شامی پلٹ گئے' مگر انہوں نے کوفیوں کے ایک

شخص کو اس کی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے۔ یہ شخص عبداللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اس کے پیچھے اس مکان میں داخل ہو گئے' اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمر کے پاس لائے یوسف نے اسے قتل کرا دیا۔

زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب پیش قدمی:

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیمہ سے کہا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا' اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں محصور ہیں آپ ہمیں لے کر وہاں چلئے' زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد بن عرفطہ کے مکان سے گذرے۔

عبیداللہ بن عباس کا حملہ و پسپائی:

دوسری طرف عبیداللہ بن العباس الکندی کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوا' وہ بھی شامیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا' عبیداللہ کا علمبردار سلیمان اسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر رکا۔ جب عبیداللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اس نے اسے ڈانٹا کہ اے خبیثہ کے لڑکے حملہ' اس نے بھی حملہ کیا آگے ہی بڑھتا گیا یہاں تک کہ علم خون سے رنگین ہو گیا' عبیداللہ تنہا جنگ کے لیے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اس کے مقابلہ کے لیے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے' پھر واصل نے احول سے کہا تم اس کا مقابلہ کرو میں تو ایک نو عمر غلہ فروش ہوں' عبیداللہ نے اس پر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کر دے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں۔ عبیداللہ نے پھر اس پر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبیداللہ اور اس کے ہمراہی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے۔ زید اور ان کے ہمراہی باب الفیل تک بڑھ آئے' یہاں زیدی دروازوں کے اوپر سے اپنے علم مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والو! ہمارے پاس آ جاؤ۔ نصر بن خزیمہ نے بھی انہیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو! ذلت سے نکل کر عزت میں آؤ۔ ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمہیں فائدہ ہے اور نہ دین کا۔ یہ سن کر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور مسجد پر سے زید کے طرف داروں پر پتھر پھینکنے لگے۔

زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ:

اس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان کیا گیا کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف پلٹا۔ زید بن علی بھی مع اپنے طرفداروں اور کچھ اور کوفیوں کے ساتھ جو ان سے آ ملے تھے پلٹ کر سرکاری بھنڈارخانہ پر آ جمے۔ ریان بن سلمہ نے یہاں آ کر ان کا مقابلہ کیا اور اس مقام پر نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا' بہت سے شامی مقتول و مجروح ہوئے۔ زید کے ہمراہیوں نے اس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا۔ شامی بدھ کے دن شام کو مایوسانہ خیالات لیے ہوئے واپس ہوئے' دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بلوایا' مگر معلوم ہوا کہ اس وقت حاضر نہیں ہے۔

عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ:

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اس کے پاس آیا' چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اس لیے یوسف نے اسے ملامت کی اور

کہا تم رسالدار ہو کر ایسی حالت میں آئے ہو بیٹھ جاؤ' پھر یوسف نے عباس بن سعید المزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلایا اور اسے شامیوں کے ساتھ زید کے مقابلہ پر بھیجا' اس نے بھنڈار خانہ پہنچ کر زید کا مقابلہ کیا' وہاں ایک نجار کی بہت سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا' زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھے' ان کے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العبسی اور معاویہ بن اسحاق الانصاری تھے' جب عباس نے انہیں دیکھا تو چونکہ اس کے ہمراہ پیدل سپاہ نہ تھی اس لیے اس نے اپنے دستہ فوج کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں میں سے اکثر گھوڑوں سے اتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا۔

نصر بن خزیمہ کا قتل:

اہل شام میں بنی عبس کا ایک شخص نائل بن فردہ نام تھا' اس نے یوسف بن عمر سے کہا تھا کہ اگر میں نصر بن خزیمہ کو دیکھ پایا تو یا میں اسے قتل کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔ یوسف نے اسے ایک تلوار دی' یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اسے قطع کر دیتی' جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تو نائل بن فردہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا' یہ اس کی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا' اس کی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا' مگر نصر بھی فوراً مر گیا۔

شامی فوج کی پسپائی:

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی' آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دے کر بھگا دیا' ان کے ستر آدمی قتل کئے' شامی جب پسپا ہوئے ان کی بری درگت بن چکی تھی۔ اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس کی اپنی فوج کو پیادہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ تنگ مقام میں رسالہ پیدل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے۔ سر شام میں یوسف بن عمر نے پھر انہیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجا' جب دونوں حریف مقابل آ گئے تو زید نے اپنی فوج لے کر حملہ کیا انہیں پسپا کر دیا' ان کا تعاقب کیا اور سبخہ کی طرف بھگا دیا مگر پھر سبخہ میں آ کر ان پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف انہیں نکال دیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ ان کا تعاقب جاری رکھا' شامی مسناۃ کی راہ ہو لئے مگر زید بارق اور رواس کے درمیان ان کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔

زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی:

اس روز زید کا علمبردار عبدالصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف) تھا' مسروح العدی کی شادی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی صفیہ سے ہوئی تھی' شامی رسالہ دار زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر تا نہ تھا۔ عباس نے اس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور کہلا بھیجا کہ تیر انداز بھیج دیئے جائیں' یوسف نے سلیمان بن کیسان الکلبی کو قیقانی اور بخاری قادر اندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ان لوگوں نے زید اور ان کی فوج پر تیر اندازی شروع کی' سبخہ پہنچ کر زید نے چاہا تھا زیادہ خطرہ میں اپنی جمعیت کو نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود ان کے ساتھیوں نے ان کی بات نہ مانی۔

زید بن علی کا خاتمہ:

معاویہ بن اسحٰق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی و شجاعت کا اظہار کیا خوب ہی داد مردانگی دی اور وہیں کام آیا' زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر میدان کارزار میں جمے رہے البتہ جب رات اچھی طرح تاریک ہو گئی ایک تیر ان کی

پیشانی پر بائیں جانب آ کر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا' زید واپس ہوئے ان کی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور ان کے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے پلٹ گئے ہیں۔

سلمہ بن ثابت کا بیان:

سلمہ بن ثابت اللیثی جو خود اس معرکہ میں زید کے ہمراہ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن اسحٰق کا ایک غلام سب کے بعد میدان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے' ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتار کر حران بن کریمہ کے (جو کسی عرب کا آزاد غلام تھا) مکان واقعہ واک کی سڑک پر ارجب اور شاکر کے مکانات میں سے کسی مکان میں لا کر اتارے گئے ہیں' میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کر دے' اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اس کا نام شقیر تھا اور یہ بنی رواس کا آزاد غلام تھا' اور اس نے تیر ان کی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا۔ تیر کھنچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی ان کا انتقام ہو گیا۔ اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں' بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دیں دوسروں نے کہا کہ ان کا سر کاٹ کر مقتولین میں رکھ دیں' ان کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کروں گا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں۔ اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

زید بن علی کی تدفین:

راوی کہتا ہے مگر میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لی جاتی ہے' لے جا کر انہیں دفن کر دینا چاہیے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی' اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا' جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو انہیں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہا دیا' ہمارے ہمراہ ان کا ایک سندھی غلام بھی تھا' وہاں سے پلٹ کر ہم جبانۃ السبیع آئے' ہمارے ہمراہ زید کے صاحبزادے بھی تھے۔ ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا میں نے ان کے صاحبزادہ سے کہا کہ صبح اب ہوا چاہتی ہے' آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں' ان کے ہمراہ ابوالصیار العبدی بھی تھا۔

یحییٰ بن زید کا نہرین جانے کا قصد:

زید کے صاحبزادے نے کہا نہرین جانا چاہتا ہوں' نہرین سے میں یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ان سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹیے اور یہیں دشمن کا آخر دم تک مقابلہ کیجئے' یا پھر جو اللہ کرے اس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کربلا کے دریاؤں کو جانا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے سے نکل جایئے۔

یحییٰ بن زید کی روانگی نینوا:

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے' میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابوالصیار بھی تھا اور بھی مختصر سی جماعت تھی' جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی۔ نخیلہ میں نماز صبح پڑھی اور پھر ہم نے نینوا کی سمت جلد جلد چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک

بن بشر کے آزاد غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں' انہوں نے رفتار میں اور بھی تیزی کر دی۔ اثناء راہ میں جب اور لوگ ملتے میں ان سے یحییٰ کے لئے کھانا طلب کرتا' وہ لوگ روٹیاں دیتے ہیں انہیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی ان کے ہمراہ کھاتے' نینوی پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا۔ سابق کے مکان پہنچے میں نے دروازہ پر آواز دی' سابق نکل کر آیا' میں نے یحییٰ سے کہا کہ کیجئے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا' جب آپ مناسب سمجھیں بلا لیجئے گا۔ چنانچہ میں انہیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت:

ادھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکانات میں زخمیوں کو تلاش کریں' یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخمیوں کی تلاش میں سارے گھر کو چھان ڈالتے تھے۔ جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مدفن بتا دیا۔ حکم بن الصلت نے عباس بن سعید المزنی' اور ابن الحکم ابن الصلت کو لاش نکالنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بن الصلت لاش پر قبضہ کرے اس لیے اس نے اسے وہیں چھوڑ دیا' اور جمعہ ہی کے دن صبح کو یوسف بن عمر کے پاس ایک قاصد کو اس خوشخبری کے دینے کے لیے زید بن علی کا سر دے کر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کے ہمراہ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس قاصد یہ پیام لے کر پہنچا اس نے حکم دیا کہ زید بن علی' نصر بن خزیمہ' معاویہ بن اسحاق بن حارثہ الانصاری اور زیاد النہدی کی لاشوں کو کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یوسف نے یہ بھی منادی کر دی تھی کہ جو کوئی ایک سر لے کر آئے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا' محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لے کر آیا یوسف نے اسے ایک ہزار درہم دلوائے۔ احول اشعریین کا آزاد غلام معاویہ بن اسحق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہی اسے قتل کیا ہے' اس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اسے دیکھا تھا اور پہچان لیا تھا۔ یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیے جائیں۔ چونکہ خود وہ اس کے قتل کا مدعی نہ تھا۔ اس وجہ سے اسے پورے ہزار نہیں دلوائے۔

زید بن علی کے متعلق دوسری روایت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آ گئے ہیں ہشام بن عبدالملک نے اسے بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اسے جاہل بنایا اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں' لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں' جس طرح بنے ان کی تلاش کرو' مل جائیں تو وعدۂ امان پیش کرو' قبول کر لیں تو فبہا اور نہ کریں تو قتل کر ڈالو۔ یوسف نے حکم بن الصلت کو جو خاندان ابی عقیل سے تھا اور اس کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ زید کی تلاش و گرفتاری کا حکم بھیجا۔ حکم نے انہیں تلاش کرایا مگر اسے ان کی قیام گاہ کا پتہ نہ چلا۔

یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو میں لکنت کرتا تھا پانچ ہزار درہم دیئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لیے بہت سا روپیہ لے کر آیا ہوں تا کہ انہیں تقویت حاصل ہو' یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور انہیں بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ بھی ہے' آخر کار شیعہ اسے زید کے پاس لے گئے' یہ ان سے مل کر چلا آیا اور اس نے یوسف کو آ کر ان کی قیام گاہ بتا دی۔ یوسف نے ان کی گرفتاری کے لیے رسالہ بھیجا۔ اسے دیکھتے زید کے طرف داروں نے اپنا

شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے' یہ دیکھ کر زید کہنے لگے: اے کوفہ والو! معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے بہت اچھی طرح واقف تھا' انہوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے ان کی بات نہ سنی۔

زید بن علی کی لاش کا انجام:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے ان کے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کیے گئے تھے' ان کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اس کے بطن میں قبر کھودی اور انہیں کپڑوں میں جو وہ پہنے تھے دفن کر دیا۔ اس کے بعد نہر کا پانی اس پر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا تھا۔ سرکاری عہدیداروں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لیے کچھ رقم دی' اس نے بتا دیا۔ ان لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علیحدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا اور لاش کے پاس اس ڈر سے کہ کوئی اتار نہ لے پہرہ مقرر کر دیا جو ایک عرصہ تک قائم رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ ابوخیثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔

زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا۔ ہشام نے اسے دمشق کے دروازہ پر نصب کرا دیا اور پھر اس سر کو مدینہ بھجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اس کے مرنے کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔

یحییٰ بن زید کو عبدالملک بن بشر کی امان:

یحییٰ بن زید کے متعلق ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں' بہتر ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں' اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جایئے گا۔ اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے' عبدالملک نے کہا ہاں! اور اگر انہیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہو گی' اس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر یہ ان کا نوجوان بیٹا ہے اور اپنے پاس چھپا لیجیے' عبدالملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہوں اور اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

وہ شخص یحییٰ کو عبدالملک کے پاس لے آیا۔ عبدالملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی اس نے عبدالملک سے کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اسے میرے حوالے نہ کر دیں گے تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا۔ عبدالملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دوں گا جو ہم سے ہماری حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور ان میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو' علاوہ بریں مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انہیں سنیں گے بھی۔ یوسف نے جواب سن کر کہا بے شک عبدالملک نے سچ کہا ان سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

یحییٰ بن زید کی روانگی خراسان:

اب یوسف نے یحییٰ کی تلاش سے ہاتھ اٹھالیا اور جب ان کی تلاش موقوف ہوگئی۔ یحییٰ چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے' زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یحییٰ بن زید تمہاری عورتوں کے کمرۂ عروسی میں رہتا پھرتا ہے۔ جس طرح سے اس کا باپ کرتا تھا' بخدا! اگر مجھے اس کا چہرہ نظر آ گیا تو میں اسے بھی اس کے باپ کی طرح قتل کر دوں گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ۱۲۳ھ ہجری میں زید کا سر مدینہ لا کر سولی پر لٹکایا گیا' ایک انصاری نے اس کے سامنے آ کر چند شعر پڑھے جس میں زید کے طرز عمل کی مذمت کی تھی' اس پر لوگوں نے اسے لعنت ملامت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے' اس نے کہا امیر مجھ سے ناراض ہیں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں نے شعر کہہ دیئے تھے۔ پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن حوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکال کر سولی پر لٹکایا تھا۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب:

جب یوسف نے زید کو قتل کر دیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی' کہنے لگا اے اس ناپاک شہر کے باشندو! یاد رکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پرواہ کرتا ہوں' اور نہ میں کسی بھیڑیئے سے ڈرایا جاتا ہوں' اللہ نے مجھے ایک قوی بازو دیا ہے' اے اہل کوفہ تمہیں تمہاری توہین وتذلیل کی میں خوشخبری دیتا ہوں' ہم تمہارے مناصب اور روزینے اب نہیں دیں گے' میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہارے شہروں اور مکانات کو برباد کر دوں تمہارے مال ومتاع کو لوٹ لوں۔ بخدا! جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمہیں ایسی ہی باتیں سنا تا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو' مگر اس کے تم ہی ذمہ دار ہو' اس لیے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو' سوائے حکیم بن شریک کے تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ لڑا ہو۔ میں نے امیر المومنین سے تمہارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہاری تمام جنگ جو مردوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ اور تمہارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالوں گا۔

کلثوم اور عبداللہ البطال کی شہادت:

اس سنہ میں کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سنہ میں عبداللہ البطال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا۔ فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شبرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ابن شبرمہ نے ابن ابی لیلیٰ کو قاضی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال محمد بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ ناظم اور عامل تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے۔

۱۲۳ھ کے واقعات

اہل سغد اور نصر کی صلح:

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا' ترکوں میں طوائف الملو کی پھیل گئی' ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر غارت گری کرنے لگے' اس رنگ کو دیکھ کر اہل سغد کے دلوں میں بھی لالچ پیدا ہوا' اور انہوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف پلٹنا چاہا' بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا والی مقرر ہوا اس نے قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور ان کی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔

اہل سغد نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں کہ جنہیں امراء خراسان پسند نہیں کرتے تھے۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مسلم مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دی جائے' چاہے کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو' اس کے لیے ان پر ظلم نہ کیا جائے' بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کی جائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے فیصلے اور صادق القول گواہوں کی شہادت لیے ان سے طلب نہ کیے جائیں۔

نصر بن سیار کی حکمتِ عملی:

چونکہ ان شرائط کو نصر نے مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اس سے اس کی جا کر شکایت کی' نصر نے کہا آپ لوگوں کا خیال غلط ہے' اگر آپ نے وہ نقصانات اور زحمتیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچتی رہی ہیں اور جنہیں میں خود دیکھ چکا ہوں تو آپ لوگ کبھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے۔ نصر نے اس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا۔ جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا' ہشام نے ان شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا۔ اس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ ہماری جنگ اور صلح دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمالیں۔ ہشام یہ جواب سن کر طیش میں آ گیا' مگر ابرش الکلبی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمالیں کیونکہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں' ہشام نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

نصر بن سیار کی معزولی کی سفارش:

اس سنہ میں یوسف بن عمر نے حکم بن الصلت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے۔ جب نصر بن سیار کو خراسان کا والی ہوئے ایک طویل مدت منقضی ہو چکی اور تمام خراسان اس کا مطیع و منقاد ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کھیت ہے' اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق میں شامل کر دیں اور میں حکم بن الصلت کو اس کا والی بنا کر بھیج دوں گا' یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اہم عہدوں پر مامور رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے۔ میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں' یہ ایک قابل' عقل مند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور ان کے

خاندان کے دوست ہیں۔

مقاتل بن علی العدی:

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا' اس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لیے نقیب بھیجا' مقاتل بن علی العدی مہمان خانہ میں مقیم تھا۔ یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! اور میں ترکوں کے ہمراہ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا) ہشام نے پوچھا تم حکم بن الصلت کو جانتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں! ہشام نے پوچھا' یہ خراسان میں کیسے مقامات کا حاکم رہا ہے۔ مقاتل نے کہا یہ فاریاب نامی ایک موضع کا عامل تھا' جس کی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سریج نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ ہشام نے کہا تو پھر یہ کس طرح اس کے پنجہ سے نکلا' اس نے کہا حارث نے اس کی گوشمالی کی اور اس کی گردن میں ہاتھ دے کر چھوڑ دیا' اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لے کر آیا۔ ہشام نے اس کی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا' جیسے تم نے اس کی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اسے پایا مگر خود تمہارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں' نصر کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔

مغراء کی سفارت:

اس سنہ میں نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا' پھر اس نے مغراء بن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔

جب فرغانہ پر دوسرا جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغراء احمر کو عراق بھیجا۔ عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ مغراء نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لیے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اس کی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

نصر بن سیار کے خلاف شکایت:

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی' مغراء نے گفتگو شروع کی' حمد و ثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ ہشام نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے مجھے خراسان کی حالت بتاؤ۔ مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہو گی' اس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین' سوار ہاتھیوں کی طرح ہیں' ساز و سامان بھی بہت اچھا ہے اور ان کی تعداد بھی زبردست ہے' مگر قائد اچھا نہیں۔

شبیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے:

ہشام نے کہا کیوں' نصر نے کیا کیا؟ مغراء نے کہا اس کے بیٹے تکبر و نخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے' مگر ہشام نے اس کی بات باور نہیں کی' مہمان خانے قاصد بھیجا شبیل بن عبدالرحمٰن المازنی پیش کیا گیا' ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو' نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو' بڑا ہی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے' اپنی ولایت سے پیشتر ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر:

یوسف کو یہ باتیں لکھ دی گئیں' اس نے اپنے خبر رکھنے والے نگہبان متعین کر رکھے تھے' جب وہ وفد موصل پہنچا تو اس نے ذاک کا راستہ ترک کر دیا۔ اس وجہ سے راستے میں انہیں بیہق پہنچنے تک تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ نصر کو بھی شبیل کے بیان کی اطلاع دے دی گئی' ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا' یوسف نے اسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہو گیا اور میں نے حکم بن الصلت بن ابی عقیل کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔ ابراہیم نے قسم کھا کر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے' مگر جب ابراہیم بن زیاد نصر کا قاصد اس کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اسے دھوکہ دیا' کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کر دیا۔

مغراء کا نصر پر الزام:

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے ہمراہ حملۃ بن نعیم الکلبی کو بھی بھیجا تھا' اس نے جب یہ یوسف کے پاس آئے تو مغراء کو لالچ دیا کہ تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو' اور میں تمہیں سندھ کا والی مقرر کر دوں گا۔ جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت' بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی چوڑی تعریف کرنے کے بعد کہا کاش! کہ خداوند عالم ان کے علاوہ اور خوبیاں بھی اسے دیتا کہ ہم ان سے مستفید ہو سکتے۔

یہ سن کر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا تمہارا اس بیان سے کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے' اور جب تک کوئی شخص بالکل اس کے قریب نہ ہو اس کے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتا' ضعف پیری کی وجہ سے اس کی آواز سمجھ میں نہیں آتی۔

مغراء کے الزام کی تردید:

یہ سنتے ہی حملۃ الکلبی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' امیر المومنین بخدا! اس نے بالکل جھوٹ کہا' نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے وہ سراسر غلط ہے' وہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ پھر خود ہشام نے کہا نصر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے' اس کا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے از راہ حسد نصر کے خلاف یہ کارروائی کی ہے۔ یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا' اور اس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا' اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا' مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

مغراء کا عراق میں قیام:

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اس نے کہا آپ ان احسانات سے واقف ہیں جو نصر نے میرے ساتھ کیے اور جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اب میرے لیے اس کے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں' مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دیجیے' یوسف نے نصر کو لکھ دیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کر دیا ہے۔ اس لیے آپ اس کے اہل و عیال کو میرے پاس بھیج دیجیے۔

نصر پر پیرانہ سالی کا الزام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے مغراء کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کے ساتھ بہت احسان کیے ہیں میں کیونکر اس کے خلاف کوئی بات کہوں؟ اس کا تجربہ' اس کی وفاشعاری' سعادت بخت یا سیاست کس چیز

کی برائی کروں؟ یوسف نے کہا اس کی پیرانہ سالی کی۔

حملۃ بن نعیم کی تردید:

جب مغراء ہشام کے سامنے باریاب ہوا' تو اس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا ''اگر یہ بات نہ ہوتی'' ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا کیا کہا کیا بات نہ ہوتی؟ اس نے کہا اگر امتداد زمانہ نے اس پر اپنا تسلط نہ کر لیا ہوتا ہشام نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا نصر بالکل قریب سے اور وہ بھی اپنی آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے' پیرانہ سالی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہوسکتا ہے۔ ہشام کو یہ باتیں شاق گزریں۔ اس کے بعد حملۃ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کردی۔

مغراء پر نصر بن سیار کے احسانات:

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغراء نے امیر المومنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اس وقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کررہا تھا۔ ہارون بن سیاوش نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کی چٹائی سے گھسیٹ لیا اس کے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ اس کی چٹائی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا دغا بازوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے۔ خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے مغراء بن احمر بن مالک بن سارتیہ النمیری حکم بن نمیلہ بن مالک اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا۔ مغراء بن احمر النمیری اہل قنسرین کا سردار تھا نصر نے اسے اپنا خاص مشیر بنایا' اس کو ترقی دی' اس کی ضروریات پوری کیں' اس کے چچیرے بھائی حکم بن نمیلہ کو جوزجان کا عامل بنا دیا پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا۔ اس کا باپ بصرہ میں اہل العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد عکابہ بن نمیلہ ان کا سردار مقرر رہا۔

بنی قیس کی اہانت:

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا ایک وفد مغراء کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اس میں حملۃ بن نعیم الکلبی بھی تھا۔ مغراء کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہوگیا۔

ابونمیلہ صالح الدیار بنی عبس کا آزاد غلام یحییٰ بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جوزجان میں ان کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ رہا' اسی بنا پر نصر اس سے ناراض تھا' مگر عبیداللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آکر قصیدہ پڑھا اور پھر ابونمیلہ کو اس کے سامنے پیش کیا' ابونمیلہ نے کہا میں ضعیف العمر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں' اسے اجازت دی گئی' اس نے اپنے اشعار میں مغراء کے طرز عمل کی برائی اور معذرت چاہی اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی۔ مغراء کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انہیں اپنے سے دور کردیا' ایک قیسی شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

امیر حج یزید بن ہشام:

اس سال یزید بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے' اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۴ھ کے واقعات

بکیر بن ماہان کی ابومسلم سے ملاقات:

اس سال شیعان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ میں آئی' اور اسی سال بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق بکیر بن ماہان نے ابومسلم بنی العباس کی تحریک سے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل العجلی سے خریدا۔ اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان سندھ میں کسی عامل کا میر منشی تھا عراق آیا۔ یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے' ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی' یہ سب گرفتار ہوئے بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے' جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل العجلی بھی تھے۔ عیسیٰ کے ساتھ ابومسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا۔ بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی' یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے۔

ابومسلم کی فروختگی:

بکیر نے عیسیٰ سے ابومسلم کا پوچھا کہ یہ کون ہے' عیسیٰ بن معقل نے کہا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں' عیسیٰ نے کہا یہ آپ کی نذر ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں' عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اس کی قیمت دے دیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دے دیئے۔ جب یہ لوگ قید سے آزاد کیے گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا' ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظ ہو گیا' پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

تحریک خلافت بنی عباس میں ابومسلم کی شرکت:

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظ' اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے' اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید میں تھا۔ عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے۔ یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا' انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ہمراہ ابومسلم تھا' جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں کا ایک غلام ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ خود ابومسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا جب ان لوگوں کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی' انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

اس سنہ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا' الیون ملک الروم سے اس کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح وسالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھا۔ نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کیا بہت سے فواکہات بطور تحفہ نذر دینے لایا اور معذرت کرنے لگا' انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ محمد بن ہشام کو مایوسی ہوگئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انہوں نے ان کے لیے لینے کا حکم دے دیا۔ اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۲ھ و ۱۲۳ھ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۵ھ کے واقعات

نعمان بن یزید کا جہاد:

نعمان بن یزید بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا' اسی سال ہشام بن عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا۔ ابومعشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام نے انتقال کیا' دوسرے ارباب سیر نے بھی یہی کہا ہے' البتہ اور لوگوں نے بیان کیا۔ کہ چہارشنبہ کے دن ہشام نے انتقال کیا۔

ہشام کی مدتِ حکومت:

تمام اربابِ سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدتِ خلافت انیس سال سات ماہ اکیس یوم ہوئی (مدائنی اور 'بن الکلبی' ابومعشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ اور واقدی نے انیس سال سات ماہ) ۱۰ یوم' بیان کی ہے۔ ہشام کی عمر میں اختلاف ہے' ابن الکلبی نے پچپن سال دوسروں نے باون سال' اور محمد بن عمر نے چون سال بتائی ہے۔ رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا وہیں اس کی قبر ہے۔ ابوالولید اس کی کنیت تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی علالت:

ابوالعلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لیے باہر نکلا' اس کے چہرے سے اضمحلال کے آثار ہویدا تھے' کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے' گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی' تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا' اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کیے' گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لی' ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ' ابرش حاضر ہوا' ہشام میرے اور ابرش کے درمیان چلتا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا' ہشام نے پوچھا کیا بات ہے؟ ابرش نے کہا: آپ سواری کے لیے اس طرح باہر تشریف لائے جسے دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا ہاں! ابرش ٹھیک ہے' میں کیونکر غمگین نہ ہوں' علماء طب نے کہہ دیا ہے کہ میں تینتیس روز میں مر جاؤں گا۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات:

سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آ کر کاغذ پر یادداشت لکھ لی کہ فلاں دن امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے' جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس دن پورے ہو جاتے تھے' یکا یک ایک خادم نے دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر باد کی دوا اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انہیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افاقہ ہو گیا تھا' میں دوا لے کر حاضر خدمت ہوا انہوں نے اس دوا سے غرارہ کیا' اس سے درد میں اور شدت ہوگئی مگر پھر سکون ہو گیا' مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر جاؤ اور دوا میرے پاس چھوڑ دو' میں واپس چلا آیا' تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی کہ امیر المومنین کی موت پر آہ و بکا شروع ہوا' اور معلوم ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا۔

مرنے کے بعد مہتمم توشہ خانہ نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے' ان کے غسل کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا' ایک ہمسایہ سے عاریتہً لیا گیا' اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لیے عبرت کا مقام ہے' زہر باد کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

ہشام بن عبدالملک کے عادات وخصائل:

عقال بن شبہ کہتا ہے کہ میں ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا' وہ ایک سبز رنگ کی اود بلاؤ کی پوستین کی قبا پہنے تھے' مجھے اس نے خراسان جانے کا حکم دیا اور کچھ ہدایتیں کرنے لگا' میں اب تک اس کی قبا ہی دیکھتا رہا' ہشام تاڑ گیا اور اس نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوستین کی قبا پہنے دیکھا تھا' اب میں یہی غور کر رہا ہوں کہ آیا وہ یہی ہے یا کوئی دوسری ہے۔

ہشام کی کفایت شعاری:

ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں' میرے پاس سوائے اس قبا کے دوسری قبا نہیں' یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں روپیہ جمع کرتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا عدل:

یہ عقال ہشام کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ ابو عقال عبدالملک کے ساتھ تھے' یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ مروان بن شجاع مروان بن الحکم کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا' ایک روز اس نے مجھے بلایا' جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت برہم اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا' یہ کہہ کر اس نے نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں' میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے اس نے کہا تو پھر میں کیا کروں؟ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجیے' اس نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' اس کے ایک خواجہ سرا نے کہا میں اسے سمجھ لوں گا' یہ گیا اور اس نے اس نصرانی کو مارا' ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے خواجہ سرا کو طلب کیا مگر اس نے محمدؐ کی پناہ لی۔ محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا' اس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا۔ ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زجر و توبیخ کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کو اردلی رکھنے کی اجازت:

مسلمہ بن عبدالملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی' ہشام نے ایک دن سالم کو مرکب کے ساتھ دیکھا ہشام نے اسے جھڑکا اور کہا' بتاؤ کب سے تم اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو' حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھ کر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اس سے اس کی ضروریات دریافت کرتا اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روک دیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیر المومنین بنایا ہے۔

بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط:

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ یاب ایسا نہ تھا جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو' بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیج دیتے تھے۔ ہشام کا آزاد غلام یعقوب دو سو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اس کے ہر

دینار کے عوض میں ایک دینار علیحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اس کے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھا لیتے جس کی وجہ سے انہیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں' چنانچہ داؤد اور عیسیٰ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے (یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے) عراق میں خالد بن عبداللہ کے پاس ممالک شرقیہ کے دفتر اعلیٰ کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے۔ یہ دونوں خالد بن عبداللہ کے پاس مقیم رہے۔ اس نے ان کے ساتھ سلوک کیا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انہیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا' اسی خیال سے اس نے ان صاحبوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کر دیا پھر یہ دونوں خالد بن عبداللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسرے مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

ہشام کا تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار:

ہشام نے اپنی کسی زمین کا اپنے ایک غلام کو منتظم مقرر کیا' اس نے اسے آباد کیا' بویا جوتا اور خوب پیداوار ہوئی' اس نے پھر دوبارہ اسے آباد کیا' اس مرتبہ پیداوار کی مقدار گذشتہ سے دو چند ہوگئی' منتظم نے اپنے خط کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیج دی' اس نے ہشام سے اس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی' ہشام نے اس کا خوب صلہ دیا' جب اس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے' اس نے عرض کی کہ امیر المومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں' ہشام نے کہا کیا' اس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دیناروں کا اضافہ کر دیا جائے' ہشام نے کہا تم سب یہ ہی سمجھتے ہو کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے' مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام:

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفتر کو جمع کیا باعتبار اپنی صحت اور خوبی اور رعایا اور حکومت دونوں کے لیے مفید ہونے کے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غستان بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدیداروں کے شمار اور دفاتر کی تنظیم کا خیال نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ کسی اور کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

ہشام بن عبدالملک اور غیلان:

ہشام نے غیلان سے کہا کہ تمہارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے بہتر یہ ہے کہ تمہارے مسلک کے متعلق ہماری تمہاری بحث ہو جائے۔ اگر تم حق پر ثابت ہو گئے تو ہم تمہاری اتباع کریں گے' اور اگر تمہارا مسلک غلط ہوگا تو تم اسے چھوڑ دینا۔ غیلان نے اس پر اپنی رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنے کے لیے طلب کیا۔ میمون نے اس سے کہا جو بڑی سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو' غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔ میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کیے جانے پر مجبور ہے؟ غیلان چپ ہو گیا ہشام نے اس سے کہا جواب دو' مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا' ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کر دوں' ہشام پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرنے کا حکم دے دیا۔

ہشام کے آزاد غلام بشر کا بیان:

بشر ہشام کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس کے ساتھ گانے والی لڑکیاں'

شراب اور بربط تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اس کے سر پر توڑ دو اور اسے مارا' بڈھا رونے لگا' میں نے اسے صبر کی تلقین کی' اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں' میں اس لیے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے بربط کو طنبورہ کہہ کر بربط کی حقارت کی۔

ہشام بن عبدالملک کا حلم:

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی' ہشام نے اس سے کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے۔ ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اس کی وجہ پوچھی' اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا' ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آ سکتے تھے؟ اس لیے نماز جمعہ ترک کر دی' پھر اسے سواری کرنے کی ایک سال تک کے لیے ممانعت کر دی۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے خچر اب میری سواری کے کام کے نہیں رہے' مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔ ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے' تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے' امیر المومنین کا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس کے چارہ کا انتظام نہیں کرتے اور اس کا چارہ ضائع ہوتا ہے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اس کے چارہ کی نگرانی کرو۔ تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہشام بن عبدالملک اور عمال:

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا' امیر المومنین مجھے اس کی رسید سے مطلع فرمائیں' ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے' بہت پسند آئے اور بھیجو' ان کی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا' ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو ککر موتے امیر المومنین کو بھیجے تھے وصول ہوئے' یہ چالیس ہیں' ان میں سے بعض بگڑ گئے ہیں' ان میں وہی آئے جنہیں گھانس میں رکھا گیا تھا' اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انہیں کسی ظرف میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جما دینا تا کہ وہ ہلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

ہشام کے آزاد غلام کا بیان:

ہشام کا ایک آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ اس کے ایک آزاد غلام نے جو اس کی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرند ہشام کو بھیجے' میں حاضر خدمت ہوا' ہشام اس وقت صحن قصر میں تخت پر بیٹھا تھا' مجھ سے کہا کہ انہیں صحن میں چھوڑ دو' میں نے انہیں چھوڑ دیا ہشام انہیں دیکھنے لگا' میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیجیے' امیر المومنین نے پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا؟ میں نے کہا جو کچھ ہو' مجھ سے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو' میں تمام محل میں ان کے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو ان میں اچھا ہے اسے لوں گا' ہشام نے کہا واہ واہ اچھا خود لے لو گے اور برا میرے لیے چھوڑنا چاہتے ہو' ان کا پیچھا چھوڑ دو' ہم تمہیں چالیس یا پچاس درہم دے دیتے ہیں۔

ہشام بن عبدالملک اور ذوید کا تب:

ولی عہدی کے زمانہ میں دورین نام علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا' ہشام نے کسی کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا' دیکھنے

سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بنجر ہے' ہشام نے ذوید کاتب سے جو شام میں متعین تھا کہا کہ اس کا کیا کیا جائے' ذوید نے کہا کتنے میں میرے نام اس کا پٹہ دیتے ہو؟ ہشام نے کہا چار سو دینار میں' ہشام نے دورین اور اس کے مواضعات اس کے نام لکھ دیئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کے مطابق داخل خارج کرا دیا' ذوید نے اس جائداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہمیشہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ذوید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا دورین اور اس کے تمام متعلقہ مواضعات میرے حوالے کرو۔ بخدا! اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا' ہشام نے ذوید کو شام سے نکال دیا۔

ولید بن خلید کا بیان:

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹٹو پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹٹو کہاں سے ملا' میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا' ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب طخاری ٹٹو بہت ہو گئے ہیں' عبدالملک جب مرے تو اس کے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبدالملک کا ہر بیٹا اس کا دعویدار تھا اور اگر اسے یہ خیال تھا کہ یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اسے عبدالملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم باوجود بخیل و بزدل ہونے کے کس طرح خلافت کے متمنی ہو۔ ہشام نے کہا اس لیے کہ میں حلیم وعفیف ہوں۔

ہشام بن عبدالملک اور ابرش:

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیئے' ابرش نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑیں تو اب تک نہیں جنیں' تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لے چلو تاکہ ان کا دودھ پئیں' ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دیئے جائیں' ہشام نے کہا اس کی ضرورت نہیں۔ ابرش نے کہا خیمہ تو بھیج دوں تاکہ ہمارے لیے پہلے سے نصب کر دیا جائے' ہشام نے اس کی اجازت دے دی۔ ابرش نے دو آدمی بھیج دیئے جنہوں نے خیمہ نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے' ہشام دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے' دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا' اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لیے چکارا بھی نہیں' پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گوندھا جائے' راکھ گوندھی گئی۔ ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی' پھر اسے کرید کر اس میں وہ راکھ کا پنڈا ڈال دیا اور چمٹے سے الٹ پلٹ کرنے لگا ابرش سے کہتا جاتا تھا' ابرش کہو تم میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو' جب راکھ خشک ہوگئی اسے آگ سے نکال لیا اسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جبینك جبینك (اپنی پیشانی بچا' اپنی پیشانی بچا) ابرش جواب میں کہتا تھا' لبیك' لبیك (ہاں' ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں۔ پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے۔

علیاء بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک:

علیاء بن منظور اللیثی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا:

انـــا انـــاس میــت دیـــوانـنـــا ومـتـی یـصـبـه نـدی الـخـلـیـفـة ینشر

ترجمہ: ''ہم وہ لوگ ہیں جن کے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں (یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہوگئی ہیں' اور دفتر میں ہمارا نام نہیں رہا)

جب خلیفہ کی سخاوت اسے چھو جائے گی وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے''۔

ہشام نے یہ شعر سن کر کہا آپ یہ چاہتے ہیں آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے اسے پانچ سو درہم دلائے اور اس کی تنخواہ میں اتنا اضافہ کر دیا جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کر سکے۔

ہشام بن عبدالملک اور محمد بن زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہشام کے پاس آیا' ہشام نے کہا آپ کو میں کچھ نہ دوں گا' اور اس خیال کو دور کرنے کے لیے کہ مبادا لوگ آپ سے کہیں کہ شاید امیر المومنین نے تمہیں پہچانا نہیں' میں کہے دیتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ یہاں قیام کر کے اپنا سرمایہ ختم نہ کریں' کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا' اپنے گھر چلے جایئے۔

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب جن میں اس کے زیتون کے درخت تھے کھڑا ہوا تھا۔ عثمان بن حیان المری اس کے ہمراہ تھا' عثمان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے موازی ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی۔ ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتون سے جا کر کہہ دو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹپکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ ان کی آنکھیں پھوٹ جائیں گی' اور ان کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔

ہشام حج کرنے گیا' ابرش نے دو ہیجڑوں کو جن کے پاس بربط تھے گرفتار کر لیا' ہشام نے حکم دیا کہ انہیں قید کر دیا جائے اور ان کے مال کو جس کی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ جب یہ اپنی حالت درست کر لیں یہ قیمت انہیں واپس دے دی جائے۔

ہشام بن عبدالملک کا رصافہ میں قیام:

ہشام رصافہ میں آ کر قیام کرتا تھا' یہ مقام قنسرین کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں آ کر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور ان کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے۔ جب ہشام نے بھی مرض طاعون کی اشدت کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیوں کہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آج تک طاعون نہیں ہوا۔ ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو۔ ہشام رصافہ آ کر قیام پذیر ہوا' یہ مقام بالکل بیابان تھا ہشام نے اس میں دو محل بنوائے۔ یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اسے بنایا تھا۔

ہشام اور حدی خواں:

ہشام احول تھا' خالد بن عبداللہ نے ایک حدی خواں کو ہشام کے پاس بھیجا اس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ احول کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سن کر برہم ہوا اور اس حدی خواں کو نکلوا دیا۔

معاویہ بن ہشام کی وفات:

ابو عاصم الضبی ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابو شریک کے رحبہ میں میرے پاس سے گذرا (یہ ابو شریک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جو زیرکاشت تھا اسی کی طرف منسوب ہے) میں اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس وقت میں روٹی پکا رہا تھا' معاویہ

میرے پاس آ کر ٹھہر گیا' میں نے کہا کھانا حاضر ہے' معاویہ گھوڑے سے اتر آیا۔ میں نے روٹی آگے سے نکال کر دودھ میں بھگو دی' اس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں' معاویہ نے مجھے صلہ دلوایا' اور پھر سوار ہو گیا اس کے سامنے ہی سے ایک لومڑی اٹھی' اس نے اس کے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ ابھی سو گز بھی اس کا تعاقب نہ کیا ہو گیا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور معاویہ گرتے ہی مر گیا' لاش کو اٹھا کر لے گئے' ہشام نے دیکھ کر کہا بخدا میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اسے خلافت کے لیے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا۔

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمٰعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی۔ ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لے کر نصف نصف دونوں کو دے دیا۔ جس کی مقدار چالیس ہزار ہوئی۔

یوسف بن عمر کا تحفہ:

قحذم کاتب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ہاتھ اتنا بڑا ایک سرخ یاقوت کہ جس کے کنارے میری ہتھیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا ہشام کی نذر کے لیے بھیجے' میں حاضر دربار ہوا' ہشام کے قریب پہنچا' مگر تخت کے طول اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا' بہر حال یاقوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لیے اور مجھ سے پوچھا کیا ان کا وزن لکھ کر تمہیں دیا گیا ہے؟ میں نے کہا امیر المومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جن کے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ یاقوت خالد بن عبداللہ کی جاریہ رائقہ کا تھا جو اس نے تہتر ہزار دینار میں خریدا تھا۔

عمرو بن علی کا بیان:

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو حمام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا میں نے ان سے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا ہے' بیس سال کے قریب ہو گئے لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حکومت حاصل ہو جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اس کے یہ معنی ہیں کہ بیس سال تک حکمران رہوں۔ محمد بن علی نے کہا میں ان کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو جو اس نبی کی امت میں ہو جو مجھ سے پہلے گزر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اس نبی کی ہو چکی ہے۔

ہشام بن محمد الکلبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان یوم شنبہ ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری میں خلیفہ ہوا' مگر محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۶ / ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا۔ علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔

باب ۷

ولید بن یزید بن عبدالملک

یزید بن عبدالملک کا ہشام کی ولی عہدی پر ملال:

اس بات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ یزید بن عبدالملک اس کے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا۔ جس روز ولید کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی اس کی عمر گیارہ برس کی تھی' یزید اور زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا۔ یزید کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی:

ہشام خلیفہ ہوا وہ ولید کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا۔ عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے۔ پھر ولید نے شراب خواری شروع کی' اور واہی تباہی باتیں کرنے لگا۔ ان چیزوں کی عادت اس کے اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ الشیبانی نے جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ کا بھائی تھا ڈالی۔ ولید نے اپنے ندما جمع کر لیے۔ ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا' یہ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا' ایک صندوق جس میں کتا تھا الٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اونٹ والے کو کوڑوں سے تخت مار ماری۔ ولید اپنے ہمراہ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا۔ شراب بھی اس کے ساتھ تھی۔ اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس گرم ہو مگر اس ارادہ سے اس کے ہمراہیوں نے ڈرا کر اسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ:

جب یہ بات عام ہو گئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اس کا مذاق اڑاتا ہے اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹا دے۔ اور اس کے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لیے بیعت لے لے۔ ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لیے بیعت کر لے' ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہی ہشام کا جو رویہ اب تک اس کے ساتھ تھا بدل گیا۔ ولید کو تکلیف پہنچانے لگا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لیے بیعت لینے کے لیے کارروائی شروع کر دی۔ بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کر لیا۔ ان لوگوں میں اس کے ماموں محمد اور ابراہیم ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے بیٹے' بنو القعقاع بنی خلید العبسی وغیرہ اس کے دربار کے خاص امراء شریک تھے۔

ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز:

ولید کی اب تک وہی حالت رہی۔ شراب ونشاط میں مست رہتا تھا۔ ہشام نے اس حالت کو دیکھ کر ایک دن ولید سے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے علانیہ نہ کرتے ہو ولید نے اس کے جواب میں یہ دو شعر لکھ بھیجے:

یا ایھا السائل عن دیننا ـــ نحن علی دین ابی شاکر بالسخن

نشر بھا صرفا و ممزوجة ـــ بالسخن احیانا و بالفاتر

ترجمہ: ''جو شخص ہمارے مذہب کو پوچھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے ہم ابوشاکر کے مذہب پر ہیں ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی اس میں گرم یا نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں''۔

ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی:

ابوشاکر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی' ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا۔ کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طنز کیا۔ حالانکہ میں تجھے خلافت کے لیے تیار کر رہا ہوں۔ اپنی عادت درست کرو۔ ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو۔ ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا' اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کیے۔ اپنے اپنے موقع پر بردباری اور ملائمت مزاج کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت سارو پیہ مستحقین میں تقسیم کیا۔ اس پر خوش ہو کر اہل مدینہ کے ایک آزاد غلام نے یہ شعر کہے:

یا ایھا السائل عن دیننا ـــ نحن علی دین ابی شاکر

الواھب الجرد باوسانھا ـــ لیس بزندیق ولا کافر

ترجمہ: ''جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ابوشاکر کے مذہب پر ہیں جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مع ان کی باگوں کے عطا کرتا ہے' وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر''۔

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا۔ مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی۔ اس پر کمیت نے یہ شعر کہا:

ان الخلافة کائن اوتادھا ـــ بعد الولید الی ابن ام حکیم

ترجمہ: ''خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی''۔

مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ القسری:

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اس وقت خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی کنیت ابوشاکر ہو' یہ سن کر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا۔ جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابوشاکر نے خالد کو وہ شعر لکھ کر بھیجا جو نوفل نے اسد کی موت پر خالد اور اسد کی ہجو میں لکھا تھا۔ اپنے ایک خاص قاصد کو لفافہ دے کر ڈاک کے ذریعہ خالد کے پاس بھیجا۔ خالد نے یہ خیال کیا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہوگی' جب مہر کھولی تو خط میں سوائے ہجو کے اور کچھ نہ تھا۔ خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی۔

ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک سے معذرت:

ہشام‘ ولید کی برائی اور اس کی تنقیص کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اس کی اور اس کے دوستوں کی اہانت کرنے لگا۔ اور اس کے منصب میں بھی کمی کر دی۔ جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور موالیوں کے ساتھ دارالخلافہ کو چھوڑ کر مقام ارزق میں بلقین اور فزارہ کے درمیان اغدف نام چشمہ پر مقیم ہو گیا‘ اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تا کہ جو نئی بات پیش آئے۔ اس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے‘ ولید کے ہمراہ عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ بھی تھا۔ ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا ان پر پورا اثر ہو گیا تو ولید نے عبدالصمد سے کہا‘ اے ابووہب کچھ شعر سناؤ‘ عبدالصمد نے کچھ اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی‘ ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی‘ اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا۔ اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص‘ دوست اور ندیم بنایا ہے تمہارے متعلق جو اطلاع ملی ہے اس کی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اس کے ذمہ دار ہو‘ تم فوراً عبدالصمد کو ذلت وخواری کے ساتھ نکال دو۔ ولید نے عبدالصمد کو نکلوا دیا اور ہشام کو اس کی اطلاع دی‘ اپنی رندانہ صحبتوں کی معذرت بھی چاہی اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

ابن سہیل یمنی کی اہانت:

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا‘ ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا حاکم رہ چکا تھا اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا‘ ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکلوا دیا‘ عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کو تمام خبریں لکھتا رہتا ہے۔ ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا اور کمبل کا لباس پہنایا۔ ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا۔ اب کون ہو گا جو لوگوں پر اعتماد کرے گا۔ یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا‘ یہ بدبخت احول وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں‘ جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں‘ جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے تعلقات ہیں اس کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکال دو۔ میں نے نکال دیا۔ جب میں نے اسے لکھا کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجیے‘ اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور خارج البلد کر دیا‘ حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا‘ اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے۔ میں اس کی خاص طور پر وقعت وعظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا۔ ان تمام کارروائیوں سے اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے‘ اے اللہ! تو مجھے اس کی زیادتیوں کا اجر دے۔

ولید بن زید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط:

ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کر دیا ہے اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اس کی اطلاع مجھے موصول ہو گئی ہے‘ مجھے کبھی اس کا ڈر نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پرواہ ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے میرے جو تعلقات ابن

سہیل سے ہیں یا جو خط اس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ اگر اور کوئی بات امیر المومنین کے دل میں میرے خلاف جاگزیں ہو چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لیے ایک عمر مقرر کر دی ہے اور روزی مقسوم کر دی ہے جسے سوائے اس کے نہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے۔ خداوند عالم نے جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں اگر کوئی چیز جلد وقوع ہونے والی ہے تو کوئی اسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے۔ دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے نفوس کے لیے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق ماجور ہوں' اس لیے امیر المومنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو توفیق دینے والا ہے۔

ہشام بن عبدالملک اور ابوالزبیر کی گفتگو:

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے فسطاس اگر مجھ پر حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ ولید کو پسند کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں اضافہ فرمائے۔ ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی ہے تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ اس پر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ یہ حدیث کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا بالکل غلط ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط:

ہشام نے ولید کو لکھا' اپنے منصب کے بند کیے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا۔ میں اس سے آگاہ ہو گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں' کیونکہ اس کے اجراء سے میں گناہوں کے کسب سے ڈرتا ہوں' منصب کی ضبطی اور تمہارے دوستوں کی علیحدگی دو وجہوں سے عمل میں لائی گئی ہے۔ پہلی بات کی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں نے اسے بند کر دیا' دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمہارے دوستوں کو وہ تکالیف ومصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سال فوجوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں۔ بلکہ وہ مزے سے تمہارے ساتھ لہو ولعب مین اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں' بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اسی کا خیال دامن گیر ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمہارے منصب کو بند کر دوں تا کہ اس وقت تک اس کے اجراسے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس کا یہ فعل کفارہ ہو سکے' ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمہارے نزدیک تھی اور تم اس کے رنج و خوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اس کے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم نچنیا تھا' جو اپنی خفیف الحرکاتی میں حد سے متجاوز تھا' پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برا نہ تھا۔ بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں جن کے ذکر تک کو میں اپنی شان کے منافی سمجھتا ہوں' تمہارے ہم پیالہ وہم نوالہ تھے اور جن کی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے سزاوار تھے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں تو تمہارے پاس کوئی ایسی سند بھی نہیں ہے جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے' تم نے اس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے مقدر کر دیا ہے۔ تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے

تقدیم دی ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی کامل یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اس کی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں' ہاں! یہ ضرور ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ ان کی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو' اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لیے مقدر کی ہوگی جسے وہ اس کا اہل سمجھتا ہو۔ جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو' اللہ کے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اور اگر میری موت جلد لکھ دی گئی ہے تو اس کی عنایت سے ان شاء اللہ مجھے اس کا خوف نہیں وہ آئے۔ تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ لکھا' تمہاری سفاہت اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ عجوبہ بات نہ تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان حد سے زیادہ گریز پائیوں سے احتراز کرو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قہر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کر لیتا ہے ہے اور جس کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے' میں اللہ سے ایسے امور کے لیے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا خواست گار ہوں۔

ولید بن یزید کے اشعار:

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اس کے جواب میں لکھ بھیجے:

رأيتك تبني جاهدا في قطيعتي فلو كنت ذا ارب لهدمت ما تبني

ترجمہ: ''میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف میں بڑی مستعدی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔ اگر تو صاحب عقل و دانش ہوتا تو خود ہی اس خود ساختہ عمارت کو منہدم کر دیتا۔

تثير على الباقين مجنى ضغينة فويل لهم ان مت من شرما تجنى

ترجمہ: جو لوگ باقی رہیں گے تو انھیں اپنی ان حرکات سے مورد نفرت و عداوت بنا رہا ہے اگر تو مر جائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کس طرح بچ سکیں گے۔

كانى بهم والليتُ افضل قولهم الاليتنا و الليت اذ ذاك لايغني

ترجمہ: مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب سے بڑھ کر وہ یہی کہیں گے ''کاش ایسا ہوتا'' کاش وہ وقت ہم دیکھیں جب کہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

كفرت يدا من منعم لو شكرتها جزاك بها الرحمانُ ذو الفضل و المن

ترجمہ: تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو اسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان والا ہے وہ تجھے اس کی جزائے خیر دیتا''۔

سالم بن عبدالرحمٰن کا قاصد:

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے ابوالزبیر المنذر بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا' اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری۔ جیسی کہ

یہ شب گذشتہ تھی' غم واندوہ کا ہجوم تھا' میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلئے ذرا ہواخوری کر آئیں۔ دونوں سوار ہو کر سیر کے لیے چلے۔ دو میل چل کر ولید ایک ریت کے ٹیلے پر جا کر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا۔ اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی' ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے' خدا خیر کرے۔ دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار سامنے آئے' ان میں سے ایک ابومحمد السفیانی کا آزاد غلام اور دوسرا جردیہ تھا۔ جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور ڈرتے ہوئے ولید کو آ کر خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں پر نیچی کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں نیچی کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مر گیا؟ جردیہ نے کہا جی ہاں! ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے؟ جردیہ نے کہا آپ کے آزاد غلام سالم بن عبدالرحمٰن میر منشی دفتر مراسلات نے' ولید نے خط پڑھا اور وہ پلٹ آئے۔

عیاض بن مسلم کی کارگذاری:

ولید نے پھر ابومحمد السفیانی کے آزاد غلام کو بلا کر اپنے معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی' اس نے کہا عیاض جیل میں تھا' جب ہشام بیمار رہا اور ایسی حالت ہوگئی کہ زندگی سے یاس ہوگئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمہارے تفویض ہے اس پر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار! ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے۔ اس کے بعد ہشام کو ذرا آفاقہ ہوا اس نے خزانہ سے کچھ منگوایا۔ خزانہ داروں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لیے جمع کیا تھا۔ یہ کہتے ہی اس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ عیاض جیل خانہ سے نکل آیا۔ تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازے مقفل کر کے مہور کر دیئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے۔ اس کے لیے ایک برتن تک دستیاب نہ ہو سکا۔ جس میں کہ غسل کے لیے پانی گرم کیا جاتا' کسی سے مستعار لیا گیا۔ سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اسے نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہشام کے آزاد غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری:

ولید نے عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کا حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کر وہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد عہدیدار اور ملازمین کو گرفتار کر لو' البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اس کی محل سرا میں گھسنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اس کے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لیے مصر رہتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اس کی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا:

لیت هشاما کان حیا یری   محلبه الاوفر قد اترعا

ترجمہ: ''کاش ہشام اس وقت زندہ ہوتا تا کہ دیکھتا کہ اس کی بڑی دہاؤنی بھر کر چھلک گئی ہے''۔

مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط:

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لیے' اطراف و اکناف سے اس کے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔

صوبہ داروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے' مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپ کے تفویض فرمائی ہے۔ میں اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں' یہ حکومت کے نشہ کی بدمستی تھی جس کی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا تو ہین کرنے کا قصد کیا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جس کی تائید اگر چہ منافقوں اور خود غرضوں نے کی مگر تقدیر نے ان کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا اور ایسا عہدہ دیا جس کا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لیے جن کی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لیے مخصوص کر دیا تھا' اس لیے اس نے خلافت کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی حبل المتین آپ کے سپرد کی اور ظالموں نے جو مکر وفریب کیا تھا' اسے باطل کر دیا۔ انہیں ذلیل اور آپ کو سرفراز کیا۔ پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا۔ البتہ جنہیں تو بہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ کو تو بہ کا بڑا قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوشخبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔ دو تلواریں میرے دوش پر تھیں تاکہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبر لوں۔ پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انھیں اطلاع دی وہ اسے سن کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جس کی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی ان کی ذات سے ہیں یا جس کی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو' پھر میں نے بیعت لینے کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا' اور ان سے مکرر سہ کرر سخت عہد واثق اور غلیظ قسمیں دے کر حلف اطاعت لیا انھوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا۔ اور بیعت کی' آپ اس کے عوض میں اس مال سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے انہیں صلہ عطا کیجیے اس لیے کہ آپ سب سے بڑھ کر سخی اور کشادہ دست ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے انہیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجیے۔ تاکہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و سخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی صیانت کی مہم در پیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ دوسرے انتظامات ملک سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتا اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے جس کی کوئی نعمت چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو بدل نہیں ہو سکتی آ کر بہرہ اندوز مسرت و شادمانی ہوتا۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرور اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا زبانی عرض کر سکوں۔

معذور شامیوں کے وظائف:

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپاہج اور نابینا تھے۔ ان کے وظائف مقرر کر دیئے اور انہیں لباس بھی دیا' اور ہر معذور کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لیے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اس سے زیادہ

دیئے جتنے کہ ہشام دیتا تھا ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا اس کے خاندان والوں میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے۔ ان کے مناصب میں دو چند اضافہ کر دیا۔

ولید کا مجاہدین و حجاج سے حسن سلوک:

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اس کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اس کے پاس آتے تو ان کی دعوت کرتا۔ اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جس کا نام زیزاء تھا۔ تین روز تک ان کی دعوت کرتا اور ان کی سواریوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اس سے مانگی گئی اس نے کبھی اس کے دینے سے انکار نہیں کیا۔ ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جس کی بنا پر خواستگار قیام کرتا ہے' ولید نے کہا' میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا خوگر ہی نہیں کرتا کہ جس کا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کر لیا ہو۔

حکم اور عثمان کی ولی عہدی:

اسی سنہ میں ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت ایک کو دوسرے کے بعد مقرر کیا' حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے بعد اس کے لیے اعیان و اکابر سے حلف اطاعت لیا اور دوسرے صوبوں کو بھی اس کی اطلاع بھیج دی' جن لوگوں کو اس نے اس معاملہ میں لکھا تھا ان میں یوسف بن عمر ولید کا صوبہ دار عراق میں بھی تھا۔ یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں لکھا۔

یوسف بن عمر کا نصر بن سیار کے نام خط:

یوسف کا خط جو اس نے نصر کو لکھا تھا حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد و ثنا کے بعد میں تمہیں امیر المومنین کا وہ خط عقال بن شتر التمیمی اور عبدالملک القینی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انھوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں۔ لہٰذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لیے جمع کرنا۔ جب مجلس جمع ہو جائے۔ پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیام سنانا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا' اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر امیر المومنین کے دونوں صاحبزادوں کے لیے اللہ کا نام لے کر اور اس کی برکت طلب کر کے لوگوں سے اسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھ دی ہے عہد و پیمان لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے' اسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور ان کی رعیت کے لیے اس معاملہ میں برکت دے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے ان کی زبان سے کہلوایا ہے' اور وہ حکم اور عثمان کو نیک توفیق دے اور انہیں ہمارے لیے مبارک کرے' والسلام علیک' نصر نے یوم جمعرات نصف شعبان ۱۲۵ھ ہجری کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' ہم عبداللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ ان کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بیعت کرتے ہیں' اگر دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آ جائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں مختار ہیں جسے چاہیں مقدم کریں جسے مؤخر کر دیں' ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔

ولید بن یزید کا نصر بن سیار کے نام فرمان:

عقال بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم ولید کا حسب ذیل خط لے کر نصر کے پاس آئے: امابعد اللہ نے جس کے تمام نام مبارک جس کی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا اور اسی کو اپنی مخلوق کے لیے سب سے بہتر سمجھا' پھر ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے پیامبر مقرر کیے۔ اس دین کا حامل بنا کر انھیں بھیجا' اسی کی تلقین کا انھیں حکم دیا' یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں مبعوث ہوتے رہے' جو طریقہ سب سے بہتر تھا اس کی طرف بلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے' یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد رسول اللہ ﷺ پر منتہی ہوئی۔ ایسے وقت میں جبکہ علم پامال تھا' لوگ اندھے تھے' خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی اور ان کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے۔ حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں' مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا' عمیان کو دور کر دیا' گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا' ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی' انھیں تمام کائنات کے لیے رحمت مجسم بنایا۔ ان پر وحی کو ختم کر دیا' اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات واحد کو عطا فرمائی۔ آپ کو ان سب کے آخر میں اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اس کی توثیق کر دیں' اسی کی دعوت دیں اور اسی کی تعلیم' چنانچہ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الٰہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے حالانکہ ان کے ہم قوم انھیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انھیں روکتے تھے یہ اسی کی انھیں تعلیم دیتے تھے' انبیاء علیہم السلام عزتوں کے وہی لوگ محافظ بن گئے جو اس کی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعظیم کرنے لگے جس کی توہین کرتے تھے' حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں حجت نکالتا ہو' یا انھیں بیوقوف سمجھ کر انھیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہو۔ حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا' ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جس کا خون اس وجہ سے حلال نہ ہو گیا ہو۔ ان کے آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئیں۔ چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے' وحی کے ختم ہونے اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کیے تاکہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں۔ اس کی شریعت کو نافذ کریں سنن پر عمل کرائیں' منہیات سے روکیں' زکوٰۃ و صدقہ وصول کریں۔ حقوق دلائیں ان کی وجہ سے اسلام کی اعانت ہو اس کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو۔ اس کے حریم کی حفاظت ہو' اس کے بندوں میں عدل و انصاف کیا جائے اور اس کے شہروں کی اصلاح ہو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ﴾

''اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے''۔

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اور اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لیے ہوئے' جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھایا اللہ نے جس منصب پر انھیں سرفراز کیا ہے اس میں ان پر اتہام رکھا' اللہ نے انھیں اپنے خلفاء کے قبضہ و تسلط میں دے دیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لیے موجب عبرت ہو' یہ بھی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر

مضبوطی سے قائم رہنے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے افلاک اور زمین قائم ہیں۔ علیحدہ ہو گیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ﴾

''پھر وہ آسمان پر جا براجا اور وہ دھواں ہے پھر اس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے مجبوراً ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے''۔

پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب نانے والا ہوں' انھوں نے کہا کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تعریف وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو''۔

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقاء خلافت کے ذریعہ قائم رکھی ہے اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت سے وہ شخص جس نے اسے تسلیم کیا اور اس کی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اس شخص کی اطاعت کیے بغیر نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے حق کا محافظ' اپنے احکام نافذ کرانے والا' معاصی ومنہیات سے روکنے والا' متبرک مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے' جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست ہوا' اس کے حکم کا مطیع۔ ان کی ہدایت سے حصہ پانے والا' اور دین ودنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا۔ اور جس نے اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی' وہ محروم ہوا' اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین ودنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جما لیا ہو اور ایسی گمراہ کن باتوں نے ان پر غلبہ کر لیا ہو' جو اپنوں کو نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اتارتی ہیں' اور سخت مہلک مقامات کی طرف لے جاتی ہیں' اللہ دنیا میں بھی انہیں سخت ذلت ورسوائی اور مصیبت میں ڈال دیتا ہے' اور عقبیٰ میں انھیں عذاب الٰہی اور حسرت افسوس سے سابقہ پڑے گا' طاعت بھی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے' اس کی چوٹی ہے' اس کا کوہان ہے' اس کی تکمیل ہے' اس کا قبضہ ہے اس کا بچاؤ اور سہارا ہے' اس کا کلمہ خلوص (بیعت) کے بعد جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں' اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں (یعنی بیعت نہیں کرتے) انھیں اللہ ذلیل وخوار کرتا ہے۔ مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے' وہ اس کے غضب اور عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں اور یہ ہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں' اس سے نکل جاتے ہیں یا اسے بدل دیتے ہیں' اللہ ہلاک کرے اس شخص کو جو گمراہ ہوا' سرکش بنا' اندھا ہوا' باغی ہو گیا یا جس نے نیکی اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا۔ اس لیے اگر کوئی واقعہ تمہیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اس میں اللہ کی طاعت کو مضبوط پکڑے رہنا' اس کے ساتھ وفادار رہنا' اس پر اجتماع کرنا' اس کی طرف دوڑ کر آنا اور اسے پاک وصاف رکھنا' اور اللہ سے قربت کا اسے وسیلہ بنانا' کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ

کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں' اسی نے ان کو اس درجہ پر سرفراز کیا اور ان کے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے ان سے جھگڑا کیا ان کا معاند بنا یا ہمسر بننا چاہا یا اس نے اللہ کی اس تجلی کو بجھانا چاہا' جس کا ان پر سایہ ہے اللہ نے اس کے جھوٹ کو باطل کر دیا اور تم اس سزا سے بھی واقف ہو جو ان کے باغیوں کو یا ان لوگوں کو جو ان کے حق میں کوتاہی کرتے ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اس سے دانشمندوں کے لیے تنبیہہ و عبرت ہے کہ اس کے عیاں ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں' اسی کو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے' جس کے لیے تمام تعریف زیبا ہے۔ جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے۔ امت کو بہترین شے امن و عافیت کی ہدایت فرمائی ہے تا کہ ان کی جانیں محفوظ رہیں' ان میں یگانگت رہے' ان کی ایک آواز ہو' ان کا ستون مستقیم ہو' اس کی فوج کی اصلاح ہو' اور دنیا میں وہ اس کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ یہ تمام باتیں اس خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے ان کا ناظم اور ان کی حکومت کا مقوم بنایا ہے اور یہی وہ عہد ہے جس کے استوار کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تا کہ وہ مسلمانوں کے اہم امور کے ذمہ دار ہو سکیں' اور اس طرح جب انھیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے خلفاء پر پورا اعتماد کر سکیں مصیبت کے وقت ان کی پناہ لے سکیں' اختلاف و افتراق کے وقت خلیفہ کی ذات ان کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے' اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم رہیں' اور وہ ان شیطانی وسوسوں کو دفع کریں' جنھیں شیطان کے پیرو اختیار کرنے کے لیے مستعد رہتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جنھوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے ان میں مبتلا کر دیتا ہے' ان کے اتحاد میں رخنہ ڈال دیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ نے انھیں جمع کیا ہے اس میں اختلاف ڈال دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو ان کی برا لگتا ہے ان کی امیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو ان کا حاکم مقرر فرمایا ہے اس کے لیے پہلے ہی تصفیہ فرما چکا ہے اور اللہ ان لوگوں کو جو ان کی حکومت میں کسی قسم کا دخل چاہتے ہیں ان سے دور کر دیتا ہے اور بجائے کمزوری کے اللہ اسے اور استوار کر دیتا ہے اور جو حکومت ان کے حوالہ کی ہے اس میں ان پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے پورا بھروسہ کیا ہے' ان لوگوں کا حسن طاعت' جنھیں اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے اس کا گروہ ہے ان کی اطاعت ان چیزوں میں بہترین ہے' جس کی انھیں تعلیم دی ہے' ان کے لیے اس کے اعزاز' اکرام' بزرگی و تمکین کو مقرر کر دیا ہے' اس لیے اس عہد پر بیعت کرنے سے اسلام کی تکمیل ہے اور ان کے احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کیے ہیں' اس کا اختیار کرنا واجب ہے' کیونکہ اس نے اپنی حکومت کے لیے ان کو سربراہ کار بنایا ہے جن کے ہاتھوں وہ اس کی اجرائی کرتا ہے اور ان کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے' جن لوگوں کو اس نے اس حکومت کا والی بنایا ہے اس نے ان کے لیے اپنے پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں ان کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعہ انھیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے اور وہ اس کے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ان کے لیے جائے پناہ مقرر کیا ہے' جس کے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت آفریں مصیبت کے وقت انہیں بچاتا ہے' ان میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے' منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے تم اپنے اس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمہارا حکمران ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے جس نے یہ عہد وفاداری تمہارے لیے تیار کیا' یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے جائے بازگشت و سکون بنایا ہے' جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو' جس کی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے متمتع ہو سکتے ہو اور اسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی امور میں تمہاری گردنیں

اسی کی طرف مڑتی ہیں' تمہارے چہروں اور پیشانی کا وہی روبرو ہو' اور یہ بہت بڑا احسان اور اس کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جس کے فوائد سے عقلمند اور دوراندیش' اور عارفان طرق رشد خوب واقف ہیں اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس طرح اس نے تمہارے دین کی حفاظت کی اور تمہاری جماعت کا انتظام کیا' اس لیے تم پر ضروری ہے کہ تم اس کا حق پہچانو اور جو اس نے تمہارے لیے کہا ہے اس کی وجہ سے اس کی تعریف کرو اور انشاء اللہ و لا قوۃ الا باللہ جیسا تمہیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمہیں اس کا شکر کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے۔

امیر المومنین کو جب سے وہ خلیفہ ہوئے ہیں سب سے زیادہ فکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اسے کس قدر اہم تعلق ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بتا دیا ہے کہ اس سے انھیں وہ فوائد حاصل ہوں گے جن کی انھیں خواہش ہے اور جو کچھ امیر المومنین ان کے لیے تصفیہ کریں گے۔ اس سے ان کی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور ان کے لیے پوری کوشش اور مستعدی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے' جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ جو ہر شے پر قادر ہے' اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجالانے میں ان کی مدد کرے جو اس نے انھیں خاص طور پر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر عطا کی ہے' اس لیے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لیے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے پیشروؤں کی طرح اطمینان سے ہو جائیں' توقعات کو اپنے پھیلاکی زحمت نہ رہے یک جہتی ہے' یک جہتی و اتفاق میں خلل نہ واقع ہو اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لیے حفاظت' بچاؤ' بھلائی اور زندگی بنایا ہے اور اپنے منافق فاسق کے لیے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا' اس لیے امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انھیں اسی منصب کے لیے پیدا کیا ہے اور انھیں وہ تمام صفات پختگی رائے حجت دین' انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے۔ جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں' اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور و فکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے' پس تم اللہ کا نام اور اس کی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لیے اور اس کے بعد اس کے بھائی کے لیے وفادار اور جانثار رہنے کے لیے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو' اور گمان نیک رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے اور بتائے گا اور جتا دے گا' کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمہیں وہی منافع کثیر عام فارغ البالی خوشحالی اور ترفہ حاصل ہوگا' جو تم کو اب امیر المومنین کے عہد میمنت میں بہ سبب امن عام' عافیت' انتظام حفاظت جان و مال اور عنایت و سخا کے حاصل ہے' یہ وہ کارروائی ہے جس کی دیر میں وقوع پذیر ہونے سے تم شاکی تھے' اور تم نے اس پر عمل درآمد کرانے میں جلدی کی اس لیے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اس کی اجرائی اور تصفیہ پر اللہ کی حمد کرو گے اور اس کا شکر بجالاؤ گے' اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھو گے جسے بخوشی قبول کرنے کے لیے تم آگے بڑھو گے اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں پوری تندہی کے ساتھ تم کوشاں رہو گے' کیونکہ تم خود واقف ہو کر اس کے ادا کرنے میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز و اکرام تم کو ملے ہیں تمہیں سزاوار ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل و احسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرو اور اس پر قائم رہو۔

اگر ان ولی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثہ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی جگہ جس کسی کو

چاہیں اپنے خویش یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کر دیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کر دیں یا اسے مؤخر کر دیں' اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو' ہم اس اللہ سے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمٰن و رحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمہیں یہ کارروائی مبارک کرے جو اللہ نے ان کی زبان اور ان کے ہاتھوں وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اس کا انجام بھی اچھا باعث فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نصر بن سیار کی طلبی:

بروز شنبہ ۱۲۵ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے کہ اس منشور کو سال نے تحریر کیا' اسی سنہ میں ولید نے نصر کو تمام خراسان کا صوبہ دار مقرر کر دیا اور اسے عراق کے صوبہ دار کی ماتحتی سے علیحدہ کر دیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور روپیہ دے کر نصر اور اس کے ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرالیا' اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اسی کے تفویض کر دی' نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلا بھیجا اور حکم دیا کہ جس قدر روپیہ اور تحائف وہ لا سکے لائے' اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

ولید بن یزید کے لیے تحائف:

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آ ؤ۔ جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کر دیا' خراسان میں کوئی لونڈی' غلام اور عمدہ قسم کا تیز یابو نہ بچا جسے اس نے مہیا نہ کر لیا ہو' ایک ہزار غلام خریدے انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے ان کی سواری میں دیئے' بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس نے ڈیڑھ سو خدمت گار' زرق برق لباس سے آراستہ کئے اور سونے چاندی کے آفتابے ہرن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں۔ جب ان انتظامات کو وہ مکمل کر چکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اسے روانگی پر ابھارا تھا۔ نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصہ بیہق پہنچ گیا تب ولید نے اسے لکھا کہ بربط اور طنبورے مجھے بھیج دو۔

ارزق بن قرۃ المسمعی:

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولی عہد کو خواب میں دیکھا ہے جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہے' اور میں نے اسے تخت پر متمکن دیکھا اس نے شہد پیا اور مجھے بھی اس میں سے کچھ دیا کہ نصر نے اسے چار ہزار دینار اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ولید کو لکھ دیا۔ ارزق نے ولید کو جا کر وہ رقم اور لباس دے دیا' ولید اس بات سے بہت خوش ہوا' ارزق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو دعا دی' ارزق اس سفارت سے واپس پلٹا' قبل اس کے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ارزق نے کس طرح اس خدمت کو انجام دیا ہے جب یہ اس کے پاس آیا تو اس نے ساری کیفیت سنائی۔ ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ارزق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ارزق کو جا کر اس کا خط دینا۔ قاصد شب میں ارزق کے پاس پہنچا' اور وہ دونوں خط جو اس کے اور نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خط جو اس کے اور

نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا' ولید نے جو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا تھا کہ میرے لیے بربط' طنبورے اور سونے چاندی کے ظروف بنواؤ' اور خراسان میں جس قدر چنگ بجانے والے مل سکیں۔ انھیں میرے لیے جمع کر دو' اسی طرح باز اور تیز رفتار یابو جمع کر کے خراسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار:

ایک باہلی راوی ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے تھے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہونے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن فرتاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا' اور پھر یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگا تار ہا' اس پر یوسف نے اپنا ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا' اور اسے حکم دیا کہ تم ہر وقت اس کے ساتھ رہنا اور اسے آنے کے لیے اصرار کرتے رہنا اگر وہ نہ آنا پسند کرے۔ تو مجمع عام میں اپنی مجھ سے بے تعلقی کا اعلان کر دے یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور اسے منالیا' پھر نصر اس محل میں جوان دنوں دارالامارۃ میں تھا چلا گیا' اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہوگیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہوگیا۔

نصر بن سیار کی عمال کو ہدایات:

اس نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا۔ مہلب بن ایاس العدوی کو افسر خراج مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا۔ حسان کی جو صنعانیاں کے اسدیوں میں سے تھا سمرقند کا' اور مقاتل بن علی العدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا۔ ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دینا اور ماوراء النہر پر غارت گری کرنا تاکہ اس بہانے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس آؤں۔

نصر بن سیار کی روانگی عراق:

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا' بنی لیث کا آزاد غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا' صبح کو نصر نے دربار مرتبہ کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں عراق چل رہا ہوں اور یہ تحائف بھی لے جا رہا ہوں مگر شب میں فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہوگیا۔ منصور بن جمہور عراق آگیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم ایسے علاقہ میں ہیں جس کی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ:

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اس کے بیان کی صداقت پر حلف لیا' اس نے قسم کھائی اس پر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہوں گا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری وفاداری میں کوئی خرابی پیدا کریں' مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلئے اور ہمیں برباد نہ کیجئے' نصر نے کہا سلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اس کے ساتھ بنی امیہ کے بھی تم سچے بہی خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد نصر نے یہ

بھی کہا' ابن خازم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا نہیں آیا جس میں میری رائے سب سے سبقت نہ لے گئی ہو' لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لیے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجیے۔

ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل:

اس سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی کو مدینے کا اور طائف کا والی مقرر کر کے بھیجا' اور ابراہیم اور محمد بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے دونوں بیٹوں کو دو اونی عباؤں میں جکڑ بند کر کے اس کے حوالے کیا' یوسف ان دونوں کے ساتھ بروز شنبہ ۱۲۵ھ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی بارہ راتیں باقی تھیں کہ مدینے آیا' اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی' پھر ولید نے اسے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو اس وقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیج دو' جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار انھیں مار ڈالا۔ ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انھوں نے بہت سا سرکاری روپیہ غبن کر لیا ہے۔ اس سنہ میں یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضاۃ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

اسود بن بلال کا قبرص جانے کا حکم:

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبدالملک کو جہاد پر روانہ کیا' اور اسود بن بلال المحاربی کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آ جائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں' ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انھیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

محمد بن علی کی وفات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہظ بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے مکے آ کر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ اور اس کے چشم دید حالات تھے بیان کیے' محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام' انھوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے' مگر خود وہ اپنے تئیں آزاد کا مدعی ہے' محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اسے خرید کر آزاد کر دو۔ ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے' محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے' اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آ جائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں' مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انھیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے' یہ لوگ ان سے مل کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذیقعدہ کی چاندرات تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا۔

امیر حج یوسف بن محمد:

اس سال یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی امیر حج تھا' جیسا کہ ابو المعشر کے بیان سے ثابت ہے اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کیے گئے۔

باب ۸

یحییٰ بن زید و خالد بن عبداللہ القسری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے' اب ہم ان کے قتل کے واقعہ کو جو اسی سنہ میں پیش آیا بیان کرتے ہیں۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم:

ابومخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ مقیم رہے' جب ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے اطلاع دی' شدہ شدہ اسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ تم حریش کو کسی کو بھیج کر گرفتار کرالو اور قید سخت میں ڈال دو۔ نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اس کی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری:

عقیل نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا' حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں' عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے۔ حریش کہنے لگا: بخدا! اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔ جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اس نے عقیل سے آ کر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہوں' عقیل نے کسی جاسوس کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔

یحییٰ بن زید کی گرفتاری و امان:

اس نے لے جا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا' عقیل نے اسے گرفتار کر لیا' اس کے ہمراہ یزید بن عمر اور فضل عبدالقیس کا آزاد غلام بھی تھا' یہ ان کے ہمراہ کوفہ سے آیا تھا' عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع کی۔ یوسف نے ولید بن یزید کو اس کی اطلاع بھیجی' ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو' اور انہیں اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی نصیحت کی' اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جائیے' دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خچر سوار کے لیے دیئے یہ مع اپنے طرفداروں کے وہاں سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔

یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج:

عبداللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو' نیز اس نے حسن بن زید التمیمی کو جو

تمام بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انہیں طوس میں ٹھہرنے مت دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک تم یحییٰ کو ابر شہر میں عمر بن زرارہ کے حوالے نہ کر دو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ چنانچہ پھر سرخس سے عبداللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا اور سرجان بن فروخ بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابوالفضل کے جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا حوالے کر دیا۔

ابوالفضل اور یحییٰ کی گفتگو:

ابوفضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا' انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اس نے دی ہے مگر اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ نصر کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی' بعد ازاں انہوں نے اپنے مع اپنے طرفداروں کے خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ مبادا کوئی انہیں زہر دے دے یا اچانک جالے۔ یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں۔ مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے' میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کر سکتے ہیں' میں آپ کے لیے جاسوس نہیں ہوں۔ آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں' آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود ان نگہبانوں پر' پھر انھوں نے پر زور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کرا لیتا میں نے کہا آپ کے لیے ایسا کرنا زیبا نہ تھا بلکہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جا رہا ہے پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے ان کا ہم سفر ہو گیا۔ جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلائے اور اپنے علاقہ سے چلتا کر دیا۔

عمر بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم:

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے انھیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لیے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ہمراہیوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے' راستے میں تاجر ملے انھوں نے ان کی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور ان کی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں' عمر بن زرارہ نے ابن سیار کو اس کی اطلاع دی' نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کیے جاتے ہیں' سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

عمر بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ:

غرض کہ یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے' ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ یحییٰ بن زید نے جن کے ہمراہ صرف ستر شخص تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا' انہیں شکست دی' عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا' اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور ان کے ہاتھ آئے' یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے' تحلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا' مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ اس لیے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلتے بنے۔

سلم بن احوز کا تعاقب:

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا' یہ ہرات اس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے جا چکے تھے مگر اس نے ان کا تعاقب جاری رکھا اور جوزجان کے ایک قریہ میں جس کا عامل حماد بن عمر السغدی تھا انہیں جالیا۔

یحییٰ بن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابو العجلان نامی بھی شریک ہو گیا تھا' یہ اسی روز مارا گیا اور حسماس الازدی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا' نصر نے اس کے بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کرا دیئے تھے۔

یحییٰ بن زید کا قتل:

سلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے میمنہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ یہاں ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسی غزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان الغزی کا آزاد غلام تھا۔ یحییٰ کے ایک تیر مارا جو ان کی پیشانی میں لگا۔ محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا سلم نے اسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا' اس لیے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہوگئی۔ یحییٰ کے تمام ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے ان کا سر کاٹ لیا' ان کا لباس اور اسلحہ غزی نے لے لیے اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

خراش بن حوشب کا انجام:

ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً عراق کے بچھڑے کو گرفتار کر کے جلا دینا اور پھر اس کی راکھ دریا میں بہا دینا' چنانچہ یوسف نے خراش بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا' پھر آگ میں جلایا' پھر اس کی راکھ ایک ٹوکرے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اس کی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کی نذر کر دی۔

اس سنہ میں مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے اور ان کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

۱۲۶ھ کے واقعات

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا' اس داستان کی تفصیل یہ ہے:

ولید بن یزید کے خلاف نفرت:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پیشتر خلیفہ سے سرکشی کی' اس کی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا' جب خلیفہ ہوا تو اس کے لہو ولعب' سیر و شکار' میخواری اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہو گیا (اس کی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اس کی اس روش زندگی سے اس کی حکومت' رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گئی اور وہ اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے' سب سے بڑی غلطی جو اس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے چچیرے بھائیوں ہشام بن عبدالملک اور ولید بن عبدالملک کی اولاد سے بگاڑ لی اور اس کے ساتھ اس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد

میں تھے اپنے خلاف کر لیا۔

سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی:

منہال بن عبدالملک راوی ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی بسر کرتا تھا' جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا' یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا' وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا' آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گیا' اس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی۔ سلیمان بن ہشام کو سو درے لگوائے' اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی اور جلاوطن کر کے عمان بھیج دیا' اور وہاں اسے واپس کر دیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

عمر بن ولید کی دھمکی:

خلیفہ ولید نے ایک لونڈی پر جو ولید کے بیٹوں کی تھی قبضہ کر لیا' عمر بن ولید نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی مگر ولید نے اس کے واپس دینے سے انکار کر دیا' اس پر عمر نے کہا' تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

سعید بن بیہس کی گرفتاری:

ولید نے افقم یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لیے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بیہس بن مہیب سے مشورہ لیا' اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عتیق بن عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے لیے بیعت لو۔ ولید یہ سن کر بہت ناراض ہوا' اور سعید کو قید کر دیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا۔

ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی:

اس نے خالد بن عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت لینا چاہی' اس نے انکار کر دیا' اس کے بعض قرابت داروں نے اس پر اعتراض کیا' اس نے کہا کہ میں ایسے کہ ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہوں جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اس کی شہادت مقبول ہے' انھوں نے کہا کہ باوجود فسق و فجور اور واہیات خرافات بکنے کے ولید کی شہادت بھی تو قبول کی جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے' میں اسے صحیح طور پر نہیں جانتا' یہ محض لوگوں کا بیان ہے' ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

عمرو بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو:

عمرو بن سعید الثقفی راوی ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا' فاسق سے اس کی مراد ولید تھا' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا' میں نے کہا کہ میری بیوی حبیبہ بنت عبدالرحمٰن بن جلیر مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سنے اس پر یوسف ہنس پڑا۔

ولید بن یزید پر الزامات:

غرضیکہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی' ہشام اور ولید کی اولاد نے اس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کی امہات ولد سے مقاربت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تا کہ وہ پہنا کر اسے قتل کرے' اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا

یزید بن الولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لیے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کرتے' اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

عمرو بن شراحیل کا بیان:

عمرو بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبدالملک نے دہلک میں نظر بند کر دیا تھا' ہم اسی قید میں تھے کہ ہشام نے وفات پائی۔ ولید ان کا جانشین ہوا۔ ہمارے معاملہ میں اس سے سفارش کی گئی مگر اس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھ کر جس کی وجہ سے وہ مغفور بھی ہو جائے گا کوئی کام نہیں کیا کہ اس نے قدریہ فرقہ کے لوگوں کو قتل کرا دیا اور ان لوگوں کو دہلک بھیج دیا۔ حجاج بن بشیر بن فیروز الدیلمی ہمارا محافظ تھا' یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ ماہ زندہ رہے گا' پھر قتل کر دیا جائے گا اور اس کا قتل اس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہوگا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

بنی قضاعہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے ان کی ایک جماعت اس کے قتل کے لیے آمادہ ہوئی اور حریث' شبیب بن ابی مالک الغسانی' منصور بن جمہور' یعقوب بن عبدالرحمٰن' حبال بن عمرو منصور کا چچیرا بھائی حمید بن نصر اللخمی' اصبغ بن ذوالۃ' طفیل بن حارثہ اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انھیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی' خالد نے اسے قبول نہیں کیا' ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں' اس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لوں گا۔ اسی اثناء میں ولید نے حج کا ارادہ کیا' خالد کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا وہ راستے میں سے قتل کر ڈالیں' اس لیے اس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی' اس نے کوئی بات بیان نہیں کی' ولید نے اسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری روپیہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے۔ وہ وصول کیا جائے۔

یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی:

ولید نے یوسف کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا' اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا کہ تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النصرانیہ نے تمام علاقوں کو برباد کر دیا ہے اور باوجود اس کے تم ہشام کو بھیجتے رہے' جو تم بھیجتے رہے' حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اسے گذشتہ حالت پر لے آتے۔ اب تم میرے پاس آؤ اور جس قدر ہو سکے وہ لاؤ تا کہ اس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمہاری فضیلت کا علم ہو' کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے' اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے سزاوار ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لیے لاؤ' کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنے اعزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے' کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا' اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے۔

حسان النبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

یوسف عراق سے روانہ ہوا' اس نے یوسف بن محمد اپنے چچیرے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر روپیہ سامان اور

ظروف اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا' یوسف شام آیا' خالد بن عبداللہ اس وقت قید تھا' حسان النبطی ایک رات اس سے آ کر ملا اور اسے اطلاع دی کہ ولید عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لیے تمہارے لیے اس کے سوا چارۂ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو بلاؤ۔ یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے۔ حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں' کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں بارسوخ ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں' اس لیے آپ اس رقم کو ان کے حسب مراتب انہیں دے دیجیے۔

یوسف بن عمر کی بحالی:

حسان نے یہ کارروائی کر دی' اب یوسف آیا۔ تمام اکابر سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے۔ حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھے دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا۔ ''میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں نہ صرف اپنے قصر کا مالک ہوں''۔ اس خط کو سر بمہر لے کر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا۔ پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا' اس کے علاوہ ابان بن عبدالرحمٰن النمیری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ' ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجیے' میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں۔ ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے۔ اس نے کہا یوسف' ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو' یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے' میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا' یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محمل پر بٹھا کر اسے ساتھ عراق لے آیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل:

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور اس نے اس کے لیے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور شتاب روی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اس کی محمل میں پھینک دیا' خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے' اس کا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سا مال بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ درگت ہوگئی ہے مگر پھر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی' یوسف نے کہا واہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ تو قیدی ہے' اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اس کی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اس کے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اس نے خالد کو عذاب دے دے کر قتل کرا دیا۔

ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی:

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی ترک نصرت کرنے پر لعنت

ملامت کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے۔

اس کا جواب عمران بن ہلیا الکلبی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور ابن بیض نے اس کے خلاف دو شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔

آل قعقاع کی ولید بن یزید سے مخاصمت:

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حمص کا حاکم مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سو کوڑے مارے تھے۔ ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اس سے ڈر کر بھاگے اور انھوں نے یزید بن عبدالملک کے مقبرہ میں جا کر پناہ لی' ولید نے انھیں گرفتار کرا لیا اور ان سب کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے جو اب قنسرین کا حاکم تھا حوالے کر دیا' اس نے ان لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں' ولید بن القعقاع' عبدالملک بن القعقاع' اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید' ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اس بدسلوکی کی وجہ سے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ کے ساتھ کی اس کے دشمن ہو گئے۔

یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست:

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں' اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے مشورہ کیا' اس نے کہا کہ اس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے' پہلے تم اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اور اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا' اور اگر انھوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر ان کا ساتھ دیں گے اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ ترکیب کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو:

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی' سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے۔ یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا' عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ غرض کہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا' تمام واقعہ کی اسے اطلاع دی' مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی' عباس نے اس سے کہا ذرا دم لو' غور کرو' ہم نے اس کی بیعت کی ہے اور اس کی ذمہ داری کے سامنے ہم پر عائد ہے۔ اگر ہم اس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

یزید بن ولید کی خفیہ بیعت:

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انھوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے احنف الکلبی یزید بن عنبسۃ السکسکی اور اعیان عمائدین میں سے جو اس کے خاص معتمد اصحاب تھے' ان سب کو اپنی تحریک میں ملا لیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اس کی بیعت کے لیے دعوت دینا شروع کی۔

عباس بن ولید کی مخالفت:

اس کے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا' اس وقت اس کے ہمراہ ان کے خاندان کا مولیٰ قطن بھی ساتھ تھا' یزید نے اس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے' عباس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی تو میں تمہیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے چلوں گا۔

عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات:

یزید اور قطن ان کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے۔قطن نے کہا میں آپ پر سے نثار ہو جاؤں میرا خیال اس کے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا برا برتاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے جو اس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین و استخفاف کے متعلق سنیں' اس کے قلب پر گہرا اثر پڑا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکا' عباس نے کہا ہاں! یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا! میں خود اسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔اگر چہ وہ ہمارے ساتھ حلم و مروت سے پیش آتا ہے مگر اس کے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اس کے سامنے پیش کر دیتا۔چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لیے تم اسے اس ارادے سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔قطن نے ساری سرگذشت بیان کی' یزید نے کہا بخدا! اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔

معاویہ بن عمر کی ولید بن یزید سے گفتگو:

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آ کر کہا کہ اگر چہ امیر المومنین نے اپنی موانست کی بنا پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں' میں وہ سن رہا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میں آپ کو بالکل بے خبر پاتا ہوں' اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے اقتضا سے عرض کروں اور نہیں تو امتثال طاعت میں خاموش رہوں۔ولید نے کہا تمہیں دونوں کا اختیار ہے بخدا! مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس آگ کو وہ گرم پتھروں پر روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے بتوں میں دیکھیں گے' خداوندا! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

مروان بن محمد کا سعید بن عبدالملک کے نام خط:

مروان بن محمد کو آرمینیا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لیے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لیے مروان نے اسے بھی یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے ارکان پیدا کیے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لی جاتی ہے۔خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں' مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شاخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ سے نقض بیعت کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لیے مصائب کا ایسا دروازہ کھول دیں گے جسے اللہ اس وقت تک بند نہیں کرے گا جب تک کہ تم میں سے بہت سوں کے خون نہ بہہ جائیں

میں اس وقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لیے خود نہیں آ سکتا اگر میں اور وہ ایک جا ہوتے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے انہیں اس غلط راستے سے روک دیتا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا' کیونکہ میں اس فتنہ کے برے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اس وقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ ان کی بات نہ بگڑ گئی' اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اس کے دشمن اس پر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں' آپ ان لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں' اس لیے آپ اپنی ان کے ساتھ شرکت کا وعدہ کر کے اصل راز دریافت کر لیجیے' اور جب آپ کو پورا علم ہو جائے تو آپ انھیں دھمکائیں کہ میں افشائے راز کر دوں گا' پھر آپ انہیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں' اس کے نتائج سے انھیں آگاہ کریں شاید اس ترکیب سے اللہ ان کے دین اور عقل سلب شدہ کو دوبارہ انھیں دے دے کیونکہ جس بات کے وہ مساعی ہیں ان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائے گی' آپ فوراً اس کارروائی کو کیجیے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع واتحاد کی رسی مضبوط رہے گی' سب لوگ سکون اور عیش میں رہیں گے اور سرحدیں محفوظ رہیں گی' کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے اور فارغ البالی فقر کو دور رکھتی ہے اور تعداد بھی گھٹتی ہے' زمانہ کا الٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس ردوبدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے' چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مورد رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں' اور حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں' ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے۔ ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دے' ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ان کی خوشحالی کو بدل دیتا ہے' خداوند عالم آپ کو اس سے بچائے' آپ مجھے ان کی پوری حالت سے مطلع فرمائیے' خدا! آپ کے دین کو سلامت رکھے اور اس بات سے نکالے جس میں اس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی:

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا' اس نے اس خط کو عباس کے پاس بھیج دیا' عباس نے یزید کو بلا بھیجا' اور اس سے کہا کہ آج سے مجھے تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں' پھر اسے ڈرایا دھمکایا' یزید اس سے ڈر گیا اور اس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان عداوت ڈلوانے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے' اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا' عباس نے اس کی قسم پر اعتبار کیا۔

عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ:

ابن بشر بن الولید بن عبدالملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبدالملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان سے ولید کی علیحدگی اور یزید کی خلافت کے لیے گفتگو شروع کی' عباس انھیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر مصر تھے' میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو بھی یہ جرأت ہوگئی ہے کہ وہ میرے چچا سے دوبدو گفتگو کر رہے ہیں اور ان کی بات کو رد ہی کر دیتے ہیں' اس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے' مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہاری ہلاکت کی اجازت دے دی

ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں پڑھے:

انی اعیذکم باللہ من فتن مثل الجبال تسامی ثم تندفع

ترجمہ: ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر ان فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرائیں گے۔

ان البریة قد ملت سیاستکم فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعو

ترجمہ: خلق اللہ تمہاری طرز جہانبانی سے برداشتہ خاطر ہوگئی ہے اس لیے اب تم دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑو اور علیحدہ رہو۔

لاتلقمن ذئاب الناس انفسکم ان الذئاب اذا ماالحمت رتعو

ترجمہ: اپنے تئیں ان گرگ صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ بھیڑیوں کو جب گوشت کھلا دیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں۔

لاتبقرن بایدیکم بطونکم فثم لا حسرةٌ تغنی و لا جزعُ

ترجمہ: اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو ورنہ پھر نہ افسوس کام دے گا اور نہ آہ وبکا''۔

یزید بن ولید کی روانگی دمشق:

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لیے جو اس وقت صحرا میں مقیم تھا سمجھوتہ کرلیا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا' اس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اس نے اپنی ہیئت بدلی تھی' سات آدمی اس کے ہمراہ تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا۔ یہ ساری جماعت مقام جرود پر جو دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے آ کر ٹھہری یزید لیٹ گیا اور سو گیا۔

اس کے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں اس نے کہا بیچنے کے لیے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس بطور مہمان کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔ اور ٹھہر بھی سکتے ہیں' یہ شخص ان کے لیے مرغ مرغی کے چوزے' شہد' گھی اور پنیر لے آیا' ان لوگوں نے کھالیا۔

یزید بن ولید کی دمشق میں آمد:

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا' اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اس کے لیے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزہ نے بھی سوائے معاویہ بن مصاد الکلبی کے جو ان کا سردار تھا اس کے لیے بیعت کرلی تھی' یزید اسی شب اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لیے پیدل گیا۔ مزہ اور دمشق میں ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ اثنائے راہ میں ان لوگوں کو بارش نے آلیا جب یہ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا' وہ کھلا' یہ مکان میں گئے' معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لائیے اس نے کہا کہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارا فرش خراب کروں' معاویہ نے کہا کہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے' یزید نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ معاویہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی) یزید دمشق کی طرف واپس ہوا۔ اس نے قناة کی شاہراہ پر چلنا شروع کیا' وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعید الخشنی کے مکان میں آ کر اترا۔

ولید بن روح کی دمشق میں آمد:

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگائے دمشق میں داخل ہوں گا' چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اس نے ایک اور عبا پہن لی' جس نے سب کو ڈھانک لیا' اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار یثرب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ان دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطنا میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کر دیا' ابوالحاج کثیر بن عبداللہ السلمی کوتوال تھا' جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کر لیا تو حاکم دمشق کو اس کی اطلاع ہوئی مگر اس نے باور نہیں کیا۔

مسجد کے محافظوں کی گرفتاری:

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ ہجری کو مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا' یہ باب الفرادیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے' نماز پڑھی' مسجد میں سرکار کی طرف سے نگہبان مقرر تھے جن کو حکم تھا کہ وہ رات میں سب لوگوں کو مسجد سے نکال دیں' نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لیے کہا' یزید کے طرفدار دیر لگاتے رہے اور ترکیب یہ کی کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آ جاتے' یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہ گئے یا یزید کے طرفدار' انھوں نے انہیں گرفتار کر لیا' یزید بن عنبسہ نے یزید بن الولید کو اس کی جا کر اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیر المومنین آپ کھڑے ہوئے' اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوشخبری ہو۔ یزید نے کھڑے ہو کر کہا اے خداوندا اگر یہ بات تجھے پسند ہے تو میری اس کے مقابلہ میں اعانت کر دو' مجھے تقویت دے' اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دے دے تاکہ میں اس کے نتائج بد سے بے خبر ہی رہوں۔

ولید بن یزید کے عمال کی گرفتاری:

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا' جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اس کے ساتھ آ ملے' جب غلہ منڈی میں پہنچا تو اس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اس کے پاس آ گئی' یہ سب لوگ مسجد میں آئے قصر کے باب المقصورہ کی طرف چلے اسے جا کر کھٹکھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے پیامبر ہیں۔ کسی خادم نے دروازہ کھول دیا' انھوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ابوالحاج کو بھی نشہ میں بدمست تھا گرفتار کر لیا۔ اسی طرح انھوں نے بیت المال کے تمام خازنوں اور افسر ٹپہ کو گرفتار کر لیا' یزید نے ہر ایسے شخص کو جس کا اسے خطرہ تھا اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کرا لیا۔ اسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر محمد بن عبیدہ' سعید بن العباس کے آزاد غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کرا لیا نیز اسی رات عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کرایا۔ اس کے اپنے جو طرفدار گھاٹی میں تھے انہیں بلوا بھیجا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہمارا اشعار تمہیں بتا دیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا' انھوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا۔

یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ:

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی' جنہیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے انھیں اسلحہ خانوں میں نہیں رکھا تھا۔ اس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے' صبح کو اہل مزۃ اور ابن عصام آیا' ابھی نصف دن نہیں گزرا

تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی' یزید اس وقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

اذا استنزلوا عنهن للطعن ارقلوا ۔۔۔ الی الموت ارقال الجمال المصاعب

ترجمہ: ''جب انہیں نیزہ بازی کے لیے محذرات کی حفاظت وصیانت کے لیے میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اس طرح دوڑتے ہوئے جاتے ہیں جس طرح کہ مست نر اونٹ دوڑتا ہے''۔

یہ سن کر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اب مزے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع:

ازین بن ماجد راوی ہے کہ ہم علی الصباح عبدالرحمٰن بن مصاد کے ہمراہ دمشق کی طرف چلے' ہماری تعداد تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا' اس نے کہا' اس ساز و سامان و تیاری کے کیا معنی؟ بخدا! میں امیر المومنین کو جا کر اس کی اطلاع دوں گا' اہل مزہ کے ایک شخص نے اسے قتل کر ڈالا۔ ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلبیین کے بازار سے چلنے لگے' تمام راستہ ہم سے بھر گیا' اس لیے ہم میں سے بعض لوگوں نے غلے کی منڈی کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہو گئے' یزید کے پاس آئے' ہمارا ابھی آخری آدمی اس کے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً سوکاسک آ پہنچے' یہ لوگ باب الشرقی سے شہر میں داخل ہوئے' مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے' پھر یعقوب بن عمیر بن ہانی العبسی اہل داریا کو لے کر چھوٹے دمشق کے دروازہ سے آیا۔ عیسیٰ بن شبیب التغلبی اہل دومۃ اور حسرتا کے ساتھ باب توما سے شہر میں آیا' حمید بن حبیب اللخمی اہل دیر المران' ارزۃ اور سطرا کے ساتھ' باب الفرادیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشی' اہل جرش' اہل حدیثۃ اور دیر زکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا۔ ربعی بن ہاشم الحارثی بنی عذرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے ساتھ باب توما سے شہر میں داخل ہوا' اور بنی جہنیہ اور ان کے متعلقین طلحۃ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

عبدالملک بن محمد کی اطاعت:

قسیم بن یعقوب اور ازین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً دو سو سواروں کو عبدالرحمٰن بن مصاد کی زیر قیادت قطن بھیجا تا کہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ کر لائیں' یہ اپنے قصر میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دی' وہ عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا' اب ہم قصر میں داخل ہوئے اس میں ہمیں دو بورے ملے' ہر بورے میں تیس ہزار دینار تھے ازین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمٰن بن مصاد سے کہا کہ ان میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تم کو اتنا نہیں ملے گا' عبدالرحمٰن نے کہا اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی' بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ تا کہ عرب بعد میں یہ نہ کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہ تمام روپیہ یزید کو پہنچا دیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم:

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو کہلا بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر ٹھہرے رہو' اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے معاش

مقرر ہے وہ اپنی معاش آ کر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اسے بطور مدد معاش ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبدالملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے' ان سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جا کر گشت لگائیے تا کہ وہ آپ کو دیکھ لیں اور انھیں میری بیعت کے لیے آمادہ کیجئے' ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راہب جا کر قیام کرو' ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب:

دکین بن شماخ الکلبی اور ابوعلاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرا دی کہ جو شخص فاسق یعنی ولید کے مقابلہ کے لیے جائے اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے' یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لیے جانا چاہتا ہے اسے پندرہ سو درہم دیئے جائیں گے۔ اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے' یزید نے منصور بن جمہور کو ایک جماعت کا' یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبداللہ وجیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب اللخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ عبدالعزیز نے حیرہ میں آ کر چھاؤنی ڈالی۔

ابومحمد بن عبداللہ کی یزید کی اطاعت:

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد غلام اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اسی روز ولید کے پاس آیا' جب یہ وہاں پہنچا اس کا گھوڑا مر گیا' اس نے ولید کو تمام واقعہ سنایا' ولید نے اس کے سو درے لگوائے اور قید کر دیا' پھر اس نے ابومحمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا' اسے انعام و اکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابومحمد وہاں سے روانہ ہوا' اور جب ذنبہ پہنچا ٹھہر گیا' یزید بن الولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو اس کے پاس بھیجا۔ ابومحمد نے اس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لیے بیعت کر لی' یزید کو اس کی اطلاع ملی' وہ اس وقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے۔

عبداللہ بن عنبسہ کا ولید بن یزید کو مشورہ:

بہیس بن زمیل الکلابی نے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ حمص چل کر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مستحکم مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کیجیے تا کہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اس پر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے لڑنے اور اپنا حق ادا کرنے سے پہلے یہ سزاوار نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لیے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچیرا بھائی ہے۔ یہ جواب سن کر ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی' اس پر ابرش سعید بن ولید الکلبی نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لے چلیں کیونکہ زیادہ مستحکم مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انہیں نے مجھ پر خروج کیا ہے' تم کوئی بہت مستحکم مقام بتاؤ' اس نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں' ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا' اس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے' ولید نے کہا اس کا

نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا تو یہ نجراء نعمان بن بشیر کا قصر موجود ہے' اس میں چلیے' ولید نے کہا تمہاری وادیوں کے نام کس قدر برے ہیں۔

ولید بن یزید کی روانگی:

اب وہ سماوہ کے راستے ہولیا اور ریف کو چھوڑ دیا کل دو سو آدمی اس کے ہمراہ تھے ضحاک بن قیس الفہری کے مقام شبکہ آیا' یہاں اس کے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے' یہ سب اس کے ساتھ ہوئے' انہوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اس لیے آپ ہمیں ہتھیار دیجیے مگر ولید نے نہ انھیں تلوار دی اور نہ نیزہ دیا۔

ولید بن یزید کا قلعہ نجراء میں قیام:

اب اس سے پھر بیہس نے کہا کہ اگرچہ آپ نے حمس اور تدمر چلنے سے انکار کر دیا تو قلعہ نجراء سامنے ہے اسے عجمیوں نے بنایا ہے اور بہت مستحکم ہے' یہاں آپ ٹھہر جائیں' ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے اس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کیے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے' آخر کار ولید قلعہ نجراء میں اتر پڑا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے مال پر قبضہ:

دوسری جانب یزید نے لوگوں میں منادی کی کہ وہ عبدالعزیز کے ہمراہ ولید کے مقابلہ کے لیے جائیں' نقیب نے اس کی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائے گا اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے' ایک ہزار تیار ہوئے' یزید نے انھیں دو دو ہزار درہم دے دیئے' اور کہا کہ سب زنبہ جا کہ جمع ہوں' چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے' پھر ان سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گڑھی ہے اب وہاں سب جمع ہوں' یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچ ان سب کو لے کر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا' یہاں انھیں ولید کا اسباب و سامان جاتا ہوا ملا' اس پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جا کر ٹھہر گئے۔

عباس بن ولید کا ولید بن یزید کو پیغام:

عباس بن الولید کا قاصد ولید کے پاس پیام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں' ولید نے تخت باہر نکلوایا' اس پر بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہوں گے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں' ناگ سانپوں کو چٹکی سے پکڑ لیتا ہوں۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے ان سے جنگ شروع کر دی عمرو بن حوی السکسکی اس کی میمنہ کا افسر تھا' مقدمۃ الجیش پر منصور بن جمہور تھا۔ پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کلثم الازدی تھا۔ عبدالعزیز نے اپنا سیاہ خچر منگوایا اس پر سوار ہو گیا' زیاد بن حصین الکلبی کہ اس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تا کہ وہ انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دے' ولید کے آزاد غلام قطری نے اسے قتل کر ڈالا اور یزید کے طرفدار پسپا ہوئے' عبدالعزیز پیدل ہو گیا' اس کی جماعت نے جوابی حملہ کیا' اب تک اس کے کچھ لوگ کام آ چکے تھے' اس کے سرداروں نے ولید کی طرف یلغار کیا جو قلعہ نجراء کے دروازہ پر موجود تھا اور اس وقت اس نے مروان بن الحکم کا وہ علم جو اس نے جابیہ پر بلند کیا تھا نکلوا رکھا تھا' ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان الخشبی مارا گیا اسے جناح بن نعیم الکلبی نے قتل کیا یہ ان حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے۔

عباس بن ولید اور منصور بن جمہور:

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آ رہا ہے' اس نے منصور بن جمہور کو رسالہ کے ساتھ اسے روکنے کے لیے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھاٹی میں اسے جالو گے' اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انھیں گرفتار کر لینا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا' جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا' جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور نے اس سے کہا آپ عبدالعزیز کے پاس چلیے۔ عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا بخدا! اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی اطاعت:

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی' عباس بن الولید کے مقابلہ کے لیے گیا تھا' اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا' اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ چلے گا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گا' عباس نے ہرم بن عبداللہ بن جبہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے' اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم ہے' عباس نے کہا اللہ اکبر اس کی یہ جرأت میرے ساتھ اس کی یہ گستاخی اس کے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا' چونکہ اس کے ہمراہ اس کی جمعیت نہ تھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی' اس لیے اس نے انا للہ کہا' یہ لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے' عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن ولید کے لیے بیعت کیجیے' اس نے بیعت کر لی اور وہیں کھڑا ہو گیا۔ یزید کے طرفداروں نے ایک علم نصب کیا اور کہا کہ یہ علم عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی ہے۔ اس پر عباس نے کہا انا للہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے۔ بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے' چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

ولید بن یزید کی شجاعت:

ولید دہری زرہیں پہنے سامنے آیا' اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زرائد اس کے پاس لائے گئے' اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا' خوب ہی داد شجاعت و بسالت دیتا رہا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو للکارا ''دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوط علیہ السلام ہلاک کی گئی اسے سنگسار کر دو'' یہ سنتے ہی ولید قصر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا' عبدالعزیز اور اس کی فوج نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔

ولید بن یزید اور یزید بن عنبسہ کی گفتگو:

ولید نے دروازہ کے قریب آ کر کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف صاحب حسب اور حیا نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبسہ السکسکی نے کہا مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتے ہو' ولید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں یزید بن عنبسہ ہوں۔ ولید نے کہا اے سکسکی' کیا میں نے تمہاری معاشوں میں اضافہ نہیں کیا' کیا میں نے تمہاری تکلیف دور نہیں کی' کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کیے۔ کیا میں نے تمہارے اپاہجوں کے لیے خادم مقرر نہیں کیے؟ یزید بن عنبسہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لیے

تمہارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس کی پرواہ نہیں کی' شراب نوشی کی' اپنے باپ کی امہات ولد سے مقاربت کی' اور اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی' یہ وجوہات ہیں جنھوں نے ہمیں تمہارا مخالف بنایا ہے۔

ولید نے کہا اے سکسکی بس کر' میری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا' تو نے حد سے زیادہ میخواری کی' اور جس قدر عورتیں میرے لیے حلال کی گئیں ہیں ان کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جس کا تو نے ذکر کیا۔

ولید بن یزید کا قتل:

ولید یہ کہہ کر قصر کے اندر واپس چلا گیا۔ کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ پھر کلام پاک کھول کر اس کی تلاوت کرنے لگا۔ لوگ دیواروں پر چڑھ گئے' سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا' یزید بن عنبسۃ السکسکی تھا۔ یہ اتر کر اس کے پاس پہنچا۔ ولید کی تلوار اس کے پہلو میں رکھی ہوئی تھی' یزید بن عنبسہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو' ولید نے کہا اگر تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمہاری اس وقت یہ حالت نہ ہوتی' یزید بن عنبسہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے اس کے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جن میں منصور بن جمہور' حبال بن عمرو الکلبی' عبدالرحمٰن بن عجلان (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام) حمید بن نصر اللخمی' سری بن زیاد بن ابی کثبہ' اور عبدالسلام اللخمی تھے' عبدالسلام نے اس کے سر پر تلوار ماری اور بسری نے اس کے منہ پر تلوار ماری' اور اس کی انگلیاں پکڑ کر کھینچا تا کہ اسے مکان سے باہر لے جائیں مگر ایک عورت جو اس کے ہمراہ اس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی' اس پر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا۔ ابو علاقۃ القصاعی نے اس کا سر کاٹ لیا' اس کی گدی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اس ضرب سے مل گئی جو اس کے چہرہ پر لگی تھی' روح بن مقبل ولید کا سر لے کر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں' اس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ یزید اور اس کے تمام ہمراہیوں نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا' یزید بن عنبسہ السکسکی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو' یزید نے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوندا! اگر یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اسے میرے لیے راست کر۔

یزید بن ولید اور یزید عنبسہ کی گفتگو:

یزید نے یزید بن عنبسہ سے پوچھا کیا ولید نے تم سے کچھ کہا تھا' اس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اس نے مجھ سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں' میں نے اس سے بات چیت کی اور اسے لعنت ملامت کی' اس پر اس نے کہا بس کر' میری عمر کی قسم تو نے بہت میخواری کی ہے اور منہیات کا اکثر ارتکاب کیا ہے' بخدا! اب تمہارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہوگا' نہ تم میں کبھی یک جہتی ہوگی اور نہ تمہاری ایک بات ہوگی۔

نوح بن عمرو کا بیان:

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اس قدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگ ریزے کو اٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید کی فوج کے میسرہ کا جنگ سے گریز:

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکلبی کا بھتیجا بنی عامر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا' ان کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے میمنہ پر بنی عامر تھے اسی وجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے میمنہ سے نہیں لڑا' اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آ ملے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا' میں نے اس کے خدام اور چوبداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اسے دکھانے لے جاتے تھے۔

مثنیٰ بن معاویہ کا بیان:

مثنیٰ بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لولوہ میں آ کر مقیم ہوا' اپنے بیٹے حکم اور موئل بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اسے بطور معاش ساٹھ دینار دینا۔ چنانچہ میں اور میرا چچیرا بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ بزید کے عسکر میں آئے' موئل نے مجھے اپنے بالکل پاس بلالیا اور کہا کہ میں تمہیں امیر المومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمہیں سو دینار ملیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی جنوب کی طلبی:

ولید لولوۃ سے چل کر ملیکہ آیا' یہاں عمرو قیس کا پیامبر اس کی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانچ سو شہسوار عبدالرحمٰن بن ابی جنوب البہرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں' ولید نے ضحاک بن ایمن العوفی الکلبی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ (وہ اس وقت مقام غویر میں تھا) اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس جاؤ۔ صبح کو اس نے کوچ کا حکم دیا' اور خود ایک کمیت گھوڑے پر سوار ہوا' ریشم کی قبا زیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر تھا' تہ کردہ باریک ململ کے ٹپکہ سے گات باندھ رکھی تھی' دونوں شانوں پر تلوار کے اوپر زرد پٹکہ تھا' اب سلیم بن کیسان کے سولہ شہسوار اس کے پاس آ گئے' پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اس کے پاس آئے' پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہوا' ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا' پہلے تو ولید راستے راستے چلنے لگا پھر وہ مشبہ نام ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہولیا۔ یہاں ابن ابی الجنوب اہل حمص کے ساتھ اس سے آ کر مل گیا' پھر وہ نجراء آیا' فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لیے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے' ولید نے منادی کرادی کہ امیر المومنین نے اس گاؤں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے' فوج نے کہا ہم سبز چارہ کو لے کر کیا کریں گے اس سے ہمارے جانور موٹے اور بھدے ہو جائیں گے' اصل میں وہ نقد روپیہ چاہتے تھے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کے لولوۃ میں قیام کی اطلاع:

مثنیٰ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا تو ام کلثوم بنت عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کا قاصد عمر بن مرہ نام اس کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبدالعزیز بن الحجاج لولوۃ پہنچ چکا ہے' مگر ولید نے اس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ پھر خالد بن عثمان المخراش اس کے صاحب شرط نے بنی حارثۃ بن غباب کے ایک شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبدالعزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لیے ہیں' پھر اس نے ہمیانی اپنی کمر سے کھول کر اسے بتائی اب وہ لولوۃ میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا' مگر ولید نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور

اس سے کچھ باتیں کیں جسے میں نے نہیں سنا۔ میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المومنین نے کیا کہا' اس نے کہا کہ اس نہر کے متعلق جو اس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے' عبدالعزیز لولوۃ سے ملیکہ آیا اس پر قبضہ کر لیا' منصور بن جمہور کو بھیجا اور اس نے شرقی القری پر قبضہ کر لیا' یہ ایک بلند ٹیلہ ہے۔ جو علاقہ ملساء میں اس راستہ پر جو نھیا سے نجراء جاتا ہے واقع ہے۔

عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی:

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس نے بنی ناجیہ کے جیش نام ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آپ کو اختیار ہے کہیے تو میں آپ کے پاس آؤں اور ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں۔ ولید' عباس پر خفا ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔ یہ پیامبر منصور بن جمہور کو مل گیا' اس نے پوچھا کیا بات ہے' اس نے ساری حقیقت سنا دی' منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے جنبش کی تو بخدا! میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا' البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی تکبیر سنی کہ وہ نجراء کی طرف پیش قدمی کرتے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان المخر اش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہو گیا۔ حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔

جنگ کا آغاز:

یزید بن الولید کے طرفداروں کے ساتھ ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر معلق تھی' اس میں مرقوم تھا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتے ہیں تاکہ حکومت باہمی مشورہ سے قائم کی جائے' اب جنگ شروع ہوئی' عثمان الخشی مارا گیا' ولید کے طرفداروں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے۔ منصور بن جمہور نہیا کے راستے ہو لیا اور پھر ولید کے پڑاؤ پر اس کے عقب سے آ دھمکا' اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا' یہ دیکھ کر میں اور عاصم بن ہبیرۃ المعاقری مخراش کا نائب دونوں مقابلہ کے لیے نکلے اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پسپا ہوئی اور اس کی وجہ سے منصور کا دستہ بھی پسپا ہو گیا۔ سمی بن المغیرہ قتل کر دیا گیا' اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا' ابرش اس وقت اپنے ادیم نامی گھوڑے پر سوار تھا اس نے دو کانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اسے اپنی داڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے جنے اپنا علم آگے بڑھا' اس نے کہا مجھے آگے بڑھنے کا یارا نہیں کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں' عباس بن الولید آگے بڑھا تو اسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روک دیا۔ سلیمان بن عبداللہ بن دحیہ کے آزاد غلام ترکی نام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا۔ کہ اسے گھوڑے سے اچھال دیا' اس کے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج میں گھوڑے سے گرا دیا گیا اور اس سے حریف سہم گیا۔

ولید بن یزید کی ولید بن خالد کو پیش کش:

ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس ہزار دینار نقد تمہیں دوں گا اور تم کو

تمہاری عمر بھر کے لیے حمص کا والی مقرر کردوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے' بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو' عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا' اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا' یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ:

ولید بن خالد واپس جانے لگا' تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابرش کو بھی اتنے ہی دیں اور باعتبار مرتبہ کے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں' تو میں آپ کی طرف آیا جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا۔ عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے' بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کردو' ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی منظوری:

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کرلیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں' عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کردو' چنانچہ اس نے حملہ کیا' ولید کی فوج نے شکست کھائی' ولید کھڑا ہوا اور قلعہ نجراء میں چلا گیا' عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہر گیا' دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں' یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا' عبدالسلام بن بکیر بن شاخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا' کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ تصفیہ کریں۔ عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے' نکل آئے' جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے؟ آپ خاموش رہیے اور جو لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں انھیں کرنے دیجیے' عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست کو منظور کرنے کی خاطر جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے کوئی ضرورت نہیں دیکھتا۔

ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ:

میں نے ایک دراز قد نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو قصر کے دیوار کے قریب پہنچا' اور اس پر چڑھ کر قصر کے اندر اتر گیا' میں بھی قصر کے اندر گیا۔ دیکھا کہ ولید مصری ململ کا کرتہ' قلمکار کا پائجامہ پہنے کھڑا ہے' تلوار بھی ہے مگر نیام میں' لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں' اتنے میں بشر بن شیبان کنانۃ بن عمیر کا آزاد غلام' اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر قصر میں آیا تھا' اس کی جانب بڑھا' یزید' قصر کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کی بائیں جانب تھا' بشر بن شیبان نے اس کے سر تلوار کا وار کیا' پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا' ولید مارا گیا' عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لیے اس پر گر پڑا' اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لیے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام ابو الاسد نے آ کر اس کی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا' لوگوں نے اس کے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العلیمی ابو البطریق بن یزید

جس کی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اس مال و متاع کی جو میری بیٹی کا ہے آپ حفاظت کیجیے' چنانچہ کسی شخص کی دسترس ان اشیاء تک نہ ہو سکی جن کے لیے اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ اس کی ہیں۔

ولید بن یزید کے سر کی تشہیر:

عمرو بن مروان الکلبی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اس کی بائیں ہتھیلی کاٹ لی اور اسے یزید کے پاس بھیج دیا گیا' اس طرح اس کے سر سے پہلے میں نے یہ کف اس کے پاس شب جمعہ کو پہنچا دیا' اس کا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لیے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے۔ اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بنی مروان کے آزاد غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو تمہارا چچیرا بھائی اور خلیفہ ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کرا دیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہو گی اور اس کے خاندان والوں کو اس کا بدلہ لینے کے لیے جوش آ جائے گا۔ یزید نے کہا بخدا! میں ضرور نصب کروں گا۔ چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا' پھر اس نے کہا کہ اسے لے جاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ' اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لے جانا' اس نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور و واویلا کرنے لگے' وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ تم اسے اپنے مکان لے جاؤ' تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لے جا کر دے دو' یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے مخالف تھے' ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اسے ایک ٹوکرے میں رکھ سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا اسے دور کر دو' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میخوار دیوانہ اور فاسق تھا' اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا' ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد لونڈی اسے ملی۔ اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے ہوتا تو اسے کر گذرتا' اسے اس ارادہ سے کون روک سکتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مصاد کی روایت:

عبدالرحمٰن بن مصاد راوی ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمد السفیانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی' اس نے مجھے بھیجا' میں اس سے جا کر ملا اس سے مصالحت کر لی اور یزید کے لیے بیعت لے لی' ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا ہمیں نظر پڑا' میں نے ایک شخص کو اس کی طرف دوڑایا' وہ اسے میرے پاس لے آیا' سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابوالکامل مشہور گویا تھا یہ ولید کی خچری مریم نام پر سوار تھا' اس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا' میں یزید کے پاس فوراً پلٹ آیا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اس کی اطلاع اسے پہنچ چکی ہے۔ وکین بن شماخ الکلبی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن ہلباء العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے قصر نجراء کے دروازہ کو مار رہا تھا' اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

سنبکی خالدا بمهندات و لا تذهب صنائعه ضلالا

ترجمہ: ''ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فولادی تلواروں سے روئیں گے اور اس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائیں گے''۔

ولید بن یزید کے قتل کے مدعی:

ابو عاصم الزیادی راوی ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا' میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلس کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا' اس کے بعد ایک اور شخص نے آ کر اس کا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا' وجہ الفلس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لے کر یزید کے پاس آیا تھا' ان دس میں روح بن مقبل بھی تھا۔ روح نے کہا امیر المومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو' جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمٰن وجہ الفلس اور بشر کنانۃ الکلبی کا آزاد غلام بھی تھا۔ یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔

جس روز ولید مارا گیا اس نے جب کہ وہ دشمن سے لڑ رہا تھا اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی ایک کا سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے' چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے' ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھ لیے جائیں' اس پر اس کے موالیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لانے والوں میں تھا کہا امیر المومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

مالک اور عمر والوادی کا فرار:

ولید کے ہمراہ مالک بن ابی السمح گویا' اور عمر و الوادی بھی تھے' جب ولید کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے محصور کر لیا گیا تو مالک نے عمر سے کہا تم مجھے نکال لے چلو۔ عمر و نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کرے گا کیونکہ ہم جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں' مالک نے کہا تم پاگل ہو' اگر انھوں نے ہم پر قابو پا لیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے۔ پھر اس کا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا' اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے اور اس پر سب سے سخت الزام ہماری حجت کا لگایا جائے گا' اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

ولید بن یزید کی مدت حکومت:

اکثر ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ ولید بروز' پنجشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا۔ البتہ اس کی مدت خلافت میں اختلاف ہے ابو المعشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا' ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اس کی مدت خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی۔ اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے' ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اس کی عمر اڑتیس سال تھی' محمد بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے۔

ولید بن یزید کی عمر:

بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے' دوسروں نے اکتالیس اوروں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے۔ ابو العباس ولید کی کنیت تھی۔ اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی تھی' نہایت غصہ ور آدمی تھا' پیروں کی انگلیاں دراز تھیں' اس

قدر قوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی' اس میں ڈوری اس کے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی بغیر ہاتھ لگائے گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا' اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا۔

ابوالزناد کا بیان:

الزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اس کے پاس تھے' یہ دونوں ولید کا تذکرہ کر کے اس کی مذمت کرتے رہے اور اس پر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے' مگر میں نے اس گفتگو میں مطلقاً حصہ نہیں لیا' اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لے کر دربار میں آیا تو میں نے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں دیکھے' ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔

ابوالزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو:

ہشام کے انتقال کے بعد اس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا' میں اس کے پاس بھیج دیا گیا' اس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو' پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا' پھر کہنے لگا۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب احول (ہشام) اور فاسق زہری بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے' میں نے کہا' جی ہاں! مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا' ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو' کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سرہانے کھڑا تھا' میں نے کہا جی ہاں' ولید نے کہا' اسی نے مجھ سے اس روز کی ساری گفتگو بیان کی' بخدا! اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اسے قتل کر ڈالتا' میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرہ سے تاڑ لیا تھا' پھر اس نے کہا' اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا' میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا۔

ولید بن یزید کی مے نوشی:

پھر اس نے شام کا خاصہ طلب کیا' ہم دونوں نے کھانا کھایا' مغرب کا وقت آ گیا' دونوں نے نماز پڑھی' پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی' ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی' خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے' تین لونڈیاں آئیں اس کے سامنے میرے اور اس کے درمیان آ کر تالیاں بجانے لگیں' ولید نے جام شراب پی لیا' وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے' پھر اس نے شراب طلب کی اور ان باندیوں نے آ کر پھر اسی طرح کیا جیسا کہ وہ پہلے کر چکی تھیں۔ غرض کہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے تالیاں بجاتی تھی۔ میں نے شمار کیا کہ اس نے رات بھر میں ستر قدحے شراب پی۔ اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری قتل کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ القسری کی حیرہ میں اسیری:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تھا' اس طرح وہ کچھ مہینے کم پندرہ سال عراق کا صوبہ دار رہا' کیونکہ ۱۰۵ ہجری میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا صوبہ دار ہوا' اور ماہ جمادی الاوّل ۱۲۰ ہجری میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا' جب ہشام نے اسے معزول کر دیا اور واسط میں یوسف اس کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسط ہی میں مقید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد مع اپنے

بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبداللہ کے کامل اٹھارہ ماہ میں قید رہا۔ یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے۔ کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں' اور اسے عذاب دوں' مگر ہشام نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا' یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اس کے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مال گذاری کو برباد کر دیا اور بہت سا سرکاری روپیہ غبن کیا ہے۔ ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہو' علاوہ بریں اس نے یوسف کو جتا دیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے اثناء میں اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

یوسف بن عمر اور خالد بن عبداللہ بن تلخ کلامی:

یوسف نے خالد کو اپنے پاس طلب کیا' خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا' تمام لوگ جمع ہو گئے' یوسف نے اس سے سوالات شروع کیے' مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا' اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا) خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لے کر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا' تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ مے فروش تھا۔ اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی:

۱۲۱ہجری کے ماہ شوال میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے مقام دوران کوفہ کے پل عقب میں اسمٰعیل بن عبداللہ کے قصر میں سکونت اختیار کی اور اس کا بیٹا یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقہ میں سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا اب خود خالد مع اسمٰعیل اور ولید کے روانہ ہوا۔ عبدالرحمان بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لیے رخت سفر مہیا کیا اور اس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے قصر میں تھے گرفتار کر لیے' یوسف نے انھیں زدوکوب کیا' انھیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس قصر میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا سب کچھ جا چکا ہے اس لیے وہ سیدھا ہیت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازے کے مقابل واقع ہے یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم وصفر گزارے' کیونکہ ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا۔ ابرش خالد سے مراسلت کرتا رہتا تھا' اب زید بن علی نے خروج کیا اور وہ قتل کیے گئے۔

یوسف بن عمر کا خالد پر الزام:

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل وعیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی' مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو خوب روپیہ دیا جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

حکم بن حزن کی اہانت:

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا۔ پھر اس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے

یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کی' ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں' ہم خالد پر جا ہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اس کی اطاعت اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ پھر ہشام نے حکم کو اس کی گردن پکڑوا کر دربار سے نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اس مقام سے چل کر دمشق آکر قیام پذیر ہو گیا۔ جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرمائی مہم کے ساتھ چلا' کلثوم بن عیاض القسری ان دنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا۔

کلثوم کی خالد کے خلاف شکایت:

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی۔ ایک عراقی ابوالعمیرس نام اور اس کے ساتھی ہر شب خالد سے ملنے آتے تھے' اس کے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو ان لوگوں نے چوریاں شروع کیں' اس وقت اسمٰعیل بن عبداللہ' منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے ساحل بحر پر تھے' کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ کبھی پہلے نہیں لگی' یہ خالد کے موالیوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تاکہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم:

ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے' موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں' چنانچہ اسمٰعیل' منذر محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے' جو موالی ان کے ہمراہ تھے انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا' ام جریر خالد کی بیٹی رائقہ اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے گئے۔ کلثوم نے ابوالعمیرس پر چھاپہ مارا' اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمٰن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابوالعمیرس اور اس کے جتھے کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ہر شخص کا نام' اس کی سکونت اور اس کا قبیلہ لکھ دیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں میں ہے اس پر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجا اس میں اسے بہت ڈانٹا' زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً رہا کر دے۔ کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس کے موالیوں کو اس غرض سے قید رکھا کہ خود خالد آکر اس سے ان کی رہائی کی درخواست کرے۔

خالد بن عبداللہ کی حمص میں آمد:

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کر کے اپنے علاقہ میں پہنچے تو اسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا۔ مگر اسے ان کی رہائی کی خبر نہیں ملی' یزید بن خالد ایک کثیر جماعت کے ساتھ حمص پہنچا' اور خالد دمشق آکر اپنے مکان میں فروکش ہوا۔ صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اس نے اپنی دو بیٹیوں زینب اور عاتکہ کو بلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بڑھا ہو گیا ہوں تم دونوں ہر وقت میری خدمت کے لیے موجود رہو' اس بات سے وہ خوش ہوئیں' اب اسمٰعیل اس کا بھائی اور یزید اور سعید اس کے دونوں بیٹے اس سے ملنے آئے' خالد نے انہیں اپنے پاس بلایا' اس کی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لیے اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس نے کہا یہ کیوں ہٹتی ہیں' ہشام تو انہیں روزانہ جیل خانہ گھسیٹ کر لے جاتا تھا۔ جب اور لوگ اندر آئے تو اسمٰعیل اور اس کے دونوں بیٹے اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لیے کھڑے ہو گئے۔

خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی:

خالد نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے خلیفہ کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی' میری اور میرے خاندان کی مستورات گرفتار کر کے مجرمین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کر دی گئیں' اور تم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرمانبردار عقیدت کیش کی حرم کیوں قید کی جا رہی ہیں' تم نے قتل کیے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمہیں ڈراتا ہوں' اب میری اور ہشام کی صرف اسی صورت میں نبھ سکتی ہے کہ وہ مجھے آزار پہنچانے سے باز آئے ورنہ میں اس شخص کے لیے تحریک شروع کروں گا' جو عراقی مزاج' شام کا ساکن' اور جس کا حجاز وطن ہے' یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس علیہ السلام کے لیے اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اس کی اطلاع کر دو۔ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابوالہیثم سٹھیا گیا ہے۔

ابوالخطاب کی روایت:

ابوالخطاب راوی ہے کہ خالد نہ کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنی ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اسے بنائیں گے جو شامی' حجازی اور عراقی ہے' چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جس کی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے' جب ہشام کو اس کی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کو لکھا تو ایک بیہودہ' لغوگو' کمینہ' ذلیل انجیلی ہے تو اور مجھے دھمکی دے' کسی نے سوائے ایک عبسی نے دو شعر اس کی تعریف میں کہہ دیئے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد' یزید اور اس کے خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے۔ اس اثناء میں یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجیے' ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیج دے۔ کلثوم نے رسالہ کا ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لیے بھیجا' یزید اس وقت اپنے مکان ہی میں تھا' یزید نے اس رسالہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر ان کی گرفت سے نکل گیا۔ رسالہ نے جا کر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کے لیے سپاہی بھیجے' خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پہنے' عورتیں رونے چلانے لگیں' ان سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انہیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائیں گے خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں' بخدا! اگر عہد و اطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا' تم میری یہ بات اس سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی اصل نسل مجھ سے پوچھے۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی:

خالد ان لوگوں کے ہمراہ چلا گیا۔ اسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا' اسمٰعیل اسی دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا' ابوالزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی' ابوالزبیر نے ہشام سے جا کر کہا' ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا' جس میں اسے ڈانٹا اور لکھا کہ جس کی قید کا میں نے حکم دیا اسے تو تو نے چھوڑ دیا اور جس کے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اسے تو نے قید کر دیا ہے' تو فوراً خالد کو رہا کر دے' کلثوم نے اسے رہا کر دیا۔

ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب طلبی:

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا: امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبداللہ بن ثوبان الضنی (ضبہ بن سعد جو عذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد! میں تمہیں دس خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو' اللہ سخی ہے تم بھی سخی ہو' اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو' اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو' اسی طرح اس نے دس صفتیں بیان کیں' امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہوگئی تو میں تمہارا خون حلال کروں گا' اس لیے تم مجھے اس واقعہ کی اصلیت لکھو تا کہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

خالد نے لکھا جس صحبت کا یہ واقعہ ہے اس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد فاجر کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے' اصل واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ثوبان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں دس خصلتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لیے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ اسی طرح اس نے دس صفات گنائیں' مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الحمیری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا' امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کر دیں' وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول' امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ' اس شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے رسول تھے' بخدا! بنی بجیلہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا ضرر نہیں ہوگا جتنا کہ امیر المومنین کی خلافت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابوالہیثم سٹھیا گیا ہے۔

خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی:

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا' اس کے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ ہوا تو فوجی جمعیتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے' ان میں خالد بھی تھا' ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی' خالد نے اس کی شکایت کی اور اجازت طلب کی' ولید نے اسے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دے دی' یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا اور کئی ماہ اس کے ہاں قیام کو گذر گئے' پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے' تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھ سے ملنے آؤ' البتہ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری تیاری سفر میں تعجیل نہ کرے۔

خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا مشورہ:

خالد نے اپنے معتمد علیہ دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا' ولید کا خط سنایا اور مشورہ لیا' انھوں نے کہا ولید آپ کے لیے مامون نہیں ہے' اس لیے آپ دمشق میں گھس کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں' دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے' انھوں نے کہا تو صرف یہ کیجیے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور وہیں رہ کر اپنی کی حفاظت کا

حمتی وعدہ لے لیجیے' خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہوسکتا ہے' انھوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لیے جسے میں چاہوں دعوت دوں' اس لیے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو' حفاظت جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لیے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لیے بے خطر نہیں ہے' حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا' روپوشی' بخدا! آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جی کہ میری اتنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں' میں جاتا ہوں اور اللہ سے استعانت کرتا ہوں۔

خالد کی ولید کے دربار میں حاضری:

خالد ولید کے پاس آیا' نہ اس نے اسے بلایا اور نہ بات چیت کی' وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادمیوں کے ساتھ مقیم رہا۔ جب یحییٰ بن زید کا سر خراسان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے' ولید نے دربار' حاجب آ کر اپنی جگہ کھڑا ہوا' خالد نے اس سے کہا میرا جو حال ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں' میں چلنے سے معذور ہوں' کرسی میں سوار ہوتا ہوں' حاجب نے کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جا سکتا' اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا حاجب نے خالد سے کہا اٹھو' خالد نے کہا میں معذور ہوں چل نہیں سکتا' پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی' اور اس مرتبہ حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لیے کہا' خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی' حاجب نے کہا خالد اٹھو' اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی' اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا' خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا' ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا' دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے۔ شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا' اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا۔ خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا' جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی' ولید دربار سے اٹھ گیا اور تمام درباری چلے گئے' خالد بھی اپنے گھر آ گیا' اس نے درباری لباس اتارا ہی تھا کہ ولید کا قاصد اسے پھر بلا لے گیا' یہ سراپردۂ سلطانی کے پاس ٹھہر گیا۔

خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی:

ولید کے قاصد نے اس سے آ کر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں۔ کہ یزید بن خالد کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہشام نے اس پر قابو پالیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لیے وہ بھاگ گیا' ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب ان کی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے' قاصد نے پھر آ کر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں۔ تم جھوٹ بولتے ہو تم اسے فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو' خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرمان بردار رہا ہے' میں' میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار تھے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنا قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے' قاصد نے

پھر آ کر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو' ورنہ تمہاری جان لوں گا' خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا تصفیہ کرلیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہوتو میں انہیں تمہاری خاطر اس پر سے نہ اٹھاؤں ۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو' ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسا سخت عذاب دو کہ میں اس کے چیخنے کی آواز سنوں ۔ غیلان اسے اپنی فرودگاہ میں لے آیا' زنجیروں سے اسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا' غیلان نے ولید سے آ کر کہا سوائے اس شخص کے اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے یں نے پیٹا ہو اور وہ کراہایا چلایا نہ ہو' ولید نے کہا اب اسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس رکھو' خالد قید کر دیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی فروختگی:

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سارو پیہ لے کر آیا تو خالد کے معاملہ پر درباریوں میں گفتگو ہوئی' ولید نے دربار منعقد کیا' یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا' آبان بن عبدالرحمٰن النمیری نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی ۔ یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم مین اسے خرید تا ہوں' ولید نے خالد کو کہلا بھیجا کہ یوسف تمہیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے' یا تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو' ورنہ میں تمہیں اس کے حوالے کیے دیتا ہوں ۔ خالد نے سن کر کہا بخدا! عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے' اور زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر کہا اگر وہ اس کو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے تو میں ہرگز نہ دوں' جو اس کے جی میں آئے کرے۔

خالد بن عبداللہ پر جبر و تشدد:

ولید نے اسے یوسف کے حوالے کر دیا' یوسف نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چغہ اسے پہنایا اور ایک اور اس کے اوپر سے لپیٹ دیا' بغیر کسی گدے یا بستر کے اسے کجاوہ پر سوار کیا اور اس کے ساتھ اسی کجاوہ میں ابوقحافۃ المری ولید بن تلید کا بھتیجا جو ہشام کی جانب سے موصل کا عامل تھا سوار ہوا۔ یوسف خالد کو اس طرح لے کر چلا۔ محدثیہ آ کر جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا منزل کی' خالد کو سامنے بلا کر اس کی ماں کا بری طرح ذکر کرنے لگا۔ خالد نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ' میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے نہ بولوں گا' یوسف نے اسے خوب مارا اور سخت تکلیف وایذادی مگر اس نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں کہا' اب پھر اسے لے کر کوچ کیا' اثنائے سفر میں زید بن تمیم القینی نے دانہ انار کے ستو کا شربت اپنے آزاد غلام سالم النصاط نام کے ہاتھ اسے بھیجا' یوسف کو اس کی خبر پہنچ گئی' اس نے زید کے پانچ سو اور سالم کے ایک ہزار کوڑے لگوائے۔ حیرہ آ کر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا' اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا۔ ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا' خالد پر تمام دن اسی عذاب میں کٹا' رات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اس کے سینے پر رکھ دیا گیا جس سے وہ اسی شب مر گیا۔ حیرہ کے اطراف اسی چوغے میں جو وہ پہنے تھا اسے زمین کے سپرد کر دیا گیا۔

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق اس کی موت محرم ۱۲۶ ہجری میں واقع ہوئی' عامر بن سہلۃ الاشعری نے اس کی قبر پر آ کر اپنا گھوڑا ذبح کیا' اس جرم میں یوسف نے سات سو کوڑے اس کے لگوائے۔

خالد بن عبداللہ کا صبر و استقلال:

ایک شخص کہتا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اس وقت موجود تھا یوسف نے ایک لکڑی منگوائی' وہ اس

کے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اس پر کھڑے ہوئے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے۔ مگر بخدا نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منہ بنایا۔ پھر لکڑی اس کی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئیں پھر اس کی دونوں رانوں پر رکھی گئی' پھر اس کے دونوں کولہوں پر' پھر اس کے سینے پر' یہاں تک کہ اسی طرح وہ مرگیا مگر نہ ایک لفظ اس نے زبان سے نکالا اور نہ اس کی ابرو پر بل پڑا۔

یزید بن ولید کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید بن الولید بن عبدالملک کے لیے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی۔ ناقص اس لیے کہا جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی معاشوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے زیادتی کو کم کر کے معاشوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبدالملک کے عہد میں تھی' بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا۔ علی بن محمد لکھتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب وشتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے اس کا نام ہی ناقص رکھ دیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔

اسی سنہ میں بنی مروان کی یک جہتی متزلزل ہوگئی اور فتنہ برپا ہوگیا۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت:

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا' جیل سے نکل آیا' عمان میں جس قدر سرکاری روپیہ وغیرہ تھا' سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا' ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

اہل حمص کی بغاوت:

اسی سنہ میں اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا' اس کا مکان ڈھا دیا' اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' اس کی تفصیل یہ ہے۔

علی راوی ہے کہ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا' یہ باعتبار اپنی شرافت' بزرگی' فراست اور وجاہت کے بنی مروان کے عمائد میں سے تھا ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور ولید کا ماتم برپا کیا' اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے' ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبدالعزیز' بن الحجاج سے جاملا۔

آل عباس بن ولید کی گرفتاری:

یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا' انھوں نے عباس کے مکان کو ڈھا دیا' اسے لوٹ لیا' اس کی حرم کو بھی لوٹا' اس کی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور خود اس کی تلاش کرنے لگے مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا' انھوں نے تمام چھاؤنیوں سے مراسلت شروع کی اور انھیں خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی' سب نے اس بات کو منظور کر لیا۔ نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا

کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے' بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لیے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی معاش گذشتہ محرم سے اس محرم تک دے گا' اور ان کی اولاد کے لیے بھی معاش مقرر کرے گا۔ نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنالیا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک کو جو حمص کی دارالامارۃ میں تھا اس کی اطلاع لکھ بھیجی' مروان نے جی یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا' یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔

جب یزید بن ولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصدان کے پاس بھیجے۔ ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا' اور اس نے انھیں یہ لکھا کہ میں اپنے لیے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔ عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ میں اپنے ولی عہد یعنی ولید بن یزید کے بیٹے کے لیے راضی ہیں۔ یعقوب بن عمیر نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی' پاگل ہو گیا ہے' تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری صیانت میں رہے تو کبھی خود اس کا مل اسے نہ دے گا چہ جائیکہ تمام قوم کی عنان حکومت اس کے سپرد کرے۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

حمص والے یزید بن الولید کے پیامبروں پر جھپٹے اور انھیں نکال باہر کیا۔ اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو ان کے معاملہ سے کوئی سروکار نہ رہا تھا۔ اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اس کے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے۔ ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا' اس نے کہا اگر میں دمشق جا کر وہاں کے لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید' اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت ان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا یہ حوار میں آ کر ٹھہرے' ان کے ہمراہ اکثر بنی عامر الکلبی تھے۔ سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا' یزید نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبدالملک سے نکاح کر لیا' اور اس کا وہ تمام مال و جائیداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی۔ اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تکمیل کریں۔

مروان بن عبداللہ کا قتل:

ان کے مقابلہ کے لیے اہل حمص بھی آگے بڑھ کر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے' اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے ہو' یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اس کا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا۔ ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو بمنزلہ سینگ اور گردن کے ہیں' اگر تم نے انہیں قطع کر دیا تو جو ان کے پیچھے آ رہا ہے۔ اس کا خود میں پیچھا کروں گا۔ اس کے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہوگا' اور ان کا مقابلہ تمہارے لیے آسان ہو جائے گا' میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں۔ سمط نے کہا بخدا! یہ ہمارا دشمن ہے اس کا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے' یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے' یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اسے اور اس کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا' اور ان کے سر سب کو دکھانے کے لیے بلند کیے' حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھا۔

ابو محمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش قدمی:

مروان بن عبداللہ کے قتل کے بعد انھوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو ہم خود تمہارے مقابلہ کے لیے آتے ہیں مگر انھوں نے یہ کیا کہ سلیمان کے عسکر کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا۔ جب سلیمان کو اس کی خبر ہوئی وہ بڑی سرعت سے ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا' اور سلیمانیہ میں جو سلیمان بن عبدالملک کا ایک مزرعہ عذراء کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا انھیں آلیا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھاٹی پر ٹھہرے' نیز اس نے ہشام بن معاد کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ سلامۃ گھاٹی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی جنگ:

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمانیہ میں فروکش تھا ہم نے ملا لیا' انھوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا' حباب اس کے پیچھے تھا اور اس طرح صرف ایک ہی سمت سے ان پر حملہ کیا جا سکتا تھا' علاوہ بریں چونکہ وہ اوّل شب ہی منزل پذیر ہو چکے تھے' انھوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دے کر تازہ دم کر لیا تھا' بہ خلاف اس کے ہم ساری رات سفر کر کے ان تک پہنچے تھے' جب دن چڑھ گیا' گرمی شدید ہوئی' ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے' اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پر بوجھل ہو گئے تھے' میں نے مسرور بن الولید سے اس کے پاس جا کر کہا اے ابو سعید میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ امیر اس حالت میں اس وقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں' سلیمان میری بات سن رہا تھا' اس نے میرے سامنے آ کر کہا' اے نوجوان! صبر کر' تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے ان کے درمیان جو تصفیہ کرنے والا ہو تصفیہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا' آگے بڑھو' اس کے میمنہ پر طفیل بن حارثۃ الکلبی اور میسرہ پر طفیل بن زرارۃ الحبشی تھا' اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا میمنہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا' خود سلیمان قلب میں تھا' وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور انھیں اسی جگہ تک پیچھے دھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا۔ کہ انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر' ان کے دو سو کے قریب مارے گئے جن میں حرب بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا' اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابو العباء البہرانی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مبارزت طلب کی اس کے مقابلہ پر حیۃ بن سلامۃ الکلبی نکلا اور نیزہ کا اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابو جعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اب شبیب بن یزید البہرانی نے مبارزت طلب کی' اس کے مقابلہ کے لیے ایراک السغدی جو سغد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا۔ شبیب پستہ قد تھا' ایراک گرانڈیل تھا۔ جب شبیب نے اسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا' مگر ایراک معرکہ میں ٹھہرا شبیب نے اس کے تیر مارا جس نے اس کے عضلہ ساق کو اس کے گھوڑے کے نمدہ

سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبدالعزیز عقاب گھاٹی سے بڑھ کر اہل حمص پر حملہ آور ہوا' ان کے عسکر میں در آیا' بہت سوں کو قتل کیا اور ہم میں آ ملا۔

اہل حمص کی شکست:

سلیمان بن زیاد الغسانی راوی ہے۔ میں عبدالعزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا۔ اہل حمص کے عسکر کو دیکھ کر اس نے اپنی فوج سے کہا تمہیں اس ٹیلے پر پہنچنا ہے جو ان کے عسکر کے وسط میں واقع ہے' اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو بخدا میں اس کی گردن مار دوں گا اور اپنے علمبردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اور ہم نے بھی اس کے ہمراہ حملہ کیا' جس نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا' ہم اسی ٹیلہ پر جا پہنچے' ان کے عسکر میں شگاف پڑ گیا اور انہیں شکست ہوئی' یزید بن خالد بن عبداللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو۔ یہ سن کر لوگ رک گئے اور اس نے سلیمان اور عبدالعزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا' اس وجہ سے ذکوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلہ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رہ گئی' مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد کی گرفتاری:

سلیمان بن ہشام نے عبدالعزیز کو بھیج کر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کرا لیا' یہ انہیں لے کر مصیل بن حارثہ کے پاس سے گذرا' ان دونوں نے ان سے چلا کر کہا اے ماموں ہم تمہیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں' عبدالعزیز انھیں سلیمان کے پاس لایا سلیمان نے انھیں قید کر دیا۔ بنو عامر کو ان کے قتل کیے جانے کا خوف ہوا' اس لیے ان کی ایک جماعت آئی اور ان کے ساتھ خیمہ میں رہی۔ پھر سلیمان نے انھیں یزید بن الولید کے پاس بھیج دیا' یزید نے انھیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ہمراہ قید کر دیا۔ نیز ان کے ساتھ اس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کر دیا۔

سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی مراجعت دمشق:

سلیمان اور عبدالعزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں فروکش ہوئے' اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور سب نے یزید بن ولید کے لیے بیعت کر لی' کچھ دمشق آ گئے اور کچھ حمص چلے گئے۔ یزید نے ان کی معاشیں انھیں دیں' ان کے اشراف کو جن میں معاویۃ بن یزید بن الحصین' سمط بن ثابت' عمرو بن قیس' ابن حری اور صقر بن صفوان تھے' انعام واکرام دیا' نیز اس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا' باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے' پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے۔ اس معرکہ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

فلسطین میں شورش:

اسی سنہ میں اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی' اپنے عامل کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سعید بن عبدالملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا' یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا' یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا سردار تھا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے فلسطین آ کر رہا کرتے تھے اس لیے وہاں کے باشندے ان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان سے

محبت کرتے تھے' انہیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی' اس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا' اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے' اب آپ یہاں آ جائیے تاکہ ہم آپ کو اپنا حکمران بنالیں' اس بات کے لیے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کرلیا۔ نیز اس نے سعید بن عبدالملک کو جو اس وقت سبع میں فروکش تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جائیے کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمران بنالیا ہے جس کی حکومت سے ہم راضی ہیں' چنانچہ سعید بن عبدالملک' یزید بن الولید کے پاس چلا گیا۔ یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کی دعوت دی۔

اہل اردن کی بغاوت:

جب اہل اردن کو ان کی حالت کا علم ہوا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کو اپنا حاکم بنالیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی' یزید کو ان کی شورش کا علم ہوا' اس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور اہل حمص کے ہمراہ جو سفیانی کے ساتھ تھے ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ محمد بن راشد راوی ہے' کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے' سلیمان ان کے پاس آ گیا' یہ مجھے نامہ و پیام کے لیے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے' اور حکم اور راشد جرد بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا' میں انھیں یزید کی بیعت کرنے کے لیے سبز باغ دکھاتا اور امیدیں دلاتا تھا' آخر کار وہ اس کے لیے آمادہ ہوگئے۔

محمد بن عبدالملک کی اطاعت:

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمد بن عبدالملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اسے لیے بھیجا کہ انہیں اس کی اطاعت کی دعوت دوں۔ حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں' میرے ہمراہ حذیفہ بن سعید بھی تھا ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمد بن عبدالملک سے یہ کارروائی شروع کی' اردن کے کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے' میں نے اس سے گفتگو شروع کی' انھوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے یہ شخص اقامت نماز کے وقت آیا ہے۔ اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے میں نے تخلیہ میں اس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمہارے پاس آیا ہوں' واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کیے گئے وہ سب تمہاری قوم کے تھے۔ اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ انھیں کے ہاتھوں میں گیا ہے اور یزید اور یہ آپ کے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہے' محمد نے کہا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو' میں نے کہا جی ہاں! اس کے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہہ آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لیے تمہیں فلسطین کا عامل مقرر کردے گا' اس نے میری دعوت پر لبیک کہا' میں واپس چلا آیا' صبح اٹھ کر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے۔

طبریہ پر فوج کشی:

محمد بن سعید بن حسان الاردنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا' جب سب لوگوں نے اس کی بیعت کرلی تو اس نے مجھے اردن کا افسر مال مقرر کردیا۔ جب لوگ اس کے مخالف ہوگئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ مجھے رسالہ دو تاکہ میں طبریہ پر غارت گری کروں' اس نے اس سے صاف انکار کردیا۔ میں نے یزید بن الولید کو سارا واقعہ جا سنایا' اس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر رسالہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے' میں نے

اس حکم کو سلیمان کے حوالے کر دیا۔ سلیمان نے سلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ میں رات ہی رات اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا' بطیحہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے مواقع میں پھیل گئے' میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کر کے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے' اہل طبریہ نے کہا ہم کس لیے یہاں ٹھہرے رہیں جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل وعیال پر تحکم کرتے ہیں' یہ لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے احاطوں میں گئے انھیں لوٹ لیا' ان کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا' اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے۔

اہل طبریہ کی اطاعت:

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان عنبرہ آیا' اہل اردن اس کے پاس آئے۔ اور انھوں نے یزید کے لیے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے انھیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا۔ یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے یزید کے لیے بیعت لے کر پھر اپنے پڑاؤ واپس آ گیا۔

یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت لینے کا حکم:

سلیمان بن داؤد راوی ہے صنبرہ پر فروکش ہو کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی زیادتی جس کا خود تمھیں علم ہے بیان کرو۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے معاملہ سے فراغت دے دی ہے اور اب میرا مستقل ارادہ کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال الحاربی کو اردن کا حاکم مقرر کروں۔ میں نے یزید سے آ کر وہ باتیں بیان کر دیں جن کا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضبعان بن روح سے کیا کہا' میں نے ساری کیفیت سنائی' یزید نے پوچھا پھر اس نے کیا کیا' میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لے کر اور ابن جرد اہل اردن کو لے کر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے۔ یزید نے کہا تو ایسی حالت میں' سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا آئین وفا کے سراسر منافی ہے تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ وہ تاوقتیکہ رملہ جا کر اس کے باشندوں سے میرے لیے بیعت نہ لے' واپس نہ آئے' اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا' ضبعان بن روح کو فلسطین کا' مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کا خطبہ:

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی' خدا کی حمد اور رسول اللہ ﷺ کی ثناء کے بعد اس نے کہا' اے لوگو! میں نے کسی بدنیتی' نخوت' دنیا کی حرص یا حکومت کے لیے خروج نہیں کیا۔ نہ میں نفس پرور ہوں' اللہ مجھ پر رحم کرے' میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کو حمایت وحمیت میں خروج کیا ہے اور اس لیے میں اللہ اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ ہدایت کے بلند مینار ڈھا دیئے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی قندیل گل کر دی گئی تھی' ایسے سرکش متمرد کا دور دورہ ہو گیا تھا' جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا' ہر بدعت کو اختیار کر لیا' کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا' اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور شرافت نسب میں میرا مماثل تھا مگر جب میں نے اس کی یہ روش دیکھی اللہ سے اس کے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوندا تو میرے نفس کے حوالے

نہ کر دینا' پھر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لیے صرف اپنے ماتحتین و متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے اس پر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی' آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے مالک اور بندوں کو اس کی جانب سے راحت دلا دی۔ حضرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی قصر تعمیر کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ روپیہ جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا' نہ روپیہ کو ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کروں گا' تاوقتیکہ اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کرلوں اور اس کے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انہیں تقویت حاصل ہو' اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس روپیہ کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور اسے سب سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لیے منتقل کروں گا۔ تمہاری سرحدوں پر میں چنگی وصول نہیں کروں گا' جس سے تمہیں یا تمہیں اہل وعیال کو تکلیف اٹھانا پڑے' نہ میں اپنے دروازے کو تمہارے لیے کبھی بند کروں گا تاکہ تمہارا قوی تم میں جو کمزور ہو اسے ستا نہ سکے نہ میں تمہارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جس کی وجہ سے وہ اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ان کی نسل منقطع ہو جائے' میں تمہیں سالانہ معاش دوں گا' اور ماہوار ماہانہ تاکہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جائے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اس کی حیثیت اس جیسی ہو جو تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو اگر میں اپنے ان وعدوں کا ایفا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرمانبرداری و اطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں۔ اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں کہ میری کسی فروگذاشت کا آپ سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو آپ اسے قبول فرمائیں' اور اگر کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لیے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لیے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی طاعت میں شامل ہونے کے لیے مستعد ہوں۔ حضرات اگر کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے' اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لیے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تو اس کی اطاعت کرو' اگر وہ معصیت کی جانب بلائے تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے' اور اسے قتل کر دیا جائے۔ میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لیے بلایا سب سے پہلے اقم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی' قیس بن ہانی العبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المومنین اللہ سے ڈرتے رہیے اور جو وعدے آپ نے کیے ہیں ان پر جمے رہیے' کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہے۔ ان میں لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کا پورے طور پر ایفا نہیں کیا' مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے برے طریقے سے حاصل کیا تھا' جب مروان بن محمد نے اس کی اس بات کو سنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کر دے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

قیس بن ہانی کا قتل:

جب مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جا کر قیس بن ہانی کو نظر میں رکھنا' کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے' اور اسے قتل کر دینا' اس شخص نے حسب الحکم دمشق کی مسجد میں آ کر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

امارت عراق پر منصور بن جمہور کا تقرر:

جب تمام شام نے یزید بن ولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تم ولید نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہ۔ عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کو عراق کا صوبہ دار بنانے کے لیے گفتگو کے لیے اپنے پاس بلایا' عبدالعزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا' یزید نے اسے چھوڑ دیا اور منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبدالملک بروز چہارشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن ولید بن عبدالملک کے لیے بیعت کر لی۔ جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جمہور نجراء سے عراق روانہ ہو گیا۔ اس سمیت کل سات آدمی اس کے ہمراہ تھے۔

یوسف بن عمر کا فرار:

یوسف بن عمر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی' وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا۔ منصور بن جمہور ابتدائے ماہ رجب میں حیرہ پہنچا' سرکاری خزانوں پر قابض ہو گیا۔ اہل معاش کو ان کی معاشیں اور تنخواہیں دے دیں۔ حریث بن ابی جہم کو اس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا۔ منصور بن جمہور نے ایک شب اس پر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈال دیں' جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیئے اور یزید بن ولید کے لیے عراق اور تمام اضلاع میں بیعت لے لی' رجب کا بقیہ حصہ' شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے اواخر میں شام واپس چلا آیا۔

منصور بن جمہور:

ابو مخنف کے علاوہ اوروں کا بیان ہے کہ منصور بن جمہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا' یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا' جب یزید نے اسے عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تو اس سے کہا میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے' تم عراق جاؤ اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا' یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اس کے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمہارے لیے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی روش بد اختیار کرو جس کی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا۔

یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج:

یزید بن حجرۃ الغسانی جو نہایت دیندار فاضل شخص تھا۔ اور جس کی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنی

دینداری کی وجہ سے ولید کے خلاف لڑا تھا' یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا صوبہ دار مقرر فرمایا ہے' یزید نے کہا ہاں اس کی عمدہ کارگذاری اور اعانت کے صلہ میں اس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اس کے وحشی پنے اور بددینی کی وجہ سے اس میں نہیں ہوسکتیں' یزید نے کہا اگر میں منصور کو اس کی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دوں' اس نے کہا ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجیے جو مشتبہ حالات وسوانح میں استقلال سے کام کرے' اور جو احکام وحدود دین سے واقف ہو' اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھا رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں' یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا' بخدا! ان کی وجہ سے اسلام کو بجائے عزت کے ذلت نصیب ہوئی۔

یمنی قیدیوں کی رہائی:

جب یوسف کو ولید کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے یمنی سرداروں سے جو اس کے پاس تھے آمدورفت شروع کی اور قید میں ان سے آ کر ملنے لگا۔ پھر اس نے مضری سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جس کی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑ بڑ پڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے' وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جس کی وہ بیعت کریں گے میں بھی کرلوں گا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔ یوسف کو معلوم ہو گیا کہ ان مضریوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا اس لیے اس نے جتنے یمنی قید تھے سب رہا کر دیئے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر کو جو اسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو' نیز اس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھا دیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر ہوا۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم:

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب جمع پہنچ گیا تو اس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا' اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا' بہت سے خون بہائے' اللہ نے اس کا خون بہایا اور جلدی سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا والی وہ شخص ہوا ہے جو اس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جس کے لیے سب نے بیعت کر لی ہے' اس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے' اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اس کے عاملوں کو گرفتار کرلوں' وہ خود مجھ سے دو منزل پیچھے مقام ابیض پر مقیم' ہے' لہٰذا یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کرلو۔ ان میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے اور انہیں اپنے پاس قید رکھو' یاد رکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ کیا جائے گا جس کی تم نے نظیر نہیں دیکھی' اب چاہے تم اسے اختیار کرو اور چاہے ترک کردو۔

یوسف بن عمر کے عمال کی گرفتاری کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اس نے ان شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے' متعدد خطوط لکھے جن میں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کرلو۔ یہ تمام خط اس نے سلیمان بن سلیم بن

کیسان کو بھیج دیئے اور حکم دیا کہ ان خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچا دے' مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آ کر منصور کا وہ خط جو اس نے سلیمان کو لکھا تھا سنایا۔ اس کے سنتے ہی یوسف کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے۔

عامل واسط کی گرفتاری:

حریث بن ابی الجہم راوی ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکا یک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا۔ جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا' میں واسط میں یوسف کا منیب تھا' میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے' دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا حریث بن ابی جہم' انھوں نے کہا بخدا! ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے' پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے' ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا' اس نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لیے تمام لوگوں سے بیعت لی۔

عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام:

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا والی تھا' اس نے محمد بن غزان یا غزان الکلبی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا۔ یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اس کی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے' اس کا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں ضرب سے سوکھ کر بیکار ہو گئیں' جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار ہوا تو اس نے اسی کو سندھ اور سجستان کا والی مقرر کیا' سجستان آ کر اس نے یزید کے لیے بیعت لی پھر سندھ آیا' عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا' عمرو بن محمد نے پہرہ والے کے تلوار چھین کر اسے نیام سے باہر کیا' اس کی نوک پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیا' تلوار پیٹھ میں اتر گئی' لوگوں نے شور مچایا ابن غزان نے باہر آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ عمرو بن محمد نے کہا میں عذاب سے ڈرا۔ اس نے کہا میری نیت یہ نہ تھی۔ کہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا' عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ ابن غزان نے یزید کے لیے بیعت لے لی۔

سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکلبی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے' سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو' اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑیں گے' اور منصور بن جمہور تمہارے پاس آیا تو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے' اس مشورہ میں کیا حرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ مگر تدبیر کیا کی جائے' سلیمان نے کہا اسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے' اپنی تقریروں میں اس کے لیے بیعت کی دعوت دو۔ جب منصور قریب پہنچ جائے گا' اس وقت میں اپنے کسی بھروسہ کے آدمی کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ علی الصباح شہر میں داخل ہو جائے گا' یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا' تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا' وہ اسے سماوے کے راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقاء پہنچ گیا۔

یوسف بن عمر کو ابن محمد سعید بن العاص کی امان:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپ رہو اور عراق کو منصور کے لیے چھوڑ دو جو وہ چاہے یہاں کرے' یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں' سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمہیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا۔ چنانچہ سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آ کر سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی' چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں بکر بن وائل ہیں اس لیے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیجیے' عمرو نے اسے اپنے پاس پناہ دے دی۔

2

یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار:

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ باوجود اس قدر نخوت وغرور کے وہ اس قدر مرعوب وخوفزدہ ہوگیا تھا کہ میں نے ایک حسین وشائستہ لونڈی اس کے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اسے خوش کرو مگر وہ نہ اس کے قریب گیا اور نہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا' پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا' یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے' میری ایک تمنا باقی ہے۔ میں نے کہا بیان کرو اس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچا دو میں نے کہا اچھا' صبح کو منصور بن جمہور کوفہ آ گیا' اس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کی' پھر یزید کا نام لیا اور اس کی تعریف وتوصیف کی' پھر یوسف اور اس کے جور وتعدی کا ذکر کیا' بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا' میں نے یوسف سے آ کر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اس نے تمہاری برائی کی ہے' اس نے کہا بخدا! مجھے پر فرض ہوگیا کہ میں سو دوسو اور تین سو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے' اور اس طرح لوگوں کو دھمکاتا ہے۔ سلیمان بن سلیم نے اس کی حفاظت کے عہد سے اپنی برأت کر لی اور پھر اسے شام بھیج دیا' شام میں یہ چھپا رہا پھر بلقا چلا گیا۔

منصور بن جمہور کی کوفہ میں آمد:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانچ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا' مگر جب منصور بن جمہور صرف تیس شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اس کی کوئی مزاحمت نہ کی' منصور نے ان کے ہتھیار اتار لیے اور اپنے ساتھ انہیں بھی کوفہ لے آیا۔

جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا' اس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامۃ بن سلیم بن کیسان اور غسان بن قحاس العذری تھے اور خود اس کے صلب سے سات بیٹے اور بیٹیاں اس کے ہمراہ تھیں۔

یوسف بن عمر کی بلقا میں روپوشی:

ماہ رجب کے ابتداء میں منصور بن جمہور کوفہ آیا' سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو ان کی معاش اور ماہوار دے دیں اور ان تمام عہدیدار اور مال گذاری کے اہل کاروں کو رہا کر دیا جنہیں یوسف نے قید کر لیا تھا' جس وقت یوسف بلقا پہنچا' اسی وقت اس کی اطلاع یزید بن الولید کو ہوگئی۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری:

محمد بن سعید الکلبی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اس کے مکان کو گھیر لیا' اب ہم اسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنانہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم جلیس تھا۔ جب ان کی تلاش لی گئی تو ان کے پاس اس کا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا' یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یہ یزید کے کامل عہد اور دو ماہ دس دن ابراہیم کے عہد خلافت میں قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کرا دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جس کی کنیت ابوالاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا' اس نے جیل خانہ میں آ کر گرز سے ان دونوں نو عمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر نکال کر اس کی گردن مار دی۔

یوسف بن عمر سے جواب طلبی:

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اس کی گرفتاری کے لیے بھیجے' بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچیرے بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں' مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پنجہ سے تمہیں نکال لوں یوسف نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں' اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ خود میں تمہیں قتل کر ڈالوں تا کہ یمنی تمہیں قتل نہ کرنے پائیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئے گا۔ یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا' اس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے فرستادے اسے پکڑ کر یزید کے پاس لائے' یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے' یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تا کہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔ یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے' پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔

یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیش کش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے سلم بن ذکوان اور محمد بن سعید بن مطرف الکلبی سے بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے' تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو' ان دونوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا' جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں بتائے دیتا ہوں وہ اپنے مزرعہ کو جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے چلا گیا ہے' وہ دونوں بلقاء کی چھاؤنی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں آئے انھیں اس کا پتہ چل گیا' وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ان دونوں نے اس کی تلاش کیا اور عورتوں میں جا پایا' عورتوں نے اس پر ابریشم کے کوئے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا اور خود ننگے سر اس ڈھیر کے آس پاس ہو بیٹھیں تھیں' ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ نکالا' اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو بنی کلب تم سے خوش ہو جائیں گے' میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عمیر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لیے آمادہ ہوں۔

یوسف بن عمر کی اہانت و تذلیل:

یہ لوگ اسے یزید کے پاس لے چلے' اثنائے راہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لے کر جا رہا تھا اسے ملا' اس نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے کھینچا اور کچھ بال نوچ لیے۔ یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا۔ جب یہ اسے یزید کے پاس لائے تو یزید اس کی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا' اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی' یوسف کہنے لگا بخدا! امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی' اب اس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اس کو قصر خضرا میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے' یوسف نے کہا بخدا! مجھے اس کا خیال بھی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں' کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگرچہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے' محمد بن راشد نے یزید سے جا کر یہ بات کہی اس نے کہا تو بھی اسی جیسا احمق ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لیے کیا ہے کہ عراق بھیج دوں تا کہ وہاں سب کے سامنے اس کی تشہیر کی جائے اور جو مظالم اس نے کیے ہیں اس کی پاداش میں اس کا مال اور اس کی جان لی جائے۔

اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا فرمان:

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جمہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرف اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا' جو حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا' اس میں اوامر و نواہی مقرر کیے تا کہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان کرے' جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں' پھر وہ خود ہی اس کا ولی نگہبان ہوا' اور جو لوگ اس کے حدود کے قائم کرنے والے ہیں ان کا وہ دوست بنا جن کی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے' جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اس کی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ سوائے ان امتیازات کے جنہیں خود اللہ نے اسے دیئے ہیں کوئی اور عہد کرائے یا کسی شے کو حلال کر دے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائدار ہوتی ہے اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لیے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے اور اس کا اجر و ثواب اس کے لیے جمع رکھتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے اللہ اس کی تمام امیدوں کو ملیامیٹ کر کے اسے محروم کر دیتا ہے' چنانچہ خلفاء یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام اور اس کی کتاب کی اتباع کرتے رہے' ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا' اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی' جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اس کے ارتکاب کی جرأت ہوئی' جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون بہے اور بغیر حق کے لوگوں کے مال ضبط کیے گئے' اور ایسی بری بری باتیں کی گئیں کہ جن کے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہلت دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود ان باتوں کو ترک کر

دے گا' اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برأت کرے گا' اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر ترک کر دے گا میں خود اس کی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اسے تو ساحل مراد پر پہنچا' میں فوج سے ملا ان کے سینے اسی دشمن کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشاں تھے کیونکہ اس کا یہ حال تھا کہ جو شرائع اسلام اس کے سامنے آئے اس نے انھیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا' اور ان باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا بغیر کسی پردہ کے کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے' میں نے فوج سے اپنی ناراضی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ اس سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد کی جا رہی ہیں' انہیں میں اپنے دین کی پابجائی اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر ان حالات میں ان کا طرز عمل یہی رہا تو انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا' جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لیے انہیں دعوت دی انھوں نے فوراً اس پر لبیک کہا' میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو ان کا سردار بنا کر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا' انھوں نے نجرا نام ایک گاؤں میں سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے' اس نے اس کا جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی میں مداومت کو پسند کیا' پھر اس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی بنا پر خود ہی ان پر حملہ کی ابتداء کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ بڑا توانا اور دانا ہے اور اس کی گرفت شدید ہے' اللہ نے اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کر ڈالا' نیز اس کے ان بداعمال مصاحبوں میں سے جو اس کی اندرونی خباثت وفسق میں اس کے شریک کار تھے دس قتل کیے گئے اس کے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اس کی آگ بجھا دی اور اپنے بندوں کو اس کی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اس کے شرکاء طریق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع کر دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اس کا شکر بجا لاؤ' کیونکہ اب تمہاری حالت قابل مثال و رشک ہو گئی اس لیے کہ تمہارے حکمران تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لیے کشادہ ہے کوئی شخص عدل و انصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کرے گا' اس لیے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو' میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا والی انتخاب کیا ہے' تم اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو' کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو' اللہ کی مخلوقات کے لیے جس قدر عہد ووعدے لیے جاتے ہیں ان سب سے بڑھ کر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو' کیونکہ اس بات پر تمام امت نے اتفاق و اجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم' رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے لیے میں اپنے رب اور ولی سے توفیق و نیک تکمیل کا خواستگار ہوں۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جمہور کی حکومت کو جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لیے تحائف لے کر عراق آنے کا حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا' مگر اس نے راستے میں دیر لگائی' یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی اطلاع:

بشر بن نافع سالم اللیثی کا آزاد غلام جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا بیان کرتا ہے کہ جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کر کے رے روانہ کیا' میں بھی اس کے ہمراہ رے آیا' اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چل کر اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب نیشاپور پہنچا تو نصر کے مولیٰ حمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنا مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمہیں آگے نہ جانے دوں گا' میں نے اسے واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اطلاع مت دینا' اب ہم نصر کے پاس آئے وہ اس وقت قصر ماجان میں تھا' ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی' اس کے خواجہ سرا نے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا' اس نے جا کر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی' نصر باہر آ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آ گئے' اس نے مجھ سے ایک بات نہیں کی' اندر جا کر اس نے مجھ سے واقعہ پوچھا' میں نے ساری کیفیت سنائی۔ نصر نے اپنے آزاد غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے خلعت و انعام لے آئے' پھر یونس بن عبدربہ اور عبیداللہ بن بسام مجھ سے ملنے آئے' میں نے ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ بتا دیا۔ ولید بن یوسف اس وقت نصر کے پاس تھا' جب اسے معلوم ہوا تو اس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی' نصر نے مجھے بلایا' میں نے سارا واقعہ سنایا' ولید بن یوسف اور اس کے ہمراہیوں نے مجھے جھٹلایا' میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجیے' جب تین دن گذر گئے۔ اور کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی تو نصر نے اسی پولیس والے میری نگرانی کے لیے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف پہنچنے میں دیر ہوئی' جب نویں شب آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیج دیئے زین اور لگام کے ساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھ سے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پورا ایک لاکھ دوں۔

امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا انکار:

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آ گیا تو اس نے ان تحائف کو جو ولید کے لیے مہیا کیے گئے تھے واپس طلب کر لیا' غلاموں کو آزاد کر دیا اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں اور خاص احباب میں تقسیم کر دی گئیں' برتن عوام الناس کو دے دیئے' اپنے عمال روانہ کر دیئے اور انہیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منصور بن جمہور خراسان آ رہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے' اس کے بعد اس نے اس کا نام لیا اور کہنے لگا ''عبداللہ بے یار و بریدہ'' مگر نصر نے ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا' چنانچہ اس نے یعقوب بن یحییٰ بن حصین کو طخارستان علیا کا حاکم مقرر کیا' معدۃ بن عبداللہ الیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اس کے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی کو قہستان کا حاکم مقرر کیا' وران عہدیداروں کو رعایا کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی' پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عامل بن خوارزم عبدالملک بن عبداللہ:

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ السلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا میں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزاریوں کی طرح کمزور ہوں۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انہیں اپنے وجود سے معزز کر دیا۔ بخدا! میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کروں گا اور جیل خانہ سے بھی کام لوں گا اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود پڑوں گا اور پھر تم اس طرح سیدھے راستے پر چلنے لگو گے۔ جس طرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناچتی پھرتی ہے ورنہ میں تمہیں اس طرح جھاڑوں گا جس طرح گجھن جھربڑی کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں۔

ایک بلقینی کا قصاص:

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور نے بھیجا تھا خراسان آیا‘ نصر کے آزاد غلام حمید نے جونیشاپور میں رہ گذار تھا اسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے نصر سے آ کر اس کی شکایت کی‘ نصر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمہاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد غلام ہے اور اس لیے تمہارے مماثل میں کہ اس سے میں تمہارا قصاص لوں اس معاملہ کو جانے ہی دو۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے اس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو‘ ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کو بنی ازد کے مقابلہ کے لیے تیار کر رکھا ہے بنی کنانۃ باقی ہیں اس لیے کہ کوئی ان کا مقابل ہی نہیں۔ اس پر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم اسے خراب کر دیتے ہو۔

قدامہ بن مصعب اور نصر بن سیار کی گفتگو:

قدامۃ بن مصعب العبدی اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جمہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا امیرالمومنین کا انتقال ہو گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! پھر اس نے پوچھا کیا منصور بن جمہور والی مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے‘ انھوں نے کہا ہاں! نصر نے کہا تو ہم تمہارے جمہور کو نہیں تسلیم کرتے‘ اس نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ان پر دست درازی شروع کی‘ ایک شخص کو عراق بھیجا اس نے آ کر دیکھا کہ منصور کوفہ میں خطبہ دے رہا ہے‘ نصر نے ان دونوں کو جیل خانہ سے نکال کیا اور قدامۃ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا والی مقرر کیا ہے‘ اس نے کہا جی ہاں! ہم تو قیس اور یمنی دونوں کے بیچ میں ہیں۔ نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا والی نہیں مقرر کیا اس نے کہا ہماری مثال اس شعر جیسی ہے:

اذا ما خشینا من امیر ظلامة　　　　دعونا اباغسان یوماً فعسکرا

ترجمہ: ''جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم ابوغسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے''۔

نصر یہ سن کر ہنسا اور اسے گلے سے لگا لیا۔

منصور نے عراق پہنچ کر عبیداللہ بن العباس کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا یا جب اس کے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا حاکم تھا‘ منصور نے اسے اس کی جگہ بحال رکھا۔ پہلے ثمامۃ بن حوشب کو کوتوال مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے حجاج بن ارطاۃ النخعی کو کوتوال مقرر کیا۔

مروان محمد کا عمر بن یزید کے نام خط:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے عمر بن یزید ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی وہ خط یہ ہے:

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جس طرح نبوت تا کہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں۔ خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی کرتا ہے جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انہیں غالب کرتا ہے جو اس کا مقابلہ کرتا ہے اسے ہلاک کرتا ہے اس لیے تم ان کا راستہ اختیار نہ کرنا خلفاء یکے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان ان کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ خلافت کے اطاعت شعار اس کے محافظ و وفادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لیے شدید و سخت گیر رہے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار ان کو ملتی رہی جس سے اسلام کی سرسبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی مگر انھوں نے اپنا طریقہ بدل دیا اور اپنے عہدوں کو پس پشت ڈال دیا اور ایک شخص نے اس کی آگ روشن کی اگر چہ لوگوں کے قلوب اس سے متنفر تھے اور بنی امیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے خواستگار تھے گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہراطور پر تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اس کا خون رائیگاں نہ جائے گا۔ جس بات کا اللہ نے ارادہ کرلیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا تم نے اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بے حرمتی اور اس کے فرائض کی جانب سے جو بے اعتنائی برتی گئی ہے اس کا بدلہ لوں میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے تہیہ کیا تو وہ سب سے آگے ہوں گے ان کے سینے جوش انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے انقلاب ضرور ہو جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمد اور مروان کے مشابہ نہیں ہوں گا اگر میں کسی حمیت کو دیکھ کر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لیے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے اچھی طرح ان کا بل نہ نکال دوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ ہمیں کامیاب کر دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا دے میں صرف اس لیے منتظر ہوں کہ تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے اب تم اپنے بھائی کا بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ و متعین ہے اور جس کا نگہبان اور مددگار خدا ہوا سے اور کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ زر:

مسلم بن ذکوان بیان کرتا ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثۃ الکلبی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ بڑی رقم بطور نذرانے کے ہمارے لیے وصول کرنا چاہتا ہے اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمد کو لکھو کہ وہ اس کے متعلق حکم دے دے اور نیز اسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کر لے کیونکہ مروان نے متصدیوں کو ممانعت کر دی تھی کہ معاشیں دیتے وقت ان میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں عباس نے اس کی رائے منظور کر لی اور ڈاک کے ذریعہ اسے بھیج دیا۔ عباس جو لکھتا اس کا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا نیز اس کے متعلق یزید نے مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدۃ الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں ایک جائداد خریدی ہے اس کے لیے مجھے چار ہزار دینار کی ضرورت ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد :

یزید نے مجھے بلا کر طفیل کے ہمراہ خطوط لے جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا' ہم روانہ ہو گئے۔ مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا' جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثۃ الکلبی ہم سے ملا اور اس نے ہمارا حال دریافت کیا' ہم نے واقعہ بیان کر دیا' اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مرجان سے تعلق رکھتے ہو' ہم نے کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھ سے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار ہوگی' میں نے کہا اس سے زیادہ ہوگی' پھر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں' میں نے کہا بیس ہزار مرد ہوں گے اس پر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔

مسلم کا جعلی خط :

اس واقعے کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اٹھانے کا لالچ پیدا ہوا' میں نے یزید کی جانب سے اس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ لیا۔ میں نے ابن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ میرا پیام تمہیں پہنچا دے گا' تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے' جس پر مجھے اعتماد ہے اور یہ نہایت راز دار آدمی ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی ملاقات :

اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا مرسلہ خط بھی ہے مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیام بھیجا ہے۔ طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں! میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے۔ حاجب نے جا کر مروان کو اس کی اطلاع دی' حاجب نے باہر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ میں نے اس کا شمار نہیں رکھا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا۔ جب مروان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرا نے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا' میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سرا سے جا ملا اس نے مجھے مروان کے حضور میں پیش کیا جو اس وقت ایک زنانے مکان میں تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ' اس نے کہا آزاد کردہ غلام یا ان کا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں۔ اچھا کہو کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں' چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف' اس نے مجھے وعدۂ معافی دے دیا' میں نے حمد و ثنا کے بعد اس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ ان سے خوش رہے۔ البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا۔ پھر میں نے اس کا سارا حال بیان کر دیا' اب مروان نے گفتگو شروع کی' نہ حمد کی اور نہ ثناء کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سنا تم نے اپنے مافی الضمیر کو خیر و خوبی سے بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا' میں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس کے لیے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لیے تیار ہوں تا کہ میرا طرز عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مراعات دیں اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت

کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ پھر اس نے مجھ سے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اس کی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس کے لیے آئے ہو اسے کسی پر ظاہر مت کرنا' تمہارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اسے پورا کر دیا ہے اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اسے ایک ہزار درہم بھی دلوا دیئے ہیں۔

مسلم بن ذکوان کی روانگی دمشق:

میں چند روز تک وہیں مقیم رہا' ایک دن دوپہر کے وقت اس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہہ دو اللہ تمہارے معاملات راست لائے حکم خدا کے مطابق کام کرو' کیونکہ خدا ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز اس نے میرے خط کا جواب بھی لکھ دیا اور کہا اگر تم طے منازل یا اڑ کر جا سکتے ہو تو اڑ جاؤ' کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات دن میں خروج کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہو گئی ہو اگر انھوں نے خروج کر دیا تو ان سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھ سے کہہ دیئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہہ دوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے۔ مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اسے پورا کر دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو گیا' اس بنا پر انھوں نے اپنے تمام راز مجھ سے بیان کر دیئے اور اپنے تئیں میرے حوالے کر دیا۔ میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آمد پہنچا تو مجھے پے در پے ہرکارے ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے' اتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نکال دیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی' میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے' ایک گھوڑا اور رہبر کرایہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔

باب ۹

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منصور بن جمہور کی معزولی:

اسی سنہ میں یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کو عراق کا صوبہ دار بنایا۔ یزید نے عبداللہ سے کہا چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لیے میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ۔ عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا' عراق کی روانگی کے ساتھ اس نے خطوط پیامبران شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اسے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ منصور اس کے تقرر کو تسلیم نہیں کرے گا' مگر سب سرداروں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔ منصور بھی عنان حکومت اس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔

امیر عراق عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ نے اپنے عہدیدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے' لوگوں کو ان کی معاشیں اور ماہوار دے دیں' شامی سرداروں سے اس امر میں اس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں' عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں' اس لیے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں اہل کوفہ' کوفہ کے احاطہ میں جمع ہو گئے' سرداران شامی نے پیامبروں کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی' دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہوا' تھوڑا تصادم بھی آپس میں ہوا۔ کچھ غیر معروف مارے بھی گئے۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیرہ میں تھا اور عبیداللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ اہل کوفہ نے عبیداللہ کو قصر امارت سے نکال دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے عمر بن الغضبان ابن القبعثری کو اپنے پاس بلا بھیجا اب لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے اور عمر بن الغضبان نے ان کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگذر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی۔ جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا اس کو خلعت و گھوڑا دیا' اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مال گذاری اور محاسب مقرر کیا' نیز اسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لیے جتنی چاہے معاش مقرر کر دے' اس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں ان کے نام درج کر لیے۔

یمنی اور نزاری مناقشت:

اسی سنہ میں خراسان میں یمنی اور نزاری عربوں میں مناقشہ رونما ہوا۔ کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اس کی حمایت میں ایک ایک جماعت آمادۂ پیکار ہو گئی۔ جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ یزید کی جانب سے عراق کا

صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو اس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اس کے لیے اپنا حکم بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اس وقت نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا' اور نجومیوں نے اس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔

اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ:

نصر نے تمام سرکاری روپیہ کو اپنے پاس منگا لیا اور بعض لوگوں کو ان کی معاشوں میں سونے چاندی کے وہ برتن جو اس نے ولید کے لیے تیار کرائے تھے دے دیئے' سب سے پہلے ایک کندی نے جو بڑا کشادہ ذہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا معاش! معاش! دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرے ادھر ادھر متعین کر دیا۔ کندی نے پھر کہا معاش' معاش' بنی ازد کے ایک آزاد غلام ابوالشیاطین نامی نے بھی کھڑے ہو کر کچھ کہا' حماد السائع ابوالسلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی معاش المعاش کا مطالبہ کیا۔

نصر کا اہل خراسان سے خطاب:

نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لوں گا۔ اللہ سے ڈرو اور نصیحت کو گوش ہوش سے سنو' سلم بن احوز نصر کی طرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے کار آمد نہیں' دوکاندار اپنی دوکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آیندہ میں تمہیں کوئی معاش نہیں دوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنے بھائی اور چچیرے بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کرے گا۔ ان اونٹوں کے ساتھ جو اس نے اسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اس نے پہنایا ہے' حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے۔ خود ان کے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہو گا۔ جس کی وہ تاب نہ لا سکیں گے' اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے' جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے' اے خراسان والو! تم دشمنوں کے نرغے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو' اپنے میں دو تلواروں کی مصاومت سے بھی احتراز کرو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھانکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں' ممکن ہے کہ یہ بات میرے لیے بہتر ثابت ہو' مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو' اللہ تم پر نہ کرے میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے' اس لیے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا' میری اور تمہاری نسبت اس شعر سے مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے۔

استمسکوا اصحابنا نحدوابکم   فقد عرفنا خیر'کم و شرکم

ترجمہ: ''ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم ہانکتے رہیں گے کیونکہ ہم تمہارے اچھے بروں کا تجربہ رکھتے ہیں''۔

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لو کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اسے دیکھنا نصیب نہ ہو گا' اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے' کیا نا معلوم سلطان کی نیت اور اس کا انتظار ہے؟ اے معشر عرب! اس میں تمہاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابغہ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا:

فان یغلب شقاؤکم علیکم   فانی فی اصلاحکم سعیت

ترجمہ: ''اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں میں نے تو تمہاری فلاح کے لیے اپنی پوری کوشش ختم کر دی''۔

کرمانی کی بغاوت:

جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اس وقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کار مقرر کرلو' کرمانی کا اصلی نام جدیع بن علی بن شبیب بن براری بن حلیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے اسے کرمانی کہتے تھے۔

اس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ مضری عربوں نے نصر سے آ کر کہا کرمانی آپ کا مخالف ہو گیا ہے اسے بلا کر قتل کرا دیجیے۔ نصر نے اس سے انکار کر دیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اس کی بیٹیوں کے ساتھ اور اس کے بیٹوں کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کیے دیتا ہوں۔ اس تجویز کو انہوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اسے لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اس میں سے کچھ نہ دے گا اور انہیں اس رقم کا علم ہو ہی جائے گا۔ اس لیے وہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے' مگر انھوں نے اس کی بھی مخالفت کی اور کہا اس سے تو اسے اور تقویت ہوگی۔ نصر نے کہا تو اچھا اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہے گا اور ہم اس سے بچتے رہیں گے' انھوں نے کہا تو اسے بلا کر قید کر دیجیے۔

کرمانی کی انتقامی خواہش:

نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لیے منظور کی تھی کہ جب کچھ جماعت میرے تحت ہو جائے تو اس کی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں' علاوہ بریں باوجود اسد کے عہد کے احسانات کے ہم سے جو اس نے برابر تاؤ کیا' ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اس کا بدلہ لوں۔

کرمانی کے قتل کا مطالبہ:

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتداء ہے' کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اسے قتل کر دیجیے اور اس کے ساتھ سباغ بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہیر البکری کو بھی قتل کر دیجیے' کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لیے جلتا ہے کہ کیوں اس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے افضال کا مورد بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اسے یہ عزت و توقیر عطا فرمائی۔ اس وجہ سے اگر آپ خود اس کے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیجیے میں اس کا کام تمام کر دوں گا۔

نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی:

بیان کیا جاتا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اس وجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البہرانی عامل جرجان نے اسے لکھا تھا کہ منصور بن جمہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبداللہ کے آزاد غلام عفران کے ہاتھ کرمانی کے لیے حکم تقرر بھیج دیا ہے' نصر نے اس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ پا سکا۔

منصور بن جمہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الاحرار نے بھیجی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آ کر کہا کہ کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اس پر اصرم بن قبیصۃ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر ملک و سلطنت بغیر نصرانی یا یہودی ہونے کے حاصل ہی نہ ہو سکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائے گا۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی:

نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے۔ اسد بن عبداللہ کے عہد میں کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر والی ہوا اس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اس کی جگہ حرب بن عامر بن اثیم الواشجی کو مقرر کیا' جب اس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے علیحدہ کر کے اس کی جگہ جمیل بن النعمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے' نصر نے اسے قہندز میں جس کا حاکم مقاتل بن علی المرائی یا مری تھا قید کر دیا۔

نصر کی کرمانی سے جواب طلبی:

جب نصر نے اسے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبیداللہ بن بسام کو اس کی حاضری کا حکم دیا' نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا۔ مگر میں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھ دیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے اور اس طرح میں نے تمہاری جان بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں! صحیح ہے' نصر نے کہا تم پر جو جرمانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمے نہیں لے لیا اور لوگوں کی معاشوں سے اسے وصول کر کے تمہاری گلو خلاصی نہ کرائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضی کے خوں بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا تو اس کا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لیے اجتماع کر رہے ہو۔ کرمانی نے کہا جناب والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے آپ کے احسانات مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپ کا شکر گزار ہوں' اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجیے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

کرمانی کی اسیری:

عصمۃ بن عبیداللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لیے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ سلم بن احوز نے کہا' آپ اسے مروا ڈالیے' مقدام اور قدامۃ' عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے' کیونکہ انہوں نے تو یہ ہی کیا تھا' اسے (موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام) کو مہلت دو' بخدا! محض ابن احوز کے کہنے سے کرمانی قتل نہیں کیے جا سکتے۔ نصر نے سلم کو اس کے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ کرمانی قید کر دیا گیا' نے اس کی سفارش کی مگر نصر کے کہا میں نے اس کے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کروں گا' اگر تم اس بات سے خائف ہو تو کسی شخص کو اس کے ساتھ متعین کر دو۔ چنانچہ ازدیوں نے اس کی معیت کے لیے یزید النحوی کو اختیار کیا۔ یہ اس کے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اس کا پہرہ بان مقرر کر دیا۔

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے میغرہ بن شعبۃ الجہضمی اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدانی کو نصر کے پاس بھیجا تھا۔ کرمانی انتیس دن قید میں رہا۔

کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج:

علی بن وائل الربعی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اس وقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔ اگر ابوالزعفران آیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے بخدا! نہ میں نے اسے چھپایا ہے اور نہ میں اس کے مقام سے واقف ہوں اس کی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انھیں اس سے باز رکھا اور سلم بن احوز کے آدمیوں کے ساتھ ہنستا ہوا چلا گیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد عبدالملک بن حرملۃ الیحمدی' مغیرہ بن شعبہ' عبدالجبار بن شعیب بن عباد اور بعض ازدیوں نے آپس میں ساز باز کی اور نوش آ کر فروکش ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بے وجہ اور بے قصور کرمانی قید کر دیا جائے مگر ان کی یحمدی بڑے بوڑھوں نے سمجھایا' کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمہارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے' مگر انھوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے' یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھیے' ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔

کرمانی کا جیل خانہ سے فرار:

عبدالعزیز بن عباد بن جابر بن ہمام بن حنظلہ الیحمدی سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے پاس آیا' محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب بھی آ گئے' ان سب نے شب نوش میں عبدالملک بن حرملۃ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی' صبح ہوتے ہی' حوازن آئے یہاں عزہ نصر کی ام ولد کے مکان کو جلا ڈالو تین دن مقیم رہے اور کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر انھوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لیے مقرر کیے اور یزید النحوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل سف کے ایک شخص نے آ کر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا۔ اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے' سب نے کہا جو تم مانگو گے۔ اس نے پانی کی اس نالی کو جو قہندز آتی تھی آ کر چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آ کر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لیے تیار رہے' خط کھانے میں رکھ کر بھیج دیا گیا۔ کرمانی نے یزید النحوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لیے اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دونوں چلے گئے وہ اس نالے میں داخل ہوا' لوگوں نے اس کا بازو پکڑ لیا' ایک سانپ اس کے پیٹ سے لپٹ گیا مگر اسے گزند نہ پہنچایا' ازدی کہنے لگے سانپ ازدی تھا اسی لیے اس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اسے کھینچا جس سے اس کا شانہ اور پیٹھ چھل گئی۔ باہر نکل کر اپنی خچری دوامۃ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشر پر سوار ہوا۔ بیڑی اس کے پاؤں ہی میں تھی' یہ لوگ اسے غلطان نام ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرملہ خیمہ زن تھا' اس نے اس کی بیڑی کاٹ دی۔

کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت:

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید میں اس کے ہمراہ تھا اس نے قلعہ میں ایک شگاف دیکھا' یہ اسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اسی سے باہر نکل آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرملہ سے کہلا بھیجا کہ میں آج شب میں باہر نکل آؤں گا' یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا اس کے غلام فرقد نے آ کر ان کو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اس سے جا کر ملے۔ اس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا' اور تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ اس کے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اس کے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اس کا غلام تھے' کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ تم غلطان اندغ اور اشترح معاً جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الیحمدی

کے اس دروازے پر جونوش میں گھاٹی پر واقع ہے جمع کر کے لے آؤ۔ یہی نوش کی عید گاہ تھی' عمرو بن بکر نے سب کو آ کر اس کی اطلاع دی' تمام لوگ اپنے اپنے مواضعات سے ہتھیار لے کر نکل آئے۔ کرمانی نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو ان کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل سقادم بھی ان سے آ ملے۔ کرمانی مرج نیران کے راستے سے حوزان آیا۔

کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر:

بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا ازدیوں نے عبدالملک بن حرملہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے عہد کے ساتھ بیعت کر لی تھی' جب نوش کی گھاٹی میں سب جمع ہو گئے تو جماعت نماز کھڑی ہوئی' اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جس کے معنی یہ تھے کہ اب وہی ان سب کا امیر بن گیا۔ اور پھر اسی نے نماز پڑھائی' کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مروالروز پر اردانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی چھائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں پڑا رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مروالروز کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی' کرمانی کی برائی کرنے لگا اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں ڈال دیا گیا اس لیے ہردی بن گیا۔ ایسا شخص جو عورتوں کے درمیان پلا ہو اس کی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل۔ پھر ازدیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انہیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو ان کی حالت اخطل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

ضفادع من ظلماء لیل و تجاوبت   فدل علیها صوتها حیة البحر

ترجمہ: ''ان کی مثال ان مینڈکوں سی ہے جو رات کی تاریکی میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انھیں کی آواز پنیا سانپ کو ان کا پتہ دے دیتی ہے''۔

مگر پھر نصر اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جس میں کوئی برائی نہیں' اللہ کی یاد گناہوں کو دفع کر دیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت:

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی' اس نے سلم بن احوز کو پیدل سپاہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اب لوگ آپس میں ملاپ کرانے کے لیے دونوں کے پاس آئے۔ کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اسے معاف کر دیجیے اور قید نہ کیجیے اور اس کی قوم والے اس بات کے لیے کرمانی کے ضامن بن گئے کہ وہ نصر کی مخالفت نہ کرے گا۔ کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا' نصر نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے' مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں میں چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکل کر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا' مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آ کر اس کی سفارش کی اور نصر نے اسے معاف کر دیا۔ قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر اسے خارج البلد کرنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اس کا اخراج کر دیا تو سب جگہ اس کی شہرت ہو جائے

گی' اوروں نے کہا آپ ضرور اس کا خراج کر دیجیے کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے' نصر نے کہا میرے نزدیک اس کا یہاں رہنا اس کے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے' کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلاوطن کر دیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے مگر اوروں نے اس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا' اس نے اپنے ساتھیوں کو دس دس دیئے کرمانی نصر کے پاس اس کے خیمہ میں آیا نصر نے اسے معافی دی۔

نصر کا عبداللہ بن عمرؒ کی تقرری کا خیر مقدم:

عبدالعزیز بن عبدربہ حارث بن سریج سے جاملا۔ شوال ۱۲۶ ہجری میں نصر کو منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمرؒ کے عراق کا والی مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جمہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا والی نہیں رہ سکتا' اللہ نے اسے برطرف کر دیا اور اب ایسا شخص عراق کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ہے' جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

کرمانی کی طلبی:

کرمانی کو منصور بن جمہور کی حمایت میں جوش آ گیا اور اب اس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کر دی۔ نماز جمعہ میں پندرہ سو سے کم و بیش طرفداروں کے ساتھ شریک ہوا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آ کر صرف سلام کر جاتا مگر بیٹھتا نہیں' رفتہ رفتہ نصر کے پاس آنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے سلم کی معرفت اس سے کہلا بھیجا کہ میں نے تمہیں کسی برائی کی نیت سے قید کیا تھا بلکہ محض اس لیے کہ لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہو جائے' تم میرے پاس آؤ۔

سلم اور عصمۃ کی ناکامی:

کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حماقت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آ کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نصر نے کہا پھر جاؤ' اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں مگر اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اس کی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ عصمۃ نے کہا اے ابوعلی! تم نے جس بات کی ابتداء کی ہے اس کا انجام تمہارے لیے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا۔ حالانکہ ہم تمہارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود ان شرائط کو تمہارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیام کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں پہلے سے جتا دیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انہیں اپنی طرف سے اس لیے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا رسوخ اس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائے گا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا' تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو' عصمۃ واپس آ گیا اور اس نے کہا میں نے کسی دیسی کو اس قماش کا سانہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حصین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اس کے طرفداروں میں (اللہ ان پر لعنت کرے) اس کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

قدید کی کرمانی کو نصیحت:

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی' اور یہاں آپس میں خانہ جنگی' آپ قدید کو اس کے پاس سمجھانے کے بھیج دیجیے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا' قدید نے کرمانی سے آ کر کہا تم بہت ہی ضدی ہو' مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا' ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ عجمی ہماری حالت پر بغلیں بجائیں گے' اس نے کہا قدید میں تم پر اتہام نہیں رکھتا مگر اب صورت ایسی نازک آ پڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بکری تمہارا بھائی ہے مگر تم اس کا اعتبار مت کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی نیک چلنی کے لیے یرغمال دے دو' کرمانی نے کہا کسے دوں' قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دے گا' یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابوعلی میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو۔ جو تمہارے ہاتھوں پر شہر تباہ ہو جائے۔

عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ:

قدید' نصر کے پاس واپس آ گیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیثی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے چچیرے بھائی سے جا کر اس معاملہ میں گفتگو کرو۔ عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان پر نام دھرا جائے اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے نبرد آزما تھے اور خراسان میں ان ازدی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہو گئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں' اگر لوگوں کی بہتری کے لیے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو' کیونکہ وہ تو اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو:

عقیل نے کرمانی سے آ کر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امراء کے نظیر ہو جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں' مگر مجھے اس پر اعتماد نہیں' ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفا دے دے اور ہم علیحدہ رہیں پھر بکر بن وائل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنا لیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آ جائے' مگر اس سے وہ گریز کرتا ہے۔ عقیل نے کہا ابوعلی مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو' وہ اسے منظور کر لے گا۔ تمہاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمہارے اس مشورے اور دوراندیشی پر معترض نہیں ہوں مگر مجھے نصر پر بھروسہ نہیں وہ یہ کر سکتا ہے' کہ خراسان سے جس قدر روپیہ لینا چاہے لے کر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تا کہ دونوں میں ملاپ ہو جائے۔ کرمانی نے کہا میں کسی صورت میں اس پر بھروسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے' مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرمانی نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ عقیل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آؤں' کرمانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہارے منشاء کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمہیں ہموار

کرلیں گے، جس کے بعد فریقین عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے، اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں، تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لیے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کردوں اور خونریزی کروں۔ چنانچہ اب کرمانی نے جرجان چلے جانے کی تیاری شروع کردی۔

حارث بن سریج کی معافی کا واقعہ:

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے حارث بن سریج کو معافی دی اور اس کے لیے تحریر لکھ کر بھیجی، نیز عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائیداد ضبط کی گئی ہے واپس کردے اور اس کی اولاد میں سے جو لوگ قید ہیں انہیں چھوڑ دے۔

جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا حارث بن سریج اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی کردے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرمانی وغیرہ کی مخالفت اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے، مقاتل بن حیان النبطی، ثعلبہ بن صفوان البنانی، انس بن بجالۃ الاعرجی، ہدبۃ الشعرادی اور ربیعۃ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ اسے ترکوں کے ملک سے واپس منالائیں۔

یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی:

خالد بن زیاد التبدی الترمذی، اور خالد بن عمر بن عامر کا آزاد غلام حارث بن سریج کے لیے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس روانہ ہوئے، کوفہ آئے، سعید خذینہ سے ملے، سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خذینہ کیوں رکھا ہے، اس نے عدم واقفیت ظاہر کی، سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے، مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابوحنیفہ سے درخواست کی کہ آپ اجلح نے دونوں کو یزید کے سامنے باریاب کرا دیا۔ خالد بن زیاد نے امیرالمومنین سے کہا آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تاکہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائے جائے، مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم و زیادتی کیے جاتے ہیں، یزید نے کہا اگرچہ میں خود انہیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہرحال انہیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں، خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشراف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور ان کے ساتھ نیک وسمجھ دار لوگوں کو متعین کردیں تاکہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں، یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سریج کے لیے امان طلب کی۔

حارث بن سریج کو امان نامہ:

یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا:

''حمد وثنا کے بعد ہم اس بنا پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے تھے اس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جارہا تھا، بے وجہ خون بہایا جارہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جارہا تھا ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمہارے سامنے صاف صاف پیش کردیا ہے۔ تمہیں امان دی جاتی ہے، اس لیے اب تم مع اپنے ساتھیوں کے سرحد اسلام میں آجاؤ کیونکہ تم

ہمارے بھائی اور دست و بازو ہو نیز میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ تمہارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے''۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے خالد کی شکایت:

اب یہ دونوں کوفے آ کر عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔

یہ دونوں مرو آئے یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث اور اس کے ساتھیوں کے اس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتی المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے اور اثنائے راہ میں مقاتل بن حیان اور اس کے ہمراہیوں نے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا ملے۔

اس سے قبل عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نصر کو لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دے دی ہے۔ لہٰذا اب تم اس کے ہو رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آ مل میں آ ملے تو مقاتل خود اس کی جانب ہو گیا اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث کی روانگی مرو:

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بارہ سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا' اس کے ہمراہ قاسم الشیبانی۔ مضریں بن عمران اس کا قاضی اور عبداللہ بن سنان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا' یہ اس سے ملنے نہیں گیا اور اس نے کہا اس نے کون سی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے حریف کو قتل کر دے گا وہ اسے یا جنت میں داخل کر دے گا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد خون اس کے ذمہ ہیں حالانکہ اب وہ ترک دنیا کر چکا ہے' مگر پہلے ان کی حکومت میں شریک' نہایت ہی مہمان نواز' بہادر اور ترکوں پر سخت گری کرنے والا تھا تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

سردار خداہ بیاسان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا' اس کے بیٹے نے منصور کے لیے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اسے قید کر دیا تھا' حارث نے منصور سے اس کی سفارش کی۔ منصور نے اسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

امام ابراہیم بن محمد:

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان بھیجا اور اس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کیے مرو آ کر انہوں نے تمام نقیب اور داعیوں کو جو وہاں تھے اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی

وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لیے دعوت دی اور ان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے ان کے پیام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جورو پیہ شیعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ اسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے بیعت لے کر اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لیے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے عہد خلافت لے لیجیے' قدریہ فرقے کے لوگ اسے اس بات پر برابر آمادہ کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لیے بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لیے بیعت لیجیے چنانچہ اس کے لیے بیعت لے لی گئی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت لی گئی۔

یوسف بن محمد کی برطرفی:

اسی سنہ میں یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے والی مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید نے اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ ذیقعدہ کی دو راتیں باقی تھیں کہ عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

مروان بن محمد کی بغاوت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی' آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حران پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی۔

اپنے موسم گرما کے جہاد کی مہم سے واپس آ کر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن ریاح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا' اور اب عبدالملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاثۃ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینیا میں تھا اس کارروائی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے' مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' مگر اس کے ساتھ اس نے اسے بھی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ راستی پر نہ آ جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحٰق بن مسلم العقیلی' سردار قیس اور ثابت بن نعیم الجذامی الفلسطینی سردار عربائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اس کی فوج عام حالت کو

بیان کر دیتا تھا' اور نیز ان تجاویز کی جو وہ دشمن کے مقابلے میں برتنا چاہتا تھا' منظوری حاصل کر لیتا۔

ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی:

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حنظلہ کے ہمراہ ان بربر اور افریقیا والوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے اس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا بھیجا۔ اس نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی' ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو' حنظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان بن ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیا میں کیا کارروائی کی' اس کا کچھ ذکر ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے عمائد تھے مروان سے آ کر ملے اور انھوں نے ثابت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی' جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی ان میں کعب بن حامد العبسی ہشام کا کوتوال' عبدالرحمٰن بن الفخم اور سلیمان بن حبیب ہشام کسی کے قاضی بھی تھے' مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینیا چلا گیا' مروان نے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا۔ اور انعام و اکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحٰق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے نام ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں انھیں ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انھیں اجر ملے گا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل و عیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ و مصئون رکھیں گے۔

حمید بن عبداللہ اللخمی:

نیز مروان بن محمد نے ان کی معاشیں ان لوگوں کے ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ اللخمی نام کو جو ان میں بہت مقبول تھا ان کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اس کی تعریف کر چکے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں صاحبوں نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور مروان کا خط پڑھ کر انھیں سنایا' اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ثابت بن نعیم کی سرکشی:

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آ جانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اس نے روانگی کی تیاری شروع کی' اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لیے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع ان لوگوں کے جو رات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے طرفداروں کی تعداد مروان کے طرفداروں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے' مروان نے دونوں نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ و میسرہ اور قلب سے جا کر حریف

سے کہیں اور دریافت کریں کہ انہوں نے کیوں مجھ سے علیحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے' کیا میں نے ایسے شخص کو ان کا والی مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے ان پر حکومت کی ہے' اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے درپے ہوئے ہیں۔

مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی:

انھوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرمانبردار تھے۔ خلیفہ قتل کر دیا گیا' اہل شام نے یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سرگروہ بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اسی تقسیم وترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہہ دے جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو' تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام سے سرتابی کرو اور جہاں سے گذرو وہاں کے ذمیوں کے مال ومتاع غلہ اور چارے پر قبضہ کرلو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ تم مطیع ومنقاد ہو جاؤ اور میں تمہیں لے کر فرات کے کنارے پہنچا دوں' وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اس کی فوج کو آزادی دے دوں گا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری:

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے۔ سب اس کی اطاعت میں آ گئے اور ثابت بن نعیم اور اس کے چار بیٹوں رفاعہ' نعیم' بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دیئے گئے ان کے ہتھیار لے لیے گئے' ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کر لیا اور اثنائے سفر میں ان پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتیوں پر ظلم وزیادتی اور غارت گری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اس کی قیمت ادا کرتے۔ اسی طرح مروان انھیں لے کر حران آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا' مروان نے اہل جزیرہ کو بلا کر ان پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار مویشی ان سے وصول کیے اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

مروان بن محمد کی اطاعت:

یزید نے اسے لکھا کہ تم میری بیعت کرلو' میں تمہیں اس سارے علاقے جزیرہ' آرمینیا' موصل اور آذربائیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دوں گا۔ جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا' اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علاثۃ نیز جزیرے کے بعض اور عمائد کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اسی سنہ میں یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

یزید بن ولید کی وفات:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو شب تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یزید پانچ ماہ بارہ روز خلیفہ رہا' ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھیالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو شب خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس

سال کی عمر پائی۔ اوروں کا بیان ہے کہ اس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی' اس کی ماں ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے:

انا ابن کسریٰ و ابن مروان وقیصر جدی و جدی خاقان

ترجمہ: ''میں کسریٰ اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں''۔

(عقیدہ) بیان کیا گیا ہے کہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

(حلیہ) سانولا رنگ' دراز قامت' چھوٹا سر' چہرے پر خال' خوبصورت پاؤں اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہو) تھا۔

یزید الناقص کی وجہ تسمیہ:

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لیے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کی معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا' مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس بنا پر تمام لوگ اسے ناقص ابن الولید کہنے لگے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمرو عمال:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا مگر اس کے ہمراہ عبدالعزیز بھی' جو مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج کرنے گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس سال یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار تھا' ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ کا خبر رساں۔ مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار الکنانی خراسان کا صوبہ دار تھا۔

باب ۱۰

ابراہیم بن ولید و جنگ جبانہ

ابراہیم بن ولید:

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا مگر اس کی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی' ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا' دوسرے جمعہ کو محض امیر کے لقب سے' آیندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر۔ یہی خلفشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آ کر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو قتل کر دیا۔

مدتِ حکومت:

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر راتیں خلیفہ رہا۔

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان بن محمد کی سفارت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے شام کی جانب پیش قدمی کی' اور عین الجر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جس کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمینیا سے جزیرہ آ کر اس پر قابض ہو گیا تھا اور عصرام ٹیں اس بات کی شہرت دی تھی کہ وہ ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے قتل کو بری نظر سے دیکھتا ہے' مگر جب یزید بن الولید نے اسے اس کے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اس کے ماتحت کر دیا جو اس کے باپ کے تحت تھا تو اس نے یزید ہی کے لیے بیعت کر لی' اس کا عام اعلان کر دیا' اور اپنے حران ہی کے دوران قیام میں اس نے محمد بن علاثہ' اور جزیرے کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لیے بھیج دیا۔

ابن علاثہ کی طلبی:

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا' اس نے فوراً ابن علاثہ اور اس کے ساتھیوں کو منبج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا' صرف جزیرے کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو آرمینیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

مروان بن محمد کی پیش قدمی:

مروان قنسرین آیا' یزید بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اس کے مقابلے کے لیے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اس نے اپنے حریف کی فوج میں وعدۂ امان کی منادی کی اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیسی عربوں کے ساتھ اس سے آملا۔ انھوں نے بشر اور اس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔

اہل حمص کی اطاعت:

مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا' چونکہ انھوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے مؤخر الذکر اور دمشق کی فوج کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا جس نے انہیں ان ہی کے شہر میں آ کر محصور کر لیا۔ مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید سرعت سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبدالعزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا۔ اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اس کے ساتھ ہو لیے۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

اس کے مقابلے کے لیے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیر قیادت فوج روانہ کی' یہ اس کے ہمراہ مقام عین الجر پر فروکش ہوا' اب مروان بھی سامنے آ گیا۔ سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسی ہزار تھے' جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں رہا کر دو اور میں ان دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو ان کے باپ کے قتل میں شریک رہا ہو کوئی مطالبہ کریں گے مگر سلیمان کے ہمراہیوں نے اس کی درخواست رد کر دی اور اب جنگ پوری مستعدی سے شروع ہو گئی۔ آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے' چونکہ مروان ایک تجربہ کار گرگ باران دیدہ تھا اس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحٰق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ نام تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ' نیز ان کے ہمراہ لکڑ ہارے بھی بھیج دیئے۔

اس گھاٹی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا۔ جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پر تھی اور دونوں پڑاؤں کے درمیان ایک تیز رو دردا تھی' مروان نے انھیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جا کر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اس کے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار:

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان کا رسالہ چونکہ ہمہ تن جدال و قتال میں منہمک تھا اس لیے اسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک انھیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ' تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی' اس کے دیکھتے ہی

اس فوج کے پاؤں اکھڑے گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی' اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب گت بنائی تھی' بیدردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور ستر ہزار کو تہ تیغ کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا' مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے' نیز ان کی پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا' مروان نے حکم وعثمان دونوں کم سنوں کے لیے ان سے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا' بلکہ ایک ایک دینار زادراہ بھی انہیں دیا اور انہیں ان کے اہل وعیال میں جانے کی اجازت دے دی' اور کسی کو سوائے یزید بن العقار الکلبی اور ولید بن مصاد الکلبی کے جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے اس نے قتل نہیں کیا۔

یزید بن خالد بن عبداللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا' یزید کے خاص عہدیدار تھے' ان میں سے ایک کوتوال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا' پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دیئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر کا خاتمہ:

دوسری صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی' اس کے پاس ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری ابو علاقۃ السکسکی۔ اصبغ بن دولۃ الکلبی اور ان ہی جیسے اور سردار آئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان دمشق آ کر انہیں قید سے نکال کر برسر حکومت بٹھا دے گا۔ یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں سے کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے' بہتر یہ ہے کہ انہیں ہم قتل کر دیں۔ چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا' ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے' یزید نے خالد کے آزاد غلام ابوالاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لیے روانہ کیا' اس نے جیل خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید کا فرار:

وہ تو ابو محمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانہ کی ایک کوٹھڑی میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش وتکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر ٹکا دے دیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے' تب انہوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگا دیں مگر ابھی آگ نہ لگائی تھی کہ شور مچا کہ مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا ہے' ابراہیم بن الولید بھاگ کر روپوش ہو گیا' سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

عبداللہ بن معاویہ:

اسی سنہ میں عبداللہ بن معاویۃ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے لیے دعوت دی اور کوفے ہی میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان رحمہ اللہ سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویۃ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا خروج:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ ہجری میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے بغاوت کی اور اس سے لڑا' عبداللہ بن معاویہ کچھ عنایتاً مانگنے کے لیے کوفے میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا۔ اس کا ارادہ خروج کا نہ تھا' یہاں اس نے حاتم بن الشرقی بن عبدالمومن بن شیث بن ربعی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب وعداوت رونما ہوئی تو کوفے والوں نے اس سے درخواست کی کہ تم اپنے لیے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بنو مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں' اس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کر دی۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزۃ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تدبیروں سے اسے پھر ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر بغیر مقابلہ کیے پسپا ہو جائے گا ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ جبال پر قبضہ:

چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کیا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کر لیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوفزدہ نہ ہوتا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اس ساز باز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے پختت وپز ہو چکی ہے' مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اس کو دیکھتے ہی ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے۔ اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفے واپس آ گیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان وقوع پذیر ہوا تھا' پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا' اہل مدائن نے اس کی بیعت کر لی' یہاں کچھ کوفی بھی اس سے آ ملے' ان کے ساتھ اس نے حلوان جا کر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کر لیا۔

جنگ جبانہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت جمع کر لی تھی' اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انھوں نے جبانہ میں جنگ کے لیے اپنا اجتماع کیا' اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن کا سردار تھا اس پر اصبغ ذولتہ الکلبی نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہو گئے' مگر بنی براء اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے۔ زیدی فرقے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خیال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا' ابن معاویہ عبداللہ بن العباس التمیمی کے ہمراہ کوفے سے مدائن آیا' وہاں سے روانہ ہو کر ماہین' ہمدان' قومس' اصبہان اور رے پر قابض ہو گیا' اہل کوفہ کے غلام بھی اس سے آ ملے۔

ابو عبیدہ کی روایت:

ابو عبیدہ اس خلفشار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ' حسن اور یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آئے اور النخع میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں آ کر فروکش ہوئے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خوب آؤ بھگت کی' بہت کچھ انہیں دیا' اور تین سو درہم روزانہ ان کے لیے مقرر کر دیئے۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے' اب یزید بن الولید نے انتقال کیا اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے

لیے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوفے میں آیا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے ان دونوں کے لیے بیعت لے لی اور ان کی معاش میں سوسو کا اضافہ کر دیا۔ نیز اس نے اس کے لیے مفصلات میں احکام نافذ کر دیئے اور سب جگہ سے ان کے لیے بیعت لیے جانے کی اطلاع آ گئی۔ ابھی وہ انہیں معاملات کی رو بہ راہی میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا ہے' اس نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگران کے یومیے میں اضافہ کر دیا اور اسے اس بات کے لیے آمادہ کر لیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہو تو وہ اس کے لیے بیعت کر لے گا اور بحیثیت امین اپنے ساتھ لے کر مروان کا مقابلہ کرے گا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہو گئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لیے نکلا' دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی' ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

اسماعیل بن عبداللہ اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبداللہ' خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لیے کوفے کی ولایت کا جعلی فرمان بنالیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انھیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے' یمنیوں نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی' اس نے علی الصباح اسے آلیا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسمٰعیل نے یہ رنگ دیکھا اور سوچا کہ نہ اس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طول کھینچے گا' بہتر یہ ہے کہ تم لوگ چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے' مگر اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کر دی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہو گیا ہے اس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی' اور اب پھر فتنہ وفساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہوا۔

جعفر بن نافع اور عثمان بن الخیری کی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کشیدگی:

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ' مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیری بن تیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ ان کے مناصب کو ان کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا' یہ دونوں اس کے پاس آئے' اور درشت کلامی کی' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غصہ آیا اس نے ان دونوں کے دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا' عبدالملک الطائی اس کے صاحب شرطہ نے جو ہر وقت اس کے سرہانے ایستادہ رہتا تھا جا کر انہیں دھکے دیئے' انھوں نے بھی اسے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جعفر وعثمان سے مصالحت:

ثمامہ بن حوشب بن ردیم الشیبانی حاضر دربار تھا' وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اُٹھ آیا اور یہ

سب کوفہ چلے آئے' یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لیے نہایت طیش وغضب میں ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان سے آکر ملا وہ اس وقت سب کے سب دیر ہند میں مستعد ومجتمع تھے۔ عاصم نے اپنے تئیں ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو اس کے اس ایثار سے انہیں غیرت آئی' انھوں نے عاصم کی تعظیم وتعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے' اسی شب کو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہیل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامہ بن حوشب بن رویم کو بھی ایک لاکھ بھیج دیئے۔ اس نے انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیبری کو دس ہزار بھیج دیئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اس کی کمزوری محسوس کی تو اس سے آنکھ چرا گئے' اس پر دلیر ہو گئے اور انھوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا بالکل سہل ہے اس لیے انھوں نے عبداللہ بن معاویہ بن جعفر کے لیے لوگوں کو دعوت دی' عبداللہ نے اس کام کے لیے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا' شیعوں نے ایک ہڑبونگ مچا دی اور سب مسجد میں آکر جمع ہوئے۔ ہلال اس تمام کارروائی کا منصرم تھا۔ شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبداللہ کے پاس آئے' اسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت میں لے آئے اور عاصم بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حیرہ چلا گیا۔ کوفیوں نے ابن معاویہ سے آکر بیعت کی ان میں عمر بن غصیان بن القبعثری' منصور بن جمہور' اسماعیل بن عبداللہ بن القسری اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفے سے وطنی تعلق تھا۔ ابن معاویہ چند روز تک کوفے مقیم رہا اور لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور رقم النیل کے باشندوں نے بھی اس کے لیے بیعت کر لی' جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کی دعوت:

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے شامی ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابل آیا۔ ایک شامی نے مبارزت طلب کی' قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لیے نکلا' شامی نے اس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کی دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا' بخدا! میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں' تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اس کے پاس آچکے ہیں' مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی۔ البتہ کل صبح جنگ ہوگی' اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کرو اور عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو' میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آؤں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج کو سوچ لو' میں نے تمہارے سرداروں کا

حال سب تمہیں سنا دیا ہے۔

قاسم نے اپنے ہم قوم اشخاص سے یہ باتیں کہہ دیں۔

عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان:

ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے میمنے میں ربیعہ اور مضر تھے اور اس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اس میں بنی ربیعہ تھے' اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے' اگر عمر بن الغضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آ کر ملے' اور یہ بھی اس سے جا کر کہہ دو کہ قیسی جھوٹے ہیں' قاصد نے عمر سے آ کر یہ پیام پہنچا دیا' عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد میرے پاس آیا ہے' نیز اس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن معاویہ اور منصور اور اسماعیل سے عہد واثق لے لے۔ اس ترکیب سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کارروائی کا علم ہو جائے' مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ ابن معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے میمنے پر اور مضر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا۔ اس کو اتنی رقم انعام دی جائے گی۔ روپیہ عمر بن الغضبان کے پاس تھا۔

عباس بن عبداللہ الہاشمی کا قتل:

اب جنگ شروع ہوگئی' عمر بن الغضبان نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے میمنے پر حملہ کیا اور میمنہ پسپا ہو گیا' منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوفی یمیوں پر حملہ کر کے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا' اور عباس بن عبداللہ الہاشمی بنت ملاۃ کا خاوند مارا گیا' عاتکہ بنت الملاۃ جس نے کئی خاوند کیے تھے اور ان میں سے ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا' بیان کرتی ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست و مراجعت کوفہ:

مبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا۔ پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبداللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اس کا میسرہ جس میں بنی مضر اور ربیعہ تھے اور ان کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جمے رہے۔ اہل شام کے قلب نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے' اب صرف میسرے کے تقریباً پانچ سو شہسوار مقابلے پر رہ گئے' عامر بن جنازہ' نباتہ بن حنظلہ بن قبیصہ' عتبہ بن عبدالرحمٰن الثعلبی اور نصر بن سعید بن عمر الحرشی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انھوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے' بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا' انھوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے ہمراہیوں کے لیے کچھ بھی کارآمد نہ ہوگا' پھر وہ خود اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے کوفے میں لے آئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع:

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ عبداللہ بن معاویہ ایک انبوہ کثیر کے ساتھ مقابلے کے لیے سامنے آ گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصے تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ اتنے

میں مہتمم باورچی خانہ اس طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لیے حکم کا منتظر تھا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا' وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا' میں غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا! اس کا چہرہ جوں کا توں تھا۔ جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے' چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک سامنے لائے گئے۔ اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دے دیا۔ پھر اپنے آزاد غلام یا غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون' فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا یہ جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو' اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو' غلام نے حکم کی تعمیل کی۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ابن معاویہ سے جنگ:

اب عبداللہ مقابلے کے لیے چلا' ہم بھی اس کے ساتھ چلے اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نقیب سے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا۔ اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دیئے۔ اس کے اس ایفائے عہد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اس کی فوج شکست کھا کر کوفے میں داخل ہوئی اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابوالبلاد بنی عبس کا آزاد غلام تھا' اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سرگروہ تھا' اہل کوفہ روزانہ ان پر اس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازے کستے تھے۔ اس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انہیں بکنے دے۔

عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل:

عبداللہ بن معاویہ کوفے کے باہر ہی باہر سے علاقہ جبل چلا گیا مگر اس کے متعلق ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کوفے کے قصر میں چلے آئے' شام کو انھوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہا اے معشر ربیعہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو اپنے اور ہمارے لیے امان لے لو' جو شرائط تم اپنے لیے کرو گے انہیں پر ہم بھی راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ قصر میں رہے۔ زیدی شہر کے ناکوں پر تھے' اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہے' مگر بنی ربیعہ نے اپنے' زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لیے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہ روکے گا' وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو' عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ہمراہی شیعوں اور اہل مدائن' اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا' عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود

عمر نے قصر میں اقامت اختیار کی۔

حارث بن سریج کی مرو میں آمد:

اسی سنہ میں حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے اس وعدۂ امان کی بنا پر جو اسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا مرو واپس آیا۔ پہلے تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا' پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اس کے لیے ایک بڑی جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۱۲۷ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ اتوار کے دن حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا' مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشماہش میں اس سے ملے۔ محمد بن الفضیل بن عطیۃ العبسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قدوم سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں واپس لے آیا۔ حارث نے کہا برخوردار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہ جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی ہی نہ ہوگی۔

محمد بن حارث اور الوف بنت حارث کی رہائی:

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ! میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت سوائے وفا کے کچھ نہیں اگر وہ لوگ عذر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے ان کے خلاف مدد دینا۔ نصر نے اس سے ملاقات کی اسے بخارا خذاہ کے قصر میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اس کے مقرر کر دیئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا نصر نے اس کے متعلقین کو جو اس کے پاس مقید تھے رہا کر دیا۔ جس میں محمد بن الحارث اور الوف بنت الحارث بکر کی ماں بھی تھی' جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن بدیل عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے نصر کے پاس آیا اثنائے راہ میں اسے پالا لگ گیا تھا' نصر نے اسے کپڑے پہنائے' اسے اپنا مہمان بنایا اور دو لونڈیاں خدمت کے لیے مقرر کر دیں۔

نصر اور حارث کی ملاقات:

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اس کے سرہانے ایستادہ تھے۔ نصر نے اس سے کہا۔ جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی' میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں' حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے میں ضرب لگاتا ہوں۔ اس کے گرزوں کی شامیں اٹھارہ رطل وزنی تھیں۔

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے تھا جو اسے خاقان سے ملی تھی۔ خاقان نے اس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجیے یا اس کے عوض ایک لاکھ دینار و بنکانی لے لیجیے' مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزبانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اسے دیکھا اور ایک پرانا پوستین اپنی ایک لونڈی کے ہاتھ اسے بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے جا کر بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آج

سردی زیادہ ہے آپ اس پوستین سے اپنے تئیں گرم کیجیے۔ حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا اور پوچھو کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ۔ اس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اسے چار ہزار دینار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کر دی۔

نصر کی حارث بن سریج کو پیشکش:

نصر نے بھی اسے بہت سے بستر اور ایک گھوڑا بھیجا' اس نے اسے بھی بیچ کر اس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی' حارث ایک نمدے پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اس کی لذتوں اور نہ میں عرب کی شریف زادیوں سے شادی کا متمنی ہوں' میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔ اہل خیر افضل عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

حارث کا کرمانی کے نام خط:

نیز حارث نے کرمانی کو لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر و فضل کو عامل بنانے کا عہد کر لیا تو میں اس کی امداد کروں گا اور اللہ کی حکومت قائم کروں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں اللہ سے اس کے خلاف اعانت طلب کروں گا اور تمہاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کر لو کہ تم سنت پر عمل کرو گے اور عدل قائم کرو گے۔

بنو تمیم کو حارث کی دعوت:

جب بنو تمیم اس ملنے آتے وہ انہیں اپنے لیے دعوت دیتا۔ چنانچہ محمد بن الحمران' محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان' خلیل بن غزوان الحدوی' عبداللہ بن مجاعۃ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان' عبدالعزیز بن عبدربہ اللیثی' بشر بن جرموز الضبینی' نہار بن عبداللہ بن الحتات المجاشعی اور عبداللہ النباتی نے اس کی بیعت کر لی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اسی جور و تعدی سے ناراض ہو کر میں نے اس شہر کو خیر باد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔

حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

باب ۱۱

مروان بن محمد

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل:

جب مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا تو ابراہیم بن ولید نے راہ فرار اختیار کی اور روپوش ہو گیا' سلیمان نے بیت المال پر قبضہ کر کے اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ ولید بن یزید کے جو موالی شہر میں تھے انہوں نے عبدالعزیز بن الحجاج کو اس کے گھر جا کر قتل کر دیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الجابیہ پر سولی پر لٹکا دی مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں فروکش ہوا' یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اس کے سامنے لائے گئے مروان کے حکم سے انہیں دفن کر دیا گیا۔

مروان بن محمد کی بیعت:

ابومحمد السفیانی کو جو بھاری بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھا کر مروان کے پاس لائے' اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر سلام کیا جاتا تھا خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اس سے کہا چپ رہو' مگر اس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہو گی۔ پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے' یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے' بلکہ ان میں سے حکم کے تو اولاد بھی ہو چکی تھی اور دوسرا بھی قتل کے دو سال پہلے سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا' جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے ان میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا:

فان اھلك انا و ولی عھدی فمروان امیر المومنینا

ترجمہ: ''اگر میں اور میرا ولی عہد دونوں ہلاک ہو جائیں تو مروان پھر امیر المومنین ہے''۔

شعر سنانے کے بعد ابومحمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ لایئے ہم بیعت کریں' ان لفاظ کو مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہوں نے سنا سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص کے سرداروں نے اس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سر عسکروں کو اختیار کر لیا جائے۔ چنانچہ اہل دمشق نے زائل بن عمرو الجبرانی' اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو' اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو' اہل فلسطین نے ثابت بن نعیم المجذامی کو (جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اسی کے ساتھ آرمینیا میں بیوفائی کی تھی) اختیار کر لیا۔ مروان نے ان سے نہایت غلیظ قسمیں دے دے کر ایفائے عہد کا عہد لے لیا' اور پھر اپنے حران والے مکان میں چلا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور یہ اپنے مکان واقع حران میں قیام پذیر ہو گیا تو ابراہیم بن الولید اور

سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی' مروان نے ان دونوں کو امان دے دی' سلیمان اس کے پاس آ گیا۔ یہ اس زمانے میں اپنے بھائیوں اہل بیت اور اپنے ذکوانی موالیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اس نے مروان سے آ کر بیعت کی۔

مروان کے خلاف بغاوت:

نیز اسی سنہ میں اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کر دی اور مروان نے ان سے جنگ کی۔

خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حران میں اقامت اختیار کی' ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گذر رہے تھے کہ اہل شام نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور بیعت سے انحراف کیا' ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا۔ اس نے پیام سلام کے ذریعے سے تمام کارروائی کر لی' جب مروان کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ خود ان کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں جو کلبی تھے انھیں بلا بھیجا۔ اصبغ بن ذوالۃ الکلبی مع اپنے تینوں بیٹوں' حمزہ' ذوالۃ اور فرافصہ کے' معاویۃ السکسکی جو اہل شام کا مشہور بہادر تھا عصمۃ بن المقشعر ہشام بن مصاد اور طفیل بن حارثہ تقریباً ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۲۷ ہجری کو شب فطر کو حمص میں آ گئے۔ اس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے حمص صرف تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید المخلوع (جو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے' ان دونوں نے مراسلت کر کے مروان سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اس کے پڑاؤ میں موجود تھے۔ مروان ان کی تعظیم وتکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

مروان کی اہل حمص پر فوج کشی:

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا' کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو تیغہ کر دیا تھا' مگر وہ بھی ان کے لیے تیار تھا اس کے ہمراہ اس کی سرحدی فوج تھی اس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا۔ کچھ لوگ دیوار پر اس کے سامنے آئے' اس کے نقیب نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں انھوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا' انھوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا' ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو' انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاح تقریباً تین ہزار وضاحیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں گھس پڑا' اور شہر کے اندر ہی انھیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں ان پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اس سے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی۔ انھوں نے فوراً انہیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان میں سے بیشتر مارے گئے۔ اصبغ بن ذوالہ اور سکسکی بھاگ گئے' اصبغ کے بیٹے ذوالۃ اور فرافصۃ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے' جب مروان کے سامنے پیش کیے گئے اس نے انھیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کیے جائیں۔ چنانچہ تقریباً پانچ سو یا چھ سو مقتول اکٹھا کیے گئے اور انھیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اس نے سو گز شہر کی فصیل منہدم کر دی۔

اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق:

اسی اثنا میں اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اس کے حاکم زامل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا' مگر اہل شہر اور ایک سردار ابو ہباء القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ دیتے رہے۔ مروان نے اس کی مدد کے لیے

حمص سے ابورد بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام فغیراۃ تھا اور عمر بن الوضاح کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا' دمشق پہنچتے ہی انھوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا' ابو ہبار اور اس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوا' اور اس نے محاصرین کو شکست دے کر بھگا دیا' ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' اور یمنیوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابو علاقہ اہل مزہ میں سے ایک لخمی شخص کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ زامل کو ان کا پتہ بتا دیا گیا' اس نے ان کی گرفتاری کے لیے لوگوں کو بھیج دیا اور قبل اس کے کہ وہ دونوں اس تک پہنچیں' قتل کر ڈالے گئے۔ زامل نے ان کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

ثابت بن نعیم کا خروج و شکست:

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبدالملک بن مروان کا بھتیجا اس مقام کا حاکم تھا' اس نے چند روز تک اس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی امداد کا حکم دیا' ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو انھوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اس کی فوج پر سخت حملہ کیا' اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا' اور اب اس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورد اب اس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔

ثابت بن نعیم کی روپوشی:

اس کے تمام ساتھی تتر بتر ہو گئے' اس کے تین بیٹے نعیم' بکر اور عمران گرفتار ہوئے اور ابوالورد نے انھیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اس کے پاس لائے گئے وہ دیر ایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے۔ مروان نے ان کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماحس بن عبدالعزیز الکنانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔

رفاعہ بن ثابت کا انجام:

ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اس کے بیٹوں میں بدترین تھا۔ بچ کر نکل گیا اور منصور بن جمہور سے جا ملا' منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی' اسے کسی مقام کا والی مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جمہور کے ساتھ اسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظلم نے موقع پاتے ہی منظور کو قتل کر دیا۔ منصور اس وقت ملتان جا رہا تھا اور اس کا بھائی منصورہ میں تھا۔ اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصورہ واپس پلٹا اور اس نے رفاعہ کو پکڑ لیا' اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا' اس میں اسے داخل کر کے میخوں سے اسے اس ستون میں نصب کر کے اسے تیغہ کر دیا۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری و تشہیر:

مروان نے رماحس کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو' اور اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا' اسی کے ایک ہم قوم نے اس کا پتا دے دیا' چنانچہ ثابت مع چند اور ساتھیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اس کی اور اس کے ان بیٹوں کے جو اس کے پاس اسیر تھے ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے گئے اور یہ سواریوں پر لاد کر دمشق لائے گئے اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لیے کھڑے کر دیئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور

مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

عبیداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت :

مروان نے دیر ایوب سے آ کر اپنے دونوں بیٹوں عبیداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبدالملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا۔ جن میں عبدالملک کے بیٹوں میں سے محمد' سعید اور بکار تھے' اسی طرح ولید' سلیمان' یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے' دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان کی دیر ایوب سے مراجعت دمشق :

مروان نے شام میں ایک مہماتی فوج بھرتی کی ان کی معاشیں دیں اور ہر دستہ فوج پر انھیں یں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس فوج کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے جا ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ہمراہ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا اور اسے بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا۔ مروان دیر ایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم' اس کے لڑکوں وغیرہ کو جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے قتل کر کے انھیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکلبی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا' کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا۔ کہ اسے ثابت کی اس دولت کا پتہ معلوم ہے جو اس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان کی باغیوں پر فوج کشی:

مروان اپنی فوج کے ہمراہ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لیے بڑھا' قسطل علاقہ حمص میں جو تدمر سے متصل اور وہاں سے تین دن کے فاصلے پر ہے آ کر فروکش ہوا' اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اس تمام علاقے کے کنوؤں کو جو اس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے اندھا کر دیا ہے اور ان میں بڑے بڑے پتھر ڈال کر انھیں بند کر دیا ہے' اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لیے سامان خوراک' پانی' چارے اور اونٹوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر خواہی کا موقعہ دیجیے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تا کہ بعد میں نہیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے' مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔

اہل ترمذ کی اطاعت:

ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائے گی' مگر انھوں نے عمر بن الولید کو دھتکار دیا اور اس کی بات نہ سنی' اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں' مروان نے اسے بھی منظور کر لیا' ابرش نے آ کر ان سے گفتگو کی۔ انھیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اس کے مقابل آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو' اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اس کے مواعید پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کی جوڑیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی عصمہ بن المقشعر' طفیل بن حارثہ' معاویہ

بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

مروان کی رصافہ میں آمد:

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی' مروان نے اسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کرا کے ان لوگوں کو لے کر جنھوں نے تم سے بیعت کر لی ہے' میرے پاس چلے آؤ۔ چنانچہ ابرش ان لوگوں کو لے کر جن میں ان کے سردار اصبغ بن ذوالتہ اس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سربرآوردہ لوگ تھے مروان کے پاس آ گیا' مروان انہیں لے کر صحرا کے راستے سے سوریہ اور دیر اللثق کے راستے رصافہ آیا۔ اس کے ہمراہ سلیمان بن ہشام' اس کا چچا سعید بن عبدالملک' اس کے تمام بھائی ابراہیم المخلوع اور ولید۔ سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے۔ چند روز یہاں ٹھہر کر رقہ آیا۔

سلیمان بن ہشام کی رقہ میں قیام کی درخواست:

یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لیے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجیے تا کہ اس اثنا میں اپنے موالیوں کو آراستہ کر کے تیار کروں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں' مروان نے اسے ٹھہر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے واسطہ کے قریب اس پڑاؤ میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا' پھر قرقیسیا کی طرف چلا تا کہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحروری کے مقابلے کے لیے روانہ کر لے۔ اب ابن ہبیرہ تقریباً ان دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنہیں مروان نے دیر ایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لیے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔ اسی سنہ میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفے میں داخل ہوا۔

سعید بن بہدل الشیبانی خارجی:

اس کی شورش کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی الخارجی نے ملک جزیرہ میں دو سو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' ان میں ضحاک بھی تھا' اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقہ کفرتوثا میں خروج کیا مگر اس کے مقابلے میں بسطام البیہنی نے بھی جو اس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے۔

سعید بن بہدل اور بسطام البیہنی کی جنگ:

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی' اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شبخون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے' ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تا کہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے انہیں تڑکے ہی ان کے پڑاؤ میں بے خبری کے عالم میں آ لیا اور قتل کرنا شروع کیا' بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے' اس نے انہیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انھیں میں سے ایک شخص مقاتل نامی کو جس کی کنیت ابوالنعثل تھی ان کا افسر مقرر کر دیا' اس کے بعد سعید بن بہدل کو

معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار وخلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست وگریبان ہے۔ وہ عراق روانہ ہوا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی:

جو شامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور مضری کوفے میں ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح وشام لڑتے رہتے تھے۔ سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون سے انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی' یہ کوفے چلا' علاقہ موصل سے گذرا' موصل اور اہل جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے' اس وقت نضر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفے پر قابض تھا' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا' یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

ضحاک بن قیس خارجی کا کوفہ پر قبضہ:

جب ضحاک اپنی فوج لیے ہوئے کوفے کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حرشی نے آپس میں مصالحت کر لی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے' انھوں نے کوفے کے گرد خندق کھود لی' اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب وضرب سے آراستہ و پیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عباد بن الغزیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا۔ جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ غرضیکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ اس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ہمراہ واسط چلا گیا۔ اور نصر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفے اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک خارجی کا محاصرہ واسط:

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دوسو شہسواروں کے ساتھ کوفے پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ہمراہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے واسط کی طرف بڑھا اور واسط ہی میں اس محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سرداروں میں اہل قنسرین کا ایک سردار عطیۃ التغلبی تھا' جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا' جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسی جوانمردوں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ یہ قادسیہ پر سے گذر رہا تھا کہ ملحان کو اس کی آمد کی اطلاع ہو گئی' وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لیے لپکا اور شیحسین کے پل پر اسے آلیا مگر ملحان اتنی سرعت سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے ہمراہ صرف تیس آدمی اس کے تھے مگر پھر بھی یہ اس سے لڑ پڑا۔ عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفے آ گئے' عطیۃ اور اس کے ہمراہی مروان سے جا ملے۔

ضحاک کے خلاف ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نصر بن سعید الحرشی کا اتحاد:

دوسرا بیان یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ شہرزور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ ابن یزید بن الولید نے انتقال کیا' عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ عراق پر عامل مقرر کیا۔ یہ کوفہ آیا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حیرہ میں مقیم تھا' مضری نصر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے' چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی' پھر مروان نے ابن الغزیل کو نصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ اب ضحاک ۱۲۷ ہجری میں کوفے کی سمت بڑھا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ اس کا مطمع نظر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں' بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحد ہو جائیں۔ وہ دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ' تل الفتح پر آ کر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حمزۃ الاصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو روانہ کیا تاکہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبیداللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اسے عبور کر کے آنے دیجیے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لیے ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے' اب عمر کوفہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھتا تھا۔ نصر بن سعید بھی کوفے کی ایک سمت میں مقیم ہوا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نصر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے نبرد آزما بھی نہ تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر تیار تھے۔

ضحاک اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جنگ:

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا' بروز چہار شنبہ ماہ رجب ۱۲۷ ہجری یہ نخیلہ آ کر قیام پذیر ہوا' مگر قبل اس کے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نصر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کر لیں' اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا' اپنی فوج کی ترتیب قائم کی' آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لیے میدان میں آیا۔ فریقین میں شدید جنگ ہوئی۔ ابن عمرؒ اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔

عاصم بن عبداللہ کا قتل:

خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا برذون بن مرزوق الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ بنو الاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبداللہ کے بھائی کو بھی جو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا صاحب شرطہ تھا قتل کر دیا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبدالقیس نے اسے قتل کیا تھا۔ جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آ لیا تو اس نے اپنے ایک چچیرے بھائی شاشلہ نام کو اپنی مدد کے لیے پکارا' اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی شکست:

ابو سعید جو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں۔

عبدالملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اسے بالکل ذبح کر ڈالا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی فوج نے شکست کھائی' خارجی ہماری خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح کو وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے' سنیچر کے دن صبح کو پھر انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور انھوں نے اپنے مقابل ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کی مدافعت میں برسرپیکار ہیں۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا' معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے' جو لوگ واسط چلے گئے ان میں نضر بن سعید اسمٰعیل بن عبداللہ' منصور بن جمہور' اصبغ بن ذوالۃ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالۃ' ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے' مگر صرف ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جمارہا اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا والی مقرر ہونے کے بعد عبیداللہ بن العباس الکندی کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبعثری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفے کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہو گئی' اس کے قضیے سے فراغت کے بعد عمر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الشامی کو کوتوال مقرر کیا۔

عمر بن عبدالحمید کی برطرفی:

پھر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالحمید کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفے[1] کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبداللہ القسری کو اور کوتوالی پر ابان بن الولید کو مقرر کیا۔ پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا' اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔

ملحان الشیبانی کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اس وقت اسماعیل بن عبداللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور صفر الحنظلی خارجی اس وقت کوفے کا کوتوال تھا' ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا' ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے

---

[1] یہاں اصل عربی میں شرطہ کا لفظ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے البتہ اڈیٹر نے حاشیے میں کوفے کا لفظ اختلاف نسخ کے سلسلے میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جسے اس خاکسار نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

حسان کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے حارث کو کوتوال بنایا۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی مراجعت واسط:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ عین بن عین بن عین ۔میم بن میم بن میم کو قتل کرے گا اور خود اسے یہ خیال تھا کہ وہ اس میم کو قتل کرے گا حالانکہ اسی کو عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ جب ابن عمر کے اور ساتھی شکست کھا کر حیرہ بھاگ گئے تو اس کے اپنے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے۔ اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں؟ اس نے کہا میں غور و خوض کر رہا ہوں۔ دو روز وہ اور ٹھہرا رہا مگر جس پر اس کی نظر پڑی اسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ ان کے دلوں پر خارجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر اس نے بھی واسط کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد الغزیل اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس جو جزیرے میں مقیم تھا چلا گیا۔ عبیداللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ درگت دیکھی اسے خود اپنی جان کی پڑی اور اس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسی کی لشکر گاہ میں جا رہا۔ اس پر ابو العطاء السندی نے تعریفاً کچھ شعر کہے۔

ابن عمرؓ اور نضر کی جنگ:

ابن عمرؓ واسط میں یمنی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آ کر فروکش ہوا اور نضر اور اس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حنظلہ بن نباتہ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتہ کے مضری عربوں میں آ کر ان کی داہنی جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے۔ انھوں نے کوفے اور حیرہ کو خارجیوں کے لیے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہر ان کے قبضے میں چلے گئے اور اب پھر ابن عمرؓ اور نضر بن سعید الحرشی میں وہی جنگ جو ضحاک کے آنے سے پہلے ہو رہی تھی شروع ہوئی۔

نضر بن سعید الحرشی کا مطالبہ:

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ مروان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق عراق کی صوبہ داری اس کے حوالے کر دے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا' یمنی اس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ' اس جتھا بندی کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے قتل کر دیا اس لیے یہ یمنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لیے مروان کا ساتھ دے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ ولید کے ننہیالی رشتہ دار قیس اور ثقیف تھے اس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بیٹی تھی۔

ضحاک کے خلاف ابن عمرؓ اور نضر کا دوبارہ اتحاد:

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کوفے میں آ رہا۔ اس نے ملحان الشیبانی کو شعبان ۱۲۷ ہجری میں کوفے کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضمار کے سامنے ڈیرے ڈالے' اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق کوفے کی طرح ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اس کے مقابلے کی ٹھانی' اب یہ صورت تھی' کہ نضر اس کے سردار اور اس کے ساتھی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں پل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان' رمضان اور شوال اسی طرح گذرے' ایک روز جو جنگ

شروع ہوئی تو اس نے شدید صورت اختیار کر لی' منصور بن جمہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدر و منزلت تھی باب الفورج پر ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ضحاک کا باب الزاب میں آگ لگانے کا حکم:

ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبانی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کی طوالت اب ہم پر گراں ہو رہی ہے شوال اور خیبری (یہ بھی شیبانی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لیے چلے۔عبدالملک بن علقمہ انھیں ملا اور اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں چنانچہ یہ بھی اس کے ساتھ ہولیا' اگرچہ اس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اس پر زرہ نہ تھی' یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑ وا تھا۔

عبدالملک بن علقمہ کا قتل:

غرضکہ انھوں نے اس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ابن عمرؒ نے منصور بن جمہور کو چھ سو کلبی سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا۔اور اب ان کا مقابلہ شروع ہوا' نہایت شدید معرکہ کارزار گرم ہوا۔عبدالملک بن علقمہ بغیر زرہ پہنے ان پر حملہ کرتا جاتا تھا اور اس نے کئی کلبیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔منصور بن جمہور کی اس پر نظر پڑی تو فرط غیظ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے جھپٹ کر اس کے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور ان کی دعوت پر لبیک کہہ' اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس کے گھوڑے کی لگام جو اس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا' خیبری اس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی برادر عم نے اسے روکا۔خیبری نے تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا مدعی تھا۔

منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ:

منصور نے ابن عمرؒ سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر انھیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں صلح نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تاکہ ان کی شجاعت و شدت کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے۔آپ یہیں کچھ روز اقامت و آرام کریں اور ان کے اس مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انھوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا' اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اس کی مخالفت اور اس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام و اطمینان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے علاوہ ازیں ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ طول کھینچے گا بلکہ یہ اسے اور الجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمرؒ نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچ سمجھ لینے دو۔منصور نے کہا اس کارروائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے ان کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔اس لیے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے' مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ ہم نے ان کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انھیں اس کے مقابلے سے روک رکھا ہے' میں تو ان سے جا کر ملا جاتا ہوں۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ضحاک خارجی کی اطاعت:

چنانچہ منصوران صفوں کے محاذی آ کر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ اسلام لاؤں اور اللہ کا کلام سنوں۔ یہی شرائط تھے جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصوران کے پاس گیا' ان سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا۔ خارجیوں نے اس کے لیے کھانا منگوایا اس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی۔ خارجیوں نے ام العنبر ہ کو آواز دے کر بلایا' وہ سامنے آئی۔ یہ حسین ترین عورت تھی' اس نے اس سے کہا کیا تو ہی منصور ہے' منصور نے کہا ہاں! اس نے کہا اللہ تیری تلوار کا برا کرے جو اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اس کا کوئی اثر دیکھا نہ گیا کیونکہ بخدا! اس نے کوئی اثر نہ کیا' اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جب اس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائے گی اور سیدھی جنت الفردوس میں چلی جائے گی' منصور کو اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجیے' اس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے۔ یہ عبداللہ بن ستوار التغلبی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمرؓ نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت:

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اس کا مقابلہ کیا' اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:

جب سلیمان رصافہ نے رقہ آیا تاکہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لیے عراق بھیجے' تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لیے چند روز ٹھہرنے کی اس سے اجازت طلب کی جسے اس نے منظور کر لیا اور خود مروان اس دس ہزار مہماتی فوج کے ساتھ جسے اس نے دیرایوب میں عراق میں لڑنے کے لیے انھیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انھوں نے سلیمان کو بھڑکا دیا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اس سے لڑو' اور کہا کہ شامی تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں۔ سلیمان کو بھی شیطان نے ڈگمگا دیا اور اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور اب اپنے بھائیوں' بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علیحدہ چھاؤنی ڈالی اور پھر سب کو لے کر قنسرین چلا اور جہاں جہاں شامی تھے انھیں اپنے لیے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اس کے پاس بھاگ بھاگ کر چلے آئے۔

مروان کی قرقیسیا سے مراجعت:

مروان قرقیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس وقت تک دورین میں ٹھہرا رہے جب تک کہ یہ خود واسطہ نہ پہنچ جائے۔ مقام ہنی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے جو بیٹے تھے وہ سب جمع ہو کر مع اپنے بیوی بچوں کے قلعہ کامل میں قلعہ بند ہو گئے' مروان نے ان سے پچھوایا کہ تم نے باوجود اس قدر عہد و پیمان کے میری بیعت سے انحراف کیوں کیا۔ انھوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمہاری بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس لیے ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ مروان

نے انہیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اس کی فوج والوں میں سے کسی سے تعارض نہ کریں ورنہ انھیں اس کے ہاتھوں گزند پہنچے گا' ان کا خون مباح ہو جائے گا اور پھر کوئی امان انھیں نہ دی جائے گی' انھوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔

مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گیا ہوتا یا اس کی فوج کا اکا دکا سپاہی جو انھیں ملتا اس پر حملہ کرتے' ان کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے' جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے ان پر دانت پیسنے لگا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اس نے بنی زفیر کے ایک گاؤں خساف نامی واقع علاقہ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی جب مروان اس کے قریب آیا تو اس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا' دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید معرکہ جدال وقتال برپا ہوا' یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا' یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر تلوار یئے تھے' نیزہ بازی شروع ہوئی' دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا' سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اس کی لگام اس کے سینے پر آ گری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا' سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اتر کر اسے قید کر لیا۔ اب ایک انطا کیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اس نے اسے بھی پکڑ لیا مروان کے مقدمۃ الجیش نے شکست کھائی وہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کہ اسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اس نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور اسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و پسپائی:

یہ بھی اس کے مقابلے کے لیے تیار ہی تھا اور بغیر کسی انتظار کے جنگ شروع ہو گئی' سلیمان اور اس کی فوج نے شکست کھائی' مروان کے رسالے نے ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل واسیر کرنا شروع کیا' اور اسی طرح وہ ان کے پڑاؤ تک پہنچے اور اسے لوٹ لیا مگر مروان اپنی جگہ ٹھہر رہا' نیز اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا' اسی طرح کوثر اس کا کوتوال بھی وہیں ٹھہرا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ سوائے غلام کے جو قیدی ہاتھ آئے اسے قتل کر دیا جائے' چنانچہ اس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل:

ابراہیم بن سلیمان اس کا بڑا بیٹا بھی اس معرکے میں کام آیا۔ ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی فربہ آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا۔ یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لیے کافی نہ ہوئیں جو تو اس سور کے ساتھ مجھ سے لڑنے آیا' اس نے کہا امیرالمومنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا' میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں' مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کنیزوں مشوک کے باجے اور بربط کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں موجود تھا۔ مروان نے اسے قتل کر دیا۔ قیدیوں میں سے اکثر

نے اپنے آپ کو غلام بتایا۔ مروان نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لونڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اسے ملے تھے' ان کے ساتھ انہیں بھی ہراج کر دیا۔

سلیمان شکست کھا کر حمص آیا اس کے اور شکست خوردہ ساتھی بھی اس سے آ ملے' اس نے انہیں پھر باقاعدہ ترتیب دیا اور حمص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے مہندم کرا دیا گیا تھا اس نے انہیں پھر بنایا۔

قلعہ کامل پر مروان کا حملہ و تسخیر:

مروان نے سلیمان کو شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور سرحدی فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعہ کامل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبل اس کے کہ کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تم اس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں' مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر خار کھائے ہوئے تھا۔ چنانچہ اس فوج نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا' اب خود مروان بھی ادھر چلا' اپنی واسط کی چھاؤنی میں آ کر پڑاؤ کیا۔ قلعے والوں سے کہلا کر بھیجا کہ بلاشرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو۔ انھوں نے کہا تاوقتیکہ تم ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے' یہ تیزی سے ان تک پہنچا اور ان پر منجنیقیں نصب کر دیں' جب پتھروں کی ان پر بوچھاڑ ہوئی تو بغیر کسی شرط کے انھوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دیئے' اہل رقہ نے انھیں سوار کرا لیا' انھیں پناہ دی' ان کا علاج کرایا ان میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔

معاویہ السکسکی اور ثبیب کا مروان پر حملہ:

اب مروان سلیمان کی اور اس کے طرفداروں کی طرف چلا' جب ان کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جا جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو آؤ اس بات پر عہد کر لیں کہ جب تک سب کے سب مر نہ جائیں گے ان کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے۔ ان کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلے کی ٹھان لی۔ سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویہ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر ثبیب البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروان کی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو شبخون ماریں مگر مروان کو ان کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں' وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انھیں روکنے بڑھا' انھوں نے اس پر شبخون مارنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے' اس لیے اب انہوں نے دوسرے طریقے پر اس کے مقابلے کی سوچی اور پشت کوہ پر زیتون کے گھنے جنگل میں کوہستان ساق کے موقع تل فس میں جو اس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا' مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انھوں نے اچانک کمین گاہ سے نکل کر انھیں قتل کرنا شروع کیا' مروان بھی سنبھل کو ان سے لڑنے لگا اور اس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس بلا لیا۔ مقدمۃ الجیش' میمنہ' میسرہ اور ساقہ لشکر اس کے پاس آ جمے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن نکلنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی۔

سکسکی کی گرفتاری:

بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا' تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے' آخر کار سلیمی نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود بھی گھوڑے سے اتر کر اس پر جھپٹا' ایک تمیمی نے بھی اس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اسے قید کر کے

مروان کے پاس لائے مروان کھڑا ہوا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا۔ سکسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عرب کا شہسوار ہوں' مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے' جو شخص تجھے قید کر کے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ دلاور ہے۔ پھر مروان کے حکم سے اس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا۔ شبیب اور اس کی منہزم فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو حمص میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چونکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لیے وہ تدمر چلا گیا۔

مرون کا محاصرہ حمص:

مروان نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کیے رہا۔ اسی سے زیادہ منجنیقیں شہر پر نصب کر دیں۔ یہ دن رات ان پتھروں کی بوچھاڑ کرتا رہتا تھا مگر باوجود اس کے اہل حمص روزانہ شہر سے نکل کر اس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات انھوں نے اس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شبخون بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں انھیں یقین تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے در پے انھیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا تو انھوں نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں امان دیں اور ہم سعید بن ہشام' اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو اور ایک شخص سکسکی نام کو جو اس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا۔ اور اس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

سکسکی کا قتل:

مروان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فصیل شہر پر آ تا مروان کا تذکرہ کرتا' اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھو یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا' انھوں نے اس کا عضو تناسل' ناک اور ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے۔ مروان نے سکسکی کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا' اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

نصر بن سعید کی مراجعت شام:

جنگ خساف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعہ کے متعلق اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خساف پر ہزیمت اٹھانے کے بعد عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی' نیز اس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اس کے فسق و ظلم کی شکایت کی اسے ان کے خلاف ابھارا۔ اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ہمراہ اس کے مقابلے پر چلوں گا۔ چنانچہ جب ضحاک مروان سے لڑنے کے لیے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اب ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ضحاک نصر بن سعید کے مقابلے میں ایک ہو گئے تو اسے محسوس ہوا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لیے شام روانہ ہو گیا۔

عامل عراق یزید بن عمر بن ہبیرہ:

ابوعبیدہ کہتے ہیں ذیقعدہ ۱۲۷ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی' اس کے مخالفین

ملک سے نکال دیئے گئے تھے' اس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا' جزیرے کی فوجیں اس کے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبدالملک کی نہر پر آ کر فروکش ہوا' اور ابن عمرؒ نے اس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے میسان کا علاقہ اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلہ کے نتیجہ برآمد ہونے تک یہ علاقہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ ابن عمرؒ نے اپنے مولی حکم بن النعمان کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

ابن عمرؒ اور ضحاک کا معاہدہ:

مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن عمرؒ اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو رہی تھی کہ کوفے اور اس کے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا' جن پر اس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا اور کسکر' میسان و ستمیسان' ضلع دجلہ' اہواز اور فارس جو اب تک ابن عمرؒ کے قبضہ میں تھے' وہ اسی کے تحت ہیں گے۔ ضحاک مروان کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا اور کوتوثا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

یوم العین:

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گیا اور نضر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا' ملحان الشیبانی ضحاک کے کوفے کے عامل کو اس کے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اس کے مقابلے کے لیے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اس سے لڑ پڑا' اور ثابت قدمی سے لڑا۔ نضر نے اسے قتل کر دیا۔ جب ضحاک کو اس کے مارے جانے کا علم ہوا اس نے مثنیٰ بن عمران العائذی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا' دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین التمر کے مقام غرہ آ گیا' اس کے بڑھ آنے کی اطلاع مثنیٰ بن عمران الغامدی کو ہوئی یہ اپنے ہمراہی خوارج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا' اس کے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا کیونکہ اس نے بھی مروان کی مخالفت میں ضحاک سے آ کر بیعت کر لی تھی۔ غرضیکہ غزہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ کئی روز تک متواتر ہوئی۔ یہ مثنیٰ' عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا' خارجیوں کو شکست ہوئی۔ اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یمنی اور خارجی تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو جو ملحان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہو گئے تھے' جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئے تھے۔ جمع کیا اور انہیں لے کر روحا آیا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا' کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی' آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا بر ذون بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور خارجیوں کو شہر سے نکال دیا۔

جنگِ خراہ:

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست اٹھانا پڑی' اس نے عبیدہ بن سوار التغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمرؒ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ ہو چکا تھا' اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کر دیا تھا۔ عبیدہ بن سوار اپنے رسالہ کے ساتھ بڑی عجلت کے ساتھ منزلیں طے کرتا ہوا خراۃ پہنچا' یہاں منصور بھی اس سے آ ملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آیا اور اسی ۱۲۷ ہجری میں مقام خراۃ میں ان میں جنگ شروع ہوئی۔

ابومسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر' لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ آئے' امام ابراہیم بن محمد سے ملے' انھیں بتایا کہ ہم آپ کے لیے بیس ہزار دینار دو لاکھ درہم بہت سامان لے کر آئے ہیں انھوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد غلام بن عروہ کو دے دی جائیں اس سال یہ لوگ ابومسلم کو بھی ساتھ لائے تھے۔ ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔

اسی سنہ میں بکر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لیے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنا دیا ہے' یہ ہماری تحریک کے لیے موزوں آدمی ہیں۔

ابوسلمہ کی خراسان میں آمد:

ابراہیم نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں' نیز انھوں نے اہل خراسان کو لکھا بھیجا کہ میں نے ابوسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا ہے ابوسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انھوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور دوسرے چندے جمع کیے تھے وہ اسے دے دیئے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اسی سنہ میں عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں جو مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا' عبداللہ بن عمرؓ اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جو معرکے ہوئے انھیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سریج اس کی مخالفت کر رہے تھے۔

۱۲۸ھ کے واقعات

حارث بن سریج کی مخالفت:

اس بات کا ذکر پہلے آ چکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی بنا پر وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لیے دعوت دی' اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لیے بیعت لے لی' حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دے دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے مجھے اس کی طرف سے اندیشہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی' تو ابوالسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

حارث بن سریج کی بیعت کی دعوت:

اب خود حارث نے اپنے لیے بیعت کی دعوت دی سلم نے ابن احوز' خالد بن ہریم' قطن بن محمد' عباد بن الابرد بن قرۃ حماد بن عامر اس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تاکہ تمہارے دشمن تم پر دست درازی نہ کریں مگر باوجود اس احسان کے تم نے اس کی مخالفت کی اور خود

اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے خیال پکانے لگے۔ ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو۔

حارث بن سریح کا خروج:

حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے' حارث نے ان کے مشورے پر عمل نہیں کیا بلکہ بخاراخداہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آ کر علم بغاوت نصب کیا اور نصر سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کرو' نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صفوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ مسلم ابن احوز کو کوتوالی سے علیحدہ کر دو اور اس کی جگہ بشر بن بسطام الرجمی کو مقرر کرو۔ اس پر نصر اور مفلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی قیس اور تمیم اس کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ رہے۔ نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔ جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کیے کہ انھیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبۃ الجھضمی اور معاویہ بن جبلہ کو اختیار کیا۔

نصر کی عمال کو ہدایات:

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان عمال کو لکھ دو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کر دو جو انہیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انہیں سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے' اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تا کہ وہ ان پر کاربند رہیں۔

نصر کا حارث بن سریح کو مشورہ:

سلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصائغ کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحٰق کو فیروزے لے کر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آلِ علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اس سے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارے اس ادعا میں صداقت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو' مجھ سے پانچ سو جانور' دوسو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لے جا سکتے ہو لے کر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہوں اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لیے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کریں گے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ ان کا وہ مطمع نظر ہے جو تمہارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کالانعام ہیں میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمہارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفت میں تباہ ہو جائیں گے۔ نصر نے حارث کے سامنے ماوراء النہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کیے مگر اس نے نہ مانا۔ اس پر نصر نے اس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم

اس پر غالب آ گئے تو میں تمہاری اطاعت قبول کرلوں گا۔ اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اس سے نبٹ لینے دو اگر مجھے اس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمہیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لے جاؤ اور جب تم رے سے گزر جاؤ گے تو میں تمہاری اطاعت کرلوں گا۔

حارث ونصر میں مناظرہ:

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان ان کے آپس میں تصفیہ کرادیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شوریٰ سے قائم کرنے کا تصفیہ کیا مگر نصر نے اس تصفیہ کو تسلیم نہیں کیا۔

جہم حارث کے لشکر گاہ میں اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر قصیے بیان کیا کرتا تھا۔

حارث کی نصر کے خلاف کارروائی:

حارث نے اب نصر کی مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کرلیا' سلم کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا اور با قاعدہ فوج کو اس کے پاس متعین کر دیا' نیز اس نے ہدبہ بن عامر الشعرادی کے پاس رسالہ بھیج دیا اور اسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبدالسلام بن یزید بن حیان السلمی کو شہر کا افسر مقرر کیا' تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قہندز میں منتقل کر دیئے۔

مشتبہ عہد یداروں کی مذمت:

نصر نے اپنے بعض عہد یداروں کو مورد الزام ٹھہرایا کہ انھوں نے حارث سے سازش کر لی ہے۔ دربار میں اس نے انھیں اپنی بائیں جانب بٹھایا' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اس نے عہدے دیئے اور ان پر احسان کیے تھے انھیں اپنے داہنے بٹھایا۔ دربار منعقد ہونے کے بعد اس نے گفتگو شروع کی' بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جنھوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو ان پر فتح دی' پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں' اور ان لوگوں کی جو میرے بائیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا والی مقرر ہوا' تو اے یوسف بن عبدربہ تو مرو کی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا' حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبداللہ ان کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل سپاہ میں تنزل کر دینا چاہتا تھا مگر میں نے تمہیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمہیں اجازت دی کہ جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے' بعضوں کو اس سے زیادہ اور بعض کو کم ملے' مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو' تم ان شرفاء کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں۔ نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے ان اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اس کے داہنے بیٹھے تھے' اس پر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے ان کی معذرت کو قبول کرلیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصرہمی' الوالذیال التاجی عمرو قاؤسان السعدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ عقیل بن معقل اللیثی' مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آ گئی۔

حارث بن سریج کی پیش قدمی:

حارث بن سریج نے اپنا طریقہ حکومت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا' بہت لوگ اس کے حامی بن گئے' ایک شخص نے یہ جرأت کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ہبیرہ بن شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اسے آ کر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کر دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سریج دشمن خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے' آمادۂ پیکار ہے' اللہ سے طالب امداد رہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے' نیز نصر نے اسی شب عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نصر نے خالد بن عبدالرحمٰن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں۔ مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا' اور جب وہ دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو ان کا شعار حٰم لاینصرون تھا چنانچہ یہی ان کا شعار قرار پایا۔ علامت کے لیے انھوں نے اپنے نیزوں پر پشمینہ باندھ لیا تھا۔ مسلم بن احوز' عاصم بن عمیر' قطن' عقیل بن معقل' مسلم بن عبدالرحمٰن' سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلّہ طخاریہ کے ایک کنارے مقیم تھے۔ یحییٰ بن حصین اور بنی ربیعہ بخاریوں کے محلّہ میں تھے۔

حارث کا مرو میں داخلہ:

شہر مرو کے ایک باشندے نے فصیل شہر کے ایک فرجے کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالبن کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا' اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا اور اب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود الناجی نے اس کا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ بھونک کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکل کر سلم بن احوز کے قبے آئے' یہاں عصمہ بن عبداللہ الاسدی' خضر بن خالد' ابرد بن داؤد نے جو ابرد بن قرہ کی اولاد میں تھا اس کا مقابلہ کیا۔ باب بالین پر حازم بن حاتم متعین تھا' حملہ آوروں نے تمام مدافعین کو قتل کر دیا۔ ابن احوز اور قدید بن منیع کے گھروں کو لوٹ لیا' اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی' کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز' قدید بن منیع' ابراہیم اور عیسیٰ عبداللہ السلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ پیش آیا۔

حارث بن سریج اور سلم کی جنگ:

سلم کے قاصد نے آ کر نصر کو حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی۔ نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو مگر پھر اس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا' مگر جنگ شروع ہو گئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد الفقیہ کا ایک غلام عطیہ نام سلم کی طرف جا ملا۔ حارث کے ساتھیوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیر آ کر لگا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حملہ آوروں سے لڑا۔ عقیل بن معقل بھی اس کے ہمراہ تھا اس لیے انھیں پیچھے دھکیل دیا وہ لوگ حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابوبکرہ کی مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ

لڑنے کے لیے طخاریۃ کی طرف واپس پلٹے دو شخص اس کے قریب گئے' عاصم نے انھیں للکارا کہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں اٹھا کر روک لو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سعد کی سڑک کی طرف پلٹ گیا۔ حیان نے آزاد غلام اعین کو دیکھا اسے لڑنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا' حماد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ان کے نیزے توڑ دیئے اور سلم کے آزاد غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا' جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا' اس نے ایک دکان میں گھس کر پناہ لی۔ حارث نے اس کے گھوڑے کے پچھلے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

حارث بن سریج کی شکست:

صبح کو سلم باب مثیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھود لی جائے' سب لوگ خندق میں ہو بیٹھے نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیئے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی' تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج رزیق کے راستے ہو لی' اس نے عبداللہ بن مجاعۃ کو جا لیا اور اسے قتل کر دیا۔ سلم حارث کے لشکر گاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دبوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہو لوں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ہمراہ محمد بن قطن اور عبیداللہ بن بسام بھی درستکان یعنی قہندز کے دروازے کے پاس آئے' دروازے کو بند پایا' عبداللہ بن مزید الاسدی دیوار پر چڑھ گیا' اس کے ہمراہ تین اور آدمی تھے' انھوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور ابن احوز اس میں داخل ہو گیا' ابومطہر حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا' سلم نے اسی روز حارث بن سریج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کرا دیا' اس نے عبدربہ بن سیس کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ سلم باب مثیق آیا' اسے کھول دیا' اس نے شہر کے قصابوں میں سے اسے جس نے حارث کو فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

نصر اور کرمانی کی ملاقات:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلا بھیجا' کرمانی حفاظت جان کا عہد لے کر نصر کے پاس آیا۔ اس صحبت میں محمد بن ثابت القاضی' مقدام بن نعیم' عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کا بھائی اور سلیم بن احوز بھی موجود تھے' نصر نے اسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کے لیے نہایت ہی مبارک اہل ہیں' اس پر سلم بن احوز اور مقدام میں سخت کلامی ہوئی' سلم نے اسے سخت سست کہا' اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اس کی امداد کی۔ سغدی بن عبدالرحمٰن الحزمی ان دونوں پر برہم ہوا۔ سلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سغدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ توڑ کر کاٹ ڈالوں گا۔ مجلس کے اس رنگ کو دیکھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اس کا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

جہم بن صفوان کا قتل:

حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی

ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور ان کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے۔ اس روز کے واقعہ جنگ میں جہم بن صفوان جہمیہ گروہ کا قائد بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے سلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کرے گا' سلم نے کہا پہلے تو اسے خود ایسا نہ کرنا چاہیے اور اگر اس نے سفارش بھی کی تو میں تمہیں امان نہ دوں گا' چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا بخدا! اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اسے بھی شق کر کے تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر سلم نے عبدربہ بن سیس کو اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابومحرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اس کی کنیت تھی۔ نیز اس روز ہبیرہ بن شراحیل اور عبداللہ بن مجاعۃ بھی گرفتار کیے گئے۔ سلم نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے جو تمہیں زندہ چھوڑے اگر چہ تم دونوں تمیمی ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہبیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے رسالہ نے جالیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی ملاقات:

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔ کرمانی نے سغدی بن عبدالرحمٰن الحرمی کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔ سغدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا' اس کے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی اور محمد بن المثنیٰ اس وقت کرمانی کے پاس تھے' نماز کی تکبیر اقامت کہی گئی' کرمانی نے نماز پڑھائی' پھر حارث سوار ہو گیا اس کے ہمراہ جماعۃ بن محمد بن عزیز ابوخلف بھی گیا' دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی' سعد بن سلم المراغی مارا گیا۔ نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا' سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کا سرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا' نصر بن غلاق السغدی اور عبدالواحد بن المنمل نے آ کر سنائی ان کے بعد سوادہ بن سریج بھی آیا اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی' کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی' سغدی بن عبدالرحمٰن ابوطعمہ' صعب اصعیب' اور صباح کو حارث بن سریج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب روک آئے۔ خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیراندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ:

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی' بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑتا رہا۔ خضر بن تمیم نے جو زرہ پہنے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اس پر تیر برسائے' پھر نصر کے آزاد کردہ غلام جیش نے ان پر حملہ کر کے اس کے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اس کا گھوڑا اسے لے کر اچھلا اب اس نے جیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیدلوں نے ڈنڈوں سے اس کا کام تمام کر

دیا۔نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اس کے اسی گھوڑے چھین لیے گئے تمیم بن نصر میدان جنگ میں گرادیا گیا اس کے دو گھوڑے پکڑ لیے گئے ایک کو سغدی بن عبدالرحمٰن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ سلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے گرز لے کر سلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا' سلم خود پل کے نیچے کود پڑا اس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکنا چور ہو گیا تھا مگر پھر محمد بن الحداد سلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھا لایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی۔

عصمة بن عبداللہ الاسدی کا قتل:

اسی اثناء میں ایک نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمة بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہونے سے بچانا چاہتا تھا' اس جنگ میں کام آیا۔ اسے صالح بن القعقاع الاسدی نے آلیا۔ عصمة نے اس سے کہا اوے بالشتیے! آ گے آ۔ صالح نے کہا اے نامرد! ٹھہر (عصمة پیدائشی نامرد تھا) عصمة کا گھوڑا اڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا' صالح نے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن الدیلمیری نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمة کے پہلو میں مارا گیا' عبیداللہ بن حوتمة السلمی کو مروان البہرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا' جب کرمانی کے پاس کا سر لایا گیا تو اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ اس کا دوست تھا۔ ایک یمنی نے سلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اس سے چونکہ شناسائی تھی اس نے اسے چھوڑ دیا' تین دن تک فریقین لڑتے رہے' آخر دن مضریوں نے یمنیوں کو شکست دی۔ خلیل بن غزوان نے انھیں للکارا' اے ربیعہ اور یمن حارث بازار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا۔ اس خبر سے مصری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیثی نے شکست کھائی' تمیم بن نصر پا پیادہ ہو گیا اس کے گھوڑے پر عبدالرحمٰن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا۔ ہیاج الکلبی اور لقیط بن اخضر کو یمنیوں نے قتل کر دیا' آخر الذکر کو ہانی البزاز کے غلام نے قتل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ آمادۂ پیکار ہوئے اور انھوں نے میدان کارزار میں گنجائش کے لیے دیواروں کو گرا دیا تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اس دبوسی کی طرح نہیں ہیں اس لیے آپ خدا کے خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں۔

عقیل بن معقل کا محمد بن المثنیٰ کو مشورہ:

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لیے بھیجا۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھتوں سے ان پر تیر اندازی کی اور انہیں ڈرا کر پسپا کر دیا۔ عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ سے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طخارستان واپس چلیں' مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ وفا نہیں کی اس لیے ہم اس سے لڑے بغیر نہ مانیں گے۔

نصر کی فوج پر سنگ باری:

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک منجنیق سے سنگباری کی جو نصر کے خیمہ میں آ کر گرے۔ جس میں خود نصر موجود تھا مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل

ہوئی' کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا' اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا۔ محمد بن المثنیٰ' زاغ اور رحطان کارالکل کے راستے سے ہو کر رزیق پر نکل آئے' تمیم بن نصر دریا کے پار متعین تھا۔ محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا۔ محمد اور زاغ نے جس کے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا۔ نصر کے آزاد غلام کو گرا کر قتل کر دیا۔ یہ نصر کا معتمد تھا۔ نیز انھوں نے تمیم کے بعض خادمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ حضر بن تمیم نے سلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اس کے سینے پر ایک ضرب لگائی۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا۔

حارث بن سریج کی جنگ سے علیحدگی:

جب یمنیوں نے مضریوں کو شکست دی تو حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میرے یمنی عرب تمہاری شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو۔ نصر نے یزید النحوی اور خالد کو اس کے پاس اس لیے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفاء کی ضمانت سے لیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لیے باز رہا۔ کہ عمران بن الفضل الازدی' اس کے خاندان والے' عبدالجبار العدوی' خالد بن عبیداللہ بن حبۃ العدوی اور اس کے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام رکھتے تھے کہ اس نے باشندگان تبوشکان پر سخت بے رحمی کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اسے ان کے مقابل بھیجا تو انھوں نے اس شرط پر کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا' اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کر کے انھیں دریائے بلخ میں ڈال دیا' تین سو کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دیئے' تین کو سولی پر لٹکا دیا اور ان کے اہل وعیال کو ہراج کر دیا۔ اس بنا پر حارث کے طرفدار اس کے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

نصر کی مراجعت مرو:

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب تک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضری عرب میری حمایت پر آمادہ نہ ہوں گے اور خود یہ دونوں بھی کبھی متحد الامر نہ ہوں گے۔ اس لیے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہو گیا وہاں عبدالجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کر سکو گے۔ عبدالجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟ جب نصر مرو واپس آیا تو اس کے حکم سے عبدالجبار کے چار سو درے لگوائے گئے' پھر نصر خرق چلا گیا' وہاں چار دن رہا' اس کے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم' اسلم بن احوز اور سنان الاعرابی تھے۔ نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہو گا' اور تمہاری حفاظت وصیانت کرے گا۔

نصر کا نیشاپور میں استقبال:

جب یہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو اہل نیشاپور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو تم نے باہمی رقابت کی وہ آگ جسے اللہ نے

بجھا دیا تھا پھر مشتعل کر دی ہے۔ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیشاپور کا عامل تھا۔نصر نے سنان الاعرابی' مسلم بن عبدالرحمٰن اور سلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لیے وکیل بنا کر بھیجا۔انھوں نے اسے گفتگو کر کے انھیں ہموار کر لیا۔وہ لوگ شہر سے باہر اس کے استقبال کے لیے آئے' سواری کے جانور' لونڈی غلام اور تحائف اس کے نذر کیے' اس پر خوش ہو کر سلم نے کہا میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں' یہ قبیلہ قیس ہے اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا۔جس کی بنا پر انھوں نے پہلے ایسا کیا' نصر نے یہ شعر پڑھا:

انا ابن خندف تیمینی قبائلها للصالحات و عمی قیس غیلانا

ترجمہ: ''میں خندف کا پوتا ہوں اس کے تمام قبائل وبطون مجھ سے نیکیوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس غیلان ہے''۔

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبدربہ' محمد بن قطن اور خالد بن عبدالرحمٰن اور ان جیسے اور عمائدین ساتھ شہر ہی میں رہے۔

نصر اور عبدالحکیم بن سعید العوذی کی گفتگو:

عباد بن عمر الازدی' عبدالحکیم بن سعید العوذی اور ابوجعفر' عیسیٰ بن جرز مکہ سے نصر کے پاس ابرشہر میں آئے۔نصر نے عبدالحکیم سے کہا دیکھو تمہارے ہم قوم بیوقوفوں نے کیا حرکت کی ہے۔اس پر اس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے آپ کے دور ولایت کے عرصہ دراز میں وہی لوگ والی رہے۔ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا۔اسی بنا پر انھیں طیش آ گیا' ہاں میں اسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں بیوقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی' مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھ دار لوگوں پر غلبہ پالیا۔عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے' نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔

ابوجعفر عیسیٰ جرز کی پیشین گوئی:

ابوجعفر عیسیٰ جرز نے جو ایک گاؤں واقع کنارۂ دریائے مرو کا باشندہ تھا نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے' یہ ایک عظیم الشان فتنہ ابھر آیا ہے عنقریب ایک مجہول النسب شخص نمایاں ہوگا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کرے گا۔اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤ گے۔نصر نے کہا جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بیوفائی' بیدردی اور علیحدگی میں تکلیف زدہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے' میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا' اسے والی بنانا چاہا' بہت سارو پیہ دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا' ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا۔اس پر ابوجعفر عیسیٰ نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا' اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔نصر نے خوش ہو کر اسے انعام واکرام دیا۔

سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سے زیادہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ:

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔قحطبہ نے کہا اگر چہ یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے ان کی امداد کروں گا' مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کا منہدم کرنا اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے۔کرمانی نے اسے لشکر کے خرگاہ میں قید کر دیا۔مگر معمر بن مقاتل بن حیان نے اس کی

سفارش کی اور کرمانی نے اسے رہا کرا دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا' کرمانی نے تقریر کی' سب لوگوں کو سوائے محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے امان دی۔ داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کے لیے امان طلب کی' اتنے میں میر منشی آیا اور کرمانی نے اسے بھی امان دے دی' حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلیٰ میں مع اپنی قوم کے قیام کیا' اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اس پر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا' کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔

بشر بن جرموز الضبی کی حارث سے علیحدگی:

بشر بن جرموز الضبی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی' حارث سے کہا کہ میں نے تمہاری حمایت طلب عدل کے لیے کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لیے ہو گئے ہو تا کہ تمہاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی رقابتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اس لیے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانچ سو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑے گا۔

تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت:

حارث عیاض کی مسجد میں آیا' کرمانی سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے' کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا' حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھا لایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو' یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے۔ اس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عربی ہیں چونکہ آپ کو ابھی حال میں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس لیے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ہمراہ میرے پاس آ جایئے۔ انھوں نے کہا ہم بغیر اس سے لڑے کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام:

کرمانی کی فوج کا میر بخشی مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اس سے اس منجنیق کی جسے اس نے نصب کیا تھا' قیمت طلب کی' اس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منجنیق مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی' شیبہ بن شیخ الازدی نے اس کی شہادت دی۔ مقاتل کے حکم سے خزانہ عامرہ کے نام اسے چک دے دیا گیا۔ حارث کے دوستوں نے کرمانی کو لکھا ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے' اس کی اطاعت' ائمہ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لیے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لیے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اس کے بندوں کی خیر خواہی' اسی لیے ہم نے اپنی جان اور مال اس لیے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اس ثواب کے مقابلہ میں جس کے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی۔ ہماری نظروں میں ہیچ تھیں' کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے انصار و اعوان ہیں' اس لیے تم اللہ سے ڈرو' حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم بغیر کسی وجہ

شرعی کے تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

منخل بن عمرو الازدی کا قتل:

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے' پھر حارث بن سریج فصیل کے پاس آیا اس نے نوبان کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا' دانشمند حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع التیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ منخل عمرو الازدی آگے نکل گیا اسے سمیدع العدوی نے قتل کر دیا اور اس نے نعرہ شادمانی کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی جنگ:

اب عام جنگ شروع ہوگئی' کرمانی نے اپنے میمنہ پر داؤد بن شعیب اس کے بھائیوں خالد' مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کنیرہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا' نہایت سخت لڑائی ہوئی' حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کیے گئے' حارث ایک خچر پر سوار تھا' اس سے اتر پڑا' اور گھوڑے پر سوار ہوا' اس کے چابک رسید کیا وہ تیز ہوگیا' اس کی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اور ایک جھاڑی کے پاس مارا گیا۔ اس کا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی' حارث کے سو ہمراہی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔

حارث بن سریج کا قتل:

حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے چلے جانے کے تیس دن بعد بروز یکشنبہ ماہ رجب ۱۲۸ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں کہ مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا' کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جن پر اس نے قبضہ کر لیا' اس کی ام ولد کو قید کر دیا پھر اسے رہا کر دیا یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکن بن جون بن ذبیب کے پاس تھی' نیز کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے' عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں' اس پر ابراہیم نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لیے حلال ہو سکتا ہے' صالح نے جو وضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اس کے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اس کے مکان لے آیا۔

حارث بن سریج کے متعلق دوسری روایت:

ایک دوسری روایت ہے کہ کرمانی بشر بن جرموز کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا شہر مرو سے باہر اس نے پڑاؤ کیا۔ بشر کے پاس چار ہزار آدمی تھے حارث بھی کرمانی ہی کے ساتھ مقیم ہوا۔ چند روز تک کرمانی اپنی چھاؤنی میں بغیر مقابلہ کیے ٹھہرا رہا۔ اس کے اور بشر کے پڑاؤ کے درمیان صرف دو فرسخ کا فاصلہ تھا' اب وہ بشر سے لڑنے کے ارادے سے آگے بڑھ کر اس کے پڑاؤ کے پاس آیا۔ حارث سے اس نے آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ اس وقت حارث کو کرمانی کا اتباع کرنے پر ندامت ہوئی اور اس نے کہا آپ ابھی جلدی نہ کیجیے میں اس کو آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ حارث دس سواروں کے ساتھ بشر کے پاس آیا جو موضع درزیجان میں مقیم تھا'

حارث انھیں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ یمنیوں کے ساتھ تم سے لڑوں' اب اور مضری عرب بھی کرمانی کی فوج سے نکل کر حارث کے پاس آنے لگے صرف سلمہ بن ابی عبداللہ بن سلیم کے آزاد غلام جس نے کہا تھا بخدا! میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی مضری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اس کا ساتھ نہ دوں گا' کیونکہ میں نے اسے ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

مرثد بن عبداللہ المجاشعی:

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آ جاتے تھے کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا' ایک روز جنگ کے لیے مرثد بن عبداللہ المجاشعی شراب پی کر اس کے نشہ میں مدہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہو کر میدان میں آیا' اس کے نیزہ لگا اور زمین پر گرا دیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغے سے بچ گیا' البتہ اس کا ٹٹو بغیر سوار کے رہ گیا' جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا۔ تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرثد نے کہا یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہونے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہو اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لا کر دوں۔ اس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ درجہ کا ٹٹو ہے' معلوم ہوا کہ عبداللہ ویسم الغندی کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اس کا مقام بھی بتایا۔ مرثد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو ابن ویسم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرثد نے اس کی لگام اپنے نیزے میں اٹکالی اور اسی طرح اس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجیے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرثد سے ملا اور مذاقاً اس سے کہا کہ ابن ویسم کا ٹٹو تمہاری ران کے نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے' یہ اس پر سے اتر آیا اور کہا نذر ہے' مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لیے تا کہ تم مجھ پر برہم ہو یہ بات کہی تھی' تم نے اسے ہم سے جنگ سے حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اسے لینا چاہتا تھا۔

مرو پر یمنی عربوں کا تصرف:

اسی طرح چند روز اور دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل رہے' ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آ گیا کرمانی بھی اسی موقع پر آ گیا' اس کے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضری عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے۔ آپ چونکہ بارہا میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لیے پا پیادہ ہو جائیے' حارث نے کہا میں تمہارے لیے پیدل سے سوار زیادہ سود مند ہوں' انھوں نے کہا ہم بغیر آپ کے پا پیادہ ہو جائیں گے' چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اس کا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے' باقیوں نے راہ فرار اختیار کی' حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور اب مرو صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آ گیا' انھوں نے تمام مضری عربوں کے مکانات منہدم کر دیئے۔

ابو مسلم کی روانگی خراسان و مراجعت:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد نے ابو مسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا اس لیے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور جو کہے اسے مانو۔ میں نے انھیں تمام خراسان اور جن جن علاقوں پر وہ اس کے بعد غلبہ

حاصل کرے ان کا امیر مقرر کیا ہے۔ ابومسلم خراسان آیا مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی' دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے' ابومسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کے ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا۔ ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ:

ابومسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی میں حکومت نہیں کر سکتا۔ پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اس لیے آخر کار میں نے ابومسلم کو اس جگہ مقرر کیا تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو۔

ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمٰن کو ہدایات:

پھر اس نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو' تم میری ہدایات کو اچھی طرح یاد رکھو' یمنی قبائل کی عزت کرو' انھیں کے درمیان جا کر قیام کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا۔ قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو' ان کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے رہو' مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ مار آستین ہیں' ان کے طرزِ عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں معلوم ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا' اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھ کر اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی بھی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انھیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے دریافت کر لینا۔

باب۱۲

ضحاک بن قیس خارجی

ضحاک کی مروان پر فوج کشی:

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا محاصرہ کر لیا اور منصور بن جمہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لیے اس نے ضحاک سے کہلا بھیجا کہ میرے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں' چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے۔ ان دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ ابن عمر رحمہ اللہ کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا مقام کفرتوثا علاقہ جزیرہ میں اس کا اس سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ:

دوسری روایت ہے کہ جب عطیۃ التغلبی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سلحسین کے پل پر قتل کر دیا اور ضحاک کو اس کی اطلاع ملی یہ اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک اور سردار مطاعن نام کو ملحان کی جگہ کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئے کہ ابن عمر رحمہ اللہ اس کی اطاعت کرے گا۔ چنانچہ یہ اس کا مطیع ہو گیا اور اس کے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہو جائیں گے' چنانچہ ضحاک اس کے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا حاکم تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لیے شہر کے دروازے وا کر دیئے' مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اس کے تمام ضلع پر قبضہ کر لیا۔

ضحاک کا محاصرہ نصیبین:

مروان کو اس واقعے کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اس کا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کے جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو' عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ہمراہ روانہ ہوا' اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لیے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہوگئی' مگر ضحاک کی فوج کی کثرت تعداد کی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی' ضحاک کے ہمراہ ایک لاکھ

بیس ہزار فوج تھی ان میں سے ہر سوار کو ایک سوبیس ماہانہ، پیدل کو سو اور خچر والوں کو اسی درہم معاش ملتی تھی، ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔

خوارج کا رقہ پر حملہ:

اپنے دو سرداروں عبدالملک بن بشر التغلبی اور بدر الذکوانی، سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا، انھوں نے ہر قہ پر آکر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانچ سو سوار تھے، انھوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے خود اپنے محافظ دستہ کے رسالہ کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جب یہ فوج ان کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس رسالہ نے اس کا تعاقب کیا اور ان کے ساقہ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لیے، جب مروان رقہ آیا تو اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیئے۔

مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ:

پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھا موضع غز علاقہ کفر توثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا، تمام دن لڑائی ہوتی رہی، شام کے قریب حضاک پا پیادہ ہو کر لڑنے لگا اس کے ساتھ اور بھی اس کے شجاع اور ثابت قدم ہمراہی تقریباً چھ ہزار پا پیادہ ہو گئے خود اس کے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا، شام کے قریب یہ ساری جماعت میدان معرکہ میں کام آ گئی۔

ضحاک بن قیس خارجی کا قتل:

اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے، خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا، مگر جب نصف شب میں اس کے پیروؤں نے اسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی، بعض ایسے لوگوں نے جنھوں نے اسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آکر اس کے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی یہ سنتے ہی تمام خارجی اس کی موت پر گریاں و نالاں ہوئے، عبدالملک بن بشر التغلبی ضحاک کا وہ سردار جسے اس نے رقہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی، مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دے کر میدان کارزار میں بھیج دیئے، انھوں نے مقتولین کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اسے مروان کے پاس لے آئے اس کے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے، اسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اس کا پتہ چل گیا۔ مروان نے اس کے سر کو اسی رات جزیرہ کے تمام شہروں میں گشت کرانے کے لیے بھیج دیا۔

خیبری الخارجی کا مروان پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ۱۲۹ ہجری میں قتل کیے گئے، نیز اسی سنہ میں ابومخنف کے بیان کے مطابق خیبری الخارجی بھی مارا گیا۔

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اس کی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنالیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن علی الصباح مروان کے مقابلہ پر آئے، دونوں حریفوں نے صف بندی کی، سلیمان بن ہشام اس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے

ساتھ خیبری کے ہمراہ تھا یہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آ گیا تھا اور اس نے خارجیوں میں شیبان الحروری کی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا' بہن سے شادی کر لی تھی۔ خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا' مروان شکست کھا کر بھاگا' اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ خیبری اپنے ہمراہیوں سمیت اس کے پڑاؤ میں در آیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یا خیبری یا خیبری پکارنا شروع کیا۔

خیبری الخارجی کا قتل:

خارجی جسے پاتے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے اس کی طنابیں قطع کر دیں۔ اور خیبری مروان کی مسند پر جا کر بیٹھا مگر مروان کا میمنہ جس کا افسر اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور میسرہ جس کی قیادت اسحٰق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیں لے کر اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے خیبری کو مع اس کے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اس کے گرد قتل کر دیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو جو رسالے جنگی مواقع پر قائم تھے' انہیں اصل مرکز پر واپس بلا لیا۔ ساری رات اسی طرح اپنے پڑاؤ میں بسر کی اور دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے بے قاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

محمد بن سعید کاتب کا انجام:

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اس کے کاتبوں اور معتمد علیہ لوگوں میں تھا' خیبری کے پاس بھیجا تھا' مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اس روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرادی۔

اسی سنہ میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو ان خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لیے عراق بھیجا۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کر لیا۔ اس کی فصیل گرادی' نعیم بن ثابت الجذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۸ھ میں قتل کر دیا۔ اس سنہ میں جن جن لوگوں نے اس کی مخالفت کی ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق میں ضحاک اور عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے عمال کام کر رہے تھے' تمامۃ بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

ابوحمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات:

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق سے ملاقات کی اور اسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔ ابوحمزہ نے جس کا نام مختار بن عوف الازدی السلمی ہے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اس کا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا

اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد کی مخالفت پر اُبھارتا' اس کا عرصہ تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۲۸ ہجری کے آخر میں عبداللہ بن یحییٰ سے یہ ملا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں آپ کی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیے' میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں' وہ سب میرا کہا مانتے ہیں۔ یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضرموت آیا۔ وہاں ابوحمزہ نے اسے خلیفہ تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آل مروان کی مخالفت کے لیے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابوحمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا' کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا' اس نے اس کی بعض باتیں خلافِ قانون سنیں اس کے ستر درے لگوائے ابوحمزہ مکہ چلا گیا۔ جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہو گیا' پھر ان دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۹ھ کے واقعات

سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ:

اس سنہ میں شیبان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالالفا ہلاک ہوا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ضحاک اور خیبری کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے جو خارجیوں کے ہمراہ تھا ان سے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے' یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا' خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے' اس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوئی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر پسپا ہو کر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اس کی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں' خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا' مروان نے ان کا تعاقب کیا۔ خارجی دجلہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور مروان ان کے مقابل تھا' نو ماہ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی' یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا' مروان نے اسے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران القرشی الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

خوارج کی روانگی موصل:

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا' مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اس کے بعد سے مروان نے ان سے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کر دی۔ اس کے مقابلہ میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے ان کا ایک ایک دستہ مقابلہ کرتا' بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زر و مال کے لالچ میں ان کے ساتھ ہو گئے تھے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انھیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تا کہ وہ ان کے لیے پشت پناہ اور جائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی ہم دست ہو سکیں۔ خارجیوں نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مروان کے مقابلہ سے کوچ کر گئے۔

مروان اور خوارج کی جنگ:

صبح ہوتے ہی مروان نے ان کا تعاقب شروع کیا' جس جس مقام پر خارجی منزل کرتے یہ بھی وہیں منزل کرتا' یہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے' خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی' اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لیے' اس طرح تمام ضروریات زندگی و آسائش انھیں موصل سے ملتی رہیں۔ مروان نے بھی ان کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح و شام ان سے لڑتا رہا۔

امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل:

اثنائے جنگ میں سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں شیبان کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارزت طلب کیا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور مروان کے سامنے پیش کیا' امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں' مروان نے کہا آج میرے اور تیرے درمیان کوئی واسطہ قرابت نہیں رہا۔ مروان نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کا چچا سلیمان بن ہشام اور اس کے بھائی اپنی آنکھوں سے اس کا حشر دیکھتے رہے' پہلے اس کے دونوں ہاتھ قطع کرا دیئے گئے پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسیا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار (ضحاک کے قائم مقام) سے لڑنے عراق جاؤ' یہ عراق روانہ ہوا' عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اس کا مقابلہ کیا' یزید نے ان سے جنگ کی اور شکست دی' مثنیٰ بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے۔ یہاں شکست کھا کہ اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لیے جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید ان سے لڑا' عبیدہ مارا گیا' اس کی تمام فوج کو شکست ہوئی یزید بن ہبیرہ نے ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہو گیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔

عامر بن حبارہ کا خوارج پر حملہ:

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کو لکھا کہ تم عامر بن حبارۃ المری کو میری امداد کے لیے بھیج دو' یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اس کے ہمراہی خارجیوں کو اس کی آمد کی خبر ہوئی اس نے اپنے دو سرداروں' ابن غوث اور جون کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا' موصل سے درے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی۔

خوارج کی شکست و روانگی فارس:

جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اسے موصل سے کوچ کرنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آ گیا ہے اور سامنے مروان مورچے لگائے ہے اس صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں' چنانچہ تمام خارجی کوچ کر کے حلوان کے راستے اہواز اور فارس آنے لگے' مروان نے اپنے تین سرداروں

مصعب بن الصحیح الاسدی' شفیق اور عطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا بالکل قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے' ابن حبارہ برابر ان کا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے' خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آ جاتا اسے قتل کر دیتا' آخر کار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لے کر بحرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ:

سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ آ گیا' اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کے قیام گاہ چلا آیا اور تراب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل:

اس تمام واقعہ کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرقیسیا میں مقیم تھا کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران العائذی (عائذ قریش الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔) ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کوفے روانہ ہوا' عین التمر پہنچا وہاں سے بھی آگے بڑھا' روحا میں مثنیٰ سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے' خارجیوں کو شکست ہوئی' ابن ہبیرہ کوفے آیا' پھر حراۃ کی طرف چلا' شیبان نے عبیدہ بن سوار کو رسالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا' عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اس کے مغرب میں پڑاؤ کیا' جنگ ہوئی' عبیدہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا۔ یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

سلیمان بن حبیب پر حنظلہ کی فوج کشی:

ابن ہبیرہ واسط آیا' یہاں اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ نباتہ بن حنظلہ سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لیے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اس کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مربان میں دریائے قارون کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا' سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں کی' پھر اس نے عامر بن حبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا' یہ سن پہنچا وہاں جون بن کلاب الخارجی نے اسے روکا اور شکست دے کر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا اب مروان نے ابن حبارہ کی امداد کے لیے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی' یہ خشکی کے راستے دریائے دجلہ تک آ ملیں اور پھر دریا کو عبور کر کے ابن حبارہ کے پاس آ جاتیں اس طرح ابن حبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی۔

شیبان خارجی کا فرار:

اسی اثنا میں منصور بن جمہور علاقہ جبل سے شیبان کو روپیہ سے امداد دیتا رہا۔ جب ابن حبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر دھاوا کر دیا' جون مارا گیا اور ابن حبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا' جب جون کے قتل اور ابن حبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا خلاف مصلحت سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر مقابلہ سے

چلتا بنا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے۔

عامر بن حبارہ کا تعاقب:

اب عامر بن حبارہ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا' اگر وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا' خود اس سے جنگ کی ابتداء نہ کرنا اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اسے نہ چھیڑنا' اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اس ک تعاقب جاری رکھنا' غرضیکہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جبل ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا' یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ موجود تھا مگر ان دونوں میں قابل اطمینان سمجھوتہ نہ ہوسکا' اس لیے یہ وہاں سے بھی روانہ ہو کر کرمان کے مقام جیرفت آیا۔

عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ:

عامر بن حبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل فروکش ہوا' کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے' پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھیڑ دی' ابن معاویہ نے شکست کھائی اور یہ حراۃ چلا گیا۔ اب پھر ابن حبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام جیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو ہزیمت ہوئی' ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا' شیبان بھاگ کر شیستان چلا گیا اور وہیں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ:

مگر ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ خیبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا اور مروان سے لڑا ان دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی' اس اثناء میں ابن ہبیرہ' عبیدہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا' یہاں سے اس نے عامر بن حبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لیے بھیجا۔ یہ سردار مدائن کے راستے ہو لیا جب اس کی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر دھاوا کردے گا' شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لیے روانہ کیا۔ مقام سن پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

جون بن کلاب خارجی کا قتل:

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوفزدہ ہو کر بغیر لڑے بھاگ جانا چاہتی تھی' مگر ہم نے انھیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لیے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے' اس کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انھیں روک نہ سکی انھوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کر دیا۔ ہم سب شکست کھا کر بھاگ کر شیبان کے پاس آ گئے۔

خوارج میں باہمی اختلاف:

عامر بن حبارہ ہمارے تعاقب میں تھا اب وہ ہمارے بالکل قریب آ کر فروکش ہوا' اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا' عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن حبارہ تھا اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان مورچے لگائے تھا' ضروریاتِ زندگی ہم پر بند کر دی گئیں'

قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیہوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی' آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا کہ اب نہ کوئی شے گراں قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں' اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جندہ نے شیبان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں' چنانچہ وہ علاقہ موصل سے شہرزور آ گیا' اس کے اس فعل کو اس کے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔

شیبان خارجی کی روانگی عمان:

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اس کا تعاقب کیا' جہاں وہ منزل کرتا تھا یہ بھی کرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا۔ مروان نے عامر بن حبارہ کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن حبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک ان کا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لے کر عمان چلا گیا۔ یہاں اسے جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے قتل کر دیا۔

باب ۱۳

ابومسلم خراسانی

ابومسلم خراسانی کی مراجعت خراسان:

اس سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے ابومسلم کو جوان کے پاس خراسان سے آ رہا تھا اور قومس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ بلند کرنے کا حکم دیا۔

ابومسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا۔ جب خراسان میں عربوں کے آپس میں خانہ جنگی شروع ہوئی' اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا تو سلیمان بن کثیر نے ابوسلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابوسلمہ نے ابراہیم کو لکھا' ابراہیم نے ابومسلم کو بھیج دیا' ۱۲۹ ہجری میں ابراہیم نے ابومسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے خراسان سے بلایا یہ نصف جمادی الآخر ۱۲۹ھ میں شتر شفاخا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خراسان کی سرحد سے نکل کر دندانقان آئی تو کامل یا ابوکامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو' انھوں نے کہا حج کے لیے' پھر ابومسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا اسے اپنی تحریک میں شامل کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ابومسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیام:

یہاں سے ابومسلم بیورد آیا۔ چندے یہاں قیام کیا پھر نساء آیا عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا حاکم تھا' جب ابومسلم نسا کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا' نساء کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اس کی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترش روئی سے پیش آئے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی نے عامل سے ان کی شکایت کی کہ یہ داعی ہیں عامل نے انہیں اجثم بن عبداللہ' غیلان بن فضالۃ' غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر فضل نے ابومسلم کے پاس سے آ کر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ بچ کر سفر کرنے لگا۔ ابومسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے' میرے لیے ہموار کرو۔ کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ لکھنا۔

ابومسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات:

طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابومسلم کے پتہ سے آگاہ کیا' اسید اس کے پاس آیا۔ ابومسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمہارے نام امام کے خط لے کر آئے تھے' وہ خط انھوں نے میرے پاس رہنے دیئے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کر لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے چغل خوری کی' عامل نے ان دونوں کو عاصم بن قیس کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابومسلم نے پوچھا وہ خط

کہاں ہیں' اسید نے کہا میرے پاس ہیں' ابومسلم نے کہا وہ مجھے لا دو۔

ابومسلم کی بیہس بن ہدیل سے ملاقات:

اب ابومسلم یہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا بیہس بن ہدیل العجلی قومس کا عامل تھا' اس نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو' انھوں نے کہا حج کرنے۔ بیہس نے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی فالتو تر کی گھوڑا ہے جسے تم بیچ ڈالو' ابومسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں' بیہس نے کہا میرے سامنے لاؤ' سب گھوڑے اس کے سامنے لائے گئے ایک سمند گھوڑا اسے بہت پسند آیا۔ ابومسلم نے کہا یہ آپ کے نذر ہے اس نے کہا میں بلا قیمت نہیں لوں گا ابومسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں۔ وہ ہمیں منظور ہے اس نے سات سو درہم کہے ابومسلم نے وہ گھوڑا اسے دے دیا۔

ابومسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت:

قومس ہی میں اس کے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آئے۔ ابومسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمہیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمہیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا' جو تمہارے ساتھ ہوا سے قحطبہ کے ہمراہ میرے پاس بھیج دو تا کہ حج میں مجھ سے آ کر ملے۔ ابومسلم خراسان واپس ہو گیا' اور اس نے قحطبہ کو امام کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ نساء پہنچا تو نساء کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے ان کی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے ان سے ڈر کو واپس چلے آئے' اس نے انھیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اس نے ان سے دریافت حال کیا' انھوں نے بتایا' عاصم نے اپنے کوتوال مفضل بن الشرقی السلمی سے کہا کہ ذرا ان پر سختی کرو' ابومسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اسے قبول کر لیا اور مشورہ دیا کہ ذرا دم لے کر جانا ابھی جلدی مت کرو' ابومسلم چند ے ان میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط:

ابومسلم رمضان ۱۲۹ ہجری کے پہلے دن مرو آیا' اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا۔ جس میں لکھا تھا اب وقت آ گیا ہے بغیر انتظار کیے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو' انھوں نے ابومسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا' اور اب انھوں نے بنی العباس کے لیے دعوت شروع کی' اپنے دور ونزدیک کے طرف داروں کے پاس قاصد بھیج دیئے' ابومسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجیے۔ اور اس کے لیے دعوت دیجیے۔ ابومسلم خزاعۃ کے ایک گاؤں سفیذنج نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس وقت شیبان اور کرمانی نصر بن سیار سے لڑ رہے تھے۔ ابومسلم نے اپنے داعیوں کو ان کی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے۔ چنانچہ ہر سمت سے لوگ اس کے پاس آنے لگے۔

ابومسلم کو پہلی فتح کی اطلاع:

عید الفطر کے دن ابومسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا قاسم بن مجاشع المرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابومسلم یہاں سے روانہ ہو کر بالین یا خزامہ کے قریہ لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اس کے پاس آئے۔ بیالیس روز یہاں مقیم رہا۔ ابومسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری موسیٰ بن کعب کی جانب سے جو بیرود میں حاصل ہوئی تھی ملی اور اب

وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مرورود سے فتح کی خوشخبری اسے موصول ہوئی۔

خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان:

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے' قومس سے ابومسلم واپس ہوا اسی مقام سے اس نے قحطبہ بن شبیب کو اس روپیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیج دیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ شعبان ۱۲۹ھ مرو آ گیا' ابوداؤد النقیب کے موضع فنین نام میں ابوالحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے ابوداؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاعلان شروع کر دی جائے۔ نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غضی التمیمی کے ہمراہ مروالروز بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں۔ اسی طرح اس نے ابوعاصم عبدالرحمٰن بن سلیم کو طالقان اور ابوالجہم بن عطیہ کو علا بن قریث کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے ختم میں پانچ دن باقی رہیں تب اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کے لیے اگر اس وقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کر لینا اور دشمن خدا سے لڑنا' اگر تم میں سے کوئی گروہ وقت معہود تک دشمن کو ٹال دے تو کوئی ہرج نہیں' وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابومسلم ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے مکان سے منتقل ہو کر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس اس کے گاؤں سفیذنج واقع پرگنہ خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ ہجری کو آ کر فروکش ہوا۔

ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل وسحاب:

غرض کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے اس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام ظل تھا چودہ گز لانبے بانس پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام سحاب تھا تیرہ گز لانبے بانس پر باندھا گیا۔ ابومسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾

''اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو کہ لڑ رہے ہیں اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے''۔

ظل اور سحاب کے ناموں کی تاویل:

ابومسلم' سلیمان بن کثیر' اس کے بھائیوں' موالیوں اور اسفیذنج کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا تھا' جن میں غیلان بن عبداللہ الخزاعی سلیمان کا بہنوئی ام عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بن زرین اور اس کا بھائی عثمان بن زرین تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات انھوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں کے جمع ہونے کے لیے آگ روشن رکھی' یہی آگ ان کی شناخت کی علامت مقرر تھی' صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابومسلم کے پاس مستعدی سے جمع ہو گئے' اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جس طرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائے گی اور ظل اس لیے نام رکھا کہ زمین بغیر سایہ کے کبھی نہیں رہتی۔ اسی طرح اب ہمیشہ کے لیے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قائم

رہے گی۔

ابو مسلم خراسانی کا ظہور:

مرو کے داعی ان لوگوں کو ابو مسلم کے پاس لائے جنھوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابو الوضاح الہرمزی عیسیٰ بن شبیل کے ہمراہ نو سو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے' ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان' اس کا بھائی یزدان بن حسان اور ہیثم بن یزید بن کیسان بو بیع نصر بن معاویہ کا آزاد غلام ابو خالد الحسن' جردی' اور محمد بن علوان آئے' اور اہل سقادم ابو القاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ ان میں ابو العباس المروزی' خندام بن عمار' اور حمزہ بن زنیم داعی بھی شامل تھے انھیں دیکھ کر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی سمت سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اس کے جواب میں اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی' یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابو مسلم کے پاس اسفیذنج میں آئیں۔ ابو مسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز سنیچر یہ جماعتیں اس کے پاس آئیں۔

سلیمان بن کثیر کی امامت نماز:

ابو مسلم نے حکم دیا کہ اسفیذنج کے قلعہ کی مرمت کی جائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں' عید الفطر کے دن اسفیذنج میں اس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں' فوجی پڑاؤ میں اس کے لیے منبر رکھا اور کہا کہ بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ' بنی امیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے' مگر ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں متواتر کہے' پھر قرأت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے' دوسرے رکعت میں پانچ تکبیریں متواتر کہہ کر قرأت کرلے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے۔ خطبہ کی ابتداء تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثیر نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابو مسلم اور سارے شیعوں نے نماز سے آ کر خوش خوش وہ کھانا کھایا جو اس نے عید کے دن ان سب کے لیے تیار کیا تھا۔

ابو مسلم کا نصر بن سیار کے نام خط:

جب تک ابو مسلم بہ سبب ضعف کے خندق کی پناہ میں تھا' وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا' مگر جب بہت سے شیعہ انھیں خندقوں میں اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا تو ازن کیا تو اب اس نے لفظ امیر اپنے لیے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نظر کو لکھا۔ امابعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَّ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴾

''اور انھوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ایک قوم سے زیادہ راہ راست پر ہوں گے۔ مگر جب ڈرانے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں برائی اور ان کی بری

تدبیر کے اور بری تدبیر کا وبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے ہی پر پڑتا ہے' بس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اس کے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے''۔

اس خط کو نصر نے بڑی اہمیت دی اور اس وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابومسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتداء کی ہے' نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو دی کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔

ابومسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات:

جب ماخوان میں ابومسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہو گیا تو اس نے محرز بن ابراہیم کو بیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اس کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تا کہ یہ جماعت ان ضروریات زندگی جو نصر بن یسار کو مروالروز' بلخ اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں مسدود کر دے۔ محرز نے اس حکم کی تعمیل کی اس کے ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہو گئے' ابومسلم نے ابوصالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیج دے تا کہ وہ اس کی جماعت کو تنقیح کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے' ابوصالح نے حمید الازرق کو اسی کام کے لیے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا' چار اور شخص تھے جو ان دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ ان میں زیاد بن سیار الازدی (ساکن موضع اسبوادق پرگنہ خرقان) خزام بن عمار الکندی (ساکن موضع اوایق پرگنہ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع الشیخ پرگنہ سقادم عبدویہ الجرداند بن عبدالکریم الہروی جو تجارت کے لیے بکریاں مروالایا کرتا تھا' حمزہ بن زنیم الباہلی (ساکن موضع ہتلادجور پرگنہ خرقان) ابوہاشم خلیفہ بن میران (ساکن موقع جوبان پرگنہ سقادم) ابوخدیجہ جیلان بن السعدی اور ابونعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا۔ جب ابومسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں آیا اور پھر اس نے نیشاپور کے ارادے سے مارسرخس میں پڑاؤ کیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابومسلم کے ساتھ شامل کر دی۔

نصر کے آزاد غلام یزید کی ابومسلم خراسانی پر فوج کشی:

سفیذنج میں ابومسلم کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد غلام یزید کو زبردست رسالے کے ساتھ ابومسلم سے لڑنے بھیجا۔ یہ واقعہ ابومسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا ابومسلم نے اس کے مقابلہ کے لیے مالک بن ہیثم الخزاعی کو جس کے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا روانہ کیا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابل آئے مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آل رسول اللہ ﷺ میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں' یزید کی فوج نے اسے قبول نہیں کیا' اب مالک نے دو سو ہمراہیوں کے ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا' صبح سے عصر تک لڑتا رہا' اسی اثنا میں صالح بن سلیمان الضبی' ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابومسلم کے پاس آئے۔ ابومسلم نے انھیں مالک کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اس کی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابونصر کو تقویت ہو گئی۔

یزید کا ابومسلم خراسانی پر حملہ:

یزید نصر کے آزاد غلام نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انھیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید کمک پہنچ جائے گی بہتر یہ

ہے کہ جس طرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دو' چنانچہ تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابل ابونصر پا پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کر دے گا۔ اس لیے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو' دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے' بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونتیس آدمی مارے گئے اور آٹھ آدمی گرفتار کر لیے گئے۔

یزید کی شکست و گرفتاری:

عبداللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا' اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ابونصر نے عبداللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی' دوسرے شیعوں کے ساتھ جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابومسلم کے پاس بھیجا اور خود ابونصر سفیذنج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابومسلم کے پاس بھیجے گئے تھے ان میں ابوحماد المروزی اور ابوعمرو الاعجمی بھی تھے ابومسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھاٹک پر نصب کرا دیا۔ یزید الاسلمی کو ابواسحٰق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت مجروح تھا اسے اس کا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابومسلم نے ابونصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

یزید کی رہائی:

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابومسلم نے اسے بلا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ' کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر ناپسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ عہد کر لو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری حالت دیکھی ہے' وہی بیان کرو گے۔ یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی' ابومسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جا کر متقی پرہیزگار لوگوں کو تمہاری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو:

چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لیے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لیے شہادت ہو۔ یزید نے کہا بخدا! آپ کا گمان ٹھیک ہے انھوں نے مجھے قسم دے دی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان و اقامت کے ساتھ تمام نماز پڑھتے ہیں' قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہو گی' اگر میں آپ کا آزاد غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا' انہیں میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور طرفداران بنو مروان میں ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کا خروج:

اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مروروز پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خبر دینے ابومسلم کے پاس بھیجا۔

جب اس نے مروروذ میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا' اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں' میرا ارادہ

ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کرلوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو رہے' اس نے خروج کر کے گنج رساۃ نام ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔

خازم کا مرورود پر قبضہ:

ابومسلم کی جانب سے نصر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اس کے پاس آ گئے۔ شام ہوتے ہی اس نے مرورود کے باشندوں پر شبخون مارا اور بشر بن جعفر السعدی کو جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل تھا قتل کر دیا (یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا) اس کی خوشخبری دینے کے لیے اس نے خزیمہ بن خازم' عبداللہ بن سعید اور شبیب بن واج کو ابومسلم کے پاس بھیجا۔

ابومسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت:

ابومسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے جب امام ابراہیم ابومسلم کو خراسان بھیجنے لگے' تو اس کی شادی انھوں نے ابوالنجم کی پوتی سے کر دی اور اس کا اس سے مہر لے لیا۔ نیز انھوں نے اس تقرری کی اطلاع تمام نقیبوں کو دے دی اور انھیں ابومسلم کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ابومسلم خطر ینہ علاقہ کوفہ کا باشندہ تھا۔ ادریس بن معقل العجلی کا قہرمان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولیٰ بنا اور اس کے بعد ابراہیم بن محمد کا' پھر ان کی اولاد میں سے جو امام ہوئے ان کا مولیٰ رہا' جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا' اسی بنا پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ اس کی وجہ سے ان کی تحریک سرسبز نہ ہوگی اور خود اسے اور اس کے دوستوں کو مضرت پہنچے گی۔ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

ابوداؤد خالد کی ابومسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر:

ابوداؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مرو واپس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابوداؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا' لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔ ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسمٰعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعہ تمہارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا۔ تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا' سلیمان بن کثیر نے کہا اس کی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو کہ اس شخص سے ہماری تحریک بارآور نہ ہوگی۔ نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد ﷺ کو انتخاب و اختیار کر کے تمام مخلوقات کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے انھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال و حرام کی تفریق بتائی اپنے احکام و آئین بتائے' بتایا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول ﷺ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اسے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھا لیا یا اسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا' بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اور ان میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں

کسی اور گروہ میں اس علم کو چھوڑا' انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو سرسبز ہوتا اور لوگوں کو اسے پسند کرتا دیکھے تو اسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لیے بنالے۔ انھوں نے کہا خدایا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمہارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کردیا کہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا' کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی ﷺ سے ہٹا کر ان کے سوا کسی اور کے لیے کرے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ ﷺ کی میراث کے مالک ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا' اور ان کے علم کو مسترد کردیا۔ اگر انھیں اس شخص کی اہل بیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے۔ ابومسلم وہ شخص ہے کہ اس کی اہل بیت سے محبت' امداد' خدمت گذاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

ابومسلم خراسانی کی واپسی:

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابوداؤد کے کہنے سے' ابومسلم کو جو قومس تک پہنچ چکا تھا واپس بلالیا' اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے لگے۔ مگر ابومسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ جاگزیں ہوگیا اور ابوداؤد کے اس احسان کا اسے احساس رہا' شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابومسلم کے احکام کی تعمیل کی' اس کی اطاعت کی' آپس میں مباحثہ کرکے اس کی تحریک کو قبول کیا تمام خراسان میں داعی بھیج دیئے۔

ابومسلم خراسانی کی طلبی:

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ہجری کے موسم حج میں مکہ آنے کے لیے ابومسلم کو حکم بھیجا تاکہ یہ اسے اپنی دعوت کے اظہار کے لیے ہدایات دیں' یہ بھی لکھا قحطبہ بن شبیب کو اپنے ہمراہ لاؤ' نیز وہ تمام روپیہ بھی جو جمع کیا گیا ہے لایا جائے۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے' ابومسلم نے بیشتر روپیہ کا تجارت کا سامان' قوہی' مردی کپڑے' حریر اور قرنذ خریدا' بقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں مبدل کرکے زرتار قباؤں میں رکھا' خچر خریدے' نصف جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ نقیبوں میں سے قحطبہ بن شبیب' قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے' اکتالیس اور شیعہ تھے' خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا' اکیس خچروں پر انھوں نے اپنا سامان بار کیا' ہر خچر پر ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا' جنگل کے راستے روانہ ہوئے' نصر کے تھانہ سے گزر آئے بیورد پہنچے' ابومسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے دوستوں کو اپنے پاس بلایا' ابومسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اس کے پاس آ گئے۔ اب یہ جماعت بیورد سے چل کر نساء کے ایک گاؤں قاقس پہنچی۔

ابومسلم کو خراسان جانے کا حکم:

ابومسلم نے فضل بن سلیمان کو اُسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو؟ ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے' یہ اور اس کے ساتھ اجثم بن عبداللہ' غیلان بن فضالۃ' غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کرکے عاصم بن قیس ابن الحروری کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس نے انہیں قید کردیا

ابو مالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابومسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابو مالک نے وہ خط اور پرچم و علم اس کے حوالے کیے۔ اس خط میں امام نے ابومسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا' اور وہاں دعوت کا اظہار کرنا۔

ابومسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری:

ابومسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا۔ نسا کے تمام شیعہ' داعی اور سردار اس کے پاس آ گئے۔ ان کے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے۔ عاصم بن قیس الحروری کو اس کا علم ہوا' اس نے آنے کا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں۔ حج کے لیے بیت اللہ جا رہا ہوں' میرے ہمراہ اور تاجر بھی ہیں' نیز ابومسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انھیں چھوڑ دیجیے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں۔ عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابومسلم سے کہا یہ شرط دو کہ جتنے غلام' جانور اور اسلحہ ان کے ہمراہ ہیں وہ واپس کر دے گا تو اس کے ان دوستوں کو جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے رہائی دے دی جائے گی' چنانچہ ابومسلم نے یہ شرط مان لی اور اس کے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو میں قیام:

ابومسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا' امام کا خط پڑھ کر سنایا اور دعوت کے اظہار کا انھیں حکم دیا ان کی ایک جماعت واپس ہوگئی۔ ابو مالک اسید بن عبداللہ الخزاعی' زریق بن شوذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابومسلم کے ساتھ ہوئے' جو لوگ واپس ہو گئے تھے انھیں ابومسلم نے تیاری کا حکم دیا۔ ابومسلم بقیہ لوگوں کے ساتھ مع قحطبہ بن شبیب کے وہاں سے تخوم جرجان آیا' خالد بن برمک اور ابوعون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انھیں اس روپیہ کے لانے کا بھی حکم دیا جو شیعوں کا ان کے پاس جمع تھا یہ دونوں اس کے پاس آئے' ابومسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہو گئے تو اس نے قحطبہ بن شبیب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال و اسباب اس کے حوالے کیا' اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔ اب ابومسلم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ابیورد ہوتا ہوا بھیس بدلے ہوئے مرو آ گیا۔ خزاعہ کے ایک گاؤں فنین نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

ابومسلم خراسانی کی شیعیان بنی عباس کو دعوت:

اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب کے سب عید کے دن مرو میں اس کے پاس آ جائیں۔ اس نے ابوداؤد اور عمرو بن اعین کو طخارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آمل و نجار اروانہ کیا' شریک بن عیسیٰ کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو ابیورد اور نسا بھیجا اور خازم بن خزیمہ کو مرورود بھیجا عید کے دن اس کے تمام طرفدار اس کے پاس آئے۔ قاسم بن مجاشع التمیمی نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عیدگاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابومسلم خراسان کی روانگی ماخوان:

اسی سنہ میں جب ابومسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہوگئی اور اس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام

عرب قبائل نے اس سے لڑنے کے لیے آپس میں عہد و پیمان کیے۔ نیز ابومسلم نے اپنے پڑاؤ کو جواب تک اسفید نج میں تھا ماخوان منتقل کر دیا۔ جب ابومسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا تو لوگ جلد جلد اس کے پاس آنے لگے۔ اہل مرو نے بھی آنا شروع کیا' نصر نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابومسلم کی دعوت کو اس لیے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابومسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھے۔

ابومسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو:

ابومسلم موضع بالین میں ایک خیمہ میں مقیم تھا۔ اس کے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان' لوگوں نے اس کی دعوت کو وقیع نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے۔ مرو کے چند پرہیز گار نوجوان جو فقہ کے طالب علم تھے ابومسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا ابومسلم نے کہا آپ کے لیے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے پھر انھوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں' ابومسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ان سوالوں سے بہتر ہے۔ ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں' انھوں نے کہا بخدا معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائیں گے اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لیے ہے۔ ابومسلم نے کہا ان شاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ سنایا' نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اس کا حال دریافت کر کے اس کی حقیقت معلوم کر لی۔

نصر بن سیار کی شیبان خارجی کو پیش کش:

یہ نوجوان شیبان کے پاس آئے اسے سارا حال سنایا' اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو رنج پہنچایا ہے' نصر نے اسے کہلا بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلے سے باز رہو تا کہ میں ابومسلم سے لڑ لوں۔ اور اگر چاہو تو اس سے لڑنے کے لیے میرا ساتھ دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں یا ملک بدر کر دوں' اس کے بعد ہم پھر الگ الگ ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں' شیبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اس کی فوج والوں پر افشا ہو گیا' ابومسلم کے جاسوسوں نے اس کی فوج میں آ کر اس کا پتہ چلایا اور جا کر ابومسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جوان تک پہنچی ہے کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں' ابومسلم نے ان نوجوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں! تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہو گا' ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے علیحدہ ہے' آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں' آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکیے۔

نصر بن سیار کا شیبان خارجی کو انتباہ:

کرمانی نے شیبان سے آ کر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان سے کہلا بھیجا' بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے' یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اس کے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے۔ یہ فریق اسی گفتگو میں مشغول تھا کہ ابومسلم نے نصر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیل اللیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر

نے اسے ہرات سے نکال بھگایا' یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

یحییٰ بن نعیم کا شیبان خارجی کو مشورہ:

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو' یا تم لوگ مضری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے' یحییٰ نے کہا ابومسلم کو اپنی دعوت شروع کیے ابھی ایک ماہ گذرا ہے' اور اسی مدت میں اس کی جماعت تمہارے برابر ہو گئی ہے انھوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یحییٰ نے کہا نصر سے صلح کر لو' اگر تم اس سے صلح کر لو' تو ابومسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر سے لڑے گا اس لیے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مضریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لیے یہ سارا جھگڑا ہے' اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابومسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابومسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ انھوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ یحییٰ نے کہا انھیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نہ ملے تاکہ کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

شیبان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت:

چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیام بھیجا' نصر نے اسے قبول کر لیا' اس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اس کے داہنی کرمانی اور بائیں جانب یحییٰ بن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے! ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہو گا جس کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اس کے ہاتھوں بنی مضر تباہ ہوں گے' پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لیے صلح ہو گئی اور عہد نامہ کی تکمیل کر لی گئی۔

نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ:

جب ابومسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجیے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے۔ اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہوں گا' چنانچہ کرمانی اور نصر میں اب پھر جنگ شروع ہو گئی' مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لیے جائز نہیں۔

ابومسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات:

کرمانی نے ابومسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابومسلم ماخوان آیا شبل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر کے مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابومسلم مجھ سے ملنے آئے۔ شبل نے یہ پیام ابومسلم کو پہنچا دیا۔ ابومسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی سے ملنے روانہ ہوا' اس نے اپنی فوج کو ماخوان ہی میں چھوڑا۔ عثمان بن الکرمانی نے رسالے کے ساتھ اس کا استقبال کیا' ابومسلم اس کے ساتھ ساتھ کرمانی کے پڑاؤ میں آیا' اس کے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ عثمان نے اسے اتارا اور ابومسلم کمرہ کے اندر داخل ہوا اور اس نے امیر کے لقب سے کرمانی کو سلام کیا' کرمانی نے اسے اپنے ہی محل کے احاطہ میں مخلد بن حسن الازدی کے محل میں ٹھہرایا۔ ابومسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے

پاس آ گیا۔ یہ ۵/محرم ۱۳۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابومسلم خراسانی کا ماخوان میں قیام:

ایک اور روایت ہے کہ جب ابومسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تو اسفیذ نج ان کے لیے تنگ ہو گیا' ابو مسلم کو اب ایک کشادہ قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان ان کی ضروریات فوجی کے لیے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریث اور ابو اسحٰق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابوالجہم بن عطیۃ اور اس کے بھائی بھی اس میں رہتے تھے۔ ابومسلم نے سینتالیس روز سفیذ نج میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷/ ذیقعدہ ۱۲۹ ہجری کو ماخوان آ کر ابواسحٰق خالد بن عثمان کے مکان میں فروکش ہوا۔

ابومسلم خراسانی کے عمال:

ماخوان میں اس نے خندق کھود لی' اس کے دو دروازے رکھے' خود اس نے اور تمام شیعوں نے اسی خندق کے احاطہ میں پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الضبی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابوشراحیل اور عمرو الاعجمی کو مقرر کیا' ابو نصر بن مالک بن ہیثم کو فوج خاصہ کا افسر اور ابواسحٰق خالد بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا' نیز اس نے کامل بن مظفر ابوصالح کو فوج کا بخشی' اسلم بن صبیح کو اپنا میر منشی اور قاسم بن مجاشع النقیب التمیمی کو قاضی مقرر کیا۔ ابوالوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن ہیثم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابوالحق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا۔ قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابومسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا۔ اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے مثالب بیان کرتا تھا۔

ابومسلم ماخوان کی خندق میں آ کر فروکش ہوا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا' عبداللہ بن بسطام اس کے پاس آیا پھر اس نے قناتیں' خیمے' شامیانے لا کر دیئے کھانے کا اور جانوروں کے لیے چارہ کا انتظام کیا اور چمڑے کے حوض پانی کے لیے لا دیئے۔ سب سے پہلا عہدیدار جو ابومسلم نے کسی سررشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کراز تھا۔

غلاموں کا موضع شوال میں قیام:

ابومسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو ان کی خندق میں تکلیف ہوگی ان کے لیے موضع شوال میں ایک علیحدہ خندق کھودی اور داؤد بن کراز کو اس کا افسر مقرر کیا' جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی تو ابومسلم نے انہیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابیورد بھیج دیا۔

ابومسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کی تنقیح کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے' کامل ابوصالح نے اس کی تعمیل کی' ان کا شمار کیا سات ہزار تعداد نکلی' ابومسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر چار چار اسی کے ہاتھ سے دلا دیئے۔

مضری' ربیعہ اور قحطانی قبائل کا اتحاد:

اب تمام مضری ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپس میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی موقوف کر کے پہلے ابومسلم سے نبٹ لیا جائے اس کے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے' اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک تحریری مستحکم معاہدہ کر لیا' جس پر سب نے اتفاق کیا' ابومسلم کو اس کی اطلاع ہوئی جس سے اسے سخت پریشانی وتشویش لاحق ہوئی اور اس نے اپنی

حالت پر غور کیا' اسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے' اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا نصر پانی کو روک دے۔ اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب کے موضع الین میں ماخوان کی خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ ہجری کو منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اس کے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی' جس سے یہ قریہ خندق کے پیچھے پڑ گیا۔ محتضر بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کر دیا۔ اہل آلین دریائے خرقان کا پانی پینے لگے۔ اس طرح نصر ان کے پانی کو روک نہ سکا۔

ابوالذیال کی سرکوبی:

دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی' قاسم بن مجاشع التمیمی نے آلین کی عید گاہ میں نماز پڑھائی' ابومسلم اور تمام شیعوں نے اس کی اقتدا کی' نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا' اس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابوالذیال کو طوسان پر' بشر بن انیف البربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سریج کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابومسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا' ابوالذیال نے اپنی فوج کو ان اہل طوسان میں فروکش کیا جو ابومسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا' ان کی تمام مرغیاں' کبوتر اور گائے' بیل ذبح کر ڈالے' اور زبردستی کھانا اور چارہ وصول کیا۔ شیعوں نے ابومسلم سے اس کی شکایت کی' ابومسلم نے رسالے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ابوالذیال سے مقابلہ ہوا' اس نے شکست کھائی' اس کے ہمراہیوں میں سے اعسر الخوارزمی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابومسلم نے انھیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انھیں چھوڑ دیا۔

اسی سال جدیع بن علی کرمانی کو مصلوب قتل کیا گیا۔

مسلم بن احوز اور محمد بن مثنیٰ کی جنگ:

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں' جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب لاشرکت غیرے مرو پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا' نصر بن سیار مرو کو چھوڑ کر ابرشہر چلا گیا' کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور رسالہ کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اس کا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحییٰ بن نعیم ابوالمسیلاء ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ' محمد بن المثنیٰ سات سو ازدی شہسواروں کے ساتھ' ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزی الغدی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنیٰ سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابل آئے' محمد نے کہا حرامزادے تو ابن علی کے لیے ایسا کہتا ہے اس کے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تلواریں نیام سے باہر کر لیں' مسلم بن احوز کو شکست ہوئی' اس کے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے' محمد کے بیس سے زیادہ آدمی کام آئے۔ نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کی شکست:

عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان لی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجیے' نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا' اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا' خبردار ہو جا' اب تمہیں معلوم ہو گا کہ مچھلی لخم (ایک بڑی مچھلی) پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ محمد نے اس کے جواب میں کہا حرامزادے ذرا ٹھہر تو۔ محمد نے

سغدی کو مقابلہ کا حکم دیا' وہ اپنے ایک ہزار یمنی عربوں کو لے کر عصمۃ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمۃ نے شکست کھائی' اس کے چار سو آدمی کام آ چکے تھے' یہ نصر کے پاس چلا آیا۔

مالک بن عمرو اور محمد بن مثنیٰ کا مقابلہ:

اب نصر نے مالک بن عمرو التمیمی کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ اپنی فوج کو لے کر میدان کارزار میں آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا۔ اگر مرد ہو تو مقابلہ پر آؤ' محمد اس کے مقابلہ پر آیا۔ تمیمی نے اس کے شانے پر وار کیا مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوا۔ محمد بن المثنیٰ نے گرز سے اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس کا سر پچی ہو گیا' جنگ میں اور شدت ہو گئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے لڑے اور انھوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا مگر پھر نصر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس کے سات سو آدمی کام آئے۔ تین سو کرمانی مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی رہیں۔ اب ایک عام جنگ کے لیے دونوں حریف اپنی اپنی خندقوں کے پاس آئے اور خوب ہی جی کھول کر لڑے۔

ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی:

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ حریفوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے اور نہ اب ان میں لڑنے کی طاقت ہے نہ کہیں سے مدد پہنچ سکتی ہے تو اس نے شیبان کے نام خط بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ اس خط کو ایسے راستے سے لے کر جائے جہاں مضری عرب ہوں کیونکہ وہ ضرور راستے میں مزاحم ہو کر ان خطوں کو پڑھیں گے' انھوں نے خط پکڑے اور پڑھا' جس میں لکھا تھا میں نے یمنی عربوں کا تجربہ کیا ہے' نہ ان میں وفا ہے نہ بھلائی' تم ان پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ تمہیں وہ دکھا دے گا جو تم چاہتے ہو۔ اگر میں زندہ رہا تو انہیں قطعی فنا کر دوں گا۔ اسی طرح اس نے ایک دوسرا قاصد دوسرا خط دے کر اسی راستے سے روانہ کیا جہاں یمنی عرب تھے۔ اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمنیوں کی تعریف تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اس نے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ مجھے امام نے تمہارے ساتھ جس سلوک کی ہدایت کی ہے میں اس بارے میں ان کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا نیز اس نے تمام ضلع میں اپنی دعوت کو شائع کر دیا' سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نساء میں علم سیاہ بلند کیا' یا محمد اور یا منصور کے نعرے بلند کیے اس کے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوان نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ اہل ابیورد' اہل مرورود اور مرو کے دیہات نے بھی علم سیاہ بلند کیا۔

نصر بن سیار کا مروان کے نام تاریخی خط:

اب ابو مسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جدیع الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آ کر فروکش ہوا۔ اس کی فوج کی فراوانی کو دیکھ کر یہ دونوں مرعوب ہو گئے۔ نصر نے مروان بن محمد کو ابو مسلم کی دعوت اور خروج اور اس کے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی خلافت کے لیے کوشاں ہے۔ نیز اس نے یہ شعر بھی لکھے:

ارىٰ بين الرمادو ميض جمر ... فاحج بان يكون لم ضرام

فان النار بالعودين تذكى ... و ان الحرب مبدأها و الكلام

فقلت من التعجب ليت شعرى ... الايقاظٌ بنى امية ام ينام

ترجمہ: "میں راکھ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قبل اس کے کہ وہ مشتعل ہو اسے بجھا دو' آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی

ہے' لڑائی کی ابتداء باتوں سے ہوتی ہے۔ میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا بنوامیہ جاگ رہے ہیں یا سورہے ہیں''۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی:

مروان نے اس کے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اس کے متعلق اس شخص کی نسبت جو اس سے دور ہوتا ہے زیادہ صائب رائے رکھتا ہے تم بر سر موقع ہو تمہیں چاہیے کہ تم اس بھڑ کے چھتے کو درہم برہم کر دو۔ یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہو گیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے' اب اس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھ کر امداد طلب کی۔ یزید نے کہا بغیر کثرت تعداد فتح نہیں ہو سکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

نصر نے مروان کو ابومسلم کے خروج' اس کی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابومسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابومسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آ چکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابومسلم کو اس کے اس تساہل پر کہ اس نے کیوں نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا زجر و توبیخ کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کر دے' اس قاصد نے یہ خط مروان کو دے دیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الحمیہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے نیز تم اسے رسالہ کے ساتھ اس کی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے اسے گرفتار کر کے اس کی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیج دیا' ولید نے اسے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے جیل میں قید کر دیا۔

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش:

جب کرمانی اور نصر کے درمیان معاملہ بڑھ گیا تو ابومسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' کرمانی نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ابومسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہو لیا' اس سے نصر کو مزید پریشانی لاحق ہوئی' اس نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے' دھوکہ میں نہ آؤ' مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے طرفداروں کے لیے خطرہ نظر آتا ہے۔ آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

کرمانی کا قتل:

اس ترکیب سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابومسلم میں تفریق کر دی جائے' چنانچہ اس پیام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا مگر ابومسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سو سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا' وہ اس وقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے تھا اس نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہد نامہ کی تکمیل کر لی جائے۔ نصر نے اس کو قتل کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سریج کے بیٹے کو تین سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطہ میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی۔ کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا' اگرچہ

اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں پورا زور صرف کیا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ اس کی زین بھی لٹکا دی۔

علی بن جدیع الکرمانی کی ابومسلم کی اطاعت:

اس کا بیٹا علی جو ابومسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جمعیت لے کر نصر پر چڑھ آیا' اس سے لڑا اور اسے دارالامارۃ سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا۔ اب ابومسلم بھی مرو میں آ گیا۔ علی بن جدیع الکرمانی ابومسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیجیے۔ ابومسلم نے کہا ابھی اسی طرح چندے توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ:

اس سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے' کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے۔ یہ جبال آیا اور اس نے جبال' حلوان' قومس' اصبہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل کوفہ کے غلام بھی اس کے پاس چلے آئے۔ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصبہان میں سکونت اختیار کی۔

محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان:

محارب بن موسیٰ بن یشکر کے آزاد غلام کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی' یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارۃ چلا آیا اور ابن عمرؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ ایک شخص عمارہ نام سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو' اہل اصطخر نے پوچھا' کاہے کی بیعت ہے' اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لیے بیعت کر لی' محارب نے کرمان پر جا کر غارتگری کی' اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا جسے پر ہنکا لایا اور واپس چلا آیا' ثعلبۃ اپنے اونٹ کی تلاش میں محارب کے اشہر نام گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک آزاد غلام بھی تھا۔ اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجیے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا' ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے' یہ محارب کے پاس آیا' محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی' اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں' محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا موجود ہے' لے جاؤ' ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل:

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے' یہ انھیں لے کر مسلم بن المسیب کی طرف جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصبہان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔

عامل فارس یزید بن معاویہ:

عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا

آ کر فروکش ہوا' اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا' یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اس کے پاس آئے' اس نے مال گذاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے' اس کے ہمراہ منصور بن جمہور' سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور شیبان بن الحلس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے۔ ابوجعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اس کے پاس آ گئے۔

سلیمان بن حبیب کا سابور پر قبضہ:

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا' اس نے نباتۃ بن حنظلۃ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا' سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اس نے داؤد بن حاتم کو اسے اہواز آنے سے روکنے کے لیے بھیجا' یہ کرنج دینارا آ کر فروکش ہوا' دوسری جانب سے نباتہ بھی آیا۔ دونوں میں جنگ ہوئی' داؤد مارا گیا اور سلیمان سابور کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں کردوں نے المسیح بن الحواری عامل کو نکال کر سابور پر قبضہ کر لیا تھا' سلیمان کردوں سے لڑا اور انہیں سابور سے مار بھگایا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

سلیمان بن حبیب کی طلبی:

عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اس کی چال ہے' وہ کبھی اپنے اس عہد کو ایفا نہ کرے گا۔ اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں سابور پر حکومت کرے' آپ اسے اپنے پاس بلایئے اگر وہ صادق العہد ہے تو آئے گا' عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا' سلیمان آیا' اس نے اپنے سپاہیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگوں سے زیادہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اس نے کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے آؤ۔

محارب بن موسیٰ کی سرکشی و قتل:

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا اور ایک جماعت تیار کر کے سابور آیا۔ یہاں اس کا بیٹا مخلد بن محارب قید تھا' اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا۔ محارث سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسر پیکار ہو' اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کر لو گے' محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا' آخر کار یزید اس سے لڑا محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا' جب یہ آیا تو محارب اس کے ساتھ ہو لیا مگر پھر اس کا بھی مخالف ہو گیا' ابن الاشعث نے اسے اور اس کے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

ابن ضبارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج کشی:

عبداللہ بن معاویہ اصطخر ہی میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لیے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا۔ ابن ہبیرہ نے محسن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا' سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا' سلیمان نے کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی ان سے لڑنے کا حکم نہ دو گے' بہر حال معن کی فوج نے ان پر آ کر حملہ کیا اور مروالشاذان کے قریب حریفوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا:

لیس امیر القوم بالخب الخدع فرّمن الموت و فی الموت وقع

ترجمہ: ''دھوکہ باز فریبی قوم کا سردار نہیں ہوتا' کہ جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسی کے منہ میں جاتا ہے''۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست:

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے ان کا تعاقب نہیں کیا' ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس معرکہ میں کام آیا' یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص مروالشاذان میں مارا جائے گا' بہت سے لوگ گرفتار ہوئے' ابن ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں جو لوگ مارے گئے ان میں حکیم الفرد ابوالجد بھی تھا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اہواز میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

حصین بن دعلۃ السدوس کا قتل:

جب ابن معاویہ نے شکست کھائی تو شیبان بھاگ کر جزیرہ ابن کادان چلا گیا۔ منصور بن جمہور سندھ چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن یزید عمان چلا گیا' اور عمرو بن سہل بن عبدالعزیز مصر چلا گیا' ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے۔ حمید الطّویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجیے' ابن ہبیرہ نے سوائے حصین بن دعلۃ السدوس کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے مجھی کو قتل کیا جا رہا ہے' ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو ہی نے یہ مصرع کہا تھا:

لو امر الشمس لم تشرق

''اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے''

ابن معاویہ براہ سیستان خراسان آ گیا' منصور بن جمہور سندھ چلا گیا' معن بن زائدہ' عطیۃ الثعلبی وغیرہ نے اس کا تعاقب کیا مگر یہ اسے نہ پا سکے اور واپس چلے آئے۔

حصین بن دعلۃ السدوسی ابن معاویہ کے ہمراہ تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگا مگر مورع السلمی نے اسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ پایا' اسے پکڑ کر معن کے پاس لایا معن نے اسے ابن ضبارہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے واسط بھیج دیا۔

عبداللہ بن علی کو امان:

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطخر میں عبداللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لیے آیا۔ دریائے اصطخر پر اس کے بالکل مقابل فروکش ہوا۔ ابن الصحصح ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ اس کے مقابلہ کے لیے عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے ان شامی سپاہیوں کے ساتھ جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے' آیا دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اس کے مقابلہ کے لیے وہ خارجی جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے آئے' مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی' ان کے ایک ہزار آدمی پکڑ لیے گئے۔ یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ ابن ضبارہ نے انھیں چھوڑ دیا' عبداللہ بن علی بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا' ابن ضبارہ نے اس کے نصب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر اس کی اعانت فرض تھی وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکنانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہمارا بھانجا ہے' بن ضبارہ نے اس کی خاطر عبداللہ بن علی کو چھوڑ دیا اور کہا

کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قرشی کو ایذا پہنچاؤں۔

عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے عیوب کی تصدیق:

پھر اس نے عبداللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اس پر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمہیں ان کے متعلق علم ہو گا' اس نے کہا ہاں! پھر اس نے اس کی بد اخلاقی کی برائی کی اور کہا کہ اس کے ساتھی لواطت کرتے ہیں' ابن ضبارہ کے سامنے سو سے زیادہ لونڈے پیش کیے گئے جو رنگا رنگ کی قوہی قبائیں پہنے تھے اس کے حکم سے مجمع عام میں ان کی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تا کہ یہ اس کی تمام کارروائیوں سے اسے مطلع کر دیں۔ ابن ہبیرہ نے انھیں فوجی شامی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا۔ کیونکہ ابن ہبیرہ' ابن ضبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اس وقت وہ کرمان کے صحرا میں عبداللہ بن معاویہ کے تعاقب میں مصروف تھا۔

ابن ضبارہ کے خلاف شکایت:

جب ابن ہبیرہ کو نباتہ کے قتل کا علم ہوا تو اس نے کرب بن مصقلہ' حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد السکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا' انھوں نے ابن ضبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی' اس پر مروان نے ابن ضبارہ کو فوج لے کر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اس کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اسے اصبہان جانے کا حکم دیا تھا۔

باب ۱۴

ابوحمزہ خارجی

ابوحمزہ خارجی کا خروج:

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی حج کرنے آیا اور حج میں اس نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

جب ۱۲۹ ہجری تمام ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ خرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ حجاج انھیں دیکھ کر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے' انھوں نے کہا ہم مروان اور بنومروان کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جو ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن و امان قائم رہنے کے لیے گفت و شنید کی' انھوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال اور شوق ہے۔

عبدالواحد کی ابوحمزہ سے عارضی صلح:

عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر کہ جب تک آخری سعی نہ ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا۔ صلح کر لی' دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علیحدہ آ کر ٹھہرے' عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی۔ جب سب لوگ منیٰ پہنچے تو لوگوں نے اسے شرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں غلطی کی' اگر تم حجاج کو ان پر اکسا دیتے تو یہ ان کی تکا بوٹی کر دیتے۔

ابوحمزہ خارجی کی پابندی عہد:

ابوحمزہ قرین الثعالب میں فروکش ہوا' اور عبدالواحد سرکاری مکان میں فروکش ہوا۔ عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما' محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان' عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما' عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ربیعہ بن عبدالرحمٰن اور ان ہی ایسے اور سربرآوردہ لوگوں کو حمزہ کے پاس بھیجا' جب یہ لوگ اس کے پاس آئے تو وہ گاڑھے کا پائجامہ پہنے تھا' سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اس کے سامنے آئے' اس نے ان سے ان کا نسب دریافت کیا' انھوں نے بتایا' اسے سن کر وہ مغضب اور ترش رو ہو گیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا۔ ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اسے سن کر اس کا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اس سے کہا ہم اس لیے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو۔ ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیام دے کر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی' بلنج اور ابرمہ ابوحمزہ کے دوسرداروں نے کہا ابھی ابھی' مگر ابوحمزہ

نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ نقض عہد کریں گے اور نہ اس میعاد صلح کو بڑھائیں گے' میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا چاہے میری گردن ہی کٹ جائے ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے۔

ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ:

جب ابوحمزہ نے میعاد صلح کو فسخ کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد اول روانگی ہی میں تھا' روانہ ہونے کے بعد اس نے مکہ کو ابوحمزہ کے لیے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ بغیر لڑائی کے مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ:

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا' باشندوں کو مہماتی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور ان کی معاشوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا' میں نے اپنا نام مٹا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ حرہ آئے تو یہاں نہیں مذبوح بھیڑ بکریاں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

امیر حج عبدالواحد بن سلیمان وعمال:

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ اور مدینہ کا عامل تھا' حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن الحارثی کوفہ کے اور عیاض بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۱۳۰ھ کے واقعات

عربوں میں نفاق:

اس سنہ میں ابومسلم مرو کی فصیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اس نے علی بن جدیع الکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لیے سمجھوتہ کر لیا' اس کی تفصیل یہ ہے:

پنجشنبہ جمادی الآخر ۱۳۰ ہجری کو ابومسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں فروکش ہوا جہاں تمام خراسان کے صوبہ دار قیام کرتے تھے۔ علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابومسلم کے ساتھ ہو لیا۔ کہ جب ان دونوں نے ابومسلم سے لڑنے کا آپس میں عہد کر لیا تو ابن الکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے ابن الکرمانی سے کہا کہ ابومسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لیے بھی جمع ہوں گے چہ جائیکہ تم اس کی حمایت میں لڑ رہے ہو۔ اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اس کی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی' اس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مضری وقحطانی عربوں کی ابومسلم خراسانی سے درخواست:

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابومسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں' اس کے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لیے مدعو کیا' کئی روز تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتا رہا' ابومسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے۔ تا کہ میں ان سے ایک جماعت کو اختیار کرلوں' چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابومسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اس وقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں' انھیں نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

مضری اور قحطانی وفود:

دونوں وفد آئے' مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حسان اللیثی' عبیداللہ بن ربیعہ اللیثی اور خطاب بن محمد السلمی اپنے ایسے اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی' محمد بن المثنیٰ' اور سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ ابومسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اس کے ساتھیوں کو پہلے بلایا' یہ لوگ مختضر کے باغ میں جہاں ان کے لیے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی آ کر بیٹھے' خود ابومسلم مختضر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا۔ اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا' یہ لوگ اس کے پاس آئے۔

بنی مضر کے خلاف تقاریر:

اس وقت ستر شیعہ ابومسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے' اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھ کر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا' اب آپ ان دونوں میں ایک کو پسند کر لیں خط کے پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے جو ایک زبردست مقرر تھا کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اس کے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی' پھر ابومنصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان مقرر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی' پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضر آل نبی ﷺ کے قاتل ہیں' بنی امیہ کے اعوان اور مروان الجعدی کے انصار ہیں ہمارے خون ان کی گردنوں پر ہیں' ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور اس کے نتائج اب ان کے سامنے ہیں' نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے۔ یہ اس کے احکام کو اجرا کرتا ہے' منبر پر اس کے لیے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اسے یاد کرتا ہے ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق و انصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اس کے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ ان ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید بن شقیق کی تائید کی۔

مضری وفد کی ناکامی:

یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا' ذلت و رنج کے آثار ان کے چہروں پر ہویدا تھے' ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو رسالہ کے ساتھ ان لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لیے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحاں و شاداں واپس ہوا۔

ابومسلم انتیس دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان اپنی خندق میں واپس چلا گیا۔ اس نے شیعوں کو موسم سرما بسر کرنے

کے لیے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈال کر اب تم کو ان کی طرف سے مامون کر دیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں افتراق پیدا ہوا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ:

وسط ماہ صفر بروز پنجشنبہ ۱۳۰ ہجری ابومسلم آلین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پورے تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ ۹/ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔ اس زمانہ میں مرو کی شہر پناہ پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا صوبہ دار تھا' علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لے کر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں' اس طرح ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ ابومسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے' پہلے تم شہر پناہ میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو' چنانچہ علی بن الکرمانی شہر پناہ میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہوگئی' ابومسلم نے ابوعلی' شبل بن طہمان النقیب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا' یہ شہر پناہ میں آ کر داخل ہوا اور بخاراخذاہ کے محل میں آ کر فروکش ہوا اور اب انھوں نے ابومسلم سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابومسلم ماخوان کی خندق سے شہر پناہ میں داخل ہوا' اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن ہیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھا۔ جس وقت ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی' ابومسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَانِ یَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ﴾

''اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہالی شہر کی بے خبری کی حالت میں داخل ہوا' اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک ان میں سے اس کے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے''۔

ابومسلم بڑھتا چلا گیا قصر الامارۃ میں جہاں خراسان کے صوبہ دار رہا کرتے تھے آ کر فروکش ہوا۔ یہ واقعہ جمعرات ۹ جمادی الاولی ۱۳۰ ہجری کا ہے' دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰/ جمادی الاولیٰ نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلاشرکت غیرے ابومسلم کا کامل عمل دخل ہو گیا۔

ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم:

جب ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو اس نے منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لیے بیعت لے لے' یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا' بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور ان کی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا' یہ منجملہ ان بارہ نقیبوں کے تھا جنھیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا' جنھوں نے ۱۰۳ اور ۱۰۴ ہجری میں ان کے اس وکیل کے ہاتھ پر جسے انھوں نے خراسان بھیجا تھا ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پروری ہونی چاہیے' وہ وکیل خراسان آیا' اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی' لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور جب ان کی تعداد ستر ہوگئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر ہوئے۔

محمد بن علی کے بارہ نقیب:

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر' مالک بن ہثیم' زیاد بن صالح' طلحہ بن رزیق اور عمرو بن اعین طے میں سے قحطبۃ بن زیاد بن شبیب بن خالد بن معدان' تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابوعیینہ لاہز بن قریظ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرو القیس میں سے تھے' یہ سب اور اسلم بن سلام ابوسلام' بکر بن وائل میں سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم' بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا) ابوعلی الہروی' بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا' اور عیسیٰ بن کعب اور ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل ابوعلی الہروی کی جگہ تھے۔ یہ ابومسلم کا داماد تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا باپ زندہ ہو' البتہ ابومنصور طلحہ بن رزیق بن اسعد کے باپ ابوزینب الخزاعی زندہ تھے' ابومنصور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صغرہ کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا۔ ابومسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا اور ہمیشہ ان کی کنیت ابومنصور سے انھیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

بنی ہاشم کے لیے بیعت:

ابومنصور نے ہاشمیوں کے لیے بیعت لینا شروع کر دی' بیعت لیتے وقت وہ کہتا تھا۔ میں تم سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص کو جسے سب پسند کریں خلیفہ بنانے کے لیے بیعت لیتا ہوں' تم لوگوں کو اس کے لیے اللہ کے سامنے واثق عہد کرنا چاہیے' جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد اور کفارہ میں حج کرنا پڑے گا' تم لوگ کسی شے کا نہ لالچ کرنا اور نہ مانگنا البتہ جب تمہارے والی تمہیں دیں' اور اگر تمہارا دشمن تمہارے قدموں تلے بھی ہو جائے تو بغیر اپنے افسروں کے حکم کے اس کے ساتھ کچھ نہ کرنا۔

ابومسلم نے مسلم بن احوز' یونس بن عبدربہ' عقیل بن معقل' منصور بن ابی الخرقا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ابومنصور سے ان کے متعلق مشورہ لیا اس نے ان کے قتل کا مشورہ دیا' ابومسلم نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

نصر کی ابومسلم کو مصالحت کی پیش کش:

ابومسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو کوتوالی پر مالک بن الہیثم کو' قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر' اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا' اور ہر شخص کو چار ہزار درہم معاش میں دیئے۔ ابومسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں رہا' جب یہاں سے روانہ ہو کر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اس کے میمنہ پر لاہز بن قریظ' میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمۃ الجیش پر ابونصر مالک بن الہیثم تھے' ابوعبدالرحمٰن الماخوانی کو اس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ابومسلم نے شبان کے پڑاؤ میں صبح کی' نصر کو اب ابومسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا' اس نے ابومسلم کو دعوت دی کہ تم مرو میں داخل ہو جاؤ اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابومسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور نصر سے صلح کر لی' مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن گفتگوئے صلح کے لیے ابومسلم کے پاس آتا جاتا' ابومسلم اس وقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا' دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے نکلے ابومسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا نصر اور کرمانی کا رسالہ مقابلہ سے پلٹ گیا یہ واقعہ ۷ یا ۹/ ربیع الآخر ۱۳۰ ہجری میں ہوا ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا: آخر آیہ تک

نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ:

جب ابومسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابومسلم کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں' میں نے اس سے صلح کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو۔ بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی۔ نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابومسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کر لو۔

نصر بن سیار کا فرار:

ابومسلم نے لاہز بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابومسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دے۔ لاہز نے نصر کے سامنے یہ آیت پڑھی:

''وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کر رہا ہے کہ تمہیں قتل کر دے''۔

اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اٹھ کر باغ میں آیا اور باغ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ کی روایت:

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا' میرا چچا بیعت کرنے کے لیے ابومسلم کے پاس گئے تھے' ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی' میں نے عصر کی نماز پڑھی' دن چھوٹا تھا ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے ان کے لیے کھانا پکوا کر تیار رکھا تھا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار دکھائی دیا۔ جس گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رو اور کوئی گھوڑا اس کے پاس نہ تھا۔ اس کے ہمراہ اس کا حاجب اور حکم بن نمیلۃ النمیری تھا' میرے باپ نے مجھ سے کہا یہ بھاگ کر جا رہا ہے' کیونکہ اس کے ہمراہ نہ خدم وحشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علمبردار ہے' جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اس نے پست آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی' حکم بن نمیلۃ نے اس کے غلاموں کو آواز دی' وہ بھی سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیے۔

نصر بن سیار کے سفر کا واقعہ:

اسی راوی کی دوسری روایت: ہمارے مکان اور مرو کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا' عشاء کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا' گاؤں والے اسے دیکھ کر پریشان ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کر وہ مارا جائے' چنانچہ میں اور میرے چچا مہلب بن ایاس اس کے پیچھے ہو لیے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے۔ اس کے ہمراہ چالیس آدمی تھے۔ اس کا گھوڑا کھڑا ہو گیا' نصر اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا' کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرعرۃ الضبی نے کہا میں رہنمائی کروں گا نصر نے کہا اچھی بات ہے' چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا' صبح ہم کو مرو سے بیس فرسنگ یا اس سے کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنوئیں پر ہوئی۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ منزل کی' جہاں سے سرخس کے محل و مکان ہمیں نظر آ

رہے تھے' اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانچ سو ہوگئی تھی' میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نام اپنے ایک دوست کے پاس گئے۔ ہم نے رات اسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا' صبح کو وہ ہمارے لیے شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اسے کھایا' ہم بھوکے تھے' کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام:

اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہوگئی' دو روز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہوگئی تو نصر طوس آ گیا۔ یہاں اس نے لوگوں کو ابومسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دے دی' پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نیشاپور آئے اور یہاں وہ فروکش ہوگیا۔

نصر کے بھاگنے کے بعد ابومسلم نے دارالامارۃ میں قیام اختیار کیا' ابن الکرمانی بھی ابومسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابومسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

واقعات مذکورۂ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

ابومسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی حمایت کا فیصلہ:

۱۳۰ ہجری میں ابومسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع ماخوان میں آیا اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی اور اس بات کا ارادہ کرلیا کہ علی بن جدیع اور اس کے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے۔ نیز نصر اور اس کے طرفداروں کو بھی اپنی اعانت کی دعوت دی' اس غرض سے اس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے۔ اور ہر ایک کے سامنے صلح و اتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اس کی اطاعت قبول کرلیں' علی بن جدیع نے اس کی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہوگئی' جب اسے اس کی بیعت سے اطمینان ہوگیا تو اس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیئے تا کہ ان سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے' مگر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی' نیز اس نے دکھاوے کے لیے ابن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجئے پھر اس کے بعد وہی ہوا جس کا ذکر آ چکا ہے کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضریوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شبل بن طھمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اسے بخاراخذاہ کے محل میں اترنے کا حکم دیا تو اس وقت اسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو میں استقبال:

ابومسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل کر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا' علی کے ساتھ اس کا عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور ان کے حلیف ربیعہ موجود تھے' جب ابومسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے رسالہ کی بڑی جمعیت کے ساتھ اس کا استقبال کیا' اس کے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے۔ یہ ان کی مشایعت میں علی بن الکرمانی اور شیبان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا۔ پہلے یہ علی بن جدیع کے حجرے کے سامنے آ کر ٹھہرا' پھر اس سے جا کر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے امیر بنائیں' آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے' اب یہاں سے یہ

دونوں نکل کر شیبان کے حجرہ میں آئے' ان دنوں اسی کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا تھا۔

ابومسلم کا علی بن کرمانی اور شیبان خارجی سے حسن سلوک:

ابومسلم نے علی کو شیبان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمہارے لیے اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اور خود ابومسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علی کو امیر کہہ کر سلام کرے تا کہ شیبان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اس بات کو علی تاڑ گیا اور بغیر سلام کیے وہ شیبان کے پہلو میں جا بیٹھا اور اب ابومسلم اندر آیا اور اس نے علی کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ مگر وہ شیبان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا' اس کی تعظیم و تکریم کی' اس سے مل کر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے محل میں دو روز قیام کر کے پھر ماخوان میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا۔ تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخوان کی چھاؤنی پر ابوعبدالکریم الماخونی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آ گیا۔ اس نے اپنے میمنہ پر لاہز بن قریظ' میسرہ پر قاسم بن مجاشع کو اور مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چل کر صبح مرو آیا' علی بن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ رسالہ بھیج دو تا کہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جا کر کھڑا رہے' مگر یہاں حالت ہی کچھ اور تھی' ابن الکرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہو رہی تھی۔

ابومسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی دعوت:

ابومسلم نے دونوں حریفوں کو کہلا بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کر دیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں' لڑنے والوں نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔ ابومسلم نے لاہز بن قریظ' قریش بن شقیق' عبداللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تا کہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن' ربیعہ اور عجمی اس کے مخالف ہو گئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابومسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انھیں دھوکہ دے بھاگ جانا چاہتا تھا اس لیے اس نے انھیں رات تک روکے رکھا' رات ہوتے ہی اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی مامون جگہ چلے جائیں مگر اس کے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا' اس لیے سلم بن احوز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جا سکتے' کل رات روانہ ہوں گے۔

نصر بن سیار کی طلبی:

اگلی صبح کو ابومسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی' اس نے لاہز بن قریظ' قریش بن شقیق' عبداللہ بن البختری' داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کا نتیجہ برائی ہوگا' لاہز نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے مفر نہیں۔ نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کر لوں اور پھر ابومسلم کے پاس چلتا ہوں' اس اثناء میں میں ایک آدمی کو ابومسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اس کی رائے اور اس کا یہ بھی حکم ہوا تو میں اس کے پاس چلوں گا۔ میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیاری کرتا ہوں۔ نصر مجلس اٹھ کھڑا ہوا' اس وقت لاہز نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ الْمَلَاءَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴾

''لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں' تم یہاں سے چلے جاؤ' میں تمہارا خیر خواہ ہوں''۔

ابومسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع:

نصر نے ان لوگوں سے یہ کہہ کر کہ ابومسلم کے پاس اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اپنے مکان میں چلا گیا اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے کی پشت سے نکل گیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا تمیم' حکیم بن نمیلۃ النمیری اس کا حاجب اور اس کی بیوی تھی' یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا' جب لاہز اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اس کے مکان میں گھس آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا۔ جب ابومسلم کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔

نصر کے ساتھیوں کا قتل:

اس کے معتمد علیہ دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر ان کی مشکیں بندھوا دیں' ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال' بختری اس کا میر منشی' اس کے دو بیٹے یونس بن عبدربہ' محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین وغیرہ شامل تھے' بعد ازاں ابومسلم نے لوہے کی بیڑیاں انھیں پہنا کر قید کر دیا' اور پھر سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا' ابومسلم اور علی بن الکرمانی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چل کر صبح نصرانیہ نامی ایک موضع میں پہنچے' یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے' یہ دونوں مرو واپس چلے آئے۔

لاہز بن قریظ کا قتل:

ابومسلم نے ان لوگوں سے جنہیں اس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمہاری کس بات سے اسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا' انھوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابومسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تھی' انہوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی: اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ . ابومسلم نے کہا یہی اس کے فرار کی وجہ ہوئی۔ پھر اس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے' اور اسے قتل کر دیا۔

علی بن جدیع اور شیبان خارجی:

علی بن جدیع اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اس لیے مخالف تھا کہ یہ مروان بن محمد کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا اور علی بن جدیع یہ سب اپنے یمنی ہونے کے نصر کا جو مضری تھا اور نیز اس لیے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کر کے سولی دے دی تھی اور یمنی اور مضری عربوں میں یوں ہی اس زمانہ میں سخت عداوت و خانہ جنگی برپا تھی۔

شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت:

جب علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے صلح کر لی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لیے وہ مرو چھوڑ کر ایک طرف ہو رہا' ادھر نصر بھی مرو سے فرار ہو گیا تھا اور اس کی خبر شائع ہو چکی تھی' ابومسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ اس ہاتھ پر بیعت کر لے مگر شیبان نے اس کے جواب میں خود ابومسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ اس پر ابومسلم نے اس کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر

چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی' اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ گیا۔ بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی' ابومسلم نے نواز دی شخصوں کو جن میں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جدال وقتال سے باز رہنے کی درخواست کریں' شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابومسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

شیبان خارجی کا قتل:

ابومسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جو بیورد میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے' اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا' اس نے اور بکر بن وائل نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے ابومسلم سے کہا بسام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے ادھر بسام نے مجرم' اور ناکردہ گناہ ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا۔ ابومسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا' یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابومسلم کے پاس آ گیا۔

شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابومسلم کے ان پیامبروں کے پاس سے جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے گذرا' اور انہیں قید سے نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لیے ابومسلم نے خود اپنے پاس سے خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابومسلم نے علی بن جدیع الکرمانی اور اس کے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ:

ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابیورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور اس کی اطلاع ابومسلم کو لکھ دی۔ ابومسلم نے ابوداؤد کو بلخ بھیجا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری بلخ کا عامل تھا جب اسے معلوم ہوا کہ ابوداؤد بلخ آ رہا ہے وہ اہل بلخ اور ترمذ کو لے کر طخارستان کے صوبہ سے جوز جان آ گیا۔ جب ابوداؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترمذ چلا آیا اور ابوداؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا' ابومسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلا کو بھیجا۔ جب ابوداؤد کو یہ حکم موصول ہوا وہ واپس آ گیا اور ابوالمیلا بلخ آ گیا۔

زیاد بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن نعیم کا اتحاد:

زیاد بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلاء سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں' ابوالمیلاء نے اس تجویز کو قبول کر لیا' زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری' مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی' عیسیٰ بن زروعۃ السلمی' اہل بلخ وترمذ طخارستان اور دریائے جیحون کے اس کنارے کے رؤسا بلخ آئے' زیاد اور اس کے ساتھی بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوئے' ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا' جب یہ سب جمع ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری یمنی' ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابومسلم کے خلاف لڑنے کا تہیہ کر لیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انھوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمٰن کی جنگ:

ابومسلم نے ابوداؤد کو پلٹ جانے کا حکم دیا۔ یہ اپنی فوج لے کر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخیان پر جمع ہو گئے تھے' زیاد بن عبدالرحمٰن اور اس کے دوستوں نے' ابوسعید القرشی کو عوداور امدیاں کے درمیان بطور جنگی چوکی کے مقرر کر دیا تھا تا کہ ابوداؤد کی فوج ان کی پشت سے ان پر نہ آ جائے۔ ابوسعید کی بیرقیں اور علم بھی سیاہ تھے' جب داؤد زیاد اور اس کے تمام ساتھی سردار جنگ کے لیے یکجا ہوئے اور صف بندی ہو چکی تو اب ابوسعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیاد کی عقبی جانب سے آ کر اس سے مل جائے۔

زیاد بن عبدالرحمٰن کو شکست:

چنانچہ یہ اسی خیال سے عود کی شاہراہ سے واپس پلٹ کر ان کے پیچھے نکل آیا' چونکہ اس کے علم بھی سیاہ تھے اس لیے زیاد کی فوج کو یہ گمان ہوا کہ یہ فوج ابوداؤد کی ہے جسے اس نے ہمارے پیچھے کمین گاہ میں چھپا رکھا تھا مگر اس سے پہلے ہی حریفوں میں جنگ شروع ہو چکی تھی زیاد اور اس کی تمام فوج نے شکست کھائی' ابوداؤد نے اس کا تعاقب کیا' زیاد کے اکثر ساتھی دریائے سرخیان میں غرق ہو گئے اور جو پیچھے رہے انھیں ابوداؤد نے قتل کر دیا۔ ابوداؤد نے زیاد کے فرودگاہ میں اتر کر ہر چیز جو اس میں تھی قبضہ کر لیا' مگر زیاد کا تعاقب نہیں کیا۔ زیاد' یحییٰ اور ان کے دوسرے دوست ترمذ چلے گئے' ابوداؤد نے اس دن زیاد کے فرودگاہ میں قیام کیا اور جتنے عرب وغیرہ مارے گئے تھے' یا بھاگ گئے تھے' ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا' اب بلخ پر ابوداؤد کا اچھی طرح عمل دخل ہو گیا۔

علی وعثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل کا منصوبہ:

اس مرتبہ پھر ابومسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور نصر بن صبیح المری کو بلخ بھیجا۔ جب ابوداؤد ابومسلم کے پاس آ گیا' تو ان دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ علی بن الکرمانی اور عثمان بن الکرمانی ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے' ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اس نے بلغ آ کر قرافضہ بن ظہیر العبسی کو شہر بلخ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مضری عرب اب پھر ترمذ سے مسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کی قیادت میں اس سے لڑنے آئے' اور ان میں اور عثمان کی فوج میں ایک گاؤں میں جو بروقان اور دستجرد کے درمیان واقع تھا نہایت ہی شدید جنگ ہوئی' عثمان بن جدیع کی فوج کو شکست ہوئی' فاتحوں نے بلخ پر قبضہ کر کے قرافضہ کو وہاں سے نکال دیا۔

عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل:

جب اس ہزیمت کی خبر عثمان بن جدیع اور نصر بن صبیح کو جو اس وقت مروالروذ میں تھے معلوم ہوئی تو وہ دونوں ان کے مقابلے کے لیے بڑھے' ان کے آنے کی خبر سنتے ہی زیاد بن عبدالرحمٰن کی فوج اسی رات بلخ سے بھاگی' نصر نے تو ان کے تعاقب میں بہت زیادہ مستعدی اس لیے ظاہر نہیں کی کہ وہ چاہتا تھا کہ ان سے مقابلہ نہ ہو اور یہ بھاگ جائیں مگر عثمان کی فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی' جنگ شروع ہوئی اور شدید جنگ کے بعد عثمان بن جدیع کی فوج کو ہزیمت ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور دشمن ان سے صاف بچ کر اپنے اور مضری عربوں سے جا ملا۔ ابوداؤد مرو سے بلخ واپس آیا۔ ابوابومسلم' علی بن جدیع کے ساتھ نیشاپور روانہ ہوا' ابو مسلم اور ابوداؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابومسلم علی کو اور ابوداؤد عثمان کو قتل کر دے۔ چنانچہ ابوداؤد نے بلغ آ کر عثمان

کو ختل کا عامل کر کے مرو اور بلخ یمنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ ختل بھیج دیا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہو گیا۔ تو ابوداؤد نے بلخ سے روانہ ہو کر ختل کے علاقہ میں اسے جالیا' اور اچانک حملہ کر کے عثمان اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے انہیں قتل کر دیا۔

علی بن جدیع کرمانی کا قتل:

اسی روز ابومسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص معتمد علیہ دوست کون کون ہیں تاکہ یہ انہیں عامل مقرر کرے' انعام وخلعت دے' علی نے ان کے نام بتا دیئے تھے' ابومسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔

قحطبہ بن شبیب کی خراسان میں آمد:

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب' ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اس جھنڈے کو لے کر جسے ابراہیم نے اسے باندھ کر دیا تھا' ابومسلم کے پاس خراسان آیا' ابومسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا' اس کے ساتھ اور فوج کر دی' اسے عہدہ داروں کے عزل ونصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اس کے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

عاصم بن عمیر اور جمہور بن سرار کی جنگ:

اسی سنہ میں قحطبہ نصر سے لڑنے نیشاپور روانہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے' شیبان بن سلمۃ الحروری کے قتل کے بعد اس کے ساتھی نصر کے پاس جو نیشاپور میں تھا آ گئے تھے' نابی بن سوید العجلی نے نصر سے فریادرسی چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ ان کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی' ابومسلم نے قحطبہ بن شبیب کو اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن سرار تھے نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا' قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا اور جمہور ابیورد کی سمت سے بڑھا۔ تمیم نے عاصم بن عمیر السعدی کو جمہور کے لیے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا' عاصم نے اسے شکست دی یہ کیا دقان میں قلعہ بند ہو گیا' دوسری جانب قحطبہ اور قاسم برابر نابی سے چمٹے رہے' تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قحطبہ ان سے لڑا۔

معرکہ طوس:

قحطبہ کے نصر کے مقابلہ کے لیے جانے کے متعلق مذکورہ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شیبان الخارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اس کا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کیے' اشباع بن النعمان الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا' محمد بن الاشعث کو طبسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا' قحطبہ کو طوس بھیجا اس کے ہمراہ یہی سردار تھے' ابوعون' عبدالملک بن یزید' مقاتل بن حکیم العکی' خالد بن برمک' خازم بن خزیمہ' منذر بن عبدالرحمٰن' عثمان بن نہیک' جمہور بن مرار العجلی' ابوالعباس الطوسی' عبداللہ بن عثمان الطائی' سلمہ بن محمد' ابوغانم عبدالحمید بن ربعی' ابوحمید' ابوجہم کو ابومسلم نے قحطبہ کو فوج کا بخشی مقرر کیا تھا) عامر بن اسمٰعیل اور محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے' غرض کہ طوس میں ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے انہیں شکست

ہوئی' مقتولین جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جو اژدہام میں کچل کر مر گئے۔ چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس پندرہ ہزار تک پہنچی۔

قاسم بن مجاشع کی طلبی:

ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے راستے سے نیشاپور روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر' تابی بن سوید اور ان خراسانیوں سے جنھوں نے ان دونوں کے پاس پناہ لی تھی لڑنے کا حکم دیا۔ نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابیورد سے اس کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔ قحطبہ نے ابیورد آ کر موسیٰ بن کعب کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس نے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیشاپور بھیج دو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کر دو۔

اسید بن عبداللہ کی قحطبہ سے امداد طلبی:

ابومسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا' دس ہزار فوج اسے دی' حکم دیا کہ طوس میں قحطبہ سے جا ملے' اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اس کا استقبال کرے اور اس کے ساتھ شامل ہو جائے' علی مرو سے روانہ ہو کر موضع حلوان آیا قحطبہ کو علی کی آمد اور اس کا مقام معلوم ہوا یہ سوذقان کی جانب سے جہاں تمیم بن نصر اور تابی بن سوید مورچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا' اس نے اپنے مقدمہ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل فسا داور ابیورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چل کر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے اتر پڑا۔ پھر اس نے قحطبہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے کہ اس کے پاس تیس ہزار فوج ہے جن میں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ چاہوں گا۔ قحطبہ نے مقاتل بن حکیم العکی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اس کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور تابی کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان کے دل چھوٹ گئے۔

قحطبہ بن شبیب اور تمیم بن نصر کی جنگ:

پھر قحطبہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لیے آ موجود ہوا' اور اب اس نے تمیم سے لڑنے کی تیاری کی' اپنے میمنہ پر مقاتل بن حکیم' ابوعون' عبدالملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا' میسرہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی حسن بن قحطبہ' مسیّب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا' کیا' خود قحطبہ قلب میں رہا' اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا' انھیں کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینے کی دعوت دی' مگر دشمن نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا' قحطبہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا' اور اب حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا' اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے زیادہ کیا ہوتی۔

تمیم بن نصر کا قتل:

تمیم بن نصر معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ اس کے ساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے' ان کے فرودگاہ کو لوٹ لیا گیا' مگر تابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا' فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا' شہر پناہ میں سوراخ کر کے شہر میں در آئے اور تابی اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا' عاصم بن عمیر السمرقندی اور سالم بن راذنیہ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیشاپور

آئے اور انھوں نے تمیم و تابی کے قتل' ان کی فوج کی ہزیمت و درگت کی اسے اطلاع دی۔

قحطبہ بن شبیب کی نیشا پور میں آمد:

جب قحطبہ کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تو اس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اس کی ہر شے پر قبضہ کر لے اور مقاتل بن حکم العکی کو نیشا پور کی جانب اپنے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل شہر ابرشہر کے پیچھے پیچھے چل کر قومس آیا' اس کے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا' اور قحطبہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیشا پور آ گیا۔

اس سنہ میں نباتہ بن حنظلہ جو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان کا عامل تھا مارا گیا۔

نباتہ بن حنظلہ کلابی:

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا' یہ فارس واصبہان ہوتا ہوا رے آیا' یہاں سے جرجان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا' قیسوں نے نصر سے کہا کہ قومس ہمارے بار کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لیے اب یہ جرجان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی' اگر خندق کسی مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اسے رشوت دے دیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسی طرح اس کی خندق کا طول ایک فرسنگ کے قریب ہو گیا۔

قحطبہ بن شبیب کی جرجان کی جانب پیش قدمی:

قحطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ ہجری میں جرجان کی جانب بڑھا اس کے ہمراہ اسید بن عبداللہ الخزاعی' خالد بن برمک' ابوعون بن عبدالملک بن یزید' موسیٰ بن کعب المرائی' مسیب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی تھے' موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبداللہ میسرہ کا اور حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ قحطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جا رہے ہو تم اس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جا رہے ہو جنہوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔

حسن بڑھتا ہوا تخوم خراسان پہنچا' یہاں سے اس نے عثمان بن رفیع' نافع المروزی' ابوخالد المروزی اور مسعدۃ الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر جس کا قائد ذویب تھا حملہ کرنے بھیجا۔ سرداروں نے اس پر شبخون مار کر ذویب اور اس کے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آ گئے۔

قحطبہ بن شبیب کا فوج سے خطاب:

اب قحطبہ نباتہ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی۔ اہل خراسان ان کی کثرت کو دیکھ کر مرعوب ہوئے اور آپس میں اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ انھوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کر دیا۔ جب قحطبہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گذشتہ آباواجداد کے ہیں۔ جنھوں نے بنی امیہ کی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے۔ اللہ عزوجل اس بنا پر ان سے ناراض ہوا' اللہ نے ان کا اقتدار و اقبال سلب کر لیا اور ان پر ان کے ذلیل ترین لوگوں کو مسلط کر دیا۔ جنھوں نے ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا' ان کی عورتوں سے نکاح کیا ان کی اولاد کو غلام بنایا' یہ لوگ چند روز تک اس

حالت پر اس لیے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے' وعدے پورے کرتے تھے اور مظلوم کی فریاد رسی کرتے تھے' مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انھوں نے آئین عدل بدل ڈالے' حکومت میں ظلم کرنے لگے' خاندان رسول اللہ ﷺ کے متقی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے' اب اللہ نے تمہیں ان پر مسلط کیا ہے کہ تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لیے تمہیں ان پر زیادہ سخت ہونا چاہیے' امام نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تمہارا ان کا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمہیں کو ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انھیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

ابومسلم خراسانی کا قحطبہ کے نام خط:

اس تقریر سے پہلے ابومسلم کا یہ خط قحطبہ کو سنا دیا گیا تھا۔ یہ خط ابی مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''امابعد! فوراً دشمن پر حملہ کرو' کیونکہ اللہ عزوجل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پا لو تو جی کھول کر قتل کرنا''۔

چنانچہ ۱۳۱ ہجری جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا' اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے' جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اس کا دوگنا ثواب ملتا ہے' اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جس کا درجہ عزوجل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے' تمہیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی' اس لیے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطبہ اور نباتہ بن حنظلہ کی جنگ:

قحطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قحطبہ اس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العکی اس کے میسرہ پر تھے' اب جنگ شروع ہوئی' دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے' آخر کار نباتہ مارا گیا اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے' ان کے دس ہزار آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ قحطبہ نے نباتہ اور اس کے بیٹے حید کا سر ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویہ کی شجاعت:

سالم بن راویہ التمیمی ان لوگوں میں تھا جو ابومسلم کے پاس تھے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے' پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں قحطبہ کی نباتہ سے جنگ ہوئی اور اس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ عبداللہ الطائی نے جو قحطبہ کے مشہور بہادروں میں تھا اس پر حملہ کیا' سالم بن راویہ نے اس کے منہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ نکل پڑی' یہ ان سے لڑتا رہا' آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا۔ حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اس کی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اسے صاف کر دیتا اور پھر للکارتا بخدا! آج میں انھیں مزا چکھاؤں گا۔ حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور اوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اسے مار ڈالا' اس کا سر قحطبہ کے پاس لائے اس کے چہرے اور سر پر خراش تک نہیں آئی تھی۔ قحطبہ

نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سنہ میں ابوحمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قدید میں جنگ برپا ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

معرکہ قدید:

عبدالواحد بن سلیمان نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا۔ یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر خرہ آئے یہاں اسے قربانی کی مذبوحہ بھیڑیں ملیں' یہاں سے آگے بڑھے۔ جب عقیق آئے تو انھوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک علم ٹوٹ گیا' اسے لوگوں نے روانگی کے لیے شگون بد سمجھا' یہاں سے روانہ ہو کر قدید آئے رات کے وقت قدید آ کر ٹھہرے' یہ گاؤں اس زمانہ کے قصر المبنی کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام بے خطر یہاں اتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر مقیم تھے کہ دشمن مقام فضل سے ان پر اچانک آ گیا' بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعۃ نے ابوحمزہ کو ان کی اس غیر مصئون حالت کی اطلاع دی اور وہیں انھیں لے آئے' خارجیوں نے مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا۔ سب سے زیادہ نقصان قریش کو اٹھانا پڑا کیونکہ ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے۔

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی' اس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا' اس کے بیٹے نے اس یمنی کے قریب پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا' پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو' باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے۔

مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم:

شکست خوردہ مدینہ آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ و نالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لیے صف ماتم بچھائی تو اور بیبیوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کر کے سب اس کے گھر سے چلی گئیں غرض کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بن گیا۔

ابوحمزہ خارجی کے اشعار:

ابوحمزہ نے یہ دو شعر اپنی قوم کے ان مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جو ان کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کیے ہیں:

یالهف نفسی و لهفی غیر کاذبة　　　علی فوارس بالبطحاء انجاد

عمرو و عمرو و عبدالله بینهما　　　وابناهما خامس والحارث السادی

ترجمہ: ''میں خلوص دل سے ان بہادروں پر رنجیدہ ہوں جو بطحاء میں مارے گئے' وہ عمرو اور عمرو ہیں' اور عبداللہ اور ان دونوں کے بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث''۔

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی مدینہ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک شام بھاگ گیا۔

ابوحمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب:

ابوحمزہ ۱۳۰ ہجری میں مدینہ میں داخل ہوا' عبدالواحد شام بھاگ گیا' اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا' اے اہل مدینہ

میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی میں نے پوچھا کیا مجرد گمان پر وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں' تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں! اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم تم مل کر انھیں خدا کا واسطہ دلائیں کہ وہ ہمارا اور تمہارا پیچھا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے' پھر تم نے کہا تو ہم تم ان سے لڑیں اور جب ہمیں تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہم پر حکومت کرے' تم نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں ان سے نبٹ لینے دو' اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تمہاری آمدنی تمہیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ ان کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے' اللہ تم کو غارت و ہلاک کر دے۔

خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ:

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش) اور ایک پر ابوحمزہ قائد تھا' اس طرح یہ مقابلہ پر آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی' اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو' ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انھوں نے نہ مانا۔ غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ ہجری کو فریقین میں جنگ ہوئی' اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے' ان کا سردار عبداللہ بھی مارا گیا' قریش نے بھی خزاعہ پر بھی الزام عائد کیا کہ انھوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس بیان کا راوی خرام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اس وقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابوحمزہ نے عام امان نہ دے دی' بلخ اہل مدینہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا' خارجی مدینہ میں ۱۹/صفر کو آئے۔

ابوحمزہ کی ہشام بن عبدالملک پر تنقید:

ابوحمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ احول یعنی ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ میں آیا تھا' اس سال پالے نے تمہارے پھلوں کو برباد کر دیا تھا' تم نے ہشام سے لکھ کر درخواست کی تھی کہ وہ تمہاری بٹائی معاف کر دے' اس نے تمہاری درخواست منظور کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ سیر ہو گئے' اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے' تم نے ہشام کو جزائے خیر کی دعا دی' اللہ اس فعل کی نہ اسے جزائے خیر دے اور نہ تمہیں۔

ابوحمزہ خارجی کا خطبہ:

یحییٰ بن زکریا راوی ہے کہ ابوحمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں حمد و ثنا کے بعد کہا' اے مدینہ والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر مغضوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فعل عبث کے لیے یا ملک گیری کے لیے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی قدیم خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کر دی گئی اور راست گو کا گلا گھونٹ دیا گیا اور جس نے انصاف کرنا چاہا وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین باوجود اس وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لیے بلا رہا ہے۔ ہم نے اس کی دعوت پر لبیک کہی:

﴿ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ ﴾

''اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اسے اس زمین میں کہیں مفر نہیں ہے''۔

ہم اپنی اس جماعت کے ساتھ آئے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں' کئی کئی آدمیوں میں ایک ایک اونٹ ہے جس پر ان کا زادِ راہ بھی ہے' کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں' ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں' مگر باوجود ان تمام باتوں کے اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جس کی وجہ سے ہم سب کے سب بھائی بھائی ہو گئے آخر کار قدید میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوا' ہم نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔ تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی اطاعت کی دعوت دی' خدا کی قسم! دیکھو کہ ہدایت وگمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علیحدہ ہیں۔ پھر تم دوڑتے ہوئے تیز تیز اس طرح سامنے آئے کہ گویا شیطان ان کے سروں پر سوار ہے' حالانکہ ان کے خون سے اس کی دیگیں جوش میں آ چکی تھیں اور اس نے جو گمان ان کے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا' تمہارے مقابل اللہ کے انصار (یعنی ہم) چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جو ہر دار ہندی تلواریں لیے ہوئے آئے۔ پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بری طرح تمہیں مارا کہ اس سے ہمارے دشمن بھی حیران وششدر رہ گئے۔ اے مدینہ والو! اگر تم نے مروان اور اس کے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی سزا' یا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا' اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اے مدینہ والو! تم میں جو سب سے پہلے تھا' وہ ان میں بہترین شخص تھا' اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے' اے مدینہ والو! ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں' البتہ جو مشرک بت پرست ہیں' یا مشرک کتاب والے ہیں' اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علیحدہ ہیں' جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ مکلّف بنایا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اس نے اسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اس سے لڑنا واجب ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے قوی اور ضعیف کے لیے آٹھ حصے مقرر کر دیئے ہیں' مگر اب ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جس کا نہ کسی کو حق تھا اور نہ ان لوگوں کے حقوق میں سے اسے کوئی حصہ مل سکتا تھا' مگر اس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا۔

اے مدینہ والو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی منقصت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھچھورے نوجوان اور دہقانی بدوی ہیں' تمہیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے' رسول اللہ ﷺ کے صحابی بھی نوجوان ہی تھے' بخدا! یہ عمر کے اعتبار سے نوجوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں ادھیڑ عمر والوں ایسے ہیں۔ انھوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند رکھی ہیں' باطل کی طرف ان کے قدم اٹھنے میں گراں بار ہیں' انھوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں وہ باوجود درماندگی کے مسلسل چلتے رہتے ہیں' ان کی رات عبادت و بیداری میں گذرتی ہے اور دن روزے میں گذرتا ہے۔ کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے وہ کوزہ پشت ہو گئے ہیں' جب وہ کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بے تاب ہو جاتے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں' نیزے بلند ہو گئے' تیر چلوں پر چڑھا دیئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے صاعقہ سے لرزہ براندام ہیں تو انھوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمن کے خوف کو کچھ پرواہ نہ کی' فطوبیٰ لھم و حسن مآب' کیونکہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جس کی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پرندے رات میں بیدار

رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعا میں اٹھتے اٹھتے اپنے جوڑ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

یہ کہہ کر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں' کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے' اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ کو منبر رسول اللہ ﷺ پر یہ کہتے سنا ہے جس نے زنا کیا وہ کافر ہے' جس نے شک کیا وہ کافر ہے' جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اس کے گرویدہ ہو جائیں' یہاں تک کہ انہوں نے اس کی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوحمزہ نے منبر پر چڑھ کر کہا تھا وہ اخفا جو غیر معلوم راستہ پر لیے جا رہی تھی اٹھ گئی ہے' یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے' اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

ابوحمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام:

ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ دن باقی تھے کہ ابوحمزہ مدینہ میں داخل ہوا' مدینہ میں اس کے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے واقدی کہتا ہے کہ ابوحمزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا' اس کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابوحمزہ نے صفر کی بقیہ مدت' ربیع الاوّل و ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ میں قیام کیا' واقدی کے بیان کے مطابق معرکہ قدید میں سات سو مدنی مارے گئے۔

ابوحمزہ نے اپنی فوج کا ایک دستہ کو زیر قیادت ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن عمر القرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عیینہ بن الہیثم الاسدی البصری کو آگے روانہ کیا۔ اس کے مقابلہ کے لیے مروان بن محمد نے شام سے عبدالملک بن حمد بن عطیۃ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا۔

اب خود ابوحمزہ مدینہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ یہ مدینہ سے چل کر وادی میں فروکش ہوا۔

ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم:

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا۔ ابن عطیہ کو اس کا سردار مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے' مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سو سو دینار' ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لیے ایک ایک خچر دیا' یہ حکم بھی دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑ پڑے اور اگر اسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبداللہ بن یحییٰ اور اس کے ساتھیوں سے لڑے۔ اب یہ روانہ ہوا اور علاء آ کر اس نے پڑاؤ کیا۔

علاء بن افلح کا بیان:

مدینہ کا ایک شخص علاء بن افلح نام ابوالغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے میرا نام دریافت کیا' میں نے کہا علاء' اس نے میرے باپ کا نام پوچھا' میں نے کہا افلح' اس نے پوچھا کس کے آزاد غلام

ہو؟ میں نے کہا ابوالغیث کا۔ اس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں؟ میں نے کہا علاء میں۔ پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے؟ میں نے کہا غالب میں۔ یہ سن کر اس نے اور کوئی بات نہیں کی' بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اس کا نام دریافت کیجیے۔ اس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا' میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا۔ اس سے ابن عطیہ خوش ہوا' اور اس نے مجھے کچھ درہم دیے۔

ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ:

جب ابوحمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابوحمزہ نے کہا جب تک انھیں خبردار نہ کر دو اور دعوتِ حق نہ دے دو ان سے نہ لڑو' چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو' اس پر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں' ابوحمزہ نے پوچھا یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو' اس نے کہا ہم اس کے مال کو کھا لیتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں' غرض کہ اسی طرح کی اور کئی باتیں انھوں نے دریافت کیں اور اسی قسم کا ان کا جواب پایا۔ ان جوابات کو سن کر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک لڑتے رہے' جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ سے ڈر' خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لیے بنائی ہے' اب تم آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں' مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا' یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

مدینہ میں خوارج کا قتل:

ابوحمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئی تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ ﷺ تمہاری مال گذاری کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ صورت پیش آئی جس کی انھیں تمنا ہے۔ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون. جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انھیں معلوم ہو جائے گا وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً ان خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انھوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوحمزہ اور اس کے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اس کا رسالہ زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القیسی وادی القریٰ میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اٹھا کر مدینہ کی جانب پسپا ہوئے' یہاں اہل مدینہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابن عطیہ کی روانگی مکہ:

مروان کی جانب سے فوج کا قائد عبدالملک بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا' یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جن کے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے۔ اس فوج کے ساتھ چولھے آہنی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانے میں ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی:

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا اور پھر مکہ گیا' اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا' پھر مکہ اور وہاں سے یمن گیا' مکہ پر اس نے ابن ماغر ایک شامی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا اپنی جانب اس کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے آگے آیا' اور دونوں کا مقابلہ ہوا' ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیج دیا' ابن عطیہ صنعاء آیا اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا' مروان نے اسے لکھا کہ اب تم جس قدر جلد ہو سکے مکہ جا کر حجاج کو حج کراؤ۔ یہ اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ صنعاء سے چل کر مقام جرف میں منزل پذیر ہوا۔ اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا! یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے اس خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا' ابن عطیہ نے ان سے کہا اے بدبختو! شرم کرو' مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے' حج کے لیے جا رہا ہوں۔

ابن عطیہ کا قتل:

ابوالزبیر بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صنعاء سے مکہ چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اس کے ہمراہ اس کی خرجی میں چالیس ہزار دینار تھے۔ یہ حج کے ارادے سے جرف میں فروکش ہوا۔ یہ اپنی تمام فوج اور رسالے کو صنعاء میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف وخطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سنا اللہ جمانتہ کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بد بخت ہیں' میں پانی گرانے کی غرض سے اٹھ کر ایک فراز زمین پر آیا' میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل سپاہ اور رسالہ کا طوفان انڈا آتا ہے' دیکھتے دیکھتے جمانتہ المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہنچ گئے' انھوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا' ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں' انھوں نے کہا تم ڈاکو ہو' ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا کہ یہ ان کا خط ہے جس میں انھوں نے مجھے امیر الحج مقرر کیا ہے' اور میں ابن عطیہ ہوں۔ انھوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈاکو ہو' جب ہم نے دیکھا کہ یہ آمادۂ شر ہیں تو صفر بن حبیب فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔ اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا۔ پھر ابن عطیہ بھی اسی طرح اپنے راہوار پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا' یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے' ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا' میں نے کہا' میں قبیلہ ہمدان سے ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے؟ میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمہیں امان ہے' اس قافلہ میں جو کچھ تمہارا ہو وہ تم لے لو' اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دے دیتے پھر انھوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا وہ صعدہ تک مجھے پہنچا آئے' وہاں جا کر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آ گیا۔

اس سنہ میں موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا' عمق پر جا کر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا' اس سنہ میں بصرہ میں طاعون ہوا۔

قحطبہ بن شبیب کا اہل جرجان پر عتاب:

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلة کے قتل کے

بعد اسے معلوم ہوا کہ اہل جرجان اس پر یورش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے آپس میں ساز باز کر لی ہے' یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری:

جب نصر کو قومس میں معلوم ہوا کہ قحطبہ نے نباتہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کر دیا ہے تو اب وہ قومس سے روانہ ہو کر خوار الرے آیا۔ نصر کے قومس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور نابی بن سوید العجلی کو قتل کر دیا۔ تو ابو مسلم نے منہال بن فتان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا' اور قحطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ قحطبہ نے عکی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ ہجری قیام کیا۔ اس اثناء میں نصر قومس کے ایک گاؤں بذش میں مقیم تھا اس کے قیسی طرفدار ایک اور میدا نام گاؤں میں فروکش تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اس وقت واسط میں مقیم تھا' مدد طلب کی اور اس کے لیے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تاکہ اس سے اس شورش کی اہمیت اس پر ظاہر ہو' ابن ہبیرہ نے نصر کے پیامبروں کو گرفتار کر لیا۔

نصر بن سیار کی مروان سے امداد طلبی:

اس پر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سر برآوردہ لوگوں کو ابن ہبیرہ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کر دیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کر لیا ہے اور میری مطلق مدد نہیں کی' میری حالت اس وقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطہ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اس کی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر میں آ جائے اور اس پر قبضہ کرے ورنہ اگر وہ راستے پر نکال دیا گیا تو نہ گھر پر اس کا قبضہ رہے گا اور نہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لیے لکھا اور نصر کو بھی اس کی اطلاع کر دی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ فوراً میری امداد کے لیے فوج بھیجئے کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہو چکا ہوں۔ اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو' آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لیے بھیج دیجیے' بعد میں اگر آپ نے ایک لاکھ بھی بھیجی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

امیر حج محمد بن عبدالملک وعمال:

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان امیر حج تھا۔ مکہ' مدینہ اور طائف اسی کے ماتحت تھا۔ عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے تحت تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے' نصر بن سیار خراسان کا صوبہ دار تھا اور خراسان کی جو سیاسی حالت تھی اس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

باب ۱۵

معرکہ زاب

یا

قحطبہ بن شبیب

۱۳۱ھ کے واقعات

ابوکامل کی ابومسلم سے علیحدگی:

اس سنہ میں قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لیے بھیجا' جو قومس میں قیام پذیر تھا۔

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابوبکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا۔ قحطبہ نے محرم ۱۳۱ ہجری میں اپنے بیٹے حسن کو قومس بھیجا' پھر ابوکامل' ابوالقاسم' محرز بن ابراہیم اور ابوالعباس المروزی کو سات سو فوج کے ہمراہ حسن کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ سردار اس کے قریب پہنچے تو ابوکامل اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آ کر اپنے اس سپہ سالار کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا' بتایا نصر نے ایک فوج اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دی۔ جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابومسلم کی فوج کا جو ایک فصیل میں فروکش تھی محاصرہ کر لیا۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے برہمی:

جمیل بن مہران فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو لے کر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روکا' نصر کے قاصد سے خط اور روپیہ لے لیا اور اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے۔ کیا وہ قیس کے ان کمزور نفروں کو میرے خلاف برانگیختہ کر رہا ہے۔ بخدا میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا' اسے اور اس کے بیٹے کو جس کے لیے وہ سب ترکیبیں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوئی حقیقت و وقعت نہیں ہے۔

نصر بن سیار کا انتقال:

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی رے کا عامل تھا۔ جب نصر رے آ گیا تو عطیف رے سے ہمدان

چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحصیہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا' جب عطیف مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصبہان عامر بن ضبارہ کے پاس چلا گیا۔ عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی' جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لیے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار پڑا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا۔ جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہیں اس نے انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے' بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار سے رے کی سمت روانہ ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اس کا انتقال ہوا۔

زیاد بن زرارہ کی ابو مسلم سے علیحدگی:

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان نام موضع میں بھیج دیا۔ اب قحطبہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا' اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارۃ القشیری کو روانہ کر دیا تھا۔ یہ ابو مسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لیے اصبہان کے راستہ ہو لیا۔

مسیّب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی جنگ:

قحطبہ نے مسیّب بن زہیر الضبی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا' اس نے دوسرے دن عصر کے بعد اسے آ لیا اور لڑا' زیاد کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج قتل ہوگئی۔ مسیّب پھر قحطبہ کے پاس واپس آ گیا۔ قحطبہ قومس روانہ ہوا جہاں اس کا بیٹا حسن مقیم تھا' حازم بھی اس راستہ سے قومس آ گیا۔ جس راستہ سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا۔ قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا' حبیب بن بدیل النہشلی اور اس کے ہمراہی شامیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے۔ حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطبہ نے رے پہنچ کر ابو مسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔

ابو مسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام:

اس سنہ میں ابو مسلم مرو سے نیشاپور چلا آیا اور اب یہاں اس نے اپنا قیام کیا۔

جب قحطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابو مسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیشاپور آ گیا' اور یہاں اس نے اپنے گرد خندق کھود لی' رے آنے کے تین دن بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا' جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادھم اور تمامی شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان سے نہاوند آ گئے۔ یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی معاشیں آ کر لے لے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی معاشیں بھی نہ لیں اور یوں ہی نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر کے ہمراہ تھے اس کے ساتھ رہے' حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اس سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا' قحطبہ نے ابوجہم بن عطیہ باہلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیجا۔ جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ اس سنہ میں عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کی قحطبہ کی جانب پیش قدمی:

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا' ابن ضبارہ اس

کے تعاقب میں روانہ ہوا' اسی اثناء میں یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطبہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ہمدان کے شہر جی میں آ کر فروکش ہوئے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العسا کر کر کہلایا جاتا تھا' قحطبہ نے ان کے مقابلہ کے لیے مقاتل۔ ابوحفص المہلبی' ابو حماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل' اسلم بن حسان' ذویب الاشعث' کلثوم بن شبیب' مالک بن طریف' مخارق بن عقال اور ہیثم بن زیاد کو روانہ کیا عکی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ عکی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آ کر فروکش ہوا۔

عامر بن ضبارہ اور قحطبہ کی جنگ:

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس نے اہل نہاوند کی امداد کے لیے جانے کا ارادہ کیا مگر عکی کو بھی اس کے ارادے کی خبر ہوگئی' اس نے فوراً قحطبہ کو اس کی اطلاع دی' قحطبہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود عکی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا' مگر پھر قحطبہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحطبہ رے سے روانہ ہوا' اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العکی سے جا ملا تو اس نے اس کی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کے پڑاؤ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا' کئی روز تک ابن ضبارہ بغیر لڑے ٹھہرا رہا۔ اب قحطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اس کے میمنہ پر عکی' خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا' میسرہ پر عبدالحمید بن ربعی' مالک بن طریف کے متعین تھا۔ قحطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ یا جیسا بیان کیا گیا ہے ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔

عامر بن ضبارہ کی شکست:

قحطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لیے دعوت دیتا ہوں۔ شامیوں نے اسے فحش گالیاں دیں۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عکی نے شامیوں پر حملہ کیا' دونوں فریق گڈمڈ ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے۔ فاتحوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا' بے شمار اسلحہ' لونڈی غلام اور مال واسباب ان کے ہاتھ لگا۔ قحطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوش خبری دینے کے لیے بھیجا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل:

جب قحطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمیری' بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل الرجمی اور عبدالعزیز بن شماس المازنی تھے' ابن ضبارہ کے پاس صرف رسالہ تھا اور قحطبہ کے ساتھ پیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی' قحطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسی ناوک فگنی کی کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے' قحطبہ اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا۔ ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو

گیا ہے' ابن ضبارہ نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

مالِ غنیمت:

ایک شخص جو قحطبہ کے ہمراہ اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے' اسلحہ اور لونڈی شامیوں نے اصبہان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں' معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے اسی طرح بے شمار بربط تنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھونپڑیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جس میں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھاگل نہ ملی ہو۔

اس سنہ میں نہاوند پر قحطبہ اور مروان کی ان فوجوں میں جو وہاں پناہ گزیں تھیں جنگ ہوئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابلق واقع ضلع اصبہان میں بروز سنیچر ہوئی جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ:

جب قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اس کی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اس کی خبر قتل کو زور زور سے بیان کرنے لگے' اسے سن کر عاصم بن عمیر السغدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ اب بہتر یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس کا باپ آ جائے ہم حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں' کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ اس پر پیدل سپاہ نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادھم الباہلی نے کہا ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آ گیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اس کے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

مالک بن ادھم کی قحطبہ سے مصالحت:

اصبہان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا ان کے سامنے امان پیش کی مگر انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قحطبہ نے شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں' جب مالک نے یہ رنگ دیکھا اس نے اپنے اور شامیوں کے لیے قحطبہ سے وعدۂ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی۔ قحطبہ نے مالک کو وعدۂ معافی دے دیا اور اسے ایفا بھی کیا' شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اس کے خلاف اس نے تمام خراسانیوں کو بجز حکم بن ثابت بن ابی مسعر الحنفی کے قتل کر دیا۔ ان سر برآوردہ لوگوں میں ابو کامل' حاتم بن الحارث بن شریح' ابن نصر بن سیار' عاصم بن عمیر' علی بن عقیل' بیہس بن بدیل السلیمی الجزائری ایک قریشی بختری نام جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھا (مگر ارباب سیر نے اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد اسے پہچانتی نہ تھی) اور قطن بن حرب الہلالی تھے۔

جب ملک بن ادھم نے قحطبہ سے مصالحت کر لی تو بیہس بن بدیل نے کہا بخدا! یہ ہمارے اغراض کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس کے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لیے جو قحطبہ کے ہمراہ تھے شہر کے دروازے کھول دیئے

گئے اور وہ داخل ہو گئے قحطبہ نے ان لوگوں کو شہر پناہ میں داخل کر دیا۔

قحطبہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو امان:

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطبہ نے ان خراسانیوں سے جو نہاوند میں تھے کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ تم سب کو امان دیتا ہوں مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور تین ماہ شعبان و رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد انھوں نے اپنے لیے امان حاصل کر لی نیز انھوں نے قحطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تا کہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس اثنا میں ہم ان کی لاعلمی میں دروازہ کھول دیں گے۔ قحطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب ان کے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اس کے متعلق انھوں نے دریافت کیا' شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان لے لی ہے۔ اس پر اہل خراسان کے تمام عمائد باہر نکل آئے۔ قحطبہ نے ان میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے نقیب نے منادی کر دی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اس کا سر پیش کر دے' چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابومسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دے دی کہ وہ اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے۔

عاصم بن عمیر کا قتل:

جب قحطبہ نے ان خراسانیوں جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود زرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اس کے پاس تھا' شہر پناہ سے نکل بھاگا' ایک خدمت گار نے جو خراسان میں اس کے پاس ملازم رہا تھا اسے پہچان لیا۔ اس نے اس کا نام ابوالاسود لیا' اس نے کہا ہاں! اس خدمت گار نے اسے ایک نالی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے۔ جب قحطبہ نے یہ حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جس کے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا' اس کی اس بات کو ایک یمنی نے سنا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو شناخت کر لیا اور قحطبہ سے آ کر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے' قحطبہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدۂ معافی اس نے کیا تھا اسے ایفا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

قحطبہ کا نہاوند پر قبضہ:

جب قحطبہ نہاوند آیا اس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کیے تھے' قحطبہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا' عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا' یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اس کا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اس کا نام بہت برا ہے اسے قلب کر دو۔ قلب کرنے سے ہبط حق ہو اس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شناخت کے ہمارے لیے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اسے الٹا کر دو۔

ابوعون کا شہرزور پر قبضہ:

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ہمراہ شہرزور بھیجا' جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے پہنچ چکا تھا' ابوعون اور مالک نے شہرزور سے دو فرسخ کے فاصلہ پر آ کر منزل کی' ایک شب و روز قیام کے بعد دونوں ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا۔ ابوعون نے اس فتح کی خوش خبری اسمٰعیل بن المتوکل کے ذریعہ قحطبہ کو بھیج دی اور خود ابوعون موصل کے علاقہ میں ٹھہرا رہا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں نہیں مارا گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔

ابوعون نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اس کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔

یہ بھی کہا ہے کہ قحطبہ نے ابوعون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے حکم کی بنا پر شہرزور بھیجا تھا۔

مروان بن محمد کی زاب میں آمد:

جب اعون کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہ وہاں سے اس کی جانب آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہ شام' موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور بنوامیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا۔ اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں' ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے زاب آ کر پھر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہرزور ہی میں مقیم رہا' اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا۔

قحطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی:

نیز اسی سنہ میں قحطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اس کے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قحطبہ سے لڑنے آیا۔ اس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لیے بھیجا تھا' ابن ہبیرہ نے ساقہ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا۔ غرض کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولاء پر قیام کیا' خندق کھودی اور وہی خندق کھودی اور جسے اہل عجم نے جلولاء کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا' یا دوسری جانب سے قحطبہ بڑھتا ہوا قرماسین آیا' وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خانقین پہنچا جب یہ خانقین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولاء چھوڑ کر دعکبرا پلٹ آیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قحطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولاء میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا' اس کے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر عکبرا آیا۔ قحطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دمما میں فروکش ہوا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جلد کوفے کی طرف پلٹا' تاکہ قحطبہ سے پہلے وہاں پہنچے' یہ فرات کے شرقی حصہ میں ہو رہا' حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا۔ قحطبہ نے دمما سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اس کے غربی حصہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا' آخر کار اس مقام پر پہنچا جہاں

ابن ہبیرہ موجود تھا۔

امیر حج ولید بن عروہ:

اس سنہ میں ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) عبدالملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا' یہ عبدالملک وہی شخص ہے جس نے ابوحمزہ خارجی کو قتل کیا تھا۔ ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا والی تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثناء میں مروان نے اس کے چچا عبدالملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اس کا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے حج کرایا۔

ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے انتقام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے' ولید نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا' ان کی عورتوں کے شکم چاک کر دیئے' بچوں تک کو قتل کر دیا' اور جس پر اس نے قابو پایا اسے جلا ڈالا' یہی ولید اس سنہ میں مکہ' مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبدالملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے قاضی تھے' عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن ہبیرہ کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جب قحطبہ خانقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں تھا۔ قحطبہ کے خانقین آنے کے بعد یہ جلولاء سے دسکرہ گیا تھا' قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاء کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے اس کی خندق میں فروکش پایا اور اس کی اپنے باپ کو جا کر اطلاع کر دی' قحطبہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کیے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟ خلف بن مورع الہمدانی التمیمی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں' چنانچہ اس نے قحطبہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے ہولیا۔ ہرزج سابور میں منزل کر کے بکیرا آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔

خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ پار کرنے کا حکم:

(دوسری روایت) قحطبہ نے خانقین میں منزل کی' اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں فروکش تھا' ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قحطبہ نے اس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے طلائع روانہ کیے۔ انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاء ہی میں فروکش ہے۔ قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا' کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر لے' یہ اسے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے قارون) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوثا پہنچا تو قحطبہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے دستیاب ہوسکیں وہ بھیج دے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دمما میں اس سے آ ملے گا۔ خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطبہ دمما میں اس

سے آ ملا۔ پھر اس نے محرم ۱۳۲ ہجری میں فرات کو عبور کیا' تمام مال واسباب اور اہل وعیال خشکی کے راستے سے روانہ کیے' سوار بھی اس کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے' اس وقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تیئس فرسنگ کے فاصلہ پر فرات کی اس آبشار پر جو فلوجہ کی سطح مرتفع کے بعد واقع ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ ابن ضبارہ کی ہزیمت یافتہ فوج بھی اس کے پاس آ گئے تھے' نیز مروان نے بھی بیس ہزار فوج حرثرہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اس کی امداد کے لیے بھیج دی تھی۔

حوثرہ بن سہیل کا ابن ہبیرہ کو مشورہ:

(پہلی روایت) جب قحطبہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن سہیل الباہلی اور شام کے دوسرے سر برآوردہ لوگوں نے ابن ہبیرہ سے کہا قحطبہ کوفہ جارہا ہے تم خراسان چلو اور اسے مروان کو آپس میں نبٹ لینے دو' اس کارروائی سے تم اس کی ساری طاقت توڑ دو گے' کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کبھی نہیں کرے گا' ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں' وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

قحطبہ کی ایک دیہاتی سے ملاقات:

جب قحطبہ نے فرات کو عبور کیا تو اس کے کنارے کنارے ہولیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوجہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا' اس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے کوفہ چلنے کا حکم دیا' دونوں حریف فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے' ابن ہبیرہ فرات اور سورا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور قحطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا' یہ ایک جگہ ٹھہر گیا' ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھ کر اس کے پاس آیا اور سلام کیا' قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا طے سے۔ پھر اس دیہاتی نے قحطبہ سے کہا آپ اس میں سے پانی پیجئے اور مجھے اپنا جھوٹا پلایئے' قحطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اسے پلایا' اس دیہاتی نے کہا اس خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی عمر دی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا۔ قحطبہ نے پوچھا کیا اس کے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے' اس نے کہا ہاں! قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو' اس نے کہا قبیلہ طے کے بنی نبہان سے' قحطبہ نے کہا میرے امام نے مجھ سے جو بات کہی وہ سچ ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا۔ جس میں مجھے فتح حاصل ہوگی۔ قحطبہ نے اس سے پوچھا اے نبہانی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سغدی بن العصم اس مقام سے واقف ہے' قحطبہ نے اسے بلایا' وہ اس کا باپ اور عون آئے اور انھوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا پایاب تھا۔ اب شام ہوگئی' اور ابن ہبیرہ کا مقدمۃ الجیش جس میں بیس ہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اس کے سامنے آ گیا۔

قحطبہ کا الحارہ میں قیام:

(دوسری روایت) جب قحطبہ نے الحارہ پر منزل کی تو کہا جو امام نے مجھ سے کہا تھا وہ سچ ہوا' انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی' قحطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو ان کی معاش دے دی۔ فوج کے بخشی نے رقم تقسیم کر کے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم وبیش رقم اسے لا کر واپس دے دی۔ اس پر قحطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانتداری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائیں گے۔ اب شامی رسالہ سامنے آ گیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا' مگر اس نے کہا ہم ماہ محرم

الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ۱۳۲ ہجری کا واقعہ ہے۔

قحطبہ کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

(ایک اور روایت) قحطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم شب چہار شنبہ ۱۳۲ھ کو اس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اسے بتا دی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا' ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا' اس کی فوج پسپا ہوئی۔ اور نیل کے دہانے پر جا کر ٹھہری' حوثرہ روانہ ہو کر ابن ہبیرہ کے قصر میں جا کر فروکش ہوا۔ صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ اب حسن بن قحطبہ اس فوج کا سردار تھا۔

حمید بن قحطبہ کی بیعت:

(اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے) قحطبہ نے اپنے علمبردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر' نیز اس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الوائلی کو بھی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کوتوال عبدالحمید بن ربعی ابی غانم النبهانی الطائی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابو غانم عبور کرو اور تمہیں مال غنیمت کی خوش خبری ہو۔ چنانچہ ایک جماعت نے جن میں چار سو آدمی تھے' دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نہایہ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی ہوئی' انھوں نے آگ روشن کر دی' شامی پسپا ہو گئے' جب خراسانیوں نے قحطبہ کو نہ پایا تو انھوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی' اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا اور ابونصر نام ایک شخص کو دو سو آدمی کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہو کر کربلا آیا' پھر دیر الاعور پر منزل کر کے عباسیہ میں فروکش ہوا۔

قحطبہ کی لاش کی تدفین:

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطبہ کی لاش مل گئی جسے ابوجہم نے دفن کر دیا' فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس قحطبہ کا کوئی عہد ہو پیش کرے۔ مقاتل بن مالک العکی نے کہا میں نے قحطبہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو حسن سپہ سالار مقرر کیے جائیں چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لیے حمید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا' قاصد نے قریہ شاہی کے درے حسن سے آ ملاقات کی' حسن واپس آ گیا' اس نے قحطبہ کی مہر ابوجہم کے حوالے کر دی اور سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی' حسن نے کہا اگر قحطبہ مر گئے تھے میں حسن ابن قحطبہ موجود ہوں۔

اس شب میں ابن نبہان السدوسی' حرب بن سلم بن احوز' عیسیٰ بن ایاس العدوی اور اسا درہ میں سے ایک شخص مصعب نامی کام آ گئے۔ معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حضین نے قحطبہ کے قتل کا ادعا کیا۔

قحطبہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا۔ حرب بن سلم بن احوز بھی اس کے پہلو میں مقتول پڑا تھا اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

قحطبہ اور معن بن زائدہ کی جنگ:

عبداللہ بن بدر جو اس شب میں ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قحطبہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر جس پر پانچ شہسوار تھے ہم سے لڑنے لگا' ابن ہبیرہ نے محمد بن نباتہ کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا وہ اس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا'

ہم ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطبہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پوری اتر گئی۔ قحطبہ پانی میں گر پڑا' لوگوں نے اسے نکال لیا اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو' ایک عمامہ سے اس کا ہاتھ باندھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا۔ تاکہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو' اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انھوں نے ہمارا تعاقب کیا' ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہولی تھی۔ خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آ لیا ہم عرصہ تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جوانمردی و استقلال سے ہماری جانب سے مدافعت کر رہے تھے' آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو' وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطبہ نے انتقال کیا' مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابو سلمہ وزیر ہوں گے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انہیں کے سپرد کر دیا جائے' ابن ہبیرہ واسط پلٹ آیا۔

سلمہ بن محمد اور محمد بن نباتہ کی جنگ:

قحطبہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق متذکرہ بالا بیانات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب قحطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ پھر اس نے عبداللہ الطائی' مسعود بن علاج' اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا۔ یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انہیں ملا اسے انھوں نے نیزے سے ہلاک کر دیا جس کے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے۔ اور جب یہ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوتوال سوید نے انھیں روکا' ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انھیں پھر ان مقامات پر واپس بھیج دیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے جب یہ مسعود بن علاج اور اس کی جمعیت کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی یہ دیکھتے ہی قحطبہ نے مخارق بن غفار' عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں' یہ سردار عبور کر کے آئے' محمد بن نباتہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سلمہ اور ان کی جمعیت کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا' سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہو گئی' محمد بن نباتہ' سلمہ اور اس کی جماعت پر حملہ کر کے ان کے پاس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اس کے سو دو سو آدمی کاٹ دیتا' اب سلمہ نے قحطبہ سے امداد طلب کی قحطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اس کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ پھر قحطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا' اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص بٹھا لے۔ یہ محرم کی پانچویں شب کا واقعہ ہے۔

ابن ہبیرہ کا فرار:

اب خود قحطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی' قحطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور دھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا' اس کی شکست کے ساتھ' ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جس میں روپیہ' ہتھیار' سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے' صراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کو نیل کے دہانہ پر آ ئے۔

حسن بن قحطبہ کی بیعت:

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے نہ پایا' نصف النہار تک اس کی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن بن قحطبہ کو اپنا امیر بنالیا۔ تمام اقتدار اس کے تفویض کر دیا اور بیعت کر لی' اب حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے قیام گاہ کے تمام مال واسباب کی فرد بنالی جائے' نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابونصر تھی دوسو سواروں کے ساتھ اس تمام مال واسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں بار کر کے کوفہ لایا جائے' اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لے کر پہلے کربلا آیا پھر یہاں سے سوار اور دیرالاعور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ ٹھہرا' حوثرہ کو ابن ہبیرہ کی ہزیمت کی خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج کو لے کر واسط میں اس کے پاس آ گیا۔

قحطبہ کا قتل:

احلم بن ابراہیم بن بسام بن لیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا اسے دریا میں تیرتا ہوا لا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے' تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اس کی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے خوف یہ تھا کہ مبادا میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچے گا مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو بچ گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکوں گا۔ چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لے کر کنارے چڑھا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے میں نے آگے بڑھ کر کنارے سے اس کی پیشانی پر تلوار کا وار کیا' اس کا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ نے اسی وقت داعی اجل کو لبیک کہہ دیا' اور وہ مع اپنے اسلحہ کے فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج:

اس سنہ میں محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کر کے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفے سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفہ آ گیا۔ دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا' زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا' عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کوتوال شہر تھا۔ محمد نے علم سیاہ بلند کر کے قصر کی جانب پیش قدمی کی' زیاد بن صالح الحارثی' عبداللہ بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جوان کے ہمراہ تھے۔ قصر کو خالی کر کے چلے گئے' محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا' دوسرے دن صبح کو جو قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آ کر فروکش ہوا ہے مجھ پر پیش قدمی کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اس کے اپنے موالیوں کے' اس کا ساتھ چھوڑ کر چل دیئے' ابوسلمۃ الخلال نے اس سے کہلا بھیجا اس نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جس کے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے مگر اس وقت تک کسی فریق کو قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا۔ محمد بن خالد نے ابوسلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اب

دن اچھی طرح روشن ہوگیا۔

حوثرہ کے ساتھیوں کی علیحدگی:

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اس کے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اس کی جانب پیش قدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا کہ کسی خبر گیر نے اسے آ کر بتایا کہ شامیوں کا رسالہ آ گیا ہے' اس نے اپنے کچھ موالی انھیں روکنے کے لیے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں کے نشان آتے ہوئے دکھائی دیئے' اب یہ لوگ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ ملیح بن خالد البجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے' اس کے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجدل میں سے کسی شخص کے ہمراہ آ گیا۔ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترتیب دیکھی تو وہ سب کو لے کر واسط کی سمت ہولیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ:

محمد بن خالد نے اسی شب قحطبہ کو (کیونکہ اسے قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا) اپنی کوفہ کی اس فتح کی اطلاع دی اور ایک شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا' حسن نے اس خط کو لوگوں کو سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا۔ محمد بن خالد جمعہ سنیچر اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا دوشنبہ کی صبح کو حسن کوفہ آیا' اب یہ لوگ ابوسلمہ کے پاس جو بنی سلمۃ میں تھا آئے' اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا' یہ دو روز تک تو نخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام اعین کی طرف چلا اور اس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسط بھیجا۔

ابوسلمہ کی وزیر آل محمد ﷺ سے بیعت:

(دوسری روایت) قحطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ کوفہ چلا' عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی ان دونوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے اس سے آ کر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے' اس نے تین سو کوڑے اس کے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا' اسی اثنا میں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے سیاہ علم بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' لوگوں کو بیعت کی دعوت کی تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا' دوسرے دن حسن بھی آ گیا' یہ لوگ اثناء راہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمد ﷺ کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ اس کے دروازے پر آئے' ابوسلمہ خود نکل کر اس کے پاس آیا' لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابوسلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آ کر جبانۃ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اس کے ہاتھ پر بیعت کی' ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد ﷺ کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا رہا' اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا' ابوالعباس کے ظہور تک یہ بھی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

حسن بن قحطبہ کی سپہ سالاری:

پھر اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ اور سردار بھی تھے جس میں خازم بن

خزیمہ' مقاتل بن حکیم العکی' خفاف بن منصور' سعید بن عمرو' زیاد بن مشکان' فضل بن سلیمان' عبدالکریم بن مسلم' عثمان بن نہیک' زہیر بن محمد' ہیثم بن زیاد ابو خالد المروزی وغیرہ سولہ سردار تھے۔ حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔

ابوسلمہ کے عمال:

ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ جن میں عبدالرحمٰن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے مدائن بھیجا۔ نیز اس نے مسیّب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیرقنی مہلبی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام' ابراہیم بن اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابوسلمہ نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی ولایت کا عہد تقرر بھیجا۔ حارث ابوغسان الحارثی نے جو ایک کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد تکمیل کو نہ پہنچ سکے گا۔ چنانچہ جب یہ مراسلہ ابوسفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کالعدم کر دیا۔

اب خود ابوسلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے چھاؤنی قائم کی' محمد بن خالد بن عبداللہ کوفہ ہی میں رہا۔

مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی جنگ:

مسلم بن قتیبہ' سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لیے لڑا کہ جب ابوسلمۃ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کیے تو اس نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو عبدالواحد عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے اہواز بھیجا' بسام نے اسے کامل شکست دی۔ اس کے بعد سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دونوں ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ ابوسلمۃ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلہ کے لیے بھیج دو' نیز اس نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی عاملی کا فرمان تقرر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لیے دعوت دے اور سربرآوردہ لوگوں کو اپنی تحریک میں شریک کرے اور مسلم بن قتیبہ سے بچتا رہے۔ سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابوسلمہ نے ایسا حکم دیا ہے' مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی' سفیان کے ہمراہ تمام یمنی ان کے خلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے نیز ابن ہبیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لیے بھیجا تھا' وہ بھی ان سے جا ملا' سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ سلم نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری کی' قیس' مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ مع اپنے موالیوں کے مسلم کی امداد کے لیے جمع ہو گئے' اور بنوامیہ بھی اس کی امداد کے لیے دوڑے' سفیان جمعرات کے دن ماہ صفر میں بصرہ آیا۔

سفیان بن معاویہ کی شکست:

مسلم مربد آیا' خود سوق الابل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مربد کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تاکہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اس کی فوج کا مقابلہ کرے' نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائیں گے۔ معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تمیمی نے اس راستے پر جو مربد کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس

مکان کے قریب جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہوگیا تھا اس کا مقابلہ کیا' ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا۔ جس سے وہ اچھل پڑا' معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور بنی ضبہ کے ایک شخص عیاض نامی نے فوراً اتر کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا' سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے' اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس نے مع اپنی فوج کے شکست کھائی اور وہ فوراً مع اپنے خاندان والوں کے بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابیض میں آ کر فروکش ہوا پھر یہاں سے کسکر چلا گیا۔

ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط:

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اس کے پاس جابر بن توبتہ الکلابی' ولید بن عتبہ الفراسی جو عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی اولاد میں تھا چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے' انھیں ابن ہبیرہ نے سلم کی امداد کے لیے جب وہ اہواز میں تھا' جانے کا حکم دیا تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر دھاوا کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے۔ انھوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے' اس لیے وہ بھاگے' جابر اور اس کے ہمراہیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر تقرر:

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک سلم بصرہ میں مقیم رہا اس کے بعد یہ وہاں سے چلا گیا' حارث بن عبدالملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انھوں نے اپنا امیر بنا لیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابو سلم کا فرستادہ بصرہ آ گیا' یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انھوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔

ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ؓ کے لیے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابوالعباس کے لیے مدینہ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی' مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تمّت بِالخَیر

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عباسی دورِ حکومت حصہ دوم

خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ الہادی (۱۳۲ھ تا ۱۷۵ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

خلیفہ ابولعباس السفاح تا خلیفہ الہادی۔ خلافت بنی عباس کی ابتداء۔ شہر بغداد کی بناء۔ مسلمانوں کے دور تمدن آفرینی کا آغاز۔ علوم روایت اور علوم درایت میں مسلمان علماء اور محققین کا دورِ اوّل، تدوین فقہ اسلامی کی اوّلین مساعی۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

دورِ عباسی

از

محمد اقبال سلیم گاهندری

آج ہم تاریخ الامم الملوک مصنفہ علامہ طبری کی مشہور و معروف تاریخ کا حصہ ہفتم پیش کر رہے ہیں۔ خلافت عباسیہ کا بانی ابو العباس عبداللہ السفاح ہے جو ۱۰۴ھ میں بمقام حمیمہ علاقہ بلقا میں پیدا ہوا۔ وہیں پرورش پائی۔ یہ اپنے بھائی ابراہیم امام کا جانشین ہوا۔ علامہ ابن جریر الطبری کا قول ہے کہ جس روز سے آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا تھا کہ تمہاری اولاد میں خلافت آئے گی اسی وقت سے اولادِ عباس خلافت کی امیدوار چلی آتی تھی۔ عبداللہ السفاح خونریزی' سخاوت' حاضر جوابی' تیزفہمی میں ممتاز تھا۔ سفاح کے عمال بھی خونریزی میں مشاق تھے۔

آپ اس ایک واقعہ سے سفاح کے عمال کی سنگدلی اور خونریزی کا اندازہ کیجیے۔ جب محمد بن صول کو اہل موصل نے نکال دیا تو سفاح نے ان سے ناراض ہو کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت دے کر روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد قصر امارت میں ٹھہرا۔ اس نے موصل کے بارہ سر برآوردہ آدمیوں کو قصر امارت میں بلا کر قتل کر دیا اہل موصل میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور لوگ جنگ کرنے پر تل گئے۔ یحییٰ نے جب یہ خطرناک صورت حال دیکھی تو اعلان کیا کہ جو شخص جامع مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے پناہ دی جائے گی۔ یہ سن کر لوگ مسجد کی طرف دوڑے۔ یحییٰ نے جامع مسجد کے دروازے کے پیچھے اپنے آدمی متعین کر رکھے تھے جیسے ہی لوگ اندر داخل ہوتے انہیں قتل کر دیا جاتا اس طرح گیارہ ہزار آدمی مسجد میں قتل کر دیئے گئے اس کے بعد شہر میں قتل عام کیا گیا۔ رات بھر یحییٰ ان عورتوں کی دل دوز چیخیں سنتا رہا جن کے شوہر باپ بھائی بیٹے قتل کر دیئے گئے تھے' صبح ہوتے ہی اس رونے دھونے کا یحییٰ نے یہ علاج کیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دے دیا تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری تین روز تک اس حکم کے بعد قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ یحییٰ کے لشکر میں چار ہزار زنگی سپاہی بھی تھے انھوں نے عورتوں کی عصمت دری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا چوتھے روز یحییٰ گھوڑے پر سوار شہر کی سیر کو نکلا تو ایک باہمت عورت نے یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا ''کیا تم بنی ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم اس سے بے خبر ہو کر زنگیوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی اور ان کو جبراً لے گئے''۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش رہا اور آگے بڑھ گیا دوسرے دن یحییٰ نے زنگیوں کو تنخواہ تقسیم کرنے کے بہانے سے بلایا۔ جب تمام زنگی جمع ہو گئے تو سب کو قتل کروا دیا یہ صرف سفا کی کا ایک واقعہ ہے۔ اس دور

میں ہزاروں ایسے واقعات ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں یہ دور خلافت عباسی کا دور کہلاتا ہے ۱۳۲ھ میں ابوالعباس السفاح نے بزور شمشیر خلافت بنوامیہ کو ختم کر کے اپنے ہاتھ پر بیعت خلافت لی اور اس طرح خاندان مروان سے خلافت منتقل ہو کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آ گئی۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اقتدار کی مسند محض تلوار کی قوت سے حاصل کی گئی۔ اس سے پہلے جن اشخاص یا خانوادوں میں حکومت آئی انھوں نے تلوار کی قوت سے یہ مسند حاصل نہیں کی تھی۔ اقتدار پر جب قوت سے قبضہ کیا جاتا ہے تو شخص واحد کی مرضی حکومت کا آئین بن جاتی ہے اور رائے عامہ کی قوت اس کے مقابلہ میں دب جاتی ہے۔ یہی کچھ بنوعباس کے دور میں بھی ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ عہد نبوت سے قریب ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں تک روزمرہ کی زندگی اور عدالتی قوانین کسی نہ کسی طرح دین سے متاثر رہے۔ بہرحال یہ دور حقیقتاً خلافت سے ملوکیت کی طرف انتقال اوّل ہے دوسری طرف کشور کشائی سے تمدن آفرینی کی طرف تاریخ کا رخ اسی زمانہ میں مڑ گیا تھا اس لیے یہ دور بڑے غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔

عروس البلاد بغداد اسی دور میں بسایا گیا۔ وہی بغداد جو امام ابو یوسف کا بھی بغداد ہے۔ اور الف لیلیٰ کا بغداد بھی ہے۔ غرض یہ عجیب شہر بنا اور ہمیشہ عجیب شہر رہا یہاں تک کہ چشم فلک اسے کھا گئی اور آسمان نے کسے اپنے نیچے ہمیشہ رہنے دیا ہے۔

عباسی دورِ حکومت کا یہ حصہ ۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ یعنی خلیفہ ابوالعباس سفاح تا خلیفہ الہادی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ ہم خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ تاریخ طبری کا یہ ساتواں حصہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم بقیہ حصے بھی اسی خوبی کے ساتھ جلد از جلد شائع کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

فہرست موضوعات

باب ۹

باب ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ا

خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباسؒ

خلافتِ عباسیہ کے متعلق ابو ہاشم اور محمد بن علی کی گفتگو:

اس خاندان کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے اس قول سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بتا دیا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد ہمیشہ سے اس کی متوقع تھی اور اس کے متعلق ان کی آپس میں گفتگو ہوتی تھی۔ علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابو ہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لیے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی بن محمد کا بیان:

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اس نے خالد بن یزید کو بلایا اور اس واقعہ سے آگاہ کیا خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ سجستان سے شروع ہوا ہے اس لیے اس کا کوئی برا اثر تم پر نہ پڑے گا۔ البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی کی پیشین گوئی:

امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لیے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن معاویہ کی موت، دوسرے ہجرت کی پہلی صدی کا ختم۔ تیسرے افریقیہ کا فتنہ۔ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لیے تحریک کریں گے۔ مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ امنڈ آئیں گے کہ تمام مغرب ان کے گھوڑوں سے پر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانوں پر قبضہ کر لیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر نے نقض بیعت کی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لیے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم:

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراسان بھیجا تھا۔ محمد بن علی نے انتقال کیا' اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کے مولی کو خراسان بھیجا اور تمام نقیبوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے ابراہیم کی ہدایات تسلیم کر لیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراسان میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آ گیا ابراہیم نے اسے پھر خراسان بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں' اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آ گیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراسان لکھا تھا اور اس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جس قدر عربی بولنے والے ہوں ان کو قتل کر دے۔ اس خط کو پڑھ کر مروان نے اپنے والی دمشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تا کہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لائے اور پھر انہیں میرے پاس بھیج دیا جائے۔

عثمان بن عروہ کا بیان:

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ میں حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے محمد اور جعفر بھی تھے۔ میں ان دونوں کو دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں۔ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے موجود ہیں۔ میں نے کہا مجھے اجازت دیجیے تو ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلوں۔ انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

صبح کی نماز کے بعد انھوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ہمراہیوں کے قلوب کو مطمئن کرنے کے لیے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔

جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو ان کی شکل وصورت وہ بتائی تھی جو ابوالعباس کی تھی جن کے متعلق اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس شکل و ہیئت کا شخص ان کو قتل کرے گا' جب یہ سپاہی ابراہیم کو اس کے پاس لائے تو اس نے کہا یہ تو اس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی۔ سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں تھیں۔ مروان نے ان کو پھر اسی شخص کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

ابوالعباس کی گرفتاری ورہائی:

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے اپنے ایک عہدے دار کو حمیمہ بھیجا اور اس سے ابراہیم کی صفات بیان کر دیں۔ جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اس نے ان صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور ان کو امان دی گئی تو لوگوں نے اس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں۔ چنانچہ جب یہ بات اس پر بھی ظاہر ہو گئی تو اس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ:

اور کچھ بنی عباس اس کے ساتھ روانہ ہوئے' ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ہمراہ ان کی ایک ام ولد بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لیے آیا ہے۔ کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اور پھر کوفہ کی راہ لیں' وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں وہ ہماری حمایت کریں گے' ابراہیم نے کہا تمہاری مرضی' ہم نے کہا: ذرا ٹھہرو! ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے' چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرے جاتا تھا وہاں ہم نے منزل کی۔

منصوبہ قتل کی مخالفت:

ابراہیم کا دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لیے اپنی ام ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لیے ہم ان کے پاس آئے آواز دی وہ باہر آنے کے لیے اٹھے مگر ان کی ام ولد انھیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کر دیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی' ابراہیم نے اپنا ارادہ اسے بتا دیا۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو مروان ان سب عباسیوں کو جو حمیمہ میں ہیں قتل کر دے گا' اس نے اس وقت تک انہیں نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے وعدہ نہ لے لیا کہ وہ اس قاصد کو قتل نہیں کریں گے' اس کے بعد وہ نکل کر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا۔ ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ:

عبدالحمید بن یحییٰ مروان کا میر منشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اس نے کہا نہیں' میں نے کہا' کیا آپ ان سے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اس نے کہا نہیں میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے نکاح کر دیجیے اور خود ان کے یہاں نکاح کر لیجیے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر ان کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر غالب آ گئے تو پھر بھی ان کی دامادی آپ کے لیے باعث عار نہیں ہو سکتی۔ مروان نے کہا افسوس اسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لیے تیار ہیں تو میں خود اس امر میں سبقت کرتا۔

ابوالعباس کی جانشینی:

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل وعیال کو اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انھوں نے ابراہیم کو رخصت کیا۔ تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ اب تم سب لوگ ابوالعباس کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اب ابوالعباس اپنے سارے خاندان کو لے کر جس میں عبداللہ بن محمد۔ داؤد' عیسیٰ' صالح' اسمٰعیل' عبداللہ اور عبدالصمد' علی کے بیٹے اور یحییٰ بن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن

محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ماہ صفر میں کوفہ آیا ابوسلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بن ہاشم کے مکان واقع بنی اود میں اتارا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابوطالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

ابوالعباس کی کوفہ میں آمد:

جبلہ بن فروخ اور ابوالسری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اس پر ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر ابوالجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے۔ اسی اثناء میں ابوالعباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابوحمید کی ملاقات ہوئی ابوحمید نے اس سے اس کے آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے ان کو اپنے اخفا کی ہدایت کر دی ہے' ابوحمید اسے ابوالجہم کے پاس لے آیا اس نے ابوالجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابوحمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تا کہ وہ ان کے قیام گاہ سے واقف ہو آئے۔ ابوحمید وہاں جا کر واپس آیا اس مرتبہ اس کے ہمراہ ابراہیم بن سلمہ ان کے ہمراہیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابوالجہم سے آ کر بیان کیا کہ امام محلّہ بنی اود کے فلاں مکان میں فروکش ہیں اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابوسلمہ سے سو دینار مانگ بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سن کر ابوالجہم۔ ابوحمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سو دینار امام کو بھیج دیئے' اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کو پوچھا اس نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ اب تک واسط فتح نہیں ہوا ہے۔

شیعان بنی عباس کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آ کر سارا واقعہ سنایا اور یہاں سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملنا چاہیے چنانچہ موسیٰ بن کعب' ابوالجہم' عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' ابراہیم بن سلمہ' عبداللہ الطائی اسحٰق بن ابراہیم' شراحیل' عبداللہ بن سلام' ابوحمید محمد بن ابراہیم' سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے' ابوسلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع ہوئی اس نے انھیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفے گئے ہیں' یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی ان کے سامنے پہنچ کر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے۔ ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی۔

ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا' یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اس کے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دے دی کہ ابوسلمہ وہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے

پاس جا کر خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طعن کے طور پر کہا تجھ حرام زادے کے علی رغم انف' مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

ابوالعباس کا خطبہ:

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آ کر بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا' ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا:

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی۔ اسی دین کو ہمارے لیے پسند کیا۔ ہم نے اس کی تائید کی' ہمیں اس کا اہل' جائے پناہ اور حصن بنایا ہمیں اس کا قائم کرنے والا' مدافعت کرنے والا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں' صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا' ان کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انھیں کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لیے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے' اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لیے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾

''اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے کہ میل کچیل کو تم سے دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے''۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ﴾

''اے محمدؐ! کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾

''اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ''۔

پھر فرمایا:

﴿ مَآ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى ﴾

''اے مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتامیٰ کا ہے''۔

اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتا دی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا۔ گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حکومت' سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہہ و تاویل کرتے کرتے ان کی صورتیں بدل گئیں' اے لوگو! اللہ نے ہمارے

ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی۔ جہالت کے بعد عقل دی' ہلاکت سے بچالیا۔ حق کو ظاہر کیا۔ باطل کو نیست نابود کر دیا۔ ان میں جو بات بری تھی ہمارے ذریعہ اس کی اصلاح کی پست کو بلند کر دیا۔ ناقص کو کامل بنا دیا اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد' بہی خواہ اور شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آمنے سامنے تخت پر متمکن ہوں گے' اللہ نے یہ بات بطور احسان اور عطا کے محمد ﷺ کو دی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صحابہ وارثِ حکومت ہوئے جو باہمی مشورہ سے حکومت کرتے تھے انھوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا مگر اس کی تقسیم میں انھوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں خرچ کیا باقی جو بچا اسے مستحقین کو دے دیا اور خود بھوکے رہے اپنے لیے کچھ نہیں لیا۔ ان کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے' حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح کا نفع اٹھایا اور رعایا پر مظالم ڈھائے کچھ عرصہ کے لیے اللہ نے انھیں ڈھیل دی اور جب وہ ان کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دے دیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی کی۔ اس نے ہماری مدد کی اور اس لیے ہماری حکومت قائم کر دی تا کہ ہمارے واسطے سے وہ ان پر احسان کرے جن کو اس سرزمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔ جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اس کی ابتداء کی اسی طرح آخر میں ہمیں کو اس نے پھر اس کا وارث بنا دیا مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اب اس گوشہ سے تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہو گی جہاں سے تم کو خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ بہبودی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تم کو حاصل نہ ہو گی۔ ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کوفے والو! تم اس بات کے اہل ہو کہ ہم تم سے محبت و اخلاص برتیں کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور باوجود ظالموں کے ظلم کے تم نے ہماری محبت کو گم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تم کو سب سے زیادہ بختاور سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطاء میں سو دینار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا' قتال ہوں اور پورا پورا انتقام لوں گا چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچ کر اسے اس قدر ہکلاہٹ شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا۔

داؤد بن علی کا تاریخی خطبہ:

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی میراث ہمیں عطا فرمائی اے لوگو! دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اٹھ گئی ہے اس کا پردہ کھل گیا ہے۔ زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ آ گئی ہے تیر اپنے چلے میں واپس آ گیا ہے اور حق اپنے خیر اصلی یعنی تمہارے نبی ﷺ کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنے والے ہیں پھر واپس آ گیا ہے۔

اے لوگو! ہم اس لیے حکومت حاصل کرنے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں' نہریں کھودیں اور عالیشان قصر تعمیر کریں بلکہ جب انھوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہمارے چچیرے بھائیوں پر مظالم کیے ہمیں سخت غیرت آئی اور

ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک انھوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت کو تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔ بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح انھوں نے تم کو کھلونا سمجھ کر تم سے بازی گری کی تم کو ذلیل کیا' تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ وتاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق عمل کریں گے۔

بنی حرب' بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انھوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی اس وجہ سے انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ خلق اللہ پر مظالم کیے۔ محارم کو توڑ دیا' جرائم کیے' بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا' جن علاقوں سے لذت حاصل کی انھیں پر ظلم کیے' بوجھوں کی گٹھڑی اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھی' گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کے وقت جب کہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ صرف افسانہ رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لیے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگرچہ غرور کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس دشمن خدا کی گلے کی رسی دراز تھی اس لیے وہ اس وقت تو بچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے رسالہ کے دستوں کو مقابلہ پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت وسطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے ادعائے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا۔ اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو سر بلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔

اے لوگو! امیر المومنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آ کر اپنی تقریر ختم کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبہ میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ بریں سخت ہکلے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے۔ آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے ان کو اس مروان کی جگہ آپ کا امیر المومنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا جو ان کمینوں کا پیرو تھا جنھوں نے امن کے بعد سر زمین خدا پر فساد برپا کیا اس طرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی' موجودہ امیر المومنین اگرچہ جوان ہیں مگر ان میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ بردبار ہیں اپنے ان نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اس پر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لیے دعا مانگی' پھر داؤد نے کہا ''اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا۔ ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اہل خراسان کو ہمارا حامی بنایا ان کے ذریعہ ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا استحقاق خلافت آشکارا ہوا اور ہماری حکومت کو ان سے قوت ملی اور اللہ نے تم کو وہ بات دکھا دی جس کا تم کو شوق تھا اور جس کا تم کو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تم کو مسلط کر دیا۔ سلطنت تم کو دے دی' اسلام کو قوی کر دیا اور تم

کو ایسا امام عطا فرمایا جسے اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اس پر تم کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے' ہماری فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم کر لو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے' ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تم کو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب ﷺ یا ان عبداللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنے نہیں کھڑا ہوا۔ تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی' یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کریں گے' جو مصائب ہم پر گذرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔''

ابوالعباس سفاح کی بیعت:

اس کے بعد ابوالعباس منبر سے اتر آئے داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصورئ میں آ گئے۔ پھر ابوجعفر کو بیعت کے لیے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا۔ بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور مغرب کی نماز بھی پڑھائی۔ اب رات ہوگئی اور یہ قصر میں چلے گئے۔

ابوالعباس اور داؤد بن علی کی ملاقات کا واقعہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے میں داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں قیام پذیر تھے یہ دونوں شراۃ جا رہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ان کی ملاقات ہوئی جو کوفہ جا رہے تھے ان کا بھائی ابوجعفر عبداللہ بن محمد' عبداللہ بن علی' عیسیٰ بن موسیٰ' یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباسؓ اور کچھ موالی ان کے ہمراہ تھے' داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابوالعباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفے جا رہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں۔ داؤد نے کہا اے ابوالعباس تم کوفہ جا رہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہل شام و جزیرہ کو لیے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر بن ہبیرہ عربوں کے مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تم کو کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے' ابوالعباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا' پھر اس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا:

فـمـا ميتة ان متهـا غير عـاجـز بـعـار اذا مـا غـالـت الـنـفس غولها

ترجمہ: ''جب لوگ موت کے خوف سے مرعوب ہو رہے ہوں ایسی جنگ میں اگر میں عزت سے جان دے دوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اس موت میں کوئی عار نہیں''۔

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے' مجھے اسی کے ساتھ لے چلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے' مریں گے تو عزت سے' چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔

جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہمارے اغراض عالیہ کے حاصل کرنے کے لیے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی' حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

۱۳۲ھ کے بقیہ واقعات

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے:

ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی:

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کے لیے تحریک شروع کی جائے ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کوفے آئے۔ ابوسلمہ نے انہیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ عجلت مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو:

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کاربند رہا اس زمانے میں اپنی چھاونی واقع حمام اعین میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اس لیے اس ملازم کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اس نے جواب دیا کہ امام کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آ گئے ہیں' ابوحمید نے اس ملازم سے کہا کہ تم مجھے ان کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر ان کے علم کے کسی اور کو ان کا پتہ دے۔ اس وجہ سے اس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملئے پھر میں اس کا جواب دوں گا۔

ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات:

حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اسی جگہ آیا وہاں اسے سابق ملا پھر سابق اسے ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں' ابوحمید نے خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا' ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجئے نیز اس نے ابو العباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد:

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوجہم سے ملا۔ جب ابوالجہم نے اس سے اخفاء راز کا وعدہ کر لیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب ان کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ان اونٹوں کا کرایہ دینے کے لیے جن پر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابوحمید بھی ابوجہم کے پاس آ گیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اسے بتایا۔ اب ابوجہم

ابوحمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابوالجہم نے اس کو سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کر دی۔ موسیٰ بن کعب نے ابوالجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیج دی جائے۔ چنانچہ ابوالجہم اس کے پاس سے واپس آیا اس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کیے اسے ایک خچر پر سوار کر دیا اس کے ساتھ دو اور آدمی کر دیے جو اسے کوفے تک پہنچا آئے۔

ابوسلمہ کا ابوالعباس کی امامت سے اختلاف:

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کر دیا ہے تو ابوالجہم نے ابوسلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہو گئے تو اب ان کے بھائی ابوالعباس ان کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابوسلمہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور ابوالجہم کو حکم دیا کہ چونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابوحمید کو کوفے مت جانے دو' اس واقعہ کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ' ابوالجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا ان سے آ کر ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا پیام پہنچایا وہ اس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا۔ اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے فرودگاہ میں جمع ہو گئے' اس مجلس میں عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' عبداللہ الطائی' اسحٰق بن ابراہیم' شراحیل اور عبداللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابوالعباس اور ان کے اہل بیت سے جا کر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ کوفے آئے موسیٰ بن کعب' ابوالجہم اور ابوحمید جس کا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے۔ اس جماعت کے نمائندے تھے۔ یہ سب ولید بن سعد کے مکان آ کر ابوالعباس کی جماعت کے پاس آئے' موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم نے ابوالعباس کو دریافت کیا۔ لوگوں نے اشارے سے ان کو بتا دیا ان سب نے ان کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابوحمید' ابومقاتل' سلیمان بن الاسود' محمد بن الحسین' محمد بن الحارث' نہار بن حصین' یوسف بن محمد اور ابوہریرہ محمد بن فروخ کو ابوالعباس کے پاس چھوڑ آئے۔

ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات:

چونکہ ابوسلمہ کو ابوالجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اس نے ابوجہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابوالجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہہ کر وہ باہر آ گیا اس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفہ بھیجا اور کہا کہ ابوالعباس کے پاس جاؤ اور ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کرو' نیز اس نے ابوحمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں سے کہلا بھیجا کہ اگر ابوسلمہ وہاں آئے تو صرف تنہا اسی کو اندر جانے دینا۔ اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو خیر ورنہ وہیں اس کا سر اڑا دینا۔

اس کے کچھ ہی دیر بعد ابوسلمہ وہاں پہنچا۔ تنہا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا' ابوالعباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ' وہ اس رات پلٹ آیا۔

ابوالعباس سفاح کا جلوس وخطبہ:

صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار زیب تن کئے' اور ابوالعباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے لوگ ابوالعباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے۔ یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ ان پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲ ربیع الآخر جمعہ کے دن کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے' منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد وثنا کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت

اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت بیان کی پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا لوگوں نے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے' ان کے بعد داؤد بن علی نے ان سے تین درجے نیچے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی' حمد وثنا کے بعد کہا'' اے لوگو تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو خلیفہ ہوئے' ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

ابوالعباس کے عمال:

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام اعین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا اس وقت عبداللہ بن بسام ابوالعباس کا حاجب تھا۔ ابوالعباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مدائن بھیجا۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابوالعباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں فروکش ہوئے کوفہ منتقل ہونے سے پہلے ہی' ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

باب۲

جنگِ زاب

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی۔

عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع:

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہرزور بھیجا۔ اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آ کر فروکش ہو گیا' جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک فرودگاہ میں آ کر فروکش ہوا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا بلوئیٰ۔ مروان نے کہا بلکہ علوئیٰ اور بشریٰ اس کا نام ہے' اس منزل سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا' دجلہ پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک خندق کھود لی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آ کر فروکش ہوا۔ ابوسلمہ نے عیینہ بن موسیٰ' منہال بن فتان اور اسحٰق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے بھیجا۔

عبداللہ بن علی کی ابوالعباس کو پیش کش:

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ' عبداللہ الطائی کو پندرہ سو کے ساتھ' عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور دواس بن نصلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دے کر ان کو روانہ کیا' عبداللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اس کے آتے ہی اس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اس کے حوالے کر دیئے' عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المختصر کو اپنا پہرے دار بنایا۔ نیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن علی کے پاس بھیج دیا۔

عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ:

۲/ جمادی الآخر ۱۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہم دست ہو گیا اس نے عیینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عیینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لیے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عیینہ اسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا۔

عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار کی جنگ:

صبح کو مروان نے دریا پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کے زیریں جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا۔ عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلہ پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی جس میں مخارق کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے کچھ قید کر لیے گئے اور کچھ مارے گئے۔

مخارق بن غفار کی گرفتاری:

ولید نے ان کو عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انھیں مروان کے پاس بھیج دیا' مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ' مخارق کو اس کے پاس لائے یہ نحیف الجثہ تھا' مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اس نے کہا' نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں' مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو' اس نے کہا جی ہاں! مروان نے حکم دیا کہ اچھا یہ سر دیکھ کر پہچانو' اس نے ایک سر کو دیکھ کر کہا یہ مخارق ہے' مروان نے اسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا تو کہنے لگا اللہ ابو مسلم کا برا کرے وہ کس قدر رذیل نفروں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

مروان اور مخارق کی گفتگو:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم دیکھ کر مخارق کو پہچان لوگے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! مروان نے سروں کو اس کے سامنے لانے کا حکم دیا اس نے دیکھ کر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھاگ گیا' مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ:

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج میں معلوم ہو آپ خود مروان کے مقابلے پر نکلیں' عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا' اس کے میمنے پر ابو عون اور میسرے پر مروان ابو ولید بن معاویہ چلے۔

مروان کا زوال آفتاب سے قبل جنگ سے گریز:

مروان کے ہمراہ تین ہزار تحمرہ کے باشندے تھے' دوکانیہ' صحصیہ اور راشدیہ جماعتیں بھی تھیں۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمرؒ بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لیے ان کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے ہی وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے' مروان نے صلح کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس سفرا بھیجے مگر عبداللہ اس کی چال میں نہیں آیا اور اس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے رسالے سے اسے پامال کر دیں گے ان شاء اللہ' مروان نے شامیوں کو ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتداء نہ کریں بلکہ چپ

کھڑے رہیں وہ خود آفتاب کو دیکھنے لگا۔

معرکہ زاب:

اتنے میں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اس نے اسے برا بھلا کہا' ابن معاویہ عبداللہ بن علی کے میمنہ سے لڑنے لگا۔ ابوعون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا اس پر موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجیے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں' سب لوگ پیدل ہو گئے۔ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لیے اور دشمن سے لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ مدافعت کر رہے ہیں عبداللہ پاپیادہ آگے بڑھا وہ کہتا جاتا تھا بارالہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے حق کی خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے' دوسری طرف سے اہل خراسان نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی' مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں' اب اس نے بنوسکون سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے اپنے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں ان کے نیزوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ مروان نے کہا میں تم کو اس کی سزا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش! تم کو اس کی قدرت بھی نصیب ہو جائے۔

مروان کی شکست وفرار:

اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا۔ چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے ان سے بہت زیادہ دریا میں غرق ہو گئے۔ ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا۔ عبداللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی تھا' اس موقع پر عبداللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنَاكُمْ وَ اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾

''اور جب ہم نے دریا کے ذریعے تم کو علیحدہ کر دیا تو ہم نے تم کو بچا لیا اور تمہارے سامنے آلِ فرعون کو غرق کر دیا''۔

ابوالعباس کو نوید فتح:

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز اپنی اسی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ امیر المومنین ابوالعباس کو فتح کی خوش خبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ ساز و سامان اور نقد وجنس اس کے ہاتھ آیا۔ عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابوالعباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا انھوں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ اللہ کے قول وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ تک پڑھی۔ جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انہیں پانچ پانچ سو درہم بطور انعام کے دیئے اور ان کی معاش اُسی کر دی۔

مروان کی شکست کی وجہ:

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی جو چال چلی اسی میں اس کو نقصان اٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہو گیا تھا' جس روز اس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اس نے روپیہ منگوایا تھیلیوں کے منہ کھول دیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب روپیہ تمہارا ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لے جاتے دیکھو اسے قتل کر دو اور ان کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لیے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لے کر میدان کارزار سے واپس ہوا اسے واپس جاتے دیکھ کر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

عبیداللہ الکلابی کی شجاعت:

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے' نیزے ہم نے بلند کر لیے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دریغ قتل کیا عبور کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ہمراہی دریا کے اسی جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا اس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اس نے پے در پے تین آدمی قتل کر دیئے یہ رنگ دیکھ کر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیز تلوار اور مضبوط ڈال تلاش کر کے لا دو ہم نے یہ دونوں چیزیں اسے لا کر دے دیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا جسے اس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب مل کر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول عبیداللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بروز شنبہ ۱۱/ جمادی الآخر کی صبح کو مروان نے شکست کھائی۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ ان کے قتل میں اربابِ سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کیے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی' جو لوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں:

جب ضحاک کے مقابلے کے لیے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اس کے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی حالتِ قید میں اس کے ہمراہ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیج دیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کر لیا ان کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عباس بن الولید اور ابومحمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلا تو ان میں سے عباس بن الولید' ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

ابو محمد السفیانی کی رہائی:

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پیشتر جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں خروج کیا اور وہ داروغہ جیل کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد السفیانی نے خروج نہیں کیا۔

بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا' اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام' شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک' عبدالملک بن بشر التغلبی اور چوتھی آرمینیہ کے بطریق کو جس کا نام کوشاں تھا۔ پتھروں سے ہلاک کر دیا ان کے قتل کو پندرہ دن گذرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اس نے ابو محمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرا دیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

مہلل بن صفوان کا بیان:

مہلل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کر دیا تھا' یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لے کر آیا اور اس نے کہا کہ شراحیل نے کہا کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوش گوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے وہی دودھ لے کر پی لیا اس کے پیتے ہی ان کی طبیعت خراب ہوگئی سارا بدن ٹوٹنے لگا' ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا کہ نصیب دشمناں آپ کا مزاج کیسا ہے؟ کہ آپ اس وقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر ان کے پاس آیا اور انہیں دیکھ کر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا' اس رات وہ زندہ رہے۔ دوسرے دن علی الصباح ان کا انتقال ہو گیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان بن محمد کی روانگی حران:

ابو ہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اس کے پاس تھی اس میں سے خود اس کی فرودگاہ میں ساٹھ ہزار تھی اور اس کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت اتنی ہی تھی۔ مع اپنی فوج کے عبداللہ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا' عبداللہ بن علی کے ساتھ ابو عون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا' شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا۔ ابان بن یزید بن محمد بن مروان' مروان کا بھتیجا اس کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں مقیم رہا۔ جب عبداللہ بن علی اس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل وعیال بیوی بچوں کو لے کر تیزی سے بھاگا۔

ابان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت:

ابان بن یزید کو حران چھوڑ آیا یہ اس کا داماد بھی تھا ام عثمان مروان کی بیٹی اس کے نکاح میں تھی اب عبداللہ بن علی حران پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ علم بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اسے اور ان سب لوگوں کو جو اس وقت حران اور جزیرے میں تھے امان دی۔ مروان قنسرین سے گذرا' عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا۔

مروان پر اہل حمص کا حملہ وشکست:

مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اسے خوش آمدید کہا اس کی فوج کے لیے بازار قائم کر دیئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہو گیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں ان کے دل میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوف زدہ بھاگ رہا ہے کیوں نے اسے پکڑ لیا جائے اس خیال سے اس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اسے آ لیا۔ مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اس نے اپنے موالیوں میں سے دو سرداروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور دوسرے کا مخلد تھا ایک وادی میں دو جگہ کمین گاہ میں متعین کر دیا۔ جب اہل حمص کے عوام ان کمین گاہوں سے گذر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور انہیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ' مگر انھوں نے بغیر لڑے بھڑے واپس جانے کے لیے آمادگی ظاہر نہ کی۔ غرض کہ جنگ شروع ہوئی اس کے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمین گاہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے انہیں شکست دی اس کے رسالے نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ:

وہاں سے چل کر مروان دمشق آیا۔ ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق کا والی تھا مروان کی بیٹی ام الولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیر باد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا' عبداللہ بن علی نے دمشق پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کر دی۔

مروان کی روانگی فلسطین:

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہو لیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا' عبداللہ بن علی نے اردن آ کر کسی کو اس کا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماعس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اس کے ہمراہ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکل کر مصر کی ایک منزل بوصیر نام آیا یہاں عامر بن اسمٰعیل اور شعبہ نے جن کے ساتھ موصل کا رسالہ تھا اس پر شب خون مارا اور اسی مقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ اسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی انھیں امان نہ ملی حبشیوں نے ان کا مقابلہ کیا عبداللہ کو تو قتل کر دیا اور عبیداللہ نے اپنے معدودے چند ساتھیوں کو لے کر جن میں بکر بن معاویہ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان

بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان بن محمد کی فوج کی تعداد:

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کے زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کے زیر قیادت جو فوج تھی اس کی تعداد کے متعلق بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے۔

ابوموسیٰ بن مصعب کا بیان:

ابوموسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا۔ میں نے اس سے امان مانگی اس نے مجھے امان دے دی' ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی تکیے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اس کی شکست کا ذکر شروع کیا۔ عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں! اس نے کہا تو پھر اس کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا کہ جس روز مروان کو شکست ہوئی اسی دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں' میں نے کہا کہ میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اس کے بعد خود مروان نے اپنے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سن کر عبداللہ بن علی گاؤ تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اللہ اس کا برا کرے اس کا اندازہ کس قدر صحیح تھا بخدا! اس دن خود ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

(پہلے سلسلہ بیان کے مطابق)

مروان کا دریائے ابوفطرس پر قیام:

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی موصل کے عامل تھے۔ مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لیے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو للکارا کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المومنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کی طرف چل دیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر چھوڑ آیا اور اس سے کہا کہ جب تک اہل شام جمع ہوں تم دشمن سے لڑتے رہنا۔ دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابوفطرس پر فروکش ہوا حکم بن ضبعان الجذامی نے سارے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی سے روپیہ طلب کیا۔ عبداللہ بن یزید نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ سرکاری خزانہ حکم کے قبضہ میں تھا۔

عبداللہ بن علی کی پیش قدمی وفتوحات:

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ موصل آیا۔ ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اس کا استقبال کیا اس کے آنے سے پہلے ہی انھوں نے اہل موصل کے ساتھ علم سیاہ بلند کر دیا تھا اب انھوں نے شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہو گیا اس نے محمد بن صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اس مکان کو جس میں امام ابراہیم بن محمد قید تھے' منہدم کر دیا۔ عبداللہ بن علی حران سے منبج آیا اہل منبج نے بھی علم سیاہ اختیار کر لیا تھا۔ عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا اور ابوحمید المروروزی کو اس کا عامل مقرر کیا' یہاں اہل قنسرین نے ابوامیۃ التغلبی کے ذریعہ بنی عباس سے اپنی اطاعت کا پیام بھیجا نیز یہاں

عبدالصمد بن علی بھی اس سے آ ملا' جسے ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد عبداللہ بن علی دو روز تک منبج میں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد وہ قنسرین آیا اس کے باشندوں نے پہلے ہی علم سیاہ بلند کر دیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند روز مقیم رہا۔ اہل حمص نے اس کی بیعت کر لی' حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر عین الجر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کے تابع دیہات میں مزہ نام ایک گاؤں میں آ کر فروکش ہو گیا۔

ولید بن معاویہ کا قتل:

یہاں صالح بن علی اس کی مدد کے لیے آ گیا' اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرج عذرا میں قیام پذیر ہوا اس کے ساتھ بسام بن ابراہیم خفاف' شعبہ اور ہیثم بن بسام تھے۔ یہاں سے بڑھ کر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل فروکش ہوا۔ صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے' ابوعون باب کیسان کے روبرو' بسام باب الصغیر پر' حمید بن قحطبہ باب توما پر' عبدالصمد' یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر فروکش ہوئے' ولید بن معاویہ دمشق میں تھا۔ مذکورالصدر سرداروں نے اہل دمشق اور بلقاء کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقے واری نزاع پیدا ہو گئی' نوبت کشت وخون تک پہنچی آپس ہی میں جدال وقتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے ولید کو قتل کر کے ۱۰/ رمضان ۱۳۲ھ بروز چہارشنبہ دشمنوں کے لیے شہر کے دروازے کھول دیئے' باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی فصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب سے پہلے شہر کی فصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین:

عبداللہ بن علی پندرہ دن دمشق میں مقیم رہا۔ یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکوہ پر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے یحییٰ بن جعفر الہاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ علم اختیار کر لیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابوفطرس پر فروکش ہوا۔ مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا' عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا۔ یہاں اسے ابوالعباس کا خط ملا۔ جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے۔

صالح بن علی کا مروان کا تعاقب:

ذی قعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی نہر ابوفطرس سے روانہ ہوا' ابن فتان' عامر بن اسمٰعیل اور ابوعون اس کے ساتھ تھے اس نے ابوعون اور عامر بن اسمٰعیل الحارثی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چل کر رملہ آیا رملہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر فروکش ہوئے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لیے جو اس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور انھیں بحری سفر کے لیے ساز وسامان سے درست کر کے روانہ ہوا مروان خشکی پر سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا۔ مروان کو صالح کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے گرد کی تمام فصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر لنگر انداز ہوا اور آگے چل کر مصر صعید پہنچا صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ رسالداران کے مقابلے کے لیے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس

لے آئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا۔

صالح کا مروان کے رسالہ پر حملہ:

صالح بھی اس کے تعاقب میں جھپٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالہ سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی' جنگ ہوئی' صالح نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچ وہاں بھی مروان کے رسالہ تک یہ پہنچ گئے اور اس کے ایک حصے کو انھوں نے تہ تیغ کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن فیمار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کے لیے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہ آیا جسے یہ برا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے۔

صالح بن علی کا ذات الساحل میں قیام:

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابوعون نے عامر بن اسمٰعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے رسالہ کو جا لیا اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اس پتہ پر روانہ ہوئے اور اسے بوصیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلے پر نکل آیا۔ انھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

معرکہ بوصیر:

عامر بن اسمٰعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا۔ ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی' مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے' اگر ان کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہوگئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ نیز اس وقت مجھے بکیر بن ہامان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اس وقت تم کہو گے ''دہیدیا جوانکثان'' اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیئے اور اب میں نے کہا ''دہیدیا جوانکثان'' اس فقرے کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ برسا دی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروان بن محمد کا قتل:

عامر بن اسمٰعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المومنین ابوالعباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کیا اور پھر اسی ملک میں میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابوطالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ

تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المومنین مارے گئے۔ یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لے کر اس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا۔ عامر بن اسمٰعیل نے اس سر کو ابوعون کے پاس بھیج دیا ابوعون نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے افسر شرطہ یزید بن ہانی کے ہاتھ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یک شنبہ ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔

بکیر بن ماہان کی پیشین گوئی:

بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ دیرقنی میں مقیم تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھاگلیں لیے ہوئے سامنے سے گذرا' یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا' بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر' بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسمٰعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں! میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا! تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے: ''یا جوانکشان دہید'' [1]

مروان بن محمد کی عمر و مدتِ حکومت:

کوفے میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں' قتل کے دن باسٹھ سال اس کی عمر تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں' بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے' ۲۷/ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا' بیعت سے قتل تک اس کی کل مدتِ خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابوعبدالملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد کا بیان:

علی بن مجاہد اور ابوسنان الجہنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشتر کے پاس تھی' اس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی۔ یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش المتوف ابوالعباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کثیف میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن علی نے نہر ابوفطرس پر بنی امیہ کے بہتر افراد کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی' سفید علم استادہ کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابوالورد کی بغاوت:

ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے معتمد علیہ بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اس کی بیعت کر لی' اور اپنی جمعیت کے ساتھ اس کے

---

[1] میں نے اس جملہ کو بعینہٖ نقل کر دیا ہے یہ فارسی زبان کا معلوم ہوتا ہے کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنی نہیں سمجھ سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سحر یا بھان متی سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم

ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اس کی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزار مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوج کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور ان کی عورتوں کی توہین و تحقیر کی' ان میں سے کسی نے اس کی شکایت ابوالورد سے کی اس کے سنتے ہی یہ اپنے مرزعہ زراحہ بنی زفر سے جس کا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لے کر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر چڑھ دوڑا جو اس وقت حصن مسلمہ میں فروکش تھا ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قنسرین کو بھی اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

عبداللہ بن علی اور حبیب بن مرہ کی صلح:

ابوالعباس اس وقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اس وقت حبیب بن مرۃ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقا بثنیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی کثیر جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں' یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا' چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جو ان پرگنات بثنیہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی جب عبداللہ بن علی کو اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ کو صلح کی دعوت دی' حبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابوالورد کے مقابلہ کے لیے قنسرین روانہ ہوا' دمشق سے گذرا یہاں اس نے ابو غانم عبدالحمید بن الربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دے کر متعین کر دیا۔ اس وقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی ام البنین بنت محمد بن عبدالمطلب النوفلیہ جو عمرو بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اس کا سامان موجود تھا۔

اہل دمشق کی بغاوت:

جب قنسرین جانے کے ارادے سے عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سرقۃ الازدی کی قیادت میں جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور اس مال و متاع کو جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اس کے اہل و عیال سے کوئی تعارض نہیں کیا' اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابوالورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

معرکہ مرج الاخرم:

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی۔ نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و تدمر والوں سے بھی سازباز کر لی تھی۔ چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابومحمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابوالورد سے آملے ابومحمد کو انہوں نے اپنا سرخیل مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی' عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا' اس وقت ابومحمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا' عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے دس

ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا' ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی' نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابوالورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزار ہا آدمی اس روز کام آ چکے تھے' اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد ناکام رہا تھا' عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اس وقت موجود تھے اب اسی گھاٹی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی' نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا۔ عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگایا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزا اور ہم قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جمارہا۔ یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

اہل قنسرین کی اطاعت:

ابومحمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا' عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دے دی۔ انہوں نے پھر علم سیاہ اختیار کر لیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کر لیا اس قضیئے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف پلٹا کیونکہ اسے ان کی علانیہ بغاوت اور ابوغانم کو مار بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا' اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود متفرق و منتشر ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دے دی اور باوجود ان کے عذر کے انہیں کوئی سزا نہ دی۔

ابومحمد کا خاتمہ:

اس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اسے نصیب ہوئی تھی ابومحمد ہمیشہ نقل مکان کر کے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا' زیاد بن عبیداللہ الحارثی ابوجعفر کے عامل کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے لئے اپنا رسالہ بھیجا اس رسالے نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ بھی لڑا اور مارا گیا' اس کے دو بیٹے قید کر لئے گئے۔ زیاد نے اس کے سر کو مع اس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے انہیں رہا کر دیا اور معافی دے دی۔

ابوالورد اور عبدالصمد کی جنگ:

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین میں ابوالورد نے خلیفہ مسلمہ سے انحراف کیا' ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو جو اس وقت فطرس میں تھا ابوالورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دے کر قنسرین روانہ کیا اس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شبیب اس کی شرطہ کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دے کر اس کی امداد کے لیے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھی بھیجتا رہا اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس کثیر فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا' عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد' مروان الجرجانی اور ابومتوکل الجرجانی کو اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوا' عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھا کہ اردن نے اپنے پاس بلالیا۔

ابوالورد کا قتل:

اہل قنسرین نے ابومحمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی ابوالورد سپہ سالار کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا' بیعت کے بعد چالیس دن ابومحمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے جس کے ہمراہ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اس پر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب ہی داد مردانگی دی آخر کار ابومحمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درے میں دھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے کھسکنے لگے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھٹتی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجیے' چنانچہ منگل کے دن جو ۱۳۳ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابومحمد کے میمنہ پر ابوالورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذوالتہ تھا' ابوالورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جاں بر نہ ہو سکا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اسی اثنا میں اہل حمص نے بنی عباس سے نقض بیعت کی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابومحمد کو وہ اپنا خلیفہ بنائیں گے مگر جب انہیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش رہ گئے۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت:

اسی سنہ میں حبیب بن مرۃ المری نے اور اس کے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا۔

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مرۃ المری اور اہل بثنیہ اور حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ پر جس میں ابوالورد مارا گیا' فروکش تھا۔

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کیا اس وقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المری سے بلقاء بثنیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا' چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرض خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کر دی بنی قیس اور ان پرگنوں بثنیہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی' جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے اور ان کے تمام ساتھیوں کو معافی دے دی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لیے قنسرین روانہ ہو گیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت:

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کر دی ہے انھوں نے بھی نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا اور حران آئے۔ حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انھوں نے موسیٰ بن کعب اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی قائد نہ تھا' اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر سن کر اسحٰق بن مسلم آرمینیا سے جزیرے آیا تھا اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابوجعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کچھ فوج دے کر حران روانہ کیا' حران جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گذرا' اس مقام کے

باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کر دی تھی' اور بنی عباس کے لیے اس نے شہر کے دروازے مسدود کر دیئے تھے۔

بکار بن مسلم کی مخالفت:

اس رنگ کو دیکھ کر ابوجعفر بغیر وہاں قیام کیے رقہ آیا' رقہ میں بھی بغاوت ہو چکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کے لیے کمر بستہ تھا' ابوجعفر سیدھا حران چلا گیا اور اسحٰق بن مسلم رہاء چلا آیا یہ ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے' موسیٰ بن کعب اپنی فوج لے کر حران سے نکل کر ابوجعفر سے ملا۔ اور بکار اپنے بھائی اسحٰق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور ماردین میں تھی' اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا ابوجعفر نے بھی اس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابوجعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا' نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری داد مردانگی دی بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحٰق کے پاس رہاء چلا آیا' اسحٰق نے بکار کو رہاء پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیاط آ کر فروکش ہوا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔

ابوجعفر کی بکار پر فوج کشی:

دوسری طرف سے ابوجعفر اپنی فوج فوجوں کے ساتھ بڑھا۔ رہاء میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں' ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لے کر سمیساط میں اسحٰق کا مقابلہ کرو' یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیاط میں اسحٰق کے مقابل فروکش ہوا اسحٰق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابوجعفر بھی رہاء سے یہاں آیا۔

بکار بن مسلم کی اطاعت:

اسحٰق نے صلح کے لیے خط و کتابت شروع کی اور امان طلب کی۔ ابوجعفر وغیرہ نے اسے منظور کیا اور ابوالعباس کو اس کے متعلق عرضداشت لکھی۔ ابوالعباس نے حکم دیا کہ اسحٰق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ با قاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحٰق ابوجعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہوگئی' اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معززار باب حل وعقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے' ابوالعباس نے ابوجعفر کو جزیرہ آرمیدیا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔

اسحٰق بن مسلم العقیلی کی اطاعت:

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحٰق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابوجعفر کے محاصرہ میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میرے گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے' میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا۔ ابوجعفر نے کہلا کر بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا اسحٰق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کرلوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہوگئی ہے ابوجعفر نے اسے امان دی اسحٰق اس کے ساتھ ہو گیا' ابوجعفر اس کی بڑی وقعت وعظمت کرتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحٰق کو امان دی تھی۔

ابوسلمہ بن سلیمان:

اسی سنہ میں ابوجعفر ابومسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوا تا کہ ابوسلمہ حفص بن سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

ہم اس طرزِ عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ نے ابوالعباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی تہ میں بنی ہاشم کو برسر اقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرزِ عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے درپے تھے ابوجعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابوالعباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے' اثنائے گفتگو میں ابوسلمہ کے اس طرزِ عمل کا ذکر آ گیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابوسلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابومسلم کی رائے کی بنا پر ہو۔ اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا۔ البتہ امیر المومنین ابوالعباس نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ ابوسلمہ کا طرزِ عمل ابومسلم کے رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے' اس کے بعد ہم سب اٹھ آئے ابوالعباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ رائے تو اصل میں آپ کی قابل وقعت و عمل ہے آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابومسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

ابوجعفر کی روانگی خراسان:

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابومسلم کا خط پہنچ چکا تھا اس میں مرقوم تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے جب وہ رے آ جائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر تم ان کو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابومسلم کے خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت کوچ کر جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا۔ جب نیشاپور آیا اس کے عامل نے اسی وقت ابومسلم کا خط لا کر مجھے دیا جس میں اسے حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد نیشاپور پہنچیں تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں جاری بستے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لیے اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اس جملہ کو پڑھ کر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے۔

ابوجعفر اور ابومسلم کی ملاقات:

میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا جب مرو دو فرسخ رہ گیا تو مسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور پاپیادہ آگے بڑھ کر اس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے سے وہ پھر سواری پر سوار ہو کر میرے ہم رکاب ہوا اور مرو آ گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ

اسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔ اس نے مرار بن انس الضبی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفہ جا کر ابوسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملہ میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفہ آیا اور ابوسلمہ رات کے وقت ابوالعباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ مرار اس کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ قصر سے نکلتے ہی اسے قتل کر دیا۔ اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔

ابوجعفر کی ابومسلم کے متعلق سالم کو ہدایت:

سالم راوی ہے کہ میں رے سے خراسان تک ابوجعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور ان کی دربانی کرتا تھا جب ابومسلم ان سے ملنے کے لیے آتا تو ان کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے پر اتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لیے اندر جانے کی اجازت حاصل کرو اس پر ابوجعفر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئیں تم فوراً ان کے لیے پھاٹک کھول دینا اور کہہ دینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابومسلم سے آ کر بیان کیا کہ ابوجعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابومسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر میرے لیے اندر آنے کی اجازت لے لیا کرو۔

ابوسلمہ کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی فرودگاہ سے منتقل ہونے سے پیشتر ہی ابوالعباس نے ابوسلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینہ ہاشمیہ آ کر سرکاری محل میں فروکش ہوئے اس وقت بھی وہ اس سے کبیدہ خاطر تھے اور اس کبیدگی سے خود ابوسلمہ بھی واقف تھا ابوالعباس نے اس کے معاملہ میں ابومسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے انہیں دھوکہ دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں ابومسلم نے امیرالمومنین کو جواب دیا: ''اگر اس کی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی تو آپ اسے قتل کر دیجیے''۔ مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابومسلم اس کے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کرے گا' اس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابومسلم کا ان پر اثر ہے وہ بالکل عیاں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابومسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرا دے' چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابومسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کام کے لیے خراسان سے بھیج دیا۔ مرار مدینہ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آ کر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا ابوالعباس نے منادی کر دی کہ اب میں ابوسلمہ سے خوش ہو گیا ہوں نیز اسے بلا کر خلعت بھی عطا کیا' اس کے بعد ایک رات کو ابوسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ جب آخر شب میں تنہا اور پیادہ اپنے گھر واپس جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گذرنے لگا تو مرار بن انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے روکا اور قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دیئے گئے اور یہ بات مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اس کی لاش اس کے مقتل سے نکالی گئی یحیٰی بن محمد بن علی نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مدینہ ہاشمیہ میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا' سلیمان بن مہاجر البجلی نے یہ شعر اس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الوزير وزير آل محمد ﷺ اودى فمن يشناك كان وزيرا

تَرجَمہ: ''یہ آلِ محمد ﷺ کا وزیر تھا جو ہلاک ہوا اور اس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے''۔

ابوسلمہ وزیر آلِ محمد ﷺ اور ابومسلم امین آلِ محمد ﷺ کہلاتے تھے۔

سلیمان بن کثیر اور اعرج کی گفتگو:

ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جن میں حجاج بن ارطاۃ اور اسحٰق بن فضل الہاشمی بھی تھے ابومسلم کے پاس بھیجا جب ابوجعفر ابومسلم کے پاس آ گیا تو ایک دن عبیداللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لیے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزومند تھے۔ اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی تحریک کی حمایت کے لیے تیار ہیں' یہ بات سن کر عبیداللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابومسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف پیدا ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کے قتل کا حکم:

دوسری طرف ابومسلم کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لیے گیا تھا' عبیداللہ نے ابومسلم سے آ کر سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابومسلم دھوکے سے اسے قتل کرا دے۔ ابومسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلا کر کہا کہ تم کو امام کا وہ حکم یاد ہے جو انھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں' سلیمان نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہے' ابومسلم نے کہا تو اب میں تم کو ملزم قرار دیتا ہوں' سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں' ابومسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے' اس کے بعد ابومسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اس وقت نظر نہ آیا۔

ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ:

ابوجعفر ابومسلم سے مل کر ابوالعباس کے پاس واپس آ گیا اور اس نے کہا کہ اگر تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے' ابوالعباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابوجعفر کہنے لگا کہ بخدا! ابومسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے ابوالعباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

حوثرہ کا ابنِ ہبیرہ کو مشورہ:

اسی سال ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے واسط بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اس فوج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں جس کا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اس کے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت یزید بن عمر بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں یزید بن عمر بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لے کر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہوگئی اس نے اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لے کر چلتے بنے' حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آ چکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسط کے کوفہ چلو' وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے' حوثرہ نے کہا بخدا! اس کا نتیجہ صرف یہی ہوگا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

یحییٰ بن حصین کی تجویز:

یحییٰ بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے سے ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیے اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو بھی قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی حکم لکھ کر بھیجتا تھا وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے مروا ڈالے گا۔ غرض کہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

حسن بن قحطبہ کی واسط پر فوج کشی:

ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کی تسخیر کے لیے روانہ کیا حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور ان کی آڑ میں مورچے لگائے خود حسن نے باب المضمار کو اپنی آڑ میں لے کر اپنے خیمے نصب کیے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور اب خود وہ مع اپنی فوج کے مقابلے کے لیے حصار سے باہر آیا۔ اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابوالعود الخراسانی بھی تھا اس کے ہمراہ تھا۔

خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

اب لڑائی شروع ہوئی حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا۔ خود ابن ہبیرہ باب المضمار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور اتنے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب المضماران سے بھر گیا' گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے۔ اس وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود رسالہ لے کر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہوگئی اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور باقی ماندہ فوج کو ان میں سوار کیا گیا' ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لیے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا' اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے اور لڑائی بند ہوگئی۔

واسط کا محاصرہ:

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ اور جنگ شروع ہوئی' ایک شامی نے ابوحفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخر یہ کہنے لگا کہ میں سلمی نو جوان ہوں۔ ابوحفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں' ابوحفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا' شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزیں ہو گئے اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہ گئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیراندازی کر دیتے تھے۔

ابن ہبیرہ کی ابوامیۃ سے بدگمانی:

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوامیۃ التغلبی نے علم سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابوعثمان کو ابوامیۃ کے قیام گاہ

بھیجا یہ اس کے پاس اس کے خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لیے بھیجا ہے تا کہ اگر مجھے یہاں علم سیاہ نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں رسی ڈال کر ان کے پاس لے چلوں اور اگر کوئی سیاہ شے نہ پاؤں تو یہ پچاس ہزار درہم موجود ہیں تم کو بطور صلہ کے دے دوں گا۔

ابوامیہ کی گرفتاری:

ابوامیہ نے اسے تلاشی دینے سے انکار کر دیا ابوعثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا۔ اسی معاملہ پر محسن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لیے۔ نیز انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحییٰ بن حصین نے آ کر انہیں بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کر دیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے' مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔

یحییٰ کا ابوامیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ:

یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو۔ تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا' یحییٰ بن حصین نے آ کر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کر دیا محسن اور عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہو گئے۔ یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہ سوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرے میں تم کو اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لیے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہوں گے۔

ابوامیہ کی رہائی:

ابن ہبیرہ نے ابوامیہ کو اپنے پاس بلا کر اسے خلعت دیا' رہائی دی' سمجھوتہ کر لیا اور ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوش گوار ہو گئے۔ ابونصر مالک بن الہیثم بحستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آ گیا اس نے ابونصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لیے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا۔ غیلان حسن سے اس بنا پر دل میں پرخاش رکھتا تھا کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا۔

غیلان کی ابوالعباس سے درخواست:

اس نے ابوالعباس سے آ کر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنین ہیں اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ابوالعباس نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا۔ داؤد بن علی نے کہا اے ابوفضالہ اللہ تم کو نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا' امیر المومنین آپ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجیے' ابوالعباس نے کہا کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے؟ غیلان نے کہا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجیے' ابوالعباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی آدمی کو ہمارا سردار بنائیے تا کہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ابوجعفر کی سپہ سالاری:

ابوالعباس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابوجعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔ ابوجعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر

لیا۔ جب غیلان واسط آیا تو ابونصر نے اس سے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے لگا ہاں ایسا ہی تھا یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اس نے خود ابوجعفر سے کہا کہ مجھ سے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے۔ میں تم کو ایسا بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ مستعد وقوی ہے' ابوجعفر نے کہا وہ کون؟ غیلان نے جھور بن مرار کا نام لیا ابوجعفر نے کہا مگر تم کو میں معزول نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارا تقرر امیر المومنین نے کیا ہے' غیلان نے کہا تو آپ ان کو لکھ کر پوچھ لیجیے' ابوجعفر نے ابوالعباس کو لکھا' ابوالعباس نے ابوجعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو چنانچہ اب ابوجعفر نے جھور کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا نیز اس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دستے کا افسر مقرر کروں اس نے کہا کہ عثمان بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابوجعفر نے اسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔

معرکہ واسط:

ابوجعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اس کے لیے خالی کر دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی سارا دن ابونصر لڑتا رہا' اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے' معین اور ابویحییٰ الجذامی جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی ان کے عقب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک ان سے لڑتے رہے۔ ابونصر گھوڑے سے اتر پڑا اب خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی روشنی کے لیے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے اس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے دست وگریبان رہے آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

شامی سرداروں کی شجاعت:

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ' معن بن زائدہ' زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے' خراسانیوں نے ان کا مقابلہ کیا مگر شامیوں نے ان کو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا۔ ان کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابونصر نے خراسانیوں کو للکارا: ''اے اہل خراسان مرد ماں خانہ بیاباں ہستید و برخزید'' اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے' اسی اثنا میں ابونصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کی یلغار سے اسے بچائے رکھا جب ابونصر اس کے پاس سے گذرا تو فارسی میں کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے''۔

خراسانیوں کا شدید حملہ:

اس کے بعد اہل خراسان نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا۔ کہ ان کو پسپا کر کے شہر میں دھکیل دیا اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا! آج کی جنگ کے بعد اب ہمیں ان کے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی ہم باوجودیکہ اہل شام کے نامور سردار پوری جواں مردی سے ان پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہم کو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکار الانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے کام آئے۔

محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع:

اس محاصرہ کے دوران میں ابونصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تاکہ یہ جس چیز کے پاس سے گذریں اسے جلا ڈالیں مگر اس کے مقابلہ کے لیے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کیے تھے اور ان میں آنکڑے لگائے تھے۔ کہ ان کے ذریعے وہ ان کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے۔ گیارہ ماہ اسی طرح گذر گئے' جب محاصرے نے طول کھینچا اور محصورین کو اسمٰعیل بن عبداللہ القسری کے ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ہوئی نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لیے تم لڑتے تھے جب وہ ہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو انہوں نے محاصرین سے صلح کر لی۔

معرکہ واسط کے متعلق دوسری روایت:

(دوسری روایت) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم سے مل کر خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اسے ابن ہبیرہ سے لڑنے بھیج دیا۔ ابوجعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابوجعفر کے لیے خالی کر دی اور خود دوسری جگہ جا رہا۔

ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق:

محاصرہ کے طول کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا تاوقتیکہ یمنی ہمارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نوعمر چھوکرے لڑنے کے لیے اس کے پاس رہ گئے۔ ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لیے دعوت ان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اس نے ان کو لکھا ان کے جواب آنے میں دیر ہوئی۔

ابوجعفر اور ابن ہبیرہ میں مصالحت:

اسی اثناء میں ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے ہمراہی یمنیوں سے ساز باز شروع کر دی اور انھیں ہر طرح کا لالچ دیا زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی دونوں ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اس کے لیے ہموار کر دیں گے' مگر انھوں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اب ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرائے صلح آتے جاتے رہے آخر کار ابوجعفر نے اسے وعدۂ امان لکھ دیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے مشورہ لیتا رہا۔ آخر جب اس نے اس معاہدے کو پسند کیا تو اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے اسے ابوالعباس کے پاس بھیج دیا ابوالعباس نے اس پر عمل کرنے کی ہدایت بھیج دی ابوجعفر تو چاہتا تھا کہ جو اس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اس وقت تک ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابومسلم سے مشورہ لیے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تھے اور اس کی طرف سے ابوالجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا۔ چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈال دو گے وہ خراب ہو جائے گا' وہ راستہ صاف نہیں جس میں ابن ہبیرہ موجود ہو۔

ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات:

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے چلا وہ چاہتا

تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار اس کے خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے اس سے کہا اے ابو خالد! اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہے' اس وقت دس ہزار خراسانی اس خیمہ کے گرد جمع تھے' ابن ہبیرہ سواری سے اتر پڑا۔ سلام نے اس کے بیٹھنے کے لیے مسند منگوا کر بچھوائی پھر اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی اور اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں مع اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں اس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے' ابن ہبیرہ وہاں سے اٹھ کر اندر آیا اور اب اس کے لیے مسند لا کر بچھائی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا۔ حد نظر تک ابوجعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔

یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت:

یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت و اقتدار حسب سابق باقی ہے اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جھور کیا کہیں گے' ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہہ دے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمت گار اردلی میں لایا کرے' سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا یہ سن کر اس کا چہرہ بگڑ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمت گاروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آیا۔ اس پر سلام نے اس سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لیے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جھلا کر کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا' سلام کہنے لگا آپ برا نہ مانیں میں نے استخفافاً یہ بات نہیں کہی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں' اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو بجائے امیر کہہ کر خطاب کرنے کے اے شخص! کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلا قصد یہ لفظ آپ کے لیے میری زبان سے نکل گیا۔

ابوالعباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم:

ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اسے ٹالتا رہا۔ آخر کار تنگ آ کر ابوالعباس نے اسے خدا کی قسم دے کر لکھا کہ تم اسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اسے تمہاری پناہ سے نکال کر قتل کر دے گا' اس حکم کے آنے کے بعد اب ابوجعفر نے بھی اس کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزائن کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اس نے قیس اور مضر کے ان عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔

ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری و قتل:

محمد بن نباتہ' حوثرہ بن سہیل' طارق بن قدامہ' زیاد بن سوید' ابوبکر بن کعب العقیلی' ابان و بشر ابناء عبدالملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے' جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے' سلام بن سلیم نے باہر نکل کر حوثرہ اور

محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے' عثمان بن نہیک' فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل سو آدمیوں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمہ سے پہلے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے' حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر ان کی مشکیں باندھ دی گئیں' ان کے بعد بشر اور ابان عبدالملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا' ان کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اس پر جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر ان کو کیوں تقدیم دی جا رہی ہے' سلام نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا بھرا سے سلام نے کہا کیا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین نہیں پڑی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اسے بھی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جتنے لوگ اندر گئے ہیں ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ موسیٰ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے سامنے ہم سے عہد امان کیا ہے اور اب اسے پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ ابن نباتہ خوف سے کانپنے لگا حوثرہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے' ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا' ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لی گئیں۔

ابن ہبیرہ کا قتل:

خازم' ہیثم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم روپیہ لے جانا چاہتے ہیں اس نے اپنے حاجب ابوعثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو' انھوں نے ہر کوٹھڑی کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کر دیئے اور آپ مکان کے اطراف و نواحی کو غور سے دیکھنے لگے' اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد' اس کا کاتب عمرو بن ایوب' اس کا حاجب' چند موالی اور ایک صغیر سن بچہ اس کے کمرے میں تھے ابن ہبیرہ کو ان کی نظریں بد معلوم ہوئیں' کہنے لگا کہ بخدا! ان کے بشرے سے بدی نمایاں ہے' یہ سنتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے حاجب نے ان کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ ہیثم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا اس کے موالی بھی مارے گئے۔ ابن ہبیرہ نے اس اثناء میں اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بچے کو تو چھوڑ دو' پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر کو لے کر ابوجعفر کے پاس چلے آئے۔

خالد بن سلمہ کا قتل:

ابوجعفر نے اعلان کرا دیا کہ حکم بن عبدالملک بن بشر' خالد بن سلمۃ المخزومی اور عمرو بن ذر کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے' زیاد بن عبیداللہ نے ابن ذر کے لیے ابوجعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دے دی' حکم بھاگ گیا' خالد کو ابوجعفر نے تو معافی دے دی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا ابوعلاقہ الفزاری اور ہشام بن ہیثم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انہیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابن ہبیرہ اور ہشام بن عبدالملک:

ابوعطاء السندی اور منقذ بن عبدالرحمٰن الہلالی نے ابن ہبیرہ کے مراثی لکھے۔ یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک

نے اپنے بیٹے معاویہ کے لیے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد اس کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا تھا۔

ابوالعباس کی حسن بن قحطبہ کو ہدایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے ابوالعباس نے ابوجعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمہاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے اس لیے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابونصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ کار تھا۔

اسی سال ابومسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حسبِ عمل کیا۔

امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر:

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا' اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا' جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لیے خوش گوار نہ ہوں گے' ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابومسلم نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا ادعا کرے تو میں اسے قتل کر دوں' مگر پھر خود اس فعل کے عواقب سے حذر کر کے وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے مغلظ قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا' چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کہیں کی ولایت کی اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حمائل کی اس کے بعد ابوالعباس نے اسمٰعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔

ابوالعباس کے عمال:

ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ۔ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ' مکہ' یمن اور طائف کا والی مقرر کیا' اسی سنہ میں مروان نے اپنے قیام جزیرے کے اثناء ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ یوسف ۴/ ربیع الاوّل کو مدینہ آ گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا' اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے' محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا' منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا' عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابوعون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا خالد بن برمک افسر خزانہ تھا۔

امیر حج داؤد بن علی:

اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے واقعات

امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر:

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اس کے توابع' ضلع دجلہ' بحرین' عمان اور مہر جانقذق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو ضلع اہواز کا عامل مقرر کیا۔

داؤد بن علی کا انتقال:

اسی سنہ میں داؤد بن علی نے بنی امیہ کے ان افراد کو قتل کر دیا جن کو اس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا۔ نیز اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاوّل کے مہینے انتقال کیا' محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی۔ مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔

زیاد بن عبیداللہ کی امارت:

جب ابوالعباس کو اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے مکہ' مدینہ' طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا۔ زیاد مدینہ میں رک گیا' اور محمد یمن چلا گیا۔ زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسان السلمی ابوحماد الابرص کو مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے جو یمامہ میں امیر تھا' بھیجا۔ ابراہیم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

امارت مصر پر ابوعون کا تقرر:

اسی سنہ میں ابوالعباس نے ابوعون کو بذریعہ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا والی مقرر کر دیا نیز عبداللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقیہ کا رخ کیا' اہل افریقیہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی مگر اس نے شہر فتح کر لیا۔

شریک بن شیخ المہری کا خروج:

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابومسلم کے خلاف خروج کیا' اس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد ﷺ کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لیے نہیں کی تھی' تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے' ابومسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ لڑائی ہوئی زیاد نے اسے قتل کر دیا۔

ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی ختل میں آمد:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم دخش سے ختل آیا یہ ختل میں داخل ہو گیا۔ حنش بن اسبل رئیس ختل نے اس کی مزاحمت نہیں کی۔ ختل کے بہت سے زمیندار اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے' دوسرے زمیندار دروں میں' گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ جب ابوداؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمت

گاروں کو لے کر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی اور وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گذر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابوداؤد نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انہیں لیے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدۂ امان دے دینے کے بعد عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھ کر موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج زیاد بن عبیداللہ وعمال:

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ، بحرین، عمان، غرض اور مہرجان قذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے، اسمٰعیل بن علی اہواز کا والی تھا۔ محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص صوبہ دمشق اور اردن کا والی تھا صاع ابن علی فلسطین کا والی تھا، عبدالملک بن یزید ابوعون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمینیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربائیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک بخشی (افسر خزانہ) تھا۔

۱۳۴ھ کے واقعات

بسام بن ابراہیم کی بغاوت:

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروؤں کو لے کر جنھوں نے اس بغاوت کے لیے اس سے اتفاق رائے کیا تھا امیر المومنین ابوالعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سمت دریافت کی، جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں انھوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔

خازم کا بسام پر حملہ:

خازم نے اس سے دوچار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی، ان میں سے اکثر مارے گئے اس کا پڑاؤ ظفر مندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا چوخا کے علاقے سے گزر کر ماہ پہنچا، شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا جس نے ان کا مقابلہ کیا ان کو اس نے تہ تیغ کر دیا، اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر یا اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبدالمدان) کے جو ابوالعباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس گذرا وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پینتیس آدمی تھے۔ اٹھارہ ان کے

خاندان کے تھے اور ستر ہ ان کے موالی تھے۔

مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل:

خازم ان کو سلام کیے بغیر آگے بڑھ گیا اس پر انھوں نے اسے گالیاں دیں چونکہ اس کے قلب میں ان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ بن التضرع کو جو بسام بن ابراہیم کے ہوا خواہوں میں تھا انھوں نے پناہ دی تھی اس نے پلٹ کر ان سے مغیرہ کے اس مقام میں فروکش ہونے کے متعلق سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں مقیم ہوا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا' اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیرالمومنین کے ماموں ہو ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور تمہارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیوں تم سب نے مل کر اسے گرفتار نہ کر لیا۔ اس سوال کا ان لوگوں نے سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے مکانات ڈھا دیئے گئے اور ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا' جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد الخیال ہوئے' زیاد بن عبیداللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی' عثمان بن نہیک اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرأت کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جرأت نہ کر سکتا اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق و رتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کے جود و کرم سے بہرہ مند ہونے کے لیے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے اور اب جب کہ وہ آپ کے علاقے اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلاوجہ اور بے قصور ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کے مکان منہدم کر دیئے ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان کی تمام فصل برباد کر دی۔ اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کو قتل کر دینے کی ٹھان لی۔

ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش:

اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس سے آ کر ملے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیرالمومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں' ہم آپ کو اس فعل سے اس لیے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے سچا وفادار رہا ہے اور اس کی خدمات اس امر کی سزاوار ہیں کہ اس کی لغزش سے درگذر کر دیا جائے نیز جناب کو معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرف دار ہیں انھوں نے اپنی اولاد اعزا اور اقربا کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے۔ آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے اگر ان میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اس کی پردہ پوشی لازم ہے اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی کر لیا ہے تو اس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہیے۔ کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اسے بھیج دیجیے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہوالمراد اور اگر وہ مظفر و منصور ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہو گی' اسے خارجیوں کے

مقابلے کے لیے عمان بھیج دیجیے تا کہ یہ وہاں جا کر جلندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرۂ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کی قیادت میں برسر اقتدار ہیں مقابلہ کرے' چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ہمراہ اسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس جمعیت کو کشتیوں میں سوار کر کے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کر دے' خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

خازم کی خوارج پر فوج کشی:

اس سال خازم عمان آیا اور اس نے عمان اور اس کے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان الخارجی کو قتل کر دیا۔

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جن کو ابوالعباس نے اس کے ساتھ کر دیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں دوھیالی رشتہ داروں موالیوں اور اہل مروالروز میں سے بعض ایسے لوگوں کو جن کی شجاعت سے وہ واقف تھا اور جن کی وفا شعاری قابل اعتماد تھی انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا' وہاں پہنچ کر سلیمان بن علی نے اس فوج کے لیے جہازوں کا انتظام کر دیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اس کے ساتھ ہو لیے' یہ فوج بحری سفر طے کر کے جزیرۂ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی۔

شیبان خارجی کا خاتمہ:

خازم نے نضلۃ بن نعیم النہشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلے پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی اس کے بعد شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر عمان چل دیئے چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے' عمان میں جلندی اور اس کے متبعین نے جو اباضیہ خارجی تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز معرکہ ہوا جس میں شیبان مع اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

جلندی خارجی اور خازم کی جنگ:

اس کے بعد خازم اپنی فوج لے کر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آ کر لنگر انداز ہوا یہ جماعت دشمن کے مقابلے کے لیے خشکی پر اتری اور بیابان کی طرف بڑھی جلندی اور اس کے متبعین مقابلے پر آئے فریقین میں شدید رن پڑا اس روز کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اس کے بہت سے آدمی مارے گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کی پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلے میں زیریں سطح پر لڑ رہے تھے' اس روز خازم کا اخیافی بھائی اسمٰعیل مروالروذ کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا' دوسرے دن پھر جنگ ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی' خازم کے میمنہ پر مروالروذ کا ایک شخص حمید الورتکانی سردار تھا میسرہ پر مروالروذ کا دوسرا سردار مسلم الارغذی تھا اس کے طلائع پر نضلۃ بن نعیم النہشلی متعین تھا' آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے اور نوے کے قریب جلا دیئے گئے۔

جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

خازم کے عمان آنے کے سات روز بعد اہل صغد میں سے ایک ایسے شخص کی رائے کے بموجب جو ان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا۔ اب پھر مقابلہ ہوا۔ اس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر حریر کی

چندیاں لپیٹ کر ان کو روغن نفط میں تر کر لیں پھر انہیں مشتعل کر کے لیے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جلندی کے متبعین کو جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں' چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل وعیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر خازم نے ان پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار برسانی شروع کی مقتولین میں جلندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے' خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے' پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پذیر رہا پھر ابوالعباس نے اس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

ابوداؤد خالد کی کس پر فوج کشی:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کس سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کس کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قبل خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کہذک میں جو کس سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا' قتل کے وقت ابوداؤد نے اخرید اور اس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کیے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زریں دیبا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابومسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد کی مراجعت:

ابوداؤد نے کس کے زمیندار کو مع اور زمینداروں کے قتل کر دیا۔ البتہ آخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کس کا رئیس بنا دیا۔ ابوداؤد نے ابن النجاح کو پکڑ کر پھر اسے اس کے علاقہ بھیج دیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابومسلم مرو آ گیا' نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دے دیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابوداؤد بلخ واپس آ گیا۔

موسیٰ بن کعب اور منصور بن جمہور کی جنگ:

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لیے جس میں عرب اور موالی تھے معاشیں دیں اور ان کو جنگی ساز وسامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دے کر اس کے ساتھ کیا اور اس کی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا' موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصورے میں تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اس کے اہل وعیال' مال ومتاع اور چند وفاداروں کو لے کر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خزر کے علاقے لے آیا۔

محمد بن یزید کا انتقال:

اس سنہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابوالعباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

صالح بن صبیح کی برطرفی:

اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس حیرہ چھوڑ کر انبار آ گئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینیا سے برطرف کر دیا گیا اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا' نیز مجاشع بن یزید کو آذر بائیجان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا' اسی سال کوفے سے مکہ تک علامت میل اور مینارے بنائے گئے۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے مکہ' مدینہ' طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا' علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اس کے علاقے' ضلع دجلہ' بحرین' عمان عرض اور مہر جان قدق کا والی سلیمان بن علی تھا' عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا' خراسان اور جبال پر ابومسلم تھا' فلسطین پر صالح بن علی تھا' مصر پر ابوعون' موصل پر اسمٰعیل بن علی۔ ارمینیا پر یزید بن اسید' آذر بائیجان پر محمد بن صول تھا۔ افسر مال وخزانہ خالد بن برمک تھا۔ جزیرہ کا والی ابوجعفر عبداللہ بن محمد تھا' اور قنسرین' حمص' علاقہ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

۱۳۵ھ کے واقعات

زیاد بن صالح کا خروج:

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا ابومسلم اس سے لڑنے کے لیے مرو سے روانہ ہوا' ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا کہ وہ ترمذ میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے کیونکہ اسے خوف تھا کہ مبادا زیاد بن صالح فوج بھیج کر ترمذ کے قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ کر لے۔ نصر نے اس ہدایت کی تکمیل کی بہت روز تک ترمذ میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کی راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کنیت ابواسحٰق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا اور نصر کو قتل کر دیا۔ ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لیے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جا لیا اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

سباع بن نعمان کی گرفتاری وقتل:

ابومسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اس کے ہمراہ سباع بن نعمان الاروی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لے کر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابومسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابومسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ابومسلم نے سباع کو حسن بن جنید اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اس کے قید رکھنے کا حکم دے دیا اس کے بعد ابومسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور فروکش ہو گیا یہاں ابوشاکر اور ابوسعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابومسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے' انھوں نے سباع بن النعمان کا نام لیا ابومسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سو درے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو' چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

زیاد بن صالح کا قتل:

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابومسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابومسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابوداؤد ایک طویل مدت تک ابومسلم کے پاس نہ آ سکا تو ابومسلم نے اسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے اب تم کو کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ ابوداؤد کس آ گیا' اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا اور ابن النجاح کو اصبہبذ کے مقابلے کے لیے شاوغر روانہ کیا' ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

عیسیٰ بن ماہان کی ابوداؤد کے خلاف شکایت:

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اتنے میں ابومسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابومسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اس نے ابوداؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنھوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے ان کی فرودگاہ میں تریسٹھ خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابومسلم نے یہ تمام خط ابوداؤد کو بھیج دیئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے مماثل سمجھ کر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے۔ اب تم اسے بھگت لو۔

عیسیٰ بن ماہان کی گرفتاری:

ابوداؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کر کے عمر النغم کے حوالے کر دیا جو اس کی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلائے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابوداؤد کہنے لگا کیا میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہیے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا' عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابوداؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیئے جن کو وہ پہچان گیا۔

عیسیٰ بن ماہان کا انجام:

ابوداؤد نے اس روز اسے دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمدان کے لیے' اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگذر کیا۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کرے گی۔ یہ بیڑیاں پہنے جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن دینار اور حفص بن دینار' یحییٰ بن حضین کے موالی اس پر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور تبروں سے اس پر ضربیں لگائیں جس سے وہ زمین پر گر پڑا' اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورئیے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا' ابومسلم مرو آ گیا۔

امیر حج سلیمان بن علی وعمال:

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا' زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا ابن

ابی لیلی کوفے کے قاضی تھے' ابوجعفر منصور جزیرہ کا والی تھا۔ ابوعون مصر پر تھا۔ حمص' قنسرین' بعلبک' غوطہ' حوران' جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا عامل تھا۔ آرمینیا پر یزید بن اسید' آذربائیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال وخزانہ خالد بن برمک تھا۔

۱۳۶ھ کے واقعات

ابومسلم کی ابوالعباس سے ملاقات:

اس سال ابومسلم خراسان سے امیرالمومنین ابوالعباس سے ملنے عراق آیا۔ ابومسلم نے خراسان سے ابوالعباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابومسلم اہل خراسان وغیرہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابوالعباس کے پاس انبار آیا اس کے آنے پر ابوالعباس نے سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا لوگوں نے جوش وخروش سے اس کا استقبال کیا۔ انبار آ کر ابومسلم ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالعباس نے اس کی بڑی تعظیم وتکریم کی اس نے ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی ابوالعباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابوجعفر حج کے لیے جانے والے نہ ہوتے تو میں تمہیں کو امیر حج مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے اسے اپنے قریب ہی فروکش کیا اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لیے آیا کرتا۔

ابوجعفر اور ابومسلم میں کشیدگی:

ابوجعفر اور ابومسلم کے تعلقات خوش گوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابوالعباس کی خلافت پوری طرح مستقر ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا تو انہوں نے ابوجعفر کو ابومسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دے کر ابومسلم کے پاس بھیجا جو اس وقت نیشاپور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جا کر سب سے ابوالعباس کی خلافت اور ان کے بعد ابوجعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت لے لیں۔ چنانچہ ابومسلم اور تمام خراسانیوں نے حسبہ' بیعت کر لی۔ ابوجعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آ گئے اس قیام کے اثنا میں ابومسلم نے ابوجعفر کے مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم نہیں کی بلکہ ان کے حق سے استخفاف کیا ابوجعفر نے ابوالعباس سے آ کر اس کی شکایت کی تھی۔

ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا مشورہ:

ابومسلم کے ابوالعباس کے پاس آنے کے بعد ابوجعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجیے کیونکہ بخدا! میں اس کے چہرے بشرے سے عذر کے آثار ہویدا پاتا ہوں' ابوالعباس کہنے لگے اے میرے بھائی! جو کچھ ابومسلم نے ہمارے لیے کیا ہے اس سے تم واقف ہو ابوجعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے قبضہ میں آنے والی ہی تھی اگر آپ اس کے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لیے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دیں۔ ابوالعباس نے پوچھا اچھا ہم کیونکر اسے قتل کریں' ابوجعفر نے کہا جب وہ آپ کے پاس آ کر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤں گا اور اس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اس کا خاتمہ ہو جائے گا ابوالعباس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اسے اپنی دین ودنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ سب باتیں اس

طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب ان کو اس کے قتل کا علم ہو گا وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت ان کی باقی نہ رہے گی' ابوالعباس نے کہا میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادہ سے باز رہو' ابوجعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دے گا' اس پر ابوالعباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔

ابوالعباس کی ابومسلم کے قتل کی ممانعت:

اس گفتگو کے بعد اور اس کے قتل کا عزم کر کے ابوجعفر ابوالعباس کے پاس سے چلے آئے ان کے جانے کے بعد ابوالعباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور انھوں نے ابوجعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز اس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوالعباس نے ابوجعفر کو ابومسلم کے قتل کی اجازت دے دی تو ابومسلم حسب دستور ابوالعباس کے پاس آیا ابوالعباس نے ایک خواجہ سرا کو ابوجعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا امیر المومنین دربار میں بیٹھے ہیں اس نے کہا ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابوالعباس سے آ کر ساری سرگذشت سنائی انہوں نے اسے پھر ابوجعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابوجعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔

ابومسلم کو فریضہ حج کی اجازت:

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابومسلم بھی تھا جب ابومسلم نے ابوالعباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کے لیے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہو گئی ابوالعباس نے یہ بھی ابومسلم کو لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف پانچ سو فوج ہو اس کے جواب میں ابومسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کیے ہیں اس لیے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کافی نہیں ہو سکتی۔ ابوالعباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے دوسرے یہ کہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ اب ابومسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا یہ تمام مال و متاع اور خزائن اپنے ساتھ لے چلا اور اسے رے میں چھوڑ آیا۔ اثناء راہ میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا۔ جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدے داروں' اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابوالعباس سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی جسے انہوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابوجعفر حج کے لیے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابوجعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اسی زمانے میں ابوجعفر جزیرہ کے والی تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینیا اور آذربائیجان بھی ان کے تحت تھے' ابوجعفر نے مقاتل بن حکیم العکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابوالعباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی' حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابومسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عراق کے درمیان تھے کہ ابوجعفر کو ابوالعباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی وہ ابومسلم سے ایک منزل آگے تھے'

خط ملتے ہی ابوجعفر نے ابومسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ لہٰذا جس قدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آ ؤ' جب قاصد نے آ کر ابومسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابوجعفر کی طرف روانہ ہوا اور آ ملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفہ چلے۔

عبداللہ بن محمد کی ولی عہدی:

اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابوجعفر کو خلافت کے لیے اپنا ولی عہد بنایا اور ابوجعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا اس عہد کو باضابطہ لکھ کر ایک کپڑے میں رکھا اس پر اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مہریں ثبت کیں اور پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

ابوالعباس کی وفات:

اسی سال امیر المومنین ابوالعباس نے ۱۳/ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کی موت کا باعث مرض چیچک ہوا۔

ابوالعباس کی عمر و مدت حکومت:

ہشام بن محمد نے ان کی تاریخ وفات ۱۲/ ذی الحجہ بیان کی ہے ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے' بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال اور ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں۔ مروان کے قتل سے ان کی وفات تک ان کا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور ان کی بیعت سے اگر حساب لگایا جائے تو ۴ سال ۸ ماہ ہوتے ہیں' بعض اربابِ سیر نے بجائے آٹھ کے نو ماہ بیان کیے ہیں۔ واقدی نے چار سال آٹھ ماہ بیان کیے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گذرے اس کے بعد چار سال یہ بلاشرکتِ غیر خلیفہ رہے۔

ابوالعباس کا حلیہ:

ان کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے' دراز قامت تھے گورا رنگ تھا۔ چونچ دار ناک تھی چہرہ وجیہہ اور خوبصورت اسی طرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی' ان کی ماں ربطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بن الدیان الحارثی تھی' ابوالجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا' ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کیے گئے' بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کے اثاثے میں کل نو جبے' چار قمیصیں' پانچ پاجامے' چار عبائیں اور تین ململ کے عمامے نکلے۔

باب۳
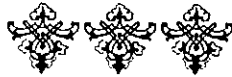
خلیفہ ابوجعفر المنصور

ابوجعفر منصور کی بیعت:

جس روز ان کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اسی دن ابوجعفر کے لیے بیعت ہوئی اگرچہ وہ اس وقت مکے میں تھے‘ عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابوجعفر کے لیے بیعت لی اور اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو امیرالمومنین کے انتقال اور خود ان کے لیے بیعت کی اطلاع بھیجی‘ علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ جب ابوالعباس کا وقت آخر ہوا انہوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کر لی‘ عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر محمد بن الحصین العبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے۔ ابوالعباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے روانہ کیا‘ محمد بن الحصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے‘ خط کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی‘ سب کے ساتھ ابومسلم نے بھی بیعت کی‘ ابوجعفر نے اپنی منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا اس سے انہوں نے تفاؤل کیا کہ ان شاء اللہ حکومت ہمارے لیے پاک ثابت ہوگی‘ اس کے متعلق دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام جہاں انھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا۔ انھوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے یہ خلافت پاک صاف ثابت ہوگی‘ علی بن محمد کی روایت کے سلسلے میں جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی انھوں نے اسی وقت ابومسلم کو جو ایک چشمہ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اس سے آگے نکل آئے تھے اس کی اطلاع بھیجی اور وہ ان کے پاس چلا آیا۔

ابومسلم خراسانی کا تعزیت نامہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا تھا‘ اور پہلے اسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے مجھے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے فرطِ غم سے پریشان کر دیا ہے اور مجھ پر اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ کسی اور بات کا نہیں ہوا تھا‘ محمد بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اس خط کو لے کر آ رہا ہے جو انھوں نے امیرالمومنین ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کی خبر مرگ دینے کے لیے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا‘ ناصح مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لیے ساعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا اس روز اور دوسرے دن ابومسلم رکا رہا اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اس تاخیر

سے اس کی غرض ابوجعفر کو تخویف تھی''۔

ابوجعفر کو عبداللہ بن علی سے خدشہ:

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق' جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آ کر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اسے دیا اسے پڑھ کر ابومسلم رونے لگا اور اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن وملال طاری تھا ان کی کیفیت محسوس کر کے ابومسلم نے کہا کہ اس رنج وغم سے کیا فائدہ' اب خلافت آپ کے لیے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن علی اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے شر سے خائف ہوں ابومسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں ان شاء اللہ میں عبداللہ بن علی کو سمجھ لوں گا' تقریباً اس کی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں' یہ سن کر ابوجعفر کو بڑا اطمینان ہوا' ابومسلم نے ان کی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفہ آ گئے۔

زیاد بن عبیداللہ کی برطرفی:

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ بھیج دیا یہ اس سے قبل ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اس کی جگہ عباس بن عبداللہ بن محمد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی سپہ سالاری:

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابوالعباس نے اسے اہل خراسان' شام' جزیرہ اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر جہاد کے لیے بھیجا یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور درہ کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوغسان کو منصور کی بیعت کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لے کر واپس ہوا اس اثنا میں اپنے لیے بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور وعمال:

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا' یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم ان کا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ اور اس کے ملحقات پر سلیمان بن علی والی تھا' عباد بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ھ کے واقعات

ابوجعفر کی حیرہ میں آمد:

اس سال منصور ابوجعفر مکہ سے حیرہ آئے یہاں آ کر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے اور اس نے کوفے پر طلحہ بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے ابوجعفر کوفہ آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں ان سے ملا ابوجعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزیں ہو کر انھوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز وسامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد راوی ہے کہ ابوجعفر کے آنے سے قبل عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری بھنڈارخانوں' خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابوجعفر انبار میں اس کے پاس آ گئے اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کر دیں' تمام لوگوں نے ان کی اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی' اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابوجعفر کے سپرد کر دی' اس سے قبل ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوغسان یزید بن زیاد ابوالعباس کے حاجب کو عبداللہ بن علی کے پاس ابوجعفر کی بیعت کرنے کے لیے ابوالعباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا' اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب کہ ابوالعباس نے سب کو اپنے بعد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کا دعویٰ خلافت:

ابوغسان اس وقت عبداللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جا رہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابوغسان نے عبداللہ بن علی سے جو دلوک نام ایک گاؤں میں فروکش تھا ابوالعباس کی خبر مرگ بیان کی تو اس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لیے نداد ے جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے وہ خط سنایا جس میں ابوالعباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کی دعوت دی اور کہا کہ جب ابوالعباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا جو اس کے مقابلے کے لیے جائے گا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے' میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لیے آمادہ نہ ہوا میں اسی سمجھوتہ کی بنا پر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں۔

عبداللہ بن علی کی بیعت:

ابوغانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابوغانم۔ خفاف ابوالاصبع اور دوسرے تمام ان خراسان' شام اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ' خفاف الجرجانی' حیاش بن حبیب' مخارق بن غفار اور ترار خذا وغیرہ تھے اس کی بیعت کی' اس وقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر فروکش تھا' بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آ کر فروکش ہوا حران میں اس وقت مقاتل العکی حاکم تھا جسے ابوجعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گیا عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چمٹا رہا کہ اسے ہتھیار رکھ دینے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم کی عبداللہ بن علی پر فوج کشی:

اب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے ابومسلم کو روانہ کیا' جب اسے اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا' ابوجعفر نے اس کے بارے میں ابومسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں' غرض کہ اب ابومسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا' عبداللہ بن علی نے حران میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کیے' فوجیں' اسلحہ' سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی' اسی طرح ابومسلم نے بھی کسی سردار کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا

اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم الخزاعی کو روانہ کیا جن کے ہمراہ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابومسلم سے آملا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ اس کو قتل کر دینا چاہتا تھا اس کے ہمراہ ابواسحٰق اور اس کا بھائی ابوحمید اور اس کا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئے' خراسان چھوڑتے وقت ابومسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی عکی سے مصالحت:

ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کو مقاتل کا محاصرہ کیے چالیس راتیں گذری تھیں کہ اسے ابومسلم کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا ابومسلم اچانک اس پر دھاوا کر دے اسی ڈر سے اس نے عکی کو امان دی' عکی اپنی فوج کے ہمراہ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے ساتھ قیام پذیر رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس رقہ بھیج دیا۔

عکی کا قتل:

عکی کے ہمراہ اس کے دو بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان کے نام ایک خط لکھ کر عکی کو دے دیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اس نے عکی کو تو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد جب اسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع ملی اس نے ان دونوں کو جیل سے نکال کر قتل کر دیا۔ چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے وفادار ثابت نہ ہوں گے اس وجہ سے اس نے اپنے کوتوال کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرا دیا۔

حمید بن قحطبہ کے قتل کا حکم:

اسی طرح اس نے حمید بن قحطبہ کو ایک خط دے کر حلب بھیجا' جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لے کر حلب روانہ ہوا اثنائے راہ میں کئی جگہ اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لے کر جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہونا ناتجربہ کاری ہے اس نے طومار توڑ کر خط نکالا اور پڑھا' پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس کے مضمون سے آگاہ کیا' ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچا کر بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ اس راز کو فاش کیے بغیر جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔

حمید بن قحطبہ کی روانگی عراق:

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے اور اب سفر کے لیے تیار ہوئے یہ سب کو لے کر دشت کی طرف چلا اور بجائے شاہراہ عام کے پگڈنڈی اختیار کی چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک سمت سے گذرے اس وقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف ہو گیا ہے۔ یہ اپنے شہ سواروں کو لے کر اس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ اسے جا لیا اسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پلٹا یا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تم کو کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمہاری بھلائی نہیں

واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تم کو قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس تقریر کو سن کر وہ اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور ان کی مزاحمت کیے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا حمید اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق روانہ ہوا اس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سے مل کر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ حمید نے اجازت دے دی موسیٰ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البرزی عبداللہ بن علی کے مولیٰ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کی حکمت عملی:

عبداللہ بن علی آگے بڑھ کر نصیبین میں فروکش ہوا' اس نے اپنے گرد خندق بنالی۔ ابومسلم مقابلہ کے لیے بڑھا۔ ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جوان کی طرف سے آرمینیا پر ان کا نائب تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابومسلم سے آملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابو مسلم کے پاس آ گیا جو اس وقت موصل میں تھا' اب ابومسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آ کر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر اس کا تعرض کیے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھ دیا۔ کہ مجھے نہ تمہارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا مجھے تو امیر المومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔

اہل شام کی عبداللہ بن علی سے علیحدگی:

اس پر ان شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے اس سے کہا کہ اس صورت میں کہ ابومسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزا ہیں جن پر اس کا قابو چلے گا انہیں یہ تہ تیغ کر دے گا ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنا لے گا' ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لیے یہاں قیام کر سکتے ہیں ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں' وہاں جا کر اپنے اہل وعیال کی مدافعت کریں گے اور اگر ابومسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے' عبداللہ بن علی نے کہا بخدا!! اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمہارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابومسلم خراسانی اور عبداللہ بن علی کی جنگ:

ابومسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا' اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اس کے جاتے ہی ابومسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا' قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے' نیز آس پاس کے تمام کنوؤں اور چشموں کو اندھا اور خراب کر دیا ان میں مردار جانور ڈال دیئے تاکہ دشمن کو پانی میسر نہ ہو۔

جب اس کی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ آئے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے پڑاؤ پر ابومسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابومسلم کی چھاؤنی تھی' اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز ساز وسامان بھی ان کے پاس بہت عمدہ تھا عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاعدی تھے' عبدالصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا۔ اس کے مقابل ابومسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابونصر

خازم بن خزیمہ تھا کئی ماہ تک دونوں حریف مصروف کارزار رہے۔

ہشام بن عمرو التغلبی راوی ہے کہ میں ابومسلم کی فرودگاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں' ایک شخص نے کہا اہل خراسان' دوسرے نے کہا اہل شام' اس پر ابومسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

عبداللہ بن علی کا شدید حملہ:

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوئی عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے بعد ازاں عبدالصمد نے رسالہ کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پھر اپنی اصل میں جاملا۔ اور اب ان سب نے مل کر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہماری صفیں درہم برہم کر دیں اور ہماری فوج کا بڑا حصہ تاب مقاومت نہ لاکر بے ترتیبی سے پسپا ہوا میں نے ابومسلم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دے کر اس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لیے للکاروں' ابومسلم نے اس کی اجازت دی میں نے ابومسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑ یئے اس نے جواب دیا دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو للکارو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح ان کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے' اس دن ابومسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا:

من کان ینوی اهله فلا رجع فرمن الموت و فی الموت وقع

ترجمہ: ''جو اپنے اہل وعیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا''۔

ابومسلم کی ہدایات:

اس لڑائی میں ابومسلم کے لیے ایک تخت بنایا گیا تھا جب دونوں فوجیں لڑتیں تو وہ تخت اس کے لیے بچھایا جاتا اور ابومسلم اس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا جس حصہ فوج میں کوئی خلل اسے نظر آتا فوراً اسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں یہ رخنہ ہو گیا ہے فوراً اس کا تدارک کرو ورنہ دشمن اس میں سے نکل آئے گا اس کے لیے رسالہ آگے بڑھاؤ یا پیچھے ہٹاؤ اس کے قاصد اس کی ہدایات برابر دوسرے سرداران لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہر حال بروز سہ شنبہ ۷/ جمادی الآخر ۱۳۶ یا ۱۳۷ھ فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی ابومسلم نے جب جنگ کا یہ رنگ دیکھا اس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قحطبہ اپنے میمنہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کر دو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین مدافعین کو چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے رہیں' جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اس کی بڑی جمعیت کو اپنے میمنہ میں شامل کر دیا جو ابومسلم کے میمنہ کے مقابل متعین تھا۔

عبداللہ بن علی کی شکست:

اس کے بعد ہی ابومسلم نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان چند آدمیوں کو لے کر جو اب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس

بے جگری سے حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے ان کو مقابلے سے مار بھگایا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا میمنہ اور قلب بھی' پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا گویا ان پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوگئی' عبداللہ بن علی نے سراقۃ الازدی سے جو اس کے پاس کھڑا تھا پوچھا اب کیا کروں؟ اس نے کہا کہ آپ آخر دم تک ڈٹے رہیے اور لڑیئے یہاں تک کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ ایسے شخص کا بھاگنا سخت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقہ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور ان میں عام بھاگڑ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابومسلم نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس فتح کی خبر ابوجعفر کو بھیجی ابوجعفر نے اپنے مولیٰ ابوالخصیب کو اس لیے کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابومسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ:

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کوفے آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی جسے ابوجعفر نے منظور کرلیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آ کر قیام پذیر ہوگیا۔

ابومسلم نے معافی عام کا اعلان کر دیا اس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لیے اسمٰعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان:

بیان کیا گیا ہے کہ شکست کھا کر عبداللہ اور اس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آ گئے تھے۔ عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جہور بن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لیے آئے۔ جہور نے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور پھر ابوجعفر کے مولیٰ ابوالخصیب کے ذریعہ اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا' یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا' اس نے عبدالصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کر دیا نیز عطیہ میں کچھ روپیہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لے کر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انہیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام گزیں رہی۔

اسی سال ابومسلم قتل کیا گیا۔

ابومسلم خراسانی اور ابوالعباس:

۱۳۶ھ میں ابومسلم نے ابوالعباس سے حج کے لیے اجازت طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابوالعباس نے اس کی اجازت دے دی مگر اپنے بھائی ابوجعفر کو جو جزیرہ' آذربائیجان اور آرمینیا کے والی تھے' لکھا کہ ابومسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دے دی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں آ کر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے' مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے اپنے لیے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابوجعفر نے ابوالعباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی یہ

انبار آ کر ان سے ملے یہ سن کر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کیا اور سال نہ تھا جس میں ابو جعفر حج کے لیے جاتے ان کو بھی اسی سال حج کے لیے جانا تھا نیز ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

ابو مسلم خراسانی کی داد و دہش:

علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا اسود ان کا مولیٰ تھا' اب یہ دونوں کے ساتھ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو مسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گذار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا' جو اس سے سوال کرتا اسے ضرور دیتا اس نے عربوں کو گدے اور لحاف دیئے' کنوئیں کھدوائے' راستے کو ہموار کیا اس سے ہر طرف اس کی شہرت پھیلی' عرب کہنے لگے کہ اس شخص کے خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے' مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا' غرض کہ اسی طرح داد و دہش کرتا ہوا یہ مکہ آیا یمانی عربوں کو دیکھ کر اس نے نیزک کے پہلو میں ٹھوکا دے کر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کس قدر عمدہ سپاہی ہیں۔

ابو مسلم خراسانی کی روانگی عراق:

پہلے بیان کے مطابق جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چل دیا راستے میں اسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع خط کے ذریعہ ملی اس نے فوراً ابو جعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابو العباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی مگر ان کی خلافت پر نہ ان کو مبارک باد دی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا رہا تاکہ وہ اس سے آملتے اور نہ خود چل کر ان کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابو جعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابو ایوب سے اسے لکھوایا اسے پڑھ کر ابو مسلم نے ابو جعفر کو خلافت کی مبارک باد دی' یزید بن اسید السلمی نے ابو جعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ یک جا ہوں کیونکہ تمام لوگ بمنزلہ اس کی سپاہ کے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے' ابو جعفر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اب وہ ارادتاً پیچھے رہتے گئے اور ابو مسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابو جعفر نے اپنے آدمیوں کو یک جا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انہوں نے اپنے اسلحہ بھی یک جا کر لیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے فرودگاہ میں اس وقت کل چھ زرہیں تھیں۔

ابو مسلم کی عبدالجبار و صالح کے خلاف شکایت:

ابو مسلم انبار چلا آیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تاکہ یہ اس کی بیعت کر لے عیسیٰ آ گیا' ابو جعفر کوفہ آ گئے۔ یہاں ان کو عبداللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اسے سن کر وہ یہاں آئے اور یہاں انہوں نے ابو مسلم کو اپنے پاس بلا کر عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے سپہ سالار بنایا ابو مسلم نے کہا کہ عبدالجبار بن عبدالرحمٰن اور صالح بن ہیثم مجھ پر تہمتیں عائد کرتے ہیں آپ ان کو قید کر دیجیے' ابو جعفر نے کہا عبدالجبار میرا کوتوال ہے اور اس سے پہلے وہ ابو العباس کا بھی کوتوال رہا ہے صالح بن ہیثم میرا رضائی بھائی ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے میں ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔ اس پر ابو مسلم نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میرے مقابلے میں آپ کے قلب میں ان کی زیادہ وقعت اور جگہ ہے۔ یہ سن کر ابو جعفر برہم ہو گئے ابو مسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز مقصد یہ نہ تھا کہ آپ اس طرح برہم

ہو جائیں۔

مسلم بن مغیرہ کا بیان:

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا۔ جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابو جعفر نے حسن کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ہمراہ شام جائے اس حکم کی بنا پر ہم لوگ ابو مسلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا چند روز اس نے یہاں قیام کیا جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لیے جا رہے ہیں اب سر دست آپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں' حسن نے میری درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دینا۔

حسن بن قحطبہ کا ابو ایوب کو پیغام:

چنانچہ جب میں تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اس سے آ کر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں' حسن نے کہا تھوڑی دیر کے لیے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آ کر ملتا ہوں' میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ ابو ایوب کو ایک پیام بھیجنا چاہتا ہوں اگر مجھے تم پر کامل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ابو ایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیام کو ان تک پہنچا دو گے ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابو مسلم کے پاس آیا ہوں۔ مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جب کبھی امیر المومنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر اپنا منہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لیے ابو نصر کو دے دیتا ہے اور دونوں استہزاءً اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پیام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں' میں عراق آ کر ابو ایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیام کو سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابو مسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لیے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیئے۔

مال غنیمت کے متعلق ابو حفص کا بیان:

ابو حفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابو مسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست فاش دی اور اس کی فرودگاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا' غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے یہ بیش بہا چیزیں اس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑی تھیں ابو مسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستہ فوج میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھے رہ گیا ہمارے سردار نے ان سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں تاڑ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا' اس کے بعد میں نے اپنا پاجامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے

موزے پہن لیے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا' خیر ہے اس کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم ان پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آ گیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اسے بہت پسند آئی' اس نے کہا جاؤ۔ اب میری یہ ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں کے ساتھ اس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا اور بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوتی مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کو ہاتھ نہ لگایا۔

ابومسلم کا ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ:

عبداللہ بن علی کی ہزیمت کے بعد ابوجعفر نے ابوالخصیب کو ابومسلم کے پاس بھیجا تا کہ یہ مال غنیمت کی فرد تیار کرے یہ بات ابومسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابوالخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کر دینا چاہا' مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے اس پر ابومسلم نے اسے چھوڑ دیا یہ ابوجعفر کے پاس چلا آیا۔ دوسرے سرداران فوج نے ابومسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اس کے قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہمارے حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔

ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ:

ابوالخصیب نے ابوجعفر سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابوجعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابومسلم خراسان چلا جائے گا انھوں نے یقطین کے ہاتھ ایک خط اسے بھیجا اور اس میں لکھا کہ میں تم کو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں یہ تمہارے لیے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو' شام میں خود رہو اس طرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تم کو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آ سکو گے' خط پڑھ کر ابومسلم برہم ہو گیا کہنے لگا ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا مصمم عزم رکھتا ہوں یقطین نے ابوجعفر کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

یقطین بن موسیٰ کی ابومسلم کے خلاف شکایت:

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابومسلم نے عبداللہ بن علی کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تا کہ وہ اس فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے کر ابومسلم اسے ''یک دین'' پکارتا تھا ابومسلم نے اس سے کہا اس کے کیا معنی کہ لڑائی کے لیے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا۔ اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں۔ یقطین نے یہ تمام واقعہ ابوجعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط:

ابومسلم ابوجعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے بغیر ان کے پاس آئے خراسان کی طرف

چل دیا۔ ابوجعفر انبار سے مدائن آئے انہوں نے ابومسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابومسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اس نے منزل کی تھی اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ امیر المومنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ وشورش فرو ہو جاتے ہیں تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزراء کا ہوتا ہے' ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اسی کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی طاعت وفرماں برداری کے لیے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔

ابوجعفر کا خط بنام ابومسلم خراسانی:

جب یہ خط منصور کو ملا انہوں نے یہ جواب اسے لکھا: میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزراء کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں بے شک ان کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف وانتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کیا' کہاں تم کہاں وہ' تم اپنی اطاعت' اخلاص اور اس حکومت کی گراں بار ذمہ داریوں کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہو البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں' میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تا کہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اس سے تم کو اطمینان قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کرلیا ہے اس سے بہتر اسے تمہاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ ہم دست نہ ہوسکے گا۔

جریر بن یزید کی سفارت:

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ البجلی کو جو اپنی فراست و چرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا ابومسلم کے پاس بھیجا یہ اسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ ابومسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے لوگوں نے اس کا استقبال کیا' منصور نے اسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اس کی بہت خاطر و تواضع کی۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط:

علی کہتا ہے کہ ابومسلم نے حسب ذیل خط ابوجعفر کو لکھا تھا: اللہ کا فرض سمجھ کر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل بنایا وہ بڑے پایہ کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز قریب تھے انہوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور دنیائے حقیر وقلیل کی خاطر انہوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردہ کی سی ہوگئی انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور عفو ورحم کو بالکل نظر انداز کردوں نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لیے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کردیا جو اس سے اب تک جاہل تھے' اس کے بعد اب اللہ نے

مجھے توبہ کی توفیق مرحمت فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا' اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ تو ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میرے کرتوت کی بنا پر وہ مجھے ان اعمال کی سزا دے تو دے کیونکہ خداوند عالم ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ابومسلم خراسانی کی سرکشی:

منصور کی مرضی کے خلاف ابومسلم خراسان جانے کے لیے اپنے مستقر سے روانہ ہوا' جب عراق کی سرزمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چل کر مدائن آ گئے' ابومسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

امراء کے ابومسلم کے نام خط:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن علی' عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابومسلم کو خط لکھیں چنانچہ سب نے اسے خطوط لکھے جن میں اس کی بہت تعظیم کی گئی تھی اور اس کے خدمات کا اعتراف تھا نیز اس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اس نے اس خاندان سے کیا وہ اسے مدت العمر نباھے اس پر خلیفہ کی طاعت واجب ہے' عذر کے عواقب سے اسے ڈرایا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیر المومنین کے پاس آ کر ان کی خوشنودی حاصل کرلے۔

ابوحمید کی سفارت:

ابوجعفر نے اپنا خط ابوحمید المروزی کے ہاتھ ابومسلم کو بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ ابومسلم سے انتہائی اطمینان کے ساتھ گفتگو کرے ان کی طرف سے اس کے احسانات کا تشکر ظاہر کرے اور کہہ دے کہ میں اس کو ایسا رفیع درجہ دینے والا ہوں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو ان کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آ کر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اس سے کہہ دینا کہ امیر المومنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے علی الرغم تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے تو مجھے نہ عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں' اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں۔ اگر تو سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر دوں یا خود اپنی جان دے دوں' مگر جب تک اس کی واپسی سے مایوسی نہ ہو یہ تہدید اس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اس سے توقع نہ رکھنا۔

ابوحمید اور ابومسلم خراسانی کی گفتگو:

ابوحمید اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ ابومسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابوحمید ابو مالک اور دوسرے لوگ ابومسلم کے پاس پہنچے' انھوں نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد وفتنہ پرداز لوگ امیر المومنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق ان فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت وترفہ تم کو حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو اور ان سے آ کر گفتگو کر لو تم تو امین آل محمد ﷺ مشہور ہو اس دنیاوی امارت' شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمہاری خدمات کا اجر جو تم کو آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا اس اجر آخرت کو تم ضائع مت کرو اور شیطان کے ورغلانے میں نہ آ جاؤ۔

ابوحمید کی اس تقریر کوسن کر ابومسلم نے کہا اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھ سے نہیں کی تھی اس نے جواب دیا تمہیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیت یعنی ابوالعباس کی حمایت و طاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں تمہیں نے ہم کو مختلف ممالک اور مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر اس تحریک میں شریک کیا اللہ نے ہم کو ان کی طاعت کے لیے متحد کیا اور ان کی محبت کی خاطر ہمارے قلوب ایک دوسرے سے وابستہ کر دیئے اور ان کی مدد کرا کر اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے ان کے ہر فرد سے اسی محبت و خلوص قلب سے ملاقات کی جو اللہ نے ان کے لیے ہمارے دل میں ڈال دی تھی اب ہم پوری طرح سوچ سمجھ کر اور خالص طاعت کے جذبات لیے ہوئے ان کے شہروں میں ان کے پاس آ گئے۔ اب جب کہ ہم اپنی انتہائے غایت اور آرزو کو پہنچ گئے ہیں تم ہماری حالت کو خراب کرنا اور بات کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اسے بلا تامل قتل کر دو اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔

ابونصر کا ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ:

ابومسلم نے ابونصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں مالک نے کہا آپ اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خائف نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اسے پورا کیجیے آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے وہ ضرور آپ کو قتل کر دے گا آپ کی طرف سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

نیزک کا ابومسلم کو رے میں قیام کا مشورہ:

اس کے بعد ابومسلم نے مجلس کے برخواست ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا! میں نے مدت العمر میں تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں اور اس وقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلئے' اور وہاں چل کر قیام کیجیے اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کے مثل ہیں وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہیے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہوں گے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع ہم دست رہے گا۔ جیسا مناسب نظر آئے کیجیے۔

ابوجعفر کی ابومسلم خراسانی کو دھمکی:

ابومسلم نے ابوحمید کو بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کے پاس نہیں آتا' ابوحمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! ابوحمید نے پھر کہا ایسا نہ کرو مگر ابومسلم نے نہ مانا اور کہا میں ان سے ملنا نہیں چاہتا جب ابوحمید اس کی واپسی سے مایوس ہوا اس نے اب ابوجعفر کی وہ تہدید اس سے کہہ دی' اس پر ابومسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اس نے ابوحمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ابوجعفر کی تہدید نے اس کی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت

ابومسلم کی طرف سے ابوجعفر کے خیالات خراب ہوئے انہوں نے ابوداؤد کو جو خراسان میں ابومسلم کا قائم مقام تھا اس کی تمام عمر کے لیے امارت خراسان کا فرمان تقرر اسے براہ راست لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوداؤد نے ابومسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول ﷺ کی نافرمانی کے لیے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر ان کی اجازت کے خراسان واپس نہ آؤ جب ابوحمید سے اس کی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابوداؤد کا یہ خط ابومسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب وخوف زدہ ہوا اس نے ابوحمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگر چہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابواسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آ کر مجھے دے کیونکہ میں ابواسحٰق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابواسحٰق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

ابواسحٰق کا ابومسلم خراسانی کو مشورہ:

جب یہ ان کی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ وطریقہ سے جو اسے محبوب تھا اس کی خاطر و مدارات کی ابوجعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمہاری ہے اس کے علاوہ اسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا' ابواسحٰق نے واپس جا کر ابومسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لیے چاہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چل کر ان سے معذرت کر لیجیے اس تقریر کے بعد اب ابومسلم آنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

نیزک کی ابومسلم خراسانی کو نصیحت:

جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابومسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابومسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا:

مـا لـلـرجـال مـع القضاء محالة ذهـب الـقـضـاء بـحيـلة الا قـوام

ترجمہ: "تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے"۔

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپ کی بھلائی کرے میری صرف یہ بات گرہ میں باندھ لیجیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجیے پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجیے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ابومسلم نے ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ابوایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابوجعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلی پر بیٹھے تھے' ابومسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا! جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اس کی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابومسلم قتل کر دیا گیا تو اس کے پیرو اس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے ان سے راہ رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے' اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابومسلم بے خوف وخطر معمولی طرح چلا آئے تو ابوجعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرے کو محسوس کر کے اپنی

حفاظت کے سامان ساتھ لے کر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے روبراہ ہوتا مشکل نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر سوچوں۔

ابوایوب کی حکمتِ عملی:

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا بدل وجان' میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اس قدر آمدنی تم کو ہوگی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اسے اس قدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ پیدا ہو بلکہ وہ اسے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے اب میں نے اس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی سال اوّل میں اس قدر رہوئی تھی امسال اس کے مقابلہ میں دو چند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گذشتہ کی آمدنی پر اس کا قبالہ تمہارے نام کر دوں' یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دے دوں تم کو اتنی آمدنی ہوگی کہ اٹھائے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ دھڑوت کے لیے میں کہاں سے لاؤں میں نے کہا تم ابومسلم کے پاس جاؤ اس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اسی میں سے کسکر کی سال اوّل کی آمدنی کے مساوی رقم دے دے کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابومسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کر دیں اور اس طرح اسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں' اس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے اس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لیے اجازت لے لوں گا۔

سلمہ بن سعید اور ابومسلم خراسانی:

میں ابوجعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیقت بیان کی' انھوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا ابوجعفر نے اس سے کہا کہ ابوایوب نے تمہارے لیے اجازت مانگی ہے کیا تم ابومسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا اچھا تم کو اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہم ان کے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابومسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت ہی عمدہ رائے رکھتے ہیں' اس سے اسے اطمنان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان وغمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اس سے آکر وہ بات کہی جس کے لیے وہ ابومسلم کے پاس آیا تھا تو ابومسلم بہت خوش ہوا اور ابوجعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابومسلم خراسانی کا استقبال:

ابوایوب راوی ہے کہ جب ابومسلم مدائن کے قریب آ گیا امیر المومنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا سر شام ابومسلم مدائن آ گیا میں نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصلیٰ پر بیٹھے تھے کہ ابومسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں' ابوجعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہی اسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجیے وجہ اس کی یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور چونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی

اجازت دیجیے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اس وقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجیے گا' اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس کے ساتھیوں کے شر سے اپنے تئیں اپنی ساری جماعت اور امیر المومنین کو محفوظ رکھا جائے اسی شام کو ابومسلم امیر المومنین سے ملنے آیا مجرا بجالایا' مؤدب ان کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابوجعفر نے اس سے کہا اے عبدالرحمٰن واپس جا کر آرام کرو اور سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آ گیا ہوگا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا' ابومسلم اپنی قیام گاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

عثمان بن نہیک کو ابوجعفر کا حکم:

ابومسلم کے جانے کے بعد امیر المومنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے مؤدب کھڑا تھا اس سے بہتر اس کے قتل کرنے کا کیا موقع ہوتا معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے' میں اپنی قیام گاہ کو واپس آ گیا اور علی الصباح ان کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی انھوں نے کہا دور ہو تو نے کل مجھے اس کے قتل سے روک دیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا انھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھی کو قتل نہ کرا دیں اس کے بعد انھوں نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے آواز دی' امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم کو میرے احسانات کی سپاس گذاری ہے اس نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈال دوں یہاں تک کہ وہ آر پار ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لیے تیار ہوں انھوں نے کہا اچھا اگر میں تم کو ابومسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے' عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اس پر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔

ابومسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ:

امیر المومنین نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اور محافظ دستہ کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمرد انتخاب کر کے لاؤ جب یہ نکل کر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی معتمد علیہ شخص کو بھیج کر اپنے چار بھروسہ کے سپاہیوں کو بلا منگواؤ' عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تو جا کر ابن داج' ابوحنیفہ اور دو سپاہیوں کو بلا لا جب یہ لوگ آ گئے تو امیر المومنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی انھوں نے کہا ہم اسے قتل کر دیں گے ابوجعفر نے انہیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکل کر اسے قتل کر دینا۔

ابومسلم خراسانی کی طلبی:

اس انتظام کے بعد اب ابوجعفر نے پے در پے کئی آدمی اس کے بلانے کے لیے بھیجے انھوں نے آ کر کہا کہ وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمت گار نے آ کر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المومنین سے کہا' اگر اجازت مرحمت ہو تو باہر فرودگاہ کا ایک چکر لگا آؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں آیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھنک تو نہیں ملی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا انھوں نے کہا اچھا جاؤ میں ان کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابومسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھ کر مسکرایا میں نے خود اسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المومنین نے اس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہیں کیا' ابوالجہم نے جب اسے آ کر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون

بڑھا میں نے اس سے کہا تمہیں نے اس کے مخالف ہو جانے پر اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج و افسوس کرتے ہو اس سے تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اس قدر قرین مصلحت اور برمحل تھی کہ مدت العمر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المومنین حکم ہو تو ان سب لوگوں کو واپس بھیج دوں انہوں نے کہا مناسب ہے۔

ابوالجہم کا ابوجعفر کو مشورہ:

ابوالجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمت گاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر وفرش اور دوسرا سامان معیشت کسی دوسرے خیمہ میں منتقل کریں چنانچہ ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دے دیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اس طرح نکالا جانے لگا کہ گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے اور آرام کرنے کے لیے درست کیا جا رہا ہے اب ابوالجہم نے باہر نکل کر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر (ابومسلم) امیر المومنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انہوں نے بستر وفرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انہیں اس کے کہنے پر یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے ابوجعفر نے ان سب کو ان کے مقررہ انعام و خلعت سے سرفراز کیا اور ابو اسحق کو ایک لاکھ دیئے' ابوایوب کہتا ہے کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت سست کہا اور پھر گالیاں دیں اس وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اب شبیب بن داج اور اس کے ساتھیوں نے پردہ سے نکل کر اس پر ایک ساتھ وار کیے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیر المومنین مجھے معافی دیجیے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کہ چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو ان سب نے اسے ذبح کر دیا۔

ابوحفص الازدی کا بیان:

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا ابو اسحق اس کے پاس ابوجعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لے کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تم کو اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتنی ہی عزت و منزلت کرتا ہے جتنی خلیفہ وقت کی اور وہ تمہارے احسانات کے معترف ہیں۔

ابومسلم کی ابونصر کو ہدایت:

ابو اسحق کے کہنے پر یقین کر کے ابومسلم مدائن روانہ ہوا اس نے ابونصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھہرے رہو اس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتایا جائے تاکہ اس سے میں آپ کا خط پہچان لوں' ابومسلم نے کہا اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت بھی اس کے ایک فوجی سردار نے اسے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانئے اور واپس چلئے' کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ آپ کو قتل کر دے گا۔ ابومسلم نے کہا میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

ابو مسلم اور ابو الخصیب کی ملاقات:

غرض کہ ابو مسلم تین ہزار فوج کے ہمراہ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابو جعفر سے ملنے آیا انھوں نے اس دن اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن ان سے ملنے کے لیے جانے لگا' راستے میں ابو الخصیب نے اس سے آ کر ملاقات کی اور کہا چونکہ ابھی امیر المومنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تا کہ آپ تخلیہ میں ان سے ملیں۔

ابو مسلم خراسانی اور عیسیٰ بن موسیٰ:

یہ وقت گزارنے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈیرے آ گیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اس کے لیے ناشتہ منگوایا دوسری طرف امیر المومنین نے ربیع سے کہا (یہ اس زمانے میں ابو الخصیب کا خدمت گار تھا) تو جا دیکھ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور ابو مسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المومنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لایئے یہ سنتے ہی ابو مسلم اٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کی عجلت نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلوں گا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہوگئی ابو مسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا اظہارِ افسوس:

اب عیسیٰ بھی آیا اس وقت ابو مسلم ایک عبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اس نے پوچھا کہ ابو مسلم کہاں ہے ابو جعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے عیسیٰ نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا ابو جعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی وہ دن ہے جب کہ حقیقی معنی میں حکومت واقتدار تم کو نصیب ہوا ہے اس کے بعد اس کی نعش دجلہ میں پھینک دی گئی۔

ابو مسلم خراسانی سے جواب طلبی:

ابو حفص کہتا ہے کہ امیر المومنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابو مسلم کے سامنے آتے ہی ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں جو تم کو عبداللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابو جعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچ کر انہیں دی انھوں نے اسے حرکت دے کر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا اور اب اس پر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابو العباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو افتادہ زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا ابو مسلم نے کہا میرا خیال تھا کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انہوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین اور ان کے اہل خاندان علم کا مخزن و معدن ہیں' ابو جعفر نے سوال کیا تم مکے سے واپس آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ ایک ہی چشمہ آب پر منزل کریں کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا۔ ابو جعفر نے سوال کیا جب ابو العباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آ جائے تو نے اس سے کہا کہ ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ ہو لیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابو مسلم نے کہا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں

کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی سہولت کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کوفہ پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابوجعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی جاریہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابومسلم نے کہا میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا' بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھو نہ جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اتار دیا ہے' اور ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔ ابوجعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جس کی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں' ابوجعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گذرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا' اس کے بعد انھوں نے تالی بجائی اس کے ساتھ ہی لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عبدالرحمٰن سے جواب طلبی وقتل:

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المومنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لیے انہیں دے دیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھئے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر مجھے طیش آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے درخواست:

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابومسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے' ابومسلم ابوجعفر کے خیمہ میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابوجعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی اس نے شبیب بن داج المروزی ایک سپاہی اور ابوحنیفہ' حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابوجعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم اپنا کام کر دینا ابومسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔

محمد البخاری کے خلاف ابوجعفر سے شکایت:

اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے' اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دے دیجیے ابومسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اس پر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجیے۔ ابومسلم نے اس طرز عمل کی ابوجعفر سے اندر جا کر شکایت کی انہوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے۔

ابومسلم خراسانی پر عتاب:

اس کے بعد انہوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتداء اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لیے پیام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا

ہے۔ تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا' ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابوجعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اس کی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں' ابوجعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی اتنے میں شبیب اور حرب نے نکل کر اسے قتل کر دیا یہ ۲۵/ شعبان ۱۳۷ھ کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوجعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لیے کی ہیں آپ کو ان باتوں کا مجھ سے کہنے کا حق نہیں' ابوجعفر نے کہا اے خبیث عورت کے جنے! اگر کوئی کم عمر چھوکری بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش بختی کی وجہ سے کیا اگر یہی کام تو اپنی خاطر کرتا تو تجھے ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوتی' تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابو مسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لیے ان کا ہاتھ لے کر اسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پرتلہ کٹ گیا ابو مسلم اس میں الجھ گیا اب شبیب بن داج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا اس کے اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کیے اور قتل کر دیا منصور اس اثناء میں برابر ان کو للکارتا رہا۔ مارو مارو' بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابو مسلم نے ابوجعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جاں بخشی کیجیے' منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے گا اگر میں اب تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو ابوجعفر کی نصیحت:

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔ عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔ امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے۔ منصور کہنے لگے اے احمق! بخدا سارے روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ وہ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ عیسیٰ کے دل میں ابو مسلم کی خاص وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابو مسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن حنظلہ کی رائے:

اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابو مسلم کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا اگر امیر المومنین۔ اس کے سر کا صرف ایک بال لے کر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کرتا جاؤں گا۔ منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے اٹھو اور ابو مسلم کو دیکھو

جب اس نے ابومسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنی میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

اسمٰعیل بن علی اور ابوجعفر منصور کی گفتگو:

اس کے بعد اسمٰعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اس نے سامنے آ کر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اسے اپنے قدموں سے روندا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کر لو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسمٰعیل اٹھ کر اس جگہ گیا۔ جہاں ابومسلم مقتول پڑا تھا اور اس نے اپنے قدموں سے اسے روندا۔

ابوجعفر کا ابواسحٰق و ابونصر کے قتل کا ارادہ:

اس کے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحٰق ابومسلم کے صاحب حرس اور ابونصر اس کے کوتوال کو بھی قتل کر دے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابومسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اس فوج کو ابومسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اس نے اس کی اطاعت کی۔

ابواسحٰق کی اطاعت:

منصور نے ابواسحٰق کو بلایا' یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم اسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لیے دشمن خدا ابومسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابومسلم کے ڈر سے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا' منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اس فاسق کا کام تمام کر دیا ہے پھر حکم دیا کہ اسے اس کی پارہ پارہ شدہ نعش دکھاؤ اس کے دیکھتے ہی ابواسحٰق سجدے میں گر پڑا' اور بہت دیر تک سربسجود رہا' منصور نے کہا سر اٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے یہ کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بےخطر کر دیا جب سے کہ میں اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہوا تھا آج تک مجھے اس کی طرف سے کبھی ایک دن کے لیے بھی اطمینان نہیں ملا میں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کے ظاہری کپڑے اٹھائے' تو معلوم ہوا کہ ان کے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے۔ یہ حال دیکھ کر ابوجعفر کو اس پر رحم آیا کہنے لگے' اپنے خلیفہ کی طاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس فاسق سے بچایا اور اطمینان دلایا' نیز یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

مالک بن الہیثم کا عذر:

اس کے بعد انھوں نے مالک بن الہیثم کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کیں اس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اس کی اطاعت کرتے تھے اور محض آپ کی خوشنودی کے لیے سب لوگ اس سے ڈرتے تھے اور اس کی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابومسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور عقیدت کیش رہا ہوں' منصور نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور اسے بھی ابواسحٰق کی طرح یہی حکم دیا کہ ابومسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

ابوجعفر کا ابواسحٰق کو انتباہ:

اس کے علاوہ ابوجعفر نے ابومسلم کے اور کئی سرداروں کو بلا کر ان کو بیش بہا خلعت وانعام دیا اسی طرح ان کی تمام فوج کو انعام بانٹا۔ وہ خوش ہو کر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم نے اپنے آقا کو روپیہ کے عوض فروخت کر دیا' اس کے بعد ابوجعفر نے ابواسحٰق سے بلا کر کہہ دیا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا اور پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت صرف کر دوں گا' ابواسحٰق نے ان سے جا کر کہا اے کتو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابونصر کے نام جعلی خط:

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ ابومسلم کے قتل کے بعد ابوجعفر نے ابونصر کو ابومسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اس میں اسے حکم دیا کہ تم میرا سارا مال ومتاع اور ہر وہ شے لے کر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں یہاں چلے آؤ اس خط پر ابومسلم کی مہر ثبت کر دی' ابونصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابومسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے اس نے قاصدوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ تمہاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمدان کی طرف چل پڑا۔

ابونصر کی گرفتاری:

ابوجعفر نے شہرزور کی ولایت کا فرمان ابونصر کو لکھ بھیجا مگر یہ فرمان اسے اس وقت ملا جب کہ وہ شہرزور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا جب ان کو اس کا علم ہوا انھوں نے زہیر بن الترکی عامل ہمدان کو حکم بھیجا کہ اگر ابونصر تمہارے علاقے سے گزرے اسے قید کر دینا یہ خط زہیر کو ہمدان میں موجودگی ہی میں مل گیا اس نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعۃ کا مولیٰ تھا۔

ابونصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو:

ایک دن ابونصر ابراہیم بن عریف کے سامنے جو اس کے اخیافی بھائی کا بیٹا تھا قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا' اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں' اب زہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا! میں ان کو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں مگر مجبور ہوں امیرالمومنین کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اگر تم میں سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں ان کا سر کاٹ کر یہاں سے تمہارے پاس پھینک دوں گا۔

ابونصر کی رہائی:

اس کے بعد ابوجعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اس میں ہدایت کی کہ اگر تم نے ابونصر کو گرفتار کر لیا ہو تو اسے قتل کر دو مگر اس حکم کے آنے سے پہلے ہی اس کے تقرر کا فرمان جو پہلے ارسال کیا گیا تھا ایک قاصد اس کے پاس لے کر پہنچا چونکہ زہیر خود ابونصر کا طرف دار تھا اس نے اس فرمان کے آتے ہی اسے رہا کر دیا۔ ابونصر ہمدان سے چل دیا' اس فرمان کے آنے کے دوسرے دن زہیر کو ابوجعفر کا وہ خط ملا جس میں اسے ابونصر کے قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اسے پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آ چکا تھا میں نے اسے رہا کر دیا۔

ابونصر کا کردار:

ابونصر ابوجعفر کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا تمہیں نے ابومسلم کو خراسان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اس نے جواب دیا یہ

درست ہے چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا بہی خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا' ابوجعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابونصر قصر کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ابوجعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے انہیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

مالک بن ہیثم کی گرفتاری ورہائی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہیثم ہمذان کی طرف روانہ ہوگیا تو ابوجعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا' زہیر نے مالک سے آ کر کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے' اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہوگی مالک نے دعوت کے لیے اس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرے میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا تو زہیر نے ادہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیس آدمی نکل کر مالک پر جھپٹے اس کی مشکیں باندھ لیں اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دے دی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

سنباذ کی بغاوت:

اسی سال منصور نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا' نیز اسی سال خراسان میں ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سنباذ نے خروج کیا۔

سنباذ نیشاپور کے ایک گاؤں اہن نام کا رہنے والا مجوسی تھا جب اس نے اپنی بغاوت کی علت ظاہر کی ہزاروں آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساختہ پرداختہ تھا' خروج کرتے ہی اس نے نیشاپور' قومس اور رے پر قبضہ کر لیا فیروز اصبہذ اس کا نام تھا' رے پہنچ کر اس نے ابومسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ یہ وہ خزائن تھے جو ابومسلم ابوالعباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو اہل جبال تھے۔

سنباذ کا قتل:

ابوجعفر نے جہور بن مرار العجلی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہمذان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی' شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاش ہوئی اس شکست میں تقریباً اس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا گیا اس کے بعد خود سنباذ کو لودان الطبوی نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پروند اہر مزین القرخان کو مقرر کر دیا' سنباذ کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گذری تھیں۔

ملبد بن حرملہ شیبانی کا خروج:

اسی سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قائم سوارہ

فوج جس کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلے پر گئی ملبد ان سے لڑا اس نے انہیں مار بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے' اس کے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ پر گئی ملبد نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اس کے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اسے شکست دی اور اس کی ایک جاریہ کو جس سے وہ متمتع ہوتا تھا پکڑ لیا نیز اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلے پر بھیجا ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکانی کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دے کر جو تمام ساز و سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اسے بھی شکست دی۔ اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اس کے مقابلے کے لیے گیا' ملبد اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لیے دیئے تاکہ وہ اس کے مقابلے سے رک جائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ملبد کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال:

چونکہ اس سال لوگ سنباذ کے قضیہ میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا' فریضہ حج ادا ہوا' اسی سال زیاد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن معبد مکے کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا اسمٰعیل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا' سلیمان بن علی بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے' ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا' حمید بن قحطبہ موصل کا والی تھا۔ صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ھ کے واقعات

صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد:

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شمشیر ملطیہ میں در آیا' اس نے شہر کی فصیل گرا دی اور تمام جنگجو آبادی اور ان کے اہل و عیال کو خارج البلد کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ موسم گرما میں کفار سے جہاد کرنے صالح بن علی بن عبداللہ کے گیا صالح نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے' اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار دینار دیئے۔ شہر ملطیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے اسے پھر بنا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لیے ۱۳۹ھ میں ملطیہ گئے تھے۔

جہور بن مرار کی بغاوت و قتل:

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابوجعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جہور بن

مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سنباذ کو شکست دے کر جہور نے اس کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا۔ اس میں ابومسلم کے وہ خزائن بھی تھے جن کو وہ رے چھوڑ آیا تھا' اس نے اس روپیہ کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ محمد اس سے آ کر لڑا نہایت ہی خونریز معرکہ جدل وقتال گرم رہا جہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور دلا ستانج بھی تھے آخر کار جہور اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی ان کے ہزارہا آدمی مارے گئے' زیاد اور دلا ستانج گرفتار کر لیے گئے جہور بھاگ کر آذربائیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسباذ رو میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

ملبد خارجی کا عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ملبد الخارجی مارا گیا۔ جب اس نے حمید کو بھی شکست دے کر قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا تو ابوجعفر نے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن' عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے بھائی کو اس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اس کے ساتھ کیا' ملبد نے سو شہ سوار اس کے عقب میں ایک کمین گاہ میں متعین کر دیئے ان میں لڑائی شروع ہوئی' ان شہ سواروں نے عقب سے نکل کر عبدالعزیز پر دھاوا کر کے اسے مار بھگایا اور اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا۔

خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی پر فوج کشی:

اس مرتبہ ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروذی ترکوں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آ کر فروکش ہوا اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی مزدوروں کے ساتھ دے کر ملبد کی طرف بھیجے یہ جماعت ملبد آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لیے منڈیاں قائم کیں ملبد کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فرودگاہ چھوڑ کر ملبد آیا اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا۔

ملبد خارجی کی پیش قدمی:

جب اس کی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں حریز نام ایک قصبہ میں آ کر فروکش ہوا اس کی اطلاع ملبد کو ہوئی اس نے ملبد سے دجلہ کو عبور کر لیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسمٰعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آ ؤ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو۔

خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ:

خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبد کے مقابلہ کے لیے اس نے دجلہ کو عبور کیا اس کی فوج کے مقدمہ اور طلیعہ پر نضلۃ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی سردار تھا۔ میمنہ پر زہیر بن محمد العامری متعین تھا اور میسرہ پر ابوحماد الابرص بنی سلیم کا مولیٰ مقرر تھا' خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں رات تک چلتی رہیں۔ رات ہوتے ہی وہ ساری رات ایک دوسرے کے مقابلے پر بغیر لڑے ٹھہرے۔ صبح کو

جو بدھ کا دن تھا ملبد اور اس کے ساتھی پرگنہ خرہ کی طرف چلے' خازم اور اس کی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات ہوگئی اب جمعرات کے دن ملبد اور اس کی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لے کر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لیے چلا مقام حسک پر خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس چال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھ کر مقابلہ شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بالکل درہم برہم کر کے الٹ دیا اس کے بعد انہوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا' خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا' انہیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انہیں دیکھ کر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔ خارجیوں نے اپنے تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لے کر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

ملبد خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کر دی تھی' کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دینے لگیں۔ اس وقت تم چپکے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انہوں نے ملبد اور اس کی فوج پر تیروں کا مینہ برسا دیا ملبد ان آٹھ سو آدمیوں کے ہمراہ جو میدان کارزار میں پا پیادہ لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے' باقی جو بچے انہوں نے راہ گریز اختیار کی نضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امیر حج فضل بن صالح و عامل:

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے میں اسے امیر المومنین کا فرمان مل گیا جس میں اسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینے سے گذرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ' مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرے کے قاضی تھے' ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

۱۳۹ھ کے واقعات

اُم عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت:

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں قیام پذیر رہے اور جب ان کی از سرِ نو تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ دونوں خدت کے درے موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ ان کی دو بہنیں ام عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہوگئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی' ان کے علاوہ جعفر بن حنظلة البہرانی ملطیہ کے درے سے جہاد کے لیے بڑھا۔

مسلم قیدیوں کی زرِ فدیہ پر رہائی:

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دے کر رہا کرا لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ھ تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیہ میں رہے' مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لیے بھیجی تھی' اس کے مقابلے کے لیے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیجان آ کر فروکش ہوا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا اس نے ان کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ھ تک کوئی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جا سکی۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ کی سپین میں امارت:

اس سال عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ آج تک اسی کا خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے۔ اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراواں ہوئی تھی اس وجہ سے اسی سال کو سنة الخصیب کہتے ہیں۔

سلیمان بن علی کی معزولی:

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ھ میں اسے معزول کیا گیا' اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہار شنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا اس کے برسرِ ولایت آتے ہی عبداللہ بن علی اور اس کے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گئے۔

عبداللہ بن علی کی طلبی:

ابوجعفر کو اس کی اطلاع ہوگئی انہوں نے سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو اس حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لیے اس معاملہ میں تاخیر نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دینے کا جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اعتماد آ سکے عہد کرتا ہوں' نیز انھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی

اطلاع دے دی اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبداللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کو میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ' عبداللہ بن علی اس کے تمام سرداروں' خاص دوستوں اور موالیوں کو لے کر ۱۸/ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابوجعفر کے پاس آئے۔

اسی سال ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو مع اس کے ساتھیوں کے قید کر دینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کی گرفتاری:

جب سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹے ابوجعفر کے پاس آئے ابوجعفر نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی انھوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں ابوجعفر نے ان کی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انہیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا' اس سے پہلے ہی انہوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً قصر میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا' ابوجعفر اپنی مجلس اٹھے اور انھوں نے سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انھوں نے عبداللہ کو اس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابوجعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدے داروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں بھی قید کر دیا۔

عبداللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام:

خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابوجعفر پر حملہ کر یں ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اس کا کام تمام کر دیں گے اور اسی طرح ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر اسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی داڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا' ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرا دیا اور بقیہ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں ختم کر دیا۔

امیر حج عباس بن محمد اور عمال:

اسی سال عباس بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبیداللہ بصرہ کے قاضی تھے' ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۴۰ھ کے واقعات

ابوداؤد خالد کی ہلاکت:

اس سال خراسان کا صوبہ دار ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابوداؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرو کے کشماہن دروازے کے سامنے فروکش تھا چڑھ دوڑے یہ اس کی قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کی یورش کی وجہ سے ابوداؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لیے زور سے چیخا اس سے وہ اینٹ جس پر وہ کھڑا تھا ٹوٹ گئی یہ تڑکے کا وقت تھا اس کے ٹوٹتے ہی یہ اس پتھر کے پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے استادہ تھی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اس کا کوتوال عصام عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی کے خراسان آنے تک اس کی جگہ منصرمانہ خدمت انجام دیتا رہا۔

امارت خراسان پر عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا تقرر:

اس سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آ کر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ان پر آل علی بن ابی طالب ؓ کے لیے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے' مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا۔ ابوالمغیرہ بنی تمیم کا مولیٰ جس کا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی۔ عبدالجبار نے ان سب کو قتل کر دیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کر دیا نیز اس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائیگی کے لیے سختی شروع کی۔

امیر حج ابوجعفر منصور و عمال:

اس سال منصور حج کے لیے گئے انہوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس۔

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو سنہ گذشتہ میں رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اس سال عبدالجبار تھا۔ ابوجعفر نے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لیے شام کے راستے رقہ آئے اور یہاں کچھ دن قیام کیا۔ منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ) ان کے سامنے لایا گیا منصور نے اسے قتل کر دیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ (ہاشمیہ کوفہ) آ گئے۔

۱۴۱ھ کے واقعات

راوندیہ فرقہ:

راوندیوں کا خروج' بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا ابوجعفر سے مناقشہ جس کو اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ

۱۳۷ھ یا ۱۳۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابومسلم داعی بنی ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور مدعی تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آ گئی ہے ان کا رب جو ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابوجعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔

راوندیہ فرقہ کی شورش:

یہ لوگ منصور کی محل سرا کے پاس آئے اور اب اس کا طواف کرنے لگے اور اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے اس کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے دوسو کو قید کر دیا اس پر ان کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلاوجہ کیوں قید کیا گیا۔ منصور نے ان کے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اس طرح انہوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے پر آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اس دن ان کی تعداد چھ سوتھی ان کی اس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آ یا۔ چونکہ اس زمانے میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ حکم دے دیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آ گئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لیے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابوجعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نپٹ لیں گے۔ آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں' ابونصر مالک بن ہیثم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔

راوندیوں کا انجام:

اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور مار مار کر ان کا برا حال کر دیا' شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے' خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابوجعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انہوں نے اس کی اجازت دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انہیں قصر کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اسے اور اس کی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ انہیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں ان سے لڑ پڑنا' اس مرتبہ انہوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب شعبہ ان کے عقب میں جا پہنچا اور اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

عثمان بن نہیک کی ہلاکت:

اس سے پہلے اسی دن عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انہوں نے ایک تیر اس کے مارا جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جان بحق ہوا ابوجعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے' انہوں نے اس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدے پر برقرار رہا اس کے بعد ابوجعفر نے ابوالعباس الطوسی کو یہ عہدہ دیا۔

معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری:

اسمٰعیل بن علی اپنی فوج لے کر اس دن اس وقت آیا جب کہ دروازے بند کر دیئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول دو میں تم کو ایک ہزار درہم دیتا ہوں اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ قعقاع بن ضرار عیسیٰ بن موسیٰ کا کوتوال اس دن شہر ہی میں تھا اس نے باغیوں کے خلاف خوب جوانمردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں وقوع پذیر ہوا تھا اس دن ربیع میدان جنگ میں آیا تا کہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اس سے کہا کہ آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابرویز بن المصمغان رئیس دنباوند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہو گیا تھا اور اس وجہ سے ابوجعفر کے پاس چلا آیا تھا ابوجعفر نے اس کی خاطر و تواضع کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انہوں نے اپنا رخ پھیر لیا اس نے کہا اجازت ہو تو ان سے لڑوں انہوں نے اس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تھا تو پھر اسے چھوڑ دیتا تھا۔

معن بن زائدہ کا اعزاز:

جب وہ سب قتل کر دیئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دستر خوان بچھنے کے بعد انھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دی جائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اس کے آجانے کے بعد قثم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اس کی جگہ انھوں نے معن کو بٹھایا' کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا' اے ابوالعباس! کیا تم نے ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کے مانند ہیں اس نے کہا جی ہاں! منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تم کو معلوم ہوتا کہ معن بھی اسی قسم کا شیر ہے اس پر معن نے کہا امیر المومنین بخدا! جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں خود خائف تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر ان پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا بے باک نہ دیکھا تھا آپ کو اس طرح دیکھ کر خود میرا دل قوی ہو گیا اور اسی وجہ سے میں نے اس طرح جرأت کا اظہار کیا۔

رزام کو امان:

ابن خزیمہ نے ابوجعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ان کو قتل کر دو' ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کر دوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق

رکھتا ہے اس کی بھنک پاتے ہی رزام نے جعفر بن ابی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اس کی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ابوبکر ہذلی کا بیان:

ابوبکر الہذلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے پر کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص جو میرے پہلو میں کھڑا تھا کہنے لگا یہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تخلیہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سنی اس کے بعد میں نے ان سے وہ بات نقل کی اسے سن کر وہ زمین کرید نے لگے اور کہنے لگے اے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیج دے گا مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری معصیت کرتے تا کہ جنت میں جاتے۔

ابوجعفر منصور کی لغزشیں:

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے ان تینوں کے عواقب سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اس وقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسی طرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بے باکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔ نیز جب میں شام گیا اس وقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہو جاتا تو خلافت ہی برباد ہو جاتی۔

معن بن زائدہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر سیاہ علم والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے مرزوق ابوالخصیب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اس کے لیے معافی حاصل کر لے گا راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ قصر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا' منصور نے اس وقت ابوالخصیب سے جو ان دنوں دربانوں کا چاؤش تھا دریافت کیا کہ قصر کے دروازے پر کون کھڑا ہے اس نے کہا معن بن زائدہ' منصور کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑ واعرب ہے' لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور شریف ہے اسے اندر لے آؤ' معن اندر آیا منصور نے اس سے کہا کہو معن کیا کہتے ہو' اس وقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیے اس نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ کے لیے شرکت کی عام منادی کر دیجیے اور جو لوگ لڑنے نکلیں ان کو خوب روپیہ دیجیے۔ منصور نے کہا' آدمی کہاں ہیں اور روپیہ اس وقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے مقابلے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا معن تم نے کوئی مناسب رائے نہیں دی۔ میری رائے یہ ہے کہ میں خود ان کے مقابلے کے لیے نکلوں اور میدان میں ٹھہروں' لوگ مجھے دیکھ کر ان سے لڑیں گے' داد مردانگی دیں گے' ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ کے لیے جائیں گے اور اگر میں یہیں ٹھہرا رہا تو یہ مقابلے پر ثابت قدم نہ رہیں گے بلکہ پسپا ہو جائیں گے۔

معن بن زائدہ کی کارگذاری:

یہ سن کر معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت

قتل کر دیئے جائیں گے اس کے بعد ابوالخصیب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی' منصور نے ان دونوں سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سہارے اچھل کر گھوڑے کی پشت پر متمکن ہوا اپنے کپڑے برابر کیے اور اب مقابلے کے لیے نکلے معن اب بھی ان کی لگام تھامے تھا اور ابوالخصیب ان کے ہم رکاب تھا ایک جگہ جا کر منصور ٹھہرے ایک شخص ان کی طرف بڑھا انہوں نے معن سے کہا اس کافر کو لینا۔ معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اسی طرح پے در پے اس نے چار کافروں کو قتل کیا۔ منصور کو دیکھ کر اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں ان سب کا صفایا کر دیا اس کارروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا۔

معن بن زائدہ کا امارتِ یمن پر تقرر:

ابوجعفر نے ابوالخصیب سے اسے دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر حسن کارگذاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المومنین اس کی خطا معاف نہ کریں گے۔ تم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ ابوالخصیب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا۔ ابوالخصیب نے منصور سے آ کر کہا کہ جو روپیہ بطور انعام کے آپ نے اسے دیا تھا وہ اس نے سب تقسیم کر دیا ہے اور اب اسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جائے کہنے لگے اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اسے وہ مل جائے۔ یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن عامل خراسان:

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبدالجبار بن عبدالرحمٰن نے نقض بیعت کر کے بغاوت کی' جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبدالجبار اہل خراسان کے عمائد کو قتل کر رہا ہے اور ان میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ ''چمڑا متعفن ہو گیا ہے'' اس نے ابوایوب سے کہا کہ عبدالجبار نے ہمارے طرف داروں کو فنا کر دیا ہے اس سے اس کی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ اس نے عرض کیا اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے وہ اہل خراسان کے امراء اور رؤسا کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اس وقت آپ ان کی سرکوبی کے لیے جسے چاہیں بھیج دیں' اس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہو گی۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی سرکشی:

منصور نے اس تجویز کے مطابق عبدالجبار کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا' اس خط کو منصور نے ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اسے لکھئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلے میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرے کے روکنے کے لیے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں' یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں تاکہ اگر اس کی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں اس کی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبدالجبار کے پاس پہنچا اس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے۔ قحط کی وجہ سے اشیاء مایحتاج اس قدر گراں ہوگئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گی جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اسے ابوایوب کو دکھایا اس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اور اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اس کے معاملے میں آپ انتظار نہ کریں۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی شکست و گرفتاری:

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالجبار سے لڑنے کے لیے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا اور اب خود آگے بڑھ کر نیشاپور آیا۔ جب خازم عبدالجبار کے مقابلے کے لیے چل پڑا اور اس کی اطلاع اہل مروالروذ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبدالجبار پر چڑھ دوڑے اور اس سے لڑ پڑے' نہایت شدید جنگ کے بعد عبدالجبار کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا محشر بن مزاحم المروالروذی نے وہاں جا کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور خازم کے وہاں آنے کے بعد اسے اس کے سامنے پیش کیا۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا انجام:

خازم نے اسے پشم کا ایک کرتہ پہنا کر اونٹ پر اس طرح سوار کیا کہ اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف رکھا اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور دوسرے خاص دوست تھے۔ منصور نے ان سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں انہیں کوڑے لگوائے اور اس طرح جس قدر ہو سکا اتنا روپیہ ان سے اگلوایا پھر مسیب بن زہیر کو عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا جسے وہ بجا لایا۔ منصور نے اس کے بیٹوں کو دھلک لے جانے کا حکم دیا' یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے اس جزیرے میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے ان پر غارت گری کی اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لیا گیا بعد میں زر فدیہ دے کر انہیں رہائی ملی ان میں سے صرف عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی مصاحبت نصیب ہوئی ہے اور جس کا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۱۷۰ھ عہد ہارون میں اس نے مصر میں وفات پائی۔

قلعہ مصیصہ کی تعمیر:

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی' نیز اسی سنہ میں محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبدالجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبدالجبار ۱۰/ ربیع الاوّل ۱۴۱ھ کو خراسان آیا۔ (۱۴/ ربیع الاوّل بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز شنبہ ۶/ ربیع الاوّل ۱۴۲ھ اسے شکست ہوئی۔

مہدی کو طبرستان پر فوج کشی کا حکم:

دوسری روایت' بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبدالجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچ کر ٹھہر گیا مگر قبل اس

کے کہ یہ اس کا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پر جو اخراجات ہو چکے تھے ان کو بغیر کسی دوسری جگہ کام میں لائے رائیگاں جانے دیا جائے منصور نے اسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابوالخصیب' خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصبہذ کے مقابلے پر بھیج دو۔

اصبہذ اور مصمغان میں مصالحت:

اس زمانے میں اصبہذ مصمغان ملک دنباوند سے لڑ رہا تھا اور اس کے مقابل فروکش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی عساکر اس کے علاقے میں گھس آئے ہیں اور ابوالخصیب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے' تو اس واقعہ کا مصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اس نے اصبہذ کو لکھا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیش قدمی کو میں اپنے خلاف پیش قدمی سمجھتا ہوں' اس خیال کی بنا پر دونوں نے لڑنے کے لیے آپس میں سمجھوتہ کر لیا۔ اصبہذ اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا۔

طبرستان کی فتح:

جب ان لڑائیوں نے بہت طول کھینچا تو ابوجعفر نے ابرویز مصمغان کے بھائی کے مشورے پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا اس کے متعلق ابرویز نے ابوجعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرویز اس سے سنباذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا' ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کر لیا اور اس میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑنے چلا گیا آخر کار اس نے طبرستان فتح کر لیا اس کے اکثر باشندوں کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔

اصبہذ کا انتقال:

اصبہذ نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اس نے قلعہ کو مع ہر شے کے جو اس میں تھی حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی مہدی نے اس کے بارے میں ابوجعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد و زاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شے کو قلم بند کر کے واپس آ گئے' اصبہذ کے چیچک نکل آئی وہ دیلم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا' اس کی بیٹی قید کر لی گئی یہی ابراہیم بن العباس بن محمد کی ماں ہے۔

مصمغان کی گرفتاری:

اس سے فارغ ہو کر اب عساکر اسلامیہ نے مصمغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھ بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی ام ولد مصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہو کر حوزی ہو گئے اور حوزی ان کو اس وجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح ہو گئے تھے۔

امیر حج صالح بن علی و عمال:

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ' مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا' اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ

القسری عامل مقرر ہوکر ماہ رجب میں مدینہ آ گیا مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔
اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی۔ یہ شخص منصور کا صاحب شرطہ اور مصر و ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اس کا بیٹا عیینہ اس کا قائم مقام تھا۔

اس سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا' اس سال صالح بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمد بن خالد بن عبداللہ القسری تھا۔ مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ تھا کوفہ اور اس کے علاقے پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا اور اس کی طرف سے سری بن عبداللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔

۱۴۲ھ کے واقعات

عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت:

اس سال عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کر دی اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:
اس کے اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ میّب بن زہیر شرطہ پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد میّب بدستور صاحب شرطہ تھا مگر اب اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید منصور عیینہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کر دے اس خطرے کو دور کرنے کے لیے اس نے یہ شعر عیینہ کو لکھ بھیجا مگر اس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ شعر یہ ہے:

فارضك ارضك ان تاتنا ‏ فنم نومة ليس فيها حلم

ترجمہ: ''تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آ ؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہوگا''۔

امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر:

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کر دی ہے' خود ابوجعفر اپنے دارالخلافۃ سے روانہ ہوکر اپنی بصرے کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ العتکی کو سندھ و ہند پر جا کر قبضہ کر لیا۔

اصبہبذ کی عہد شکنی:

اس سال طبرستان کے اصبہبذ نے معاہدہ شکنی کی اور ان تمام مسلمانوں کو جو اس کے علاقہ میں تھے شہید کر دیا۔
جب ابوجعفر کو اصبہبذ کے اس غدر کی اطلاع ہوئی انھوں نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جن کے ساتھ مرزوق ابوالخصیب ابوجعفر کا مولیٰ بھی تھا اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا انھوں نے جا کر اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔

ابوالخصیب کی حکمت عملی:

محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ نے بہت طول کھینچا تو ابوالخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ ڈالو' جب یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہو لیا تو وہ اصبہبذ رئیس قلعہ کے پاس

گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ تہمت رکھ کر کہ میں آپ کا ہوا خواہ ہوں میرا سر اور داڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے' اصبہذ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا' اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھا لیا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت وہیں جما دیا جاتا تھا اس کام کے لیے اصبہذ نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور اس کے لیے ان کی باریاں مقرر کر دی تھیں۔

اصبہذ کے معتمدین میں ابوالخصیب کی شرکت:

ایک مرتبہ ابوالخصیب نے اصبہذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیونکر اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں' اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہذ اس سے بھی کام لینے لگا جسے ابوالخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنا اعتماد جما لیا۔ چنانچہ اب اصبہذ شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اس کی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مامور کر دیا اور اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

طبرستان پر قبضہ:

ابوالخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا۔ اس میں ان کو بتایا کہ مجھے اب موقع ہم دست ہو گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ شب معہود میں اس نے مسلمانوں کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا لیا اسی میں بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الاصبہذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی یہ خرناماں مصمغان کے حاجب کی بیٹی تھی اصبہذ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

بصرہ میں عید گاہ کی تعمیر:

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لیے عید گاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو ان دنوں ابوجعفر کی طرف سے فرات اور ابلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابوجعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلّیٰ میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

سلیمان بن علی کا انتقال:

اس سال شب شنبہ ۲۱/ جمادی الآخر کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرے میں انتقال کیا عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نوفل بن فرات کی برطرفی:

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور

اس کی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی وعمال:

اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا۔ ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اس سال واقدی کے بیان کے مطابق ابوجعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے یہ اپنی مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہا۔

۱۴۳ھ کے واقعات

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو دیلم سے لڑنے کی دعوت دی اس کی تفصیل یہ ہے:

دیلم پر جہاد کا اعلان:

جب منصور کو معلوم ہوا کہ دیلم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو انھوں نے حبیب بن عبداللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لیے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود دیلم کے مقابل پر جہاد کے لیے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔

ہیثم بن معاویہ کی برطرفی:

اس سال ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا' سری یمامہ میں تھا کہ اسے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چل دیا اور ابوجعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمامہ بھیج دیا۔

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر:

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ وعمال:

اس سال والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

باب ۴

محمد بن عبداللہ کا خروج

۱۴۴ھ کے واقعات

محمد بن ابی العباس کی دیلم پر فوج کشی:

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیر المومنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ' واسط' موصل اور جزیرے کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

محمد بن ابی جعفر کی مراجعت عراق:

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے۔ابوجعفر قرماسین تک ان کے استقبال کو گئے' اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔اس سال خراسان سے آ کر محمد بن ابی جعفر کی منگنی ان کے چچا کی بیٹی ریطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی۔

امیر حج خلیفہ منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے مستقر اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

محمد بن خالد کی برطرفی:

نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔اس وقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیادہ بن عبیداللہ کی برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابوالعباس کی زندگی میں ابومسلم کے ہمراہ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم ان سے ملنے نہیں آئے۔

بنی ہاشم کی مجلس مشاورت:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بیان کرتے تھے کہ جب بنی امیہ کی حکومت متزلزل ہوگئی اس وقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لیے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب میرے لیے تمام ان معتزلہ نے جو وہاں اس وقت موجود تھے بیعت کی تو ابوجعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کی ضمانت:

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انہیں

آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا' جب ۱۳۶ھ میں ابوجعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبیداللہ ان کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اسے اس کے علاقہ پر جانے کی اجازت دے دی اور محمد اور ابراہیم کی اس سے ضمانت لے لی۔

محمد بن عبداللہ کے متعلق تفتیش:

خلیفہ ہونے کے بعد ابوجعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے' اس غرض سے انہوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً تخلیہ میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انہیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خوداہاں تھے اس وجہ سے وہ آپ سے خائف ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے' حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شبہ نہیں کیا البتہ اس نے ابوجعفر کو اس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کرے گا کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کی سمجھ میں آئے کیجیے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے خداوندا تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میرے باپ کہا کرتے تھے میں اس بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی۔

محمد بن عبداللہ کی روایت:

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابوجعفر کو عبداللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب دان تھے کہ بغیر کسی کے بیان کیے ہوئے معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابوجعفر نے مجھ سے عبداللہ بن حسن کو دریافت کیا۔ میں نے ان سے وہی کہہ دیا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اس پر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کروں۔

محمد بن اسمٰعیل کا بیان:

محمد بن اسمٰعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا کہ اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو' سلیمان نے کہا بخدا! گویا اس وقت میں عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جب کہ ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے' اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے' انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری کو عبداللہ کی اولاد اس کا ایک احسان سمجھتی تھی۔

محمد بن عبداللہ کی تلاش:

ابوجعفر نے اعرابی غلام خریدے ان میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا ایک دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں

اور انہیں مدینہ کے علاقہ میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا ان میں سے ہر شخص چشمہ آب پر رہگیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔

عقبہ بن سلم اور ابوجعفر منصور:

محمد بن عباد بن حبیب المہلبی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المومنین کے مولی نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا سندھ سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابوجعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکان وفد دربار سے اٹھ گئے تو انہوں نے عقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المومنین کا ایک عسکری اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع' پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت ٹپکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جس کا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تم کو بہت ترقی دوں گا' اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المومنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اسے پورا کر سکوں گا' فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں فلاں وقت میرے پاس آنا۔

ابوجعفر منصور کی عقبہ بن سلم کو ہدایات:

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا میرے یہ دوھیالی رشتہ دار میری حکومت وخلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اس کا خاتمہ کر دیں خراسان کے فلاں گاؤں میں ان کے طرفداروں کی ایک جماعت ہے جو ان سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات وزکوۃ کی آمدنی نیز اپنے علاقوں کے میوے ہدیہ بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لے کر اپنی ہیئت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام پر ایک خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انہیں ٹٹولو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی اور اس طرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا' تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکساری وعاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تم کو دھتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا۔

اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تم کو اس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

عقبہ بن سلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات:

یہ شخص جعلی خط لے کر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اس کا خط اور تحائف قبول کر لیے اور اب اس سے بے تکلف ہو گیا' عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی' اس نے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جا کر ان لوگوں سے میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ

میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں' عقبہ نے یہ بات ابوجعفر سے آ کر بیان کر دی ابوجعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ھ میں امیر حج بنا کر مکہ بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انہیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو ان کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

فضل مدینہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے ملنے نہ آئے یہ خاموش رہا جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آ رہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کو نہ آئے اس نے کہا بخدا! ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی برائی یا نیت فساد نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بے حد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سن کر فضل خاموش ہو گیا اور اس چوبرجے پر آ کر بیٹھا جو اس کے لیے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا وہ اس کے ڈھوروں کو اس کے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہ کر اس میں شہد ملایا اور اسے لے کر چوبرجے پر چڑھا۔ عبداللہ نے اسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلا وہ اس کی طرف بڑھا جب اس کے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اسے جھڑکا کہ دور ہٹ' چرواہا پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا' لپکا اور خود اس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اس نے پیالہ لے کر پی لیا۔

حفص بن عمر کے خلاف شکایت:

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبیداللہ کا میر منشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اسے محمد کی تلاش سے روکتا تھا' عبدالعزیز بن سعد نے اس کی شکایت ابوجعفر کو لکھ بھیجی انہوں نے اسے وہاں سے بلایا زیاد نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اسے ابوجعفر کی گرفتاری سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آ گیا۔

محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام:

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چھپ کر بصرے آیا۔ یہ جماعت عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمٰن نے اس سے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا' اور مجھے تمام میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو' محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمٰن نے کہا تو اس صورت میں تم کو میں نہیں ٹھہرا سکتا بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرے میں قیام پذیر تھے اور وہ اپنے لیے دعوت دیتا تھا ابوجعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرے میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن جشیب کا بیان:

ابن جشیب اللہبی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر فروکش ہوا ان کے ایک نوجوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر ان کے ایک معمر شخص نے اسی نوجوان کے ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اس نے ایک بڈھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اس بڈھے کو دیکھتے ہو اس کا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آ کر اترا تھا اس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اس کے پیدا ہوا جس کی عمر اب یہ ہوگئی ہے نہ ہم اس کے نام سے واقف ہیں نہ اس کے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی:

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آ کر عبداللہ بن شیبان (جو بنی مرہ بن عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس فروکش ہوا چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابوجعفر کو اس کے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے طے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس فروکش ہوئے ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ ان سے جا کر ملے پہلے تو اس نے انکار کیا مگر آخر کار ہماری بات پیش کی گئی اور وہ ابوجعفر سے جا کر ملا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ اے ابوعثمان کیا بصرے میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اس نے کہا کوئی نہیں' ابوجعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں۔ عمر نے کہا بہتر ہے ابوجعفر واپس چلے گئے۔

ابوجعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو:

ابوجعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے اس نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی طرف اعتنا کروں یا ان کی کوئی خدمت کروں۔

ایوب القزاز راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے' اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے' میں نے پوچھا آپ نے یہ کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تین ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو وفا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابوجعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آ گئے۔

ابوجعفر منصور کی آل ابی طالب میں داد و دہش:

جب زیاد نے ابوجعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابوجعفر نے اسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا' حسن بن زید کو ان کا پتہ چلتا تھا تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابوجعفر کو ان کے مقام کی خبر کر دیتا ابوجعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اس کے بیان کو سچ سمجھتے رہے' ۱۴۰ھ تک یہی نوبت رہی اس سال وہ خود حج کرنے گئے انہوں نے خاص کر آل ابی طالب میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا۔

عبداللہ بن حسن اور ابوجعفر منصور میں تلخ کلامی:

ابوجعفر نے عبداللہ کو بلایا اور اس کے دونوں بیٹوں کو پوچھا اس نے اپنی بے خبری ظاہر کی اس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی ابوجعفر نے اس پر کم نسبی کا عیب لگایا اس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہ ﷺ بنت رسول اللہ ﷺ کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین ﷺ یا ام اسحٰق بنت طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد ﷺ کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جرباء بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے ۔ یہ بنی طے کی ایک عورت تھی ۔ اس گفتگو پر مسیّب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا اور عرض پرداز ہوا امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر زیاد بن عبداللہ نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور امیر المومنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجیے اور میں ان کے دونوں بیٹوں کا کھوج نکالتا ہوں اور ان کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی گلوخلاصی ہوئی ۔

حزین الدیلی ان دو شعروں میں جریاء کے نسب کی وجہ سے عبداللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے:

لعلك بالجرباء او بحكاكة — تفاخر ام الفضل و ابنة مشرح

و ما منهما الاحصان نجيبة — لها حسب في قومها مترجح

ترجمہ: ''شاید کہ تو جرباء اور حکاکہ کی بنا پر ام الفضل اور مشرح کی بیٹی کے مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں عورتیں باعصمت شریف زادیاں تھیں اور ان کی قوم میں ان کا حسب باوقعت تھا''۔

عقبہ بن سلم کو عبداللہ بن حسن کے متعلق ہدایت:

سندی امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابوجعفر کو اطلاع کی کہ میں بھی حج کے لیے جا رہا ہوں انھوں نے اس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں تو ابناء حسن میری ملاقات کو آئیں گے ان میں عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اس وقت اس کی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اسے جگہ دوں گا پھر کھانا منگواؤں گا جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اس وقت میں تم کو آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اس کے روبرو آ کر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمہاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اس کے پیچھے ہو جانا اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کی پیٹھ میں ٹھوکا دینا تا کہ وہ تم کو اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اس کے سامنے نہ آنا ۔

عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی:

ابوجعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے ابنائے حسن ان سے آ کر ملے انھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوایا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھ سے اس بات کا حتمی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے عبداللہ نے کہا امیر المومنین میں اپنے اس وعدہ پر قائم ہوں اب ابوجعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا عبداللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اٹھایا اب عقبہ اس کی پشت پر آ کر کھڑا ہوا اس نے اپنی انگلیوں سے اسے ٹھوکا دیا عبداللہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دوچار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابوجعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا مگر انھوں نے کہا

ابوجعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابوجعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش:

ابو ہبار المزنی راوی ہے کہ جب ۱۴۰ھ میں ابوجعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابوجعفر کو قتل کر دینا چاہا اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے ان سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ تاوقتیکہ ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں تم اسے اچانک قتل نہ کرو' اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابوجعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوجی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابوجعفر کے سامنے آیا اور اس نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی ابوجعفر نے اس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس کے کچھ ساتھی پکڑ لیے گئے اس کا ایک غلام جس کے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچ کر نکل گئے یہ اس روپیہ کو لے کر محمد سے جا ملا محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو ہبار کا خراسانی سردار کے متعلق بیان:

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لیے اونٹ خریدے ان کو سفر کے لیے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لے کر چلا اور مدینہ تک اسے پہنچا دیا جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابوجعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر ان کی دسترس ہوئی قتل کرا دیا۔

زیاد بن عبداللہ کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابوجعفر مدینہ میں تھے زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا (امیر المومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری قصر کو چھوڑ کر اپنے مکان واقع محلّہ بلاط میں ان دنوں سکونت پذیر تھا) رات کے وقت امیر المومنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹ کھٹایا اس وقت سوائے پاجامے کے اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا میں اسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خواب گاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جا کر بیدار کیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ چاہے یہ لوگ اس بیرونی حصہ مکان کو ڈھا دیں تب بھی تم لوگ ایک بات ان سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹ کھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب انھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو ایک یا دو ہی مرتبہ مدت العمر میں ان کے پاس رہے ہوں گے اور اب ان لوہے کے گرزوں سے انھوں نے دروازہ پیٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر واپس آئے اور اس مرتبہ تو انھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اس پر کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا تھا' مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں ان کے پاس گیا انہوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا بلکہ وہ تو مجھے کندھوں پر لاد کر لے چلے میں ان کے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے اسی طرح وہ مجھے قبہ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے۔

زیاد سے ربیع کی گفتگو:

یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبہ کے دروازے کا پردہ اٹھا کر مجھے اندر کر دیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے اندر آ کر دیکھا کہ قبہ میں ہر طرف شمعیں روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمت گار کھڑا ہوا ہے اور ابوجعفر اپنے تلوار کے گتکے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جس کے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلیٰ۔ سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں ہیں۔

زیاد بن عبیداللہ سے محمد وابراہیم کے متعلق استفسار:

میں اسی طرح خاموش کھڑا رہا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے! بتا محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو ٹیکتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے! محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اللہ تجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجیے۔ کہا کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے ان کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں روپیہ تقسیم کرنے بھیجا تھا اس نے قادسیہ پہنچ کر ایک چھری نکالی اور اسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین نے محمد اور ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں ان کو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے' اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو میں وہاں سے پلٹ آیا۔

عبدویہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ:

نصر بن قادم بنی محول الحناطیین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابوجعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اس کی جماعت مکہ میں تھی عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مروہ کے درمیان ابوجعفر کا کام تمام کر دوں عبداللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا فعل نہ کرنا' ابوجعفر کا ایک فوجی سردار خالد بن حسان تھا جسے ابوالعسا کر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا قائد تھا اس نے عبدویہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابوجعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاروی اور تم یہاں مکے میں کس ارادے سے مقیم ہو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوجعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے اس نے کہا ہمیں عبداللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی ان کو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انہیں کچھ سجھائی نہیں دیا۔

ابوجعفر منصور کے جاسوس کی کارگزاری:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کے قید کر دینے کے بعد ابوجعفر نے اس کے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لیے سعی بلیغ کی شیعوں کی طرف سے محمد کے نام ایک جعلی خط لکھ کر ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں کے اپنی طاعت اور خروج کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا نیز انہوں نے اس جاسوس کے ساتھ روپیہ اور تحائف بھی کر دیئے' یہ شخص

مدینہ آ کر عبداللہ بن حسن سے ملا اور اس سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہیں وہ اغر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پذیر ہیں وہ تم کو محمد کا پتہ بتا دیں گے' یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اس نے محمد تک اس کی رہنمائی کی۔

ابو ہبار کی مدینہ سے روانگی:

ابو جعفر کا ایک کاتب سر تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اس کے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اس کا خط پڑھ کر عبداللہ بہت ہراساں ہوا انھوں نے ابو ہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے' ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمد کے پاس بھیج دیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمد کے پاس اس کے مقام پر پہنچا محمد ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی' شجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اسی کی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے۔

ابو ہبار کا محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے متعلق مشورہ:

میں بھی یاران صحبت کے ساتھ جلیس ہوا اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا۔ میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا اور تخلیہ میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے کسی ایک پر عمل کر و اس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا پھر اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لے جاؤ محمد نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہاں نصیب ہے کہ ہم اس طرح اسے ساتھ لیے پھریں پھر محمد نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مقید کر کے بنی جہینہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجیے اس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں۔

جاسوس کا فرار:

اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی اثنا میں وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا۔ اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔ دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے جن کے ساتھ اونٹوں سامان بار تھا اس نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھا لو اس طرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر روپیہ معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔

ابرالمزنی کی گرفتاری:

مدینہ سے وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا انہیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابو ہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اور بجائے اس کے اس نے وبر کہہ دیا' ابوجعفر نے وبرالمزنی کی تلاشی کرائی۔ چنانچہ ایک شخص وبر نامی ان کے پاس بھیج دیا گیا انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابو جعفر کے حکم سے سات سو درے اس کے لگے اور اسے قید کر دیا گیا یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک قید ہی رہا۔

محمد بن عبداللہ سے زیاد بن عبیداللہ کا حسن سلوک:

ابوجعفر نے اب محمد کی تلاش میں بیش از بیش سعی شروع کی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اسے پورا کرو' ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے وعدۂ امان دے کر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اس کا وعدہ کر لیا زیاد صبح اندھیرے سے سوار ہوا۔ اور اس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملوں گا چنانچہ اسی مقام پر یہ دونوں ملے محمد اس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلم کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر بازار والوں سے کہا کہ دیکھ لو یہ محمد بن عبداللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اس نے محمد سے کہا کہ اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہو گیا' اس واقعہ کی متواتر خبریں ابوجعفر کو پہنچیں۔

محمد بن عبداللہ کی روپوشی:

ایک دن ابراہیم بن عبداللہ زیاد سے ملنے گیا اس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اسے چھو کر معلوم کیا اور کہنے لگا اے ابواسحٰق کیا مجھ سے بدگمان ہو بخدا! میں تمہارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کروں گا۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کر کے محمد کو بازار میں لے کر آیا' اسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ کی گرفتاری:

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابوجعفر کو پہنچیں انھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دے کر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اسے دیئے ہدایت کی کہ تاوقتیکہ وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے اس نے حسب' اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ کی ولایت مدینہ کا عہد مرقوم تھا جو زیاد بن عبیداللہ کے قاضی تھے۔ زیاد کو بیڑیاں پہنا دی گئیں اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اس کی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کر لیا گیا نیز اس کے مقرر کردہ عمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابوجعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابوالازہر ۲۳/ جمادی الآخر ۱۴۱ھ میں مدینہ آیا زیاد اس وقت سواری میں تھا ابوالازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے گیا ہے۔ ہرکاروں نے جا کر ابوالازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آ کر مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابوالازہر نے اس کے پاس جا کر ابوجعفر کے خط کا ایک ثلث حصہ حوالے کیا جس میں اسے بے چون و چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بسر و چشم تعمیل کا اقرار کیا اور اس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابوالازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب

کو بلا بھیجو اس کے آنے کے بعد ابوالازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ تم ابوالازہر کی ہدایت پر عمل کرو عبدالعزیز نے بلا پس و پیش اس کے لیے آمادگی ظاہر کی اس کے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جس میں اسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اس نے عبدالعزیز کو اس کا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابویحییٰ کی مشکیں بندھوا دو۔

معزول زیاد بن عبیداللہ کا احترام:

چنانچہ زیاد کو پابہ زنجیر کر کے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا' سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اس کے تمام عامل بھی بلا استثناء گرفتار کر کے اس کے ساتھ پابجولاں ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گذرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہل کاروں اور عہدے داروں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہو اگر ابوجعفر تم کو اس طرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پروانہ رہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

محمد بن عبدالعزیز کا فرار:

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی مشائیت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محل کے نیچے چل رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہوا اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا' اور اس کے بہانے سے پہلوتہی کی مجھے اپنا اور کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیرالمومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابوجعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابوجعفر نے مبہوت اور ابن ابی عاصہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مبہوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا:

اکلف ذنب قوم لست منهم و ما جنت الشمال علی الیمین

ترجمہ: ''میں ان لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کارروائی کی ہے''۔

عمران بن ابی فروہ کا بیان:

عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابوجعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبیداللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابوجعفر نے ابوالازہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اس کے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالازہر کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں ابوالازہر نے کہا دور ہو اس نے کہا اس میں امیرالمومنین کی بھلائی ہے ابوالازہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آ چکی ہے مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا ابوالازہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا ویران راستہ آیا ابوالازہر نے اپنی تلوار سے اس کے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھوکا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر:

زیاد کے بعد ابو جعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں سعی بلیغ کرے اور یہ بھی اجازت دے دی کہ اس کام کے لیے جس قدر روپیہ چاہے صرف کرے یہ مسلسل منزلیں طے کر کے غرۂ ماہ رجب ۱۴۱ھ کو مدینہ آیا اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے شقرہ سے آ کر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے اس کے والی ہو کر آنے کی مدینہ والوں کو اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دارالخلافہ کو بھیجے ان میں اکثر خرچ اسی مد میں بتایا گیا مگر اس قدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب ابو جعفر نے اسے بلا وجہ کی تعویق خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے وہ محمد بن خالد کی طرف سے مشتبہ ہو گئے۔

اہل مدینہ کی خانہ تلاشی:

ابو جعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ چلا دے انھوں نے رباع الغاضری مسخرے سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدے داروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی۔ قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اس اثناء میں اس کے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمد کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اس کے عہدے داروں کو دوسرا فریق رشوت دے کر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدے داروں کو چیک لکھ کر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابو جعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انھوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔

ابو جعفر کا محمد بن عبداللہ کے متعلق ابو العلاء سے مشورہ:

ابن قبہ راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابو جعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انھوں نے ابو العلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا اور ان کی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجیے وہ بھلا وادے کر ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا انھوں نے کہا تمہاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اس کو سرانجام کرے گا۔

امارت مدینہ پر ریاح بن عثمان کا تقرر:

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابو جعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لیے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اسید السلمی نظر آیا ابو جعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اسے دولت مند بنا دوں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار

یعنی ابن القسری کو اس کے حوالے کر دوں تا کہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے' ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابوجعفر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا ریاح بن عثمان بن حیان المری' ابوجعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ سواری سے واپس آ کر انہوں نے بہت تیز رو اونٹنیاں اور ان کے زین سامان اور کجاوے منگوائے اور اب ان کو سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے ریاح کو بلایا اس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیادہ اور قسری کی سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اسی کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ' ریاح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳/ رمضان ۱۴۴ھ کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

ریاح بن عثمان کی منصور سے پیش کش:

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابوجعفر اس کی وجہ سے سخت متردد و پریشان رہنے لگے اس زمانہ میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے ان کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں ریاح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں انھوں نے آپ کو یہ پیام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور ان کے معاملہ میں والیوں نے مداہنت سے کام لیا ہے اگر امیرالمومنین مجھے مدینہ کا والی بنا دیں تو میں یہ ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو پکڑ لوں گا اور سامنے لے آؤں گا میں نے امیرالمومنین سے جا کر یہ بات کہہ دی انھوں نے اسی وقت اس کی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اس وقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ ریاح مروان کے محل میں پہنچ کر جب اس کے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں! کہنے لگا یہ بھی عجیب محل سرا ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

ریاح بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

زہیر بن المنذر عبدالرحمٰن بن العوام کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ریاح کے ساتھ اس کا ایک دربان ابوالبختری نام بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ ریاح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا! یہ محل سرا بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر فروکش ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبداللہ اسی قصر کی ایک کوٹھڑی میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اس سے ملاقات کر کے چلے گئے تو ریاح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں' چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا' اے شیخ! امیرالمومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے۔ بخدا! تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لوں گا۔

عبداللہ بن حسن کی ریاح کے متعلق پیشین گوئی:

اس پر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا' ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلگوں چشم قیسی ہے جو اس قضیہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابوالبختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اس کی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے' میں نے اس سے کہا کہ آپ اس کی بات پر التفات نہ کیجیے یہ غیب سے واقف نہیں' کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اس نے جو کچھ اس وقت کہا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سن کر کہا ہے' راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

محمد بن خالد اور رزام پر جبر وتشدد:

ریاح نے مدینہ آ کر قسری کو طلب کیا اور اس سے سرکاری روپیہ کا حساب مانگا اس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے یہ مجھ سے زیادہ روپیہ کے حساب سے واقف ہے اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اس کے بعد ریاح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے پھر اس نے اس کے منشی رزام کو جو اس کا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اس پر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن بیچ اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اسے مسجد نبویؐ کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دے دے مگر اس سے اس نے قطعی انکار کر دیا' ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کوتوال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اس کے دونوں پیروں سے لے کر کانوں تک زخم ہی زخم ہیں عمر نے اس سے کہا کہ آج تمہارے پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا! کفِ دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر حصہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگا لو اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور ان پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح بن عثمان اور رزام:

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دے دے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے گا' اس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں' ریاح نے مار کی ممانعت کر دی اور پھر اس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لے کر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو' شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اس کے پاس بھیجا اور اسے بلایا رزام اس کے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو! تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں جن میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے۔ مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اب سو کوڑے اسے مارے گئے اور پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

عبیداللہ بن محمد کی آئینہ کے متعلق روایت:

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتار کر جبل ابوقیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح

زمین ان کے سامنے آیا' اللہ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لیے ہے آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! میں کیونکر جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے' اللہ نے ان کے لیے ستارے ظاہر کیے اور کہا کہ جب تم کو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے ان کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اس آئینہ پر قبضہ کر کے اسے توڑ ڈالا اور اس پر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابرت نام بسایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا۔ آپ نے اسے بلا کر اس آئینہ کو پوچھا' اس نے کہا کہ وہ شہر جابرت کی بنیادوں میں موجود ہے' آپ نے اس سے کہا کہ وہ لے کر آ' اس نے کہا مگر ان بنیادوں کو کون منہدم کر سکے گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اس شیطان سے کہیے کہ تو ہی یہ کام بھی کر۔ چنانچہ وہ شیطان اس آئینہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے چاروں طرف تسمے باندھے' اب وہ تمام جہان کی سیر اس میں کرنے لگے۔ آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیطان اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے لے گئے۔ اس کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا ہوا قبیلہ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اسے مروان بن محمد کے پاس لایا اس نے اسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اس میں سے اسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے' مروان نے اسے پھینک دیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کرا دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک جاریہ کو دے دیا اس نے اسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھڑی میں مقفل کر دیا۔ ابوجعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور مل گیا ابوجعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں انھوں نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا اور ریاح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں اس کی تلاش کرو۔ مگر چونکہ ابوجعفر کے کسی خاص آدمی نے محمد کو یہ بات لکھ دی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اسی اثناء میں ابوجعفر نے ایک مرتبہ اسے کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابوجعفر نے ریاح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں ریاح نے ایسے مقام پر بھی اسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انہوں نے ریاح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور تارکول ہوتا ہے ریاح نے پڑھ کر کہا کہ یہ تو کوہ مری ہے' چنانچہ اب اس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ ریاح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کوہستان جھینہ

کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام ینبع کے علاقہ میں واقع ہے ریاح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجھنی (از بنی جشیم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا اور محمد کی تلاش کی ہدایت کی اسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ رسالہ اور پیدل سپاہ لے کر اس کی تلاش میں چلا محمد کو اس کے آنے کی اطلاع ہوگئی وہ تو بڑی سرعت سے نکل بھاگا مگر اس کا ایک بالکل کم سن بچہ جو اسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اس کی ایک چھوکری لیے ہوئی تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور پاش پاش ہوگیا۔ عمرو بن عثمان بے نیل مرام پلٹ آیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا جب اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اسے اس کا سخت صدمہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ کے بچہ کی ہلاکت:

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اس وقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد لونڈی تھی۔ میرا ایک شیر خوار بچہ اس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولیٰ ابن سیوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آ گھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا' میری جاریہ بھی بھاگی وہ بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہوگیا۔

اس بیان کا ناقل عبیداللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اس سے پوچھا تم کو اس شیر خوار بچہ کا واقعہ یاد ہے۔ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں' محمد نے اسے قید کر دیا اور یہ محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

محمد بن عبداللہ کی ریاح کے متعلق رائے:

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی حرہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اتر آتا تھا اتنے میں ریاح رسالہ لے کر آ پہنچا میں ایک کنویں کی طرف مڑ گیا اور اس کے دونوں ڈھادوں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھ کر ریاح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا بھلا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کس قدر وسیع ظرف تھا۔

ریاح کا محمد بن عبداللہ کی گرفتاری سے گریز:

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ ریاح نے عمداً محمد کو بچ کر نکل جانے دیا۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لے چلو وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے' میں صبح کی نماز پڑھ کر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اس وقت محمد نے ایک موٹی قمیص پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقبی چادر اوڑھے ہوئے تھا جب ہم اس کی قیام گاہ سے نکل کر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے ریاح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوا نظر آیا میں نے اس سے کہا غضب ہوگیا ریاح آ رہا ہے محمد نے بے پروائی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو میں آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اس سے پشت پھیر کر بیٹھ گیا اور اپنی چادر کا آنچل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا جب ریاح اس کے برابر آیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھ کر شرما گئی ہے اور اس نے گھونگٹ کر لیا ہے' میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا ریاح آیا اور اس نے مسجد پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا اس کے بعد محمد مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

بنی حسن کی گرفتاری کا حکم:

اپنے ظاہر ہونے تک محمد برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اس قدر دیر لگی تو وہ چڑ

گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابوجعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف ابنائے حسن آزاد پھر رہے ہیں' حالانکہ بخدا! ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے قلوب میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابوجعفر نے اس کے بعد عبدالعزیز سے بلا کر پوچھا تم کو کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے کہا فلیح بن سلیمان نے' چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد جو ابوجعفر کا جاسوس اور حاکم صدقات تھا انھوں نے فلیح بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابوجعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

ابوجعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس غرض کے لیے انھوں نے ابوالازہر المہری کو مدینہ بھیجا انہوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور اس پر ابوجعفر کہتے تھے کہ اس ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

بنی حسن کی گرفتاری:

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو حسن بن جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو' داؤد بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو ابراہیم بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹوں محمد اسمٰعیل اور اسحٰق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دو میں اسے لپٹا کر پیار کر لوں' سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا تم زندہ نہ رہو گی' نیز انہوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابوجعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قید کر دیا۔

ریاح بن عثمان کی درگت:

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق نقض بیعت کرنے' فتنۂ جنگ برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابوعبیدہ کی پوتی ان کی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں اسے سن کر سب لوگوں نے اظہار تعجب وحیرت کے لیے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا اس پر اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ تم نے ہم کو اس کے لیے مجبور کر دیا۔ اللہ تم کو ذلیل وخوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور ریاکاری کی شکایت لکھتا ہوں اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکر اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور قصر مروان میں گھس کر اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا تمام لوگ مسجد سے نکل کر اس کے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ:

مذکورۂ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا' والی مصر کو اس کا پتہ چل گیا۔ علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا اس نے ابو جعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا جن لوگوں کے نام اس نے ابو جعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمٰن بن ابی المولیٰ اور ابو حنین بھی تھے' ابو جعفر نے ان دونوں کو قید کرا دیا اور سو درے ابو حنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن بن حسن' ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اس وقت اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا رہا تھا' حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو اے غلام اس کی رسی کھول دو' غلام نے ان کو چھوڑ دیا پھر اس نے انہیں واپس لانے کے لیے آواز بھی دی مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبداللہ کا بیان:

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آ کر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں میرے چچا عمر بن محمد نے مجھ سے کہا کہ ذرا اندر جا کر دیکھو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے' ان کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہار اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں۔

علی بن حسین کی گرفتاری کے لیے پیشکش:

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ ریاح کا یہ دستور تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم لوگ کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے' اس وقت ایک شخص توے سے منہ چھپائے سامنے آیا' ریاح نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ ہے ریاح کہنے لگا میں یہ بات امیر المومنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمہارا لحاظ کریں گے' اس نے اسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناشرہ' جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا۔ یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابو جعفر کی قید ہی میں اس کا انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو پیغام:

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی اس پر میرے باپ عبداللہ بن حسن نے ریاح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجیے۔ ریاح نے اسے منظور کر لیا۔ میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے جب قید بہت طول ہو گئی تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگا کہ میں نے اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں شاید اسی طرح انہیں رہائی نصیب ہو۔

عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو نصیحت :

ان کی ماں نے یہ کیا کہ اپنی ہیئت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اس کے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لیے بھلائی کرے گا تم جا کر اس سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے' ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی اب محمد اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔ اس سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں' پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا' اس واقعہ کی تفصیل اور اس کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو :

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے انہوں نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزاء کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں' یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے وہ پیام پہنچا دیا اسے سن کر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اس بد بخت کے بیٹوں کی حرکت ہے' بخدا! نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ ان کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھ کر واپس آ گئے ان دونوں شخصوں نے ان سے وہ پیام کہہ دیا انہوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا! میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ان دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابوجعفر کو پہنچا دیا اسے سن کر ابوجعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے موہ لینا چاہتے ہیں بخدا! جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔

بنوحسن کی طلبی :

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اسی سلسلہ میں ابوجعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اس کی نہر کے موڑ پر آئے حارث بن اسحٰق کہتا ہے کہ بنوحسن ریاح کے پاس قید تھے' کہ ابوجعفر ۱۴۴ھ میں حج کے لیے آئے ریاح ربذہ آ کر ان سے ملا انھوں نے اسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنوحسن کو میرے پاس بھیج دو نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دیا کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنوحسن کا بھائی تھا ان سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم بن ابی طالب تھی۔

بنوحسن کی روانگی ربذہ :

ریاح نے اسے بھی طلب کیا یہ اس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے ریاح نے مدینہ بلایا اور پھر اس کے

ساتھ اور تمام بنی حسن کو لے کر ربذہ روانہ ہوا جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اس نے لوہاروں کو مع بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتھکڑی پہنائی گئی عبداللہ بن حسن بن حسن کو بیڑی کے حلقے ان کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہو گئے عبداللہ نے ایک مرتبہ ان کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اس پر اس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے ریاح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اس کے پیر میں بخوبی آ جائیں گے ان کو اسے پہنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دیئے گئے اور اب ریاح انہیں ربذہ لے چلا۔

علی بن حسن کا استقلال و استقامت:

جویریہ بن اسما راوی ہے کہ جب بنی حسن ابوجعفر کے پاس لے جائے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈال دی گئیں علی بن حسن بن حسن اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ان بیڑیوں میں ایک بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا۔ ابھی تو ابتداء ہے اسی میں تم نے جزع وفزع شروع کر دی آئندہ نہ معلوم تم لوگوں کی کیا حالت ہو گی اب اس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دیئے اور وہ وزنی بیڑی اس کے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

بنو حسن کی منتقلی پر حسین بن زید کا اظہار تاسف:

حسین بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتا ہے' جب صبح کی نماز کے لیے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے ابوالازہران پر متعین ہیں اور ان کو ربذہ لے جا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آ گیا اس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بٹھا کر لے جا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا پھر اپنے ایک غلام کو بلا لیا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا کہ تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کرا دیئے جائیں تو مجھ سے آ کر خبر کرنا تھوڑی دیر میں اس نے آ کر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اونی پردہ کے پیچھے جہاں سے اُن کو سب نظر آتے تھے مگر وہ خود دکھائی نہ دیتے تھے آ کر کھڑے ہوئے سب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بٹھایا گیا تھا اسی طریقہ پر اس کے تمام خاندان والے ایک ایک کر کے بٹھائے گئے تھے ان کو دیکھ کر جعفر آب دیدہ ہو گئے بلکہ ان کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابوعبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عامر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ربذہ میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن اس پر دیدے نکال کر تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پرزور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

ابن ابردو محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم بدویوں کے لباس میں

اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اس کے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لیے اجازت مانگتے مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے ان کو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کر و خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابوجعفر تم کو کریموں کی زندگی بسر کرنے سے روک دے تو روک دے مگر وہ تم کو کریموں کی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

ابوجعفر منصور اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ:

جب بنوحسن ربذہ میں تھے اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ ایک پھولدار قمیص اور اس کے نیچے کپڑے کی ازار پہنے ابوجعفر کے پاس آیا جب یہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو ابوجعفر نے اسے دیوث کہہ کر خطاب کیا محمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے ابوجعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھ سے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اس کے حملہ کی تجھے ذرا پرواہ نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوث ہے بخدا! میں تجھ پر حد شرعی جاری کروں گا محمد نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اس پر میں بدستور قائم ہوں' اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس تہمت سے مبرا ہے البتہ اس کے حاملہ ہونے پر میرا یہ گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اس کے شوہر نے اس سے خلوت اختیار کی۔

عبداللہ بن عمرو پر عتاب:

اس کی اس تقریر سے ابوجعفر بہت برہم ہوئے انہوں نے اس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ ان کی قمیص ازار پر سے شق کر دی گئی اور اس کی شرم گاہ کھل گئی۔ اس کے بعد ابوجعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اس کے لگے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ ان کی ضرب سے باقی نہیں رہا اس اثنا میں ابوجعفر بلاتوقف اسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اس کے چہرے پر لگا اس پر اس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی عزت وحرمت حاصل ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیے اس بات سے ابوجعفر کو اور بھی طیش آیا اور جلاد سے کہا کہ اب سر پر لگاؤ' چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اس کے سر پر اور لگے اس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اس کے قد کے برابر منگوایا گیا' عبداللہ بن عمرو بن عثمان طویل قامت تھا وہ تختہ اس کی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اس کا ہاتھ اس سے باندھا گیا' اور اس طرح اسے تشہیر کے لیے نکالا گیا جب یہ ابوجعفر کے کمرے سے برآمد ہوا تو اس کے ایک مولی نے لپک کر اس سے آ کر کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اس نے کہا اللہ تم کو اس کی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی بخدا! میری ازار کی درزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے' چنانچہ وہ چادر اسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے' قید کر دیا گیا۔

عبداللہ بن حسن کا ابوجعفر پر طنز:

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا مولی راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا ان کے ہمراہ

عثمانی بھی تھا اس کا رنگ چنپئی تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیئے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابوجعفر کے پاس ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے یہ کھڑا ہوا اور اندر گیا اس کے اندر جاتے ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی' اس پر ایوب بن سلمۃ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے اس لیے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو۔ اب عثمانی باہر نکالا گیا اس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اس کی ایک آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو! کون ہے جو ابن رسول اللہ ﷺ کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اسکا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے مگر ایک خراسانی نے پانی لا کر اسے پلایا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار برآمد ہوئے ان کی دوسری جانب داہنی شق میں ربیع بیٹھا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عبداللہ نے للکارا اے ابوجعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا۔ اسے سن کر ابوجعفر جھینپ گئے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز سے ضرب لگائی۔

ابوجعفر اور عبداللہ بن عمر میں تلخ کلامی:

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر ریاح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا امیر المومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ اور انصار ہیں' اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں۔ اہل شام تو علی رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اس کی حمایت سے گریز نہ کرے گا اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کو آئے تو یہ محمد ان کے پاس آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اس نے کہا میں صرف فلاں سنہ میں منیٰ میں اس سے ملا تھا ابوجعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ ابوجعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین زبان بند کیجیے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابوجعفر نے اسے ماں کی گالی دی' محمد نے کہا میری کس ماں کو گالی دیتے ہو ابوجعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد کا بیان:

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا' جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا اس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہ گیا اسے دیکھ کر عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ پر عتاب:

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے' کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابوجعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیج دو مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آئے گا ان کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے تئیں اس قربانی کے لیے پیش کرنے لگے ان کو انھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں' البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابوجعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا' اس کے بعد میں نے کہا۔ امیر المومنین بخدا اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علیحدہ ہوں انھوں نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لے کر آنا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی مدینہ:

میں نے کہا آپ مجھے ریاح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہیں وہاں جاتے ہی وہ میری نقل وحرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس ومخبر متعین کر دے گا وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے' ابوجعفر نے ریاح کو لکھ دیا کہ تم کو موسیٰ پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو مگر اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آ کر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں فروکش ہوا میں کئی ماہ اسی مکان میں مقیم رہا' ریاح نے ابوجعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے سکونت پذیر ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المومنین پر مصائب کا نزول ہو' ابوجعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ ریاح نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی طلبی:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابوجعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجیے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط میں تو ان دونوں کو یہ لکھا کہ تم ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہہ دیا کہ کہہ دینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس ترکیب سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابوجعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے' میں مدینہ آ کر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابوجعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گذر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو ریاح نے ابوجعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابوجعفر نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنوحسن ربذہ روانہ ہوئے ان میں علی اور عبداللہ' حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ

بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ تھی' اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

پسران حسن وعلی کی پیش کش:

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کو مع اپنے اہل وعیال کے قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کارروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں اتنے میں حسن وعلی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجالائیں گے عبداللہ نے کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے' وہ دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا انجام:

ابوجعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابوجعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی۔ دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا بخدا میں تجھ کو اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہو گا ابوجعفر نے ایک چونے کے ستون کو بیچ میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اس قدر حسین تھا کہ اس کی زندگی میں لوگ اس کی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابوالازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوا دو' میں نے امیر المومنین سے اس کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجنا۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اس کی قبر بتاتے ہیں وہ اس کی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

ابوعون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے خلاف شکایت:

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابوجعفر کی قید میں تھا وہ اس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابوعون نے خراسان سے ابوجعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اس پر ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل:

کوفہ آ کر ابوجعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبداللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اس نے کہا نہیں' ابوجعفر نے پوچھا تو

کیا وہ اس کی بیوی نہیں ہے اس نے کہا اس کے چچا اور اس کے خسر یعنی عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے اس نکاح کو برقرار رکھا ابوجعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کیے تھے۔ اس نے کہا میں ان پر قائم ہوں' انہوں نے کہا۔ کیا تو اپنی بیٹی کے مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اس کے عطر کی خوشبو تجھ کو نہیں آتی۔ اس نے کہا میں ان سب باتوں سے قطعی بے خبر ہوں' اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام لوگ اس عہد اور اقرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے۔ اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ابوجعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تم کو خطا معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اٹھا کر میری اطاعت و بہی خواہی کا عہد کرو' اس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اس کی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے جس کی میں معافی مانگوں' اس پر ابوجعفر نے اسے اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کا سر کاٹ کر خراسان بھیج دیا۔ عبداللہ بن حسن کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون. پڑھا اور کہا کہ کیا الٹی بات ہے کہ اس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اس کی وجہ سے مامون رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دورِ حکومت میں قتل کیا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی خراسان میں تشہیر:

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن ابوجعفر کے مقابل ظاہر ہوا تو انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اس کے ساتھ کئی شخصوں کو بھیجا جنہوں نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ہے۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ:

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن جعفر بن ابراہیم سے محمد بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ منصور کو اس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمد بن عبداللہ بن حسن کا سر خراسان ابوعون کے پاس محمد بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا تو اہل خراسان کو اس پر شک پیدا ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس آیا تھا۔ پھر جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابوجعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم:

عبداللہ بن عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں رہتے تھے اور ابوالازہر کے پاس جایا کرتے تھے' جب ابوجعفر اسے خط لکھتے تو اسے اس طرح شروع کرتے' یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابوالازہر اس کے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے' اور جب ابوالازہر انہیں لکھتا تو اسے اس طرح شروع کرتا' یہ خط ابوجعفر کے نام ابوالازہر کی طرف سے جوان کا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے' ایک دن ہم اس کے پاس بیٹھے تھے (ابوجعفر نے یہ قاعدہ بنا رکھا تھا کہ وہ ہفتہ میں تین دن اسے نہیں بلاتے تھے۔ انہیں خالی دنوں میں ہم اس کے پاس جایا کرتے تھے) کہ اتنے میں ابوجعفر کا خط اس کے پاس آیا اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور وہ بنی حسن کے پاس جو قید تھے چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا' اس میں لکھا تھا اے ابوالازہر میں نے اس مغرور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تم کو دیا تھا اب اس پر عمل کرو اور جلدی اس کی بجا آوری کر دو۔

عبداللہ بن حسن کا قتل:

شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بخدا! یہ عبداللہ بن حسن ہے' دیکھو کہ اب یہ کیا کر کے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابوالازہر ہمارے پاس آ گیا اور بیٹھ گیا۔ کہنے لگا بخدا! عبداللہ بن حسن مر گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اس کے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت باہر آیا۔ مجھ سے پوچھا' تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا اس سے بھی بڑھ کر' میں نے کہا بخدا وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم اتنی طول طویل تعریف کرتے رہتے ہو۔ ابوالازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اور اد واحزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بشیرالرجال کا عہد:

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیرالرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی۔ اس نے کہا عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں داخل ہو اس کے اندر جا کر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھ کر مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس کا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی کھڑا ہو گا تو میں ضرور اس کا ساتھ دوں گا' مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گذری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری روایت:

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الہمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ ابوجعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انہوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس خبر کو سن کر' عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان کے ما بقی کو زہر دے کر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحٰق واسمٰعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کیے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہنے لگی۔ ابوجعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ انہوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

۱۴۴ھ کے واقعات

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور بنی حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے عراق لائے۔

محمد بن عمر کی گرفتاری:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابوجعفر نے ریاح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی ان سے غافل نہ رہے' چنانچہ ریاح نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مقام کرتے رہے' ابوجعفر ان کی سرکشی سے سخت پریشان وملول تھے' انھوں نے ریاح کو حکم بھیجا کہ وہ ان کے باپ عبداللہ بن حسن اور اس کے بھائیوں حسن بن حسن' داؤد بن حسن' ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو جو ان کی دادی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ان کا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور پھر ان کو ہمارے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابوجعفر نے ریاح کو میرے متعلق یہی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا' مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پاپیادہ چلایا گیا میں ان لوگوں سے آملا۔

بنی حسن پر جبر وتشدد:

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور ان کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر ان کو بغیر کسی زین کے محملوں میں سوار کیا گیا' میں اس وقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمٰن بن أبی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی جہینہ مزنیہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے ان کو ربذہ میں دیکھا کہ ان کی مشکیں بندھی تھیں اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے' راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہو کر ابوجعفر ربذہ آئے۔ عبداللہ بن حسن نے ابوجعفر سے ملاقات کے لیے اجازت مانگی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے ان کو مرنے تک نہیں دیکھا۔

محمد بن عمر پر عتاب:

اس کے بعد ان میں سے ابوجعفر نے مجھے بلایا میں سوار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت عیسیٰ بن علی ان کے پاس تھا مجھے دیکھ کر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جس کا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اس پر سختی کریں گے یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابوجعفر کو سلام کیا اس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتا وہ دونوں فاسق اور جھوٹے' فاسق اور جھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے۔ میں نے کہا میری

بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھ پر چار سو کوڑے پڑے' میں چونکہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لیے اس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اٹھا کر میرے دوسرے اعزاء کے پاس لے جایا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر وتشدد:

اس کے بعد اس نے دیباج محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی' بلوایا۔ جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے ان کا مطلقاً علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارے جائیں۔ چنانچہ ننگا کر کے سو کوڑے اس کے مارے گئے اس وقت لوہے کی ہتھکڑیاں بھی اس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھی مار کے بعد اسے باہر لائے اس کی وہی قمیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اس سے چپک گئی تھی اور اتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اس کے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اس کی مرہم پٹی کی گئی۔

بنو حسن کی ہاشمیہ میں اسیری:

اب ابوجعفر نے ہم سب کو عراق لے جانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لا کر وہیں قید کر دیا گیا۔ ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا۔ جیل کے افسر نے آ کر کہا کہ تم میں جو اس کا قریب تر عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ مرا اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقہ میں اس کی تشہیر کی گئی جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت حلفیہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اسی کے متعلق ان کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابوجعفر کے خلاف خروج کرے گا۔ اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا والی تھا' ریاح بن عثمان المری مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۵ھ کے واقعات

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے بعد بصرے میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

ابوجعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے ریاح مدینہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں ایسی مستعدی دکھائی

اور اسے اس قدر تنگ کر دیا کہ اس نے ظاہر ہونے کا مصمم قصد کر لیا۔ عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ ریاح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمد کو اس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اس کے اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لیے طے پایا تھا تو اس نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بے شک محمد کی تلاش بڑی شدت سے کی جا رہی تھی اور اسی سلسلہ میں اس کا کم سن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اس کے قریب ہی آ گئے تھے مگر وہ مدینہ کے ایک کنوئیں میں اتر کر اپنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کنویں میں سر تک غرق ہو گیا اور جسامت کی وجہ سے ان کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

ریاح بن عثمان کی روانگی نداد:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ تمام مدینہ میں محمد کی جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی۔ لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خریدنے لگے' بعض لوگوں نے تو اس کے لیے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ ڈالے ریاح کو معلوم ہوا کہ محمد نداد آ گیا ہے وہ اپنی فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا' محمد اس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اس کے ساتھ جبیر بن عبداللہ السلمی' جبیر عبداللہ بن یعقوب بن عطاء' عبداللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک بہشتن کو اپنی سہیلی سے کہتے سنا کہ ریاح محمد کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے یہ سن کر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ ریاح اسی دروازے کے سامنے سے گذرا مگر اسے کیا خبر تھی کہ محمد یہیں چھپا ہوا ہے نداد جا کر بے نیل مرام اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا۔ عشاء کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔

عبیداللہ اور عبدالحمید کا محمد بن عبداللہ کو مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے ریاح کو محمد کی اطلاع دی تھی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو بن ابی ذویب اور عبدالحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمد کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو بخدا ساری امت پر تمہاری تاخیر اور احتیاط سخت دوبھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔

بنی حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے۔ ریاح نے ہم کو بلا بھیجا' میں جعفر بن محمد بن علی بن حسین' حسین بن علی بن حسین بن علی' علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی' حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بعض دوسرے قریش کے عمائد جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ اور اس کا بیٹا خالد تھے ریاح کے پاس آئے ہم قصر مروان میں اس کے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سنی کہ اور کوئی شے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہو گی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکان کے اندر سے آ رہی ہے۔

ابن مسلم بن عقبہ کا بنی حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو ریاح کے متوسلین میں تھا اچھل کر اپنی تلوار پر سہارا لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ میری بات مانیں اور سب کو بھی قتل کر دیں۔ علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اسی رات ہم

سب ذبح کر دیئے جائیں گے۔ مگر حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت کیش ہیں۔ اب ریاح اور محمد بن عبدالعزیز مجلس سے اٹھ کر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے۔ ہم سب وہاں اٹھ کر عبدالعزیز بن مروان کے گھر سے راستے پر نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے۔ اسمٰعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھ سے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا' تم مجھے اٹھا دو۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کو اٹھا کر اس برآمدے پر چڑھا دیا۔

عبدالعزیز بن عمران کی روایت:

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ریاح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمد خروج کرے گا اس نے میرے بھائی محمد بن عمران' عباس بن عبداللہ بن الحارث بن عباس' ان کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ہمراہ میں بھی گیا عشاء کے بعد ہم اس کے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا۔ ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اس نے پست آواز سے خیر کہہ دیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا۔ اے مدینہ والو! امیر المومنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اسے مشرق ومغرب میں تلاش کر رہے ہیں' حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے بخدا! اگر اس نے خروج کر دیا تو میں بلا استثناء تم سب کو قتل کر دوں گا' میرا بھائی کہنے لگا اس کا خروج قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اس کا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المومنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ اپنے خاندان کو ہر موقع کے لیے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور ان کو دعوت دو۔

ثابت بن عمران کی بنی زہرہ کی طلبی:

میرا بھائی جانے کے لیے تیر کی طرح اٹھا مگر ریاح نے اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے بلا بھیجا اور کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار لے کر آؤ ان میں سے بشر اسی وقت آموجود ہوا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا ان کی کثرت دیکھ کر میں نے ریاح سے آکر کہا کہ لیجیے یہ بنی زہرہ مسلح ہو کر آگئے ہیں یہ آپ کے ساتھ ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دیجیے ریاح کہنے لگا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں ان کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا البتہ ان سے کہو کہ وہ قصر کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے ان لوگوں سے آکر کہہ دیا کہ اس نے اندر آنے کی تو آپ کو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔

مدینہ کے قیدیوں کی رہائی:

وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث رسالہ کے ساتھ رات کی گردآوری کے لیے نکلا اور گھاٹی کی چوٹی تک جا کر اپنے مقام پر واپس آگیا اور اس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا' بخدا! میں اسی طرح ان سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شہسوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے یہ دونوں عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محکمہ

قضاء کے احاطہ کے درمیان پانی پلانے کی جگہ آ کر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب فتنہ جنگ برپا ہوگیا' ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے اب محمد بن عبداللہ نداد سے دو سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا' اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اس کی آواز مدھم پڑ گئی وہ اور آگے بڑھ کر ابن جبین کے کوچہ سے برآمد ہوا اور بازار بازار ہولیا کھجور والوں کے محلّہ سے سرکی والوں میں ہوتا ہوا جیل خانہ آیا ان دنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا۔ جیل کا پھاٹک توڑ کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے وہاں سے بڑھ کر جب وہ یزید اور اویس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اس وقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔ ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رحبہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھ کر یہ عاتلہ بنت یزید کے مکان آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے ایک سغدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کا خروج:

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد نداد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر برآمد ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اس نے اسے اٹھا لیا مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو کئی تلواریں بھیجیں وہ اس نے نداد میں رکھ دیں خروج کی رات اس نے ہمیں بلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے' وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا۔ وہاں سے دو راستے پھٹتے تھے ایک بطحان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو۔ چنانچہ اب ہم اسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابوعمر المدنی اور محمد بن عبداللہ کی ملاقات:

ابوعمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مینہ کھلا تو اس وقفہ میں میں مدینہ سے کھسک گیا اگر چہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا' میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر میرے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس سمت سے آیا تھا کثیف چیتھڑے اس کے جسم پر ایک ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے' اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آ رہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے میں اس سے مختلف موضوعات علوم پر گفتگو کرنے لگا' اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اس کے تبحر علمی سے متحیر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں۔ میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنے کی تم کو ضرورت نہیں۔ میں نے کہا نہیں میں اسے

ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا منخرق الخفين يشكو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھریلے دشوار گذار سرزمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے) آناً فاناً نظر سے اوجھل ہو گیا نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اس کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے' میں اپنے قیام گاہ واپس آ گیا۔ پھر مدینہ آیا' مدینہ آئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اس نے سورہ انا فتحنالك فتحا مبينا. تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے بیرون شہر میں ملا تھا۔

اسمٰعیل بن ابراہیم کو ابوجعفر کا حکم:

اسمٰعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابوعبید تھی بیان کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسمٰعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابوجعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ ان کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص میّب کے پاس پیش کیا گیا جو اس وقت ابوجعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت جتائی میّب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابوجعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا:

شرده الخوف فازرى به　　　　كذاك من يكره حرا لجلاد

ترجمہ: ''خوف اس کا لباس بن گیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔

و خطة ذل نجعل الموت دونها　　　　نقول لها للموت اهلا و مرحبا

ترجمہ: ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اسے سنا دو''۔

ازہر بن سعید کا بیان:

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ کے دن محمد نے خروج کیا اس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات مذاد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اس نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس:

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں محمد نے خروج کیا۔ میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی' زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا۔ عمامہ سے اس نے اپنی دونوں کو کیں باندھ رکھی تھیں اس کے علاوہ ایک دوسرے پھول

دار پٹکے میں اس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے انہیں روکا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ باب المقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے اکٹھے ہو کر ایک دم دھاوا کر دیا مگر مدافعین نے اس دروازے میں جو باب الخوضہ تھا اسے جلا ڈالا کوئی شخص ادھر سے نہ جا سکا۔

ریاح بن عثمان کی گرفتاری:

البتہ قسری کے مولی رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اس پر سے گذر گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور اسی طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے۔ اسی دروازے پر ریاح کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا' قصر میں جو لوگ ریاح کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے' خود ریاح قصر مروان کے آب دار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے اسے تیغہ کرا دیا مگر اسے ڈھا کر لوگ چڑھ دوڑے اور اسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے ہمراہ اس کا بھائی عباس بن عثمان بھی قید کر دیا گیا' محمد بن خالد اس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام ریاح کی قید میں تھے محمد نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاح اور اس کے ہمراہیوں کو جکڑ بند کرے۔

ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری:

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمد نے ریاح اس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا' راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تم کو اس کا اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا ریاح نے اس سے عرض کیا اے ابوقیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ تمہارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے۔ رزام نے اسے سنبھالا مگر ریاح برابر اس کی منت سماجت کرتا رہا آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اس قدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن سعید الجہنی راوی ہے ریاح نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اس کی مدح میں اشعار لکھے تھے۔

محمد بن عبداللہ کا خطبہ:

اسمٰعیل بن یعقوب التیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر محمد نے حمد و ثنا کے بعد کہا: لوگوں کو معلوم ہے کہ دشمن خدا ابوجعفر نے اپنے عہد میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لیے ایک قبہ خضرا بنایا ہے' جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا' دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور ہمدرد انصار کی اولاد کا حق ہے۔ اے اللہ! ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوف زدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ' اے لوگو! میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تم کو اپنا بنایا ہے۔ کیونکہ بخدا! تمام روئے زمین میں کوئی

اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہوگئی ہو۔

موسیٰ بن عبداللہ کی رہائی و مراجعت مدینہ:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا اس کی اطلاع محمد کو ہوگئی اس نے اسی رات خروج کر دیا ریاح نے ان سپاہیوں کو جو میرے ساتھ متعین کیے گئے تھے روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انہیں نظر آئے تو وہ میری گردن اڑا دیں۔ چنانچہ جب ریاح محمد کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اس سے مجھے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اسے عراق بھیج دیا ہے' محمد نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اسے واپس لے آئے اس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اس کے ہمراہی سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا ان کو دکھائی دے وہ فوراً اسے قتل کر دیں' اب محمد نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے۔ ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں' محمد نے کہا اس کام کے لیے خاص آدمی منتخب کرلو۔ چنانچہ اس نے کئی آدمی انتخاب کیے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آ پہنچا کہ گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المومنین کے فرستادے معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آ ملے اس وقت انھوں نے ہتھیار عریاں کیے ان کے سردار اور دوسرے اس کے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اونٹ کو بٹھا کر میری بیڑیاں کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمد کے پاس لے آئے۔

ابوجعفر کے محمد بن عبداللہ کے نام جعلی خطوط:

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابوجعفر کا یہ دستور تھا کہ وہ محمد کے نام اپنے سر برآوردہ سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیج دیا کرتے تھے ان خطوط میں محمد کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اس بنا پر محمد کہتا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابوجعفر کے تمام سپہ سالار اس کا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

محمد بن عبداللہ کے عمال:

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ مدینہ پر قبضہ کر کے محمد نے عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابوالقلمس عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوتوال مقرر کیا' عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمد بن عبدالعزیز سے کہلا کر بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے۔ اس نے معذرت کہلا کر بھیجی اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لیے آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکے چلا آیا۔

عبدالحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبداللہ کا افسر کوتوالی تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیج دیا اور میرے بعد بُہر زبیری کو اس نے کوتوال بنایا۔

ضحاک ابوسلمہ اور حبیب کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے حسب ذیل عمائد کے باقی کوئی سر برآوردہ شخص ایسا نہ تھا جو محمد کے ساتھ نہ ہوگیا ہو جو

لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام' عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام' ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ۔

کلثم بنت وہب کے اشعار:

کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر چلے گئے ان میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسماء بنت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا چھپی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے:

رحم اللہ شبابا قاتلوا یوم الثنیہ قاتلوعنہ بنیات

واحساب نقیہ فرعنہ الناس طرا غیر خیل اسدیہ

ترجمہ: ''اللہ ان جوان مردوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو گھاٹی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے' اس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نوجوان لڑے جب کہ اسدی رسالہ کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے''۔

ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا:

قتل الرحمٰن عیسی قاتل نفس الزکیہ

ترجمہ: ''خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے''۔

امام مالک بن انس کا فتویٰ:

سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ہمراہ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابوجعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل ناخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں فسخ بیعت کرنے کی حالت میں کفارۂ یمین عائد نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بنا پر اب لوگ جوق جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

اسمٰعیل بن عبداللہ کا بیعت کرنے سے انکار:

ابن ابی ملیکہ عبداللہ بن جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بلایا یہ بہت معمر تھا اسمٰعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا! میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے' پھر میں کیوں بیعت کروں' یہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے لوگ اس کی بیعت کرنے سے ٹھٹک گئے چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی امیہ سب سے پیش پیش تھے۔اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننھالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے' مگر اس سن رسیدہ بزرگ نے اس کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ ان کی دشمن ہوگئی اور اس نے ان کو مار ڈالا۔محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے' عبداللہ بن اسمٰعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے

اور پھر اسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عبیداللہ بن حسین اور محمد بن عبداللہ:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ محمد کے سامنے پیش کیا گیا۔ محمد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اسے دیکھوں گا قتل کر دوں گا۔ عیسیٰ بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے اس بات سے روک دیا۔

محمد بن خالد القسری کی گرفتاری:

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمد کی تقریر سنی جو اس نے منبر نبوی پر بیٹھ کر دی تھی اور اس میں اس نے جو دعوت دی اسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لیے پوری محنت و جانفشانی کروں گا' تب میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اس کے ناکے بند کر دیئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیے کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چل کر اس کا مقابلہ کیجیے ایک لاکھ تلوار یئے آپ کے ہمراہ ہوں گے' محمد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا' ابن ابی فروہ ابوالخصیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اس سے بہتر کوئی شے میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ محمد نے اس پر غارت گری کی تھی' میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی بہترین شے کو دیکھ پایا ہے اسی بنا پر میں نے امیر المومنین ابوجعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اس کے ساتھ ہیں۔ محمد مجھ پر برہم ہوا اور اس نے پھر مجھے قید کر دیا۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

عبدالحمید کی محمد بن عبداللہ کے رویہ پر تنقید:

عبدالحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اس کے پاؤں میرے گود میں رکھے تھے' خوات بن بکیر بن خوات بن جسیر اسی وقت اس سے ملنے آیا اس نے سلام کیا محمد نے بے اعتنائی سے اسے جواب دے دیا جس میں گرم جوشی نہ تھی۔ اس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اس سے ملنے آیا اس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اسے جواب دیا اس پر میں نے اس سے کہا کہ اب تک تمہارا تعصب نہ گیا اس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا کہ جب انصار کے سردار نے تم کو سلام کیا تو تم نے اسے معمولی طریقہ پر جواب دے دیا اور جب قریش کے ایک ڈاکو نے آ کر تم کو سلام کیا تو اس کے جواب میں تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے۔ محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تم کو خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اس طرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

مکہ' یمن اور شام پر عاملین کا تقرر:

محمد نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اس کے ساتھ قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا' تاکہ یہ دونوں ان علاقوں میں اس کے

لیے دعوت دیں مگر قبل اس کے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچتے خود محمدؒ ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز بن الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور فربہ تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اسے قاری کہتے تھے بلکہ ابوجعفر بھی اسے محمد کے بجائے مُحَمّم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد کا بیان:

ابراہیم بن زیاد بن عنبسہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اس کے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اڑ گیا یہ اسے نگل گیا' بلغم صدر سے نیچے اتر گیا مگر پھر آیا پھر اسے نگل گیا وہ پھر آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا اسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چمٹ کر رہ گیا' یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابوجعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے' ابوجعفر نے کہا کیا اس بات سے تم کو خوشی ہوئی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تم کو معلوم رہے کہ یہ حصہ انہوں نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اس کی جو قیمت ان کو ملے اسی سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن ربیع اور ابوجعفر کی گفتگو:

عبداللہ بن الربیع بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور اپنے شہر بغداد کی بانسوں کے ذریعہ حد بندی کر چکے تھے وہ کوفے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے للکارا میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچا۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں؟ انہوں نے کہا مدینہ میں' میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اس کے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان' امیر المومنین میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے رسالے کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کون سا ہے ذرا مجھے اس کا حلیہ بتاؤ' میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد رو پتلی باہوں والا ہے۔ وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے' عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت برا کہتا ہے' مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا۔ بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی باک نہ تھا۔ بخدا! علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے' البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پوتا ہے۔ اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے' اور شامیوں کی مدد ہے۔ اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبیداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور

عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا' میں نے کہا میں اس کی وجہ نہیں جانتا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملے گی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبیداللہ' عبداللہ سے قریب تر تھا اس وجہ سے میں نے اسے بھی اپنا ولی عہد بنا دیا۔

ابوجعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں نے کہا اگر اس نے وہ بات جو میں نے آپ سے بیان کی ہے مجھ سے نہ کہی ہو تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

محمد بن عبداللہ کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع:

جس رات کو محمد نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اویس بن ابی سرح سے تعلق رکھتا تھا ابوجعفر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوا اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے رات کے وقت دارالخلافہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا۔ آخر کار لوگوں کو اس کی طرف توجہ ہوئی اور اسے شہر سے بلا لیا' ربیع نے اس سے پوچھا کہ اس وقت تو امیرالمومنین سو رہے ہیں تم کو اس وقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور بغیر ان سے ملاقات ہوئے چارہ نہیں۔ ربیع نے کہا تم مجھ سے بیان کر دو میں ان سے جا کر کہہ دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اب ربیع نے اندر جا کر امیرالمومنین سے اس شخص کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کر دو' ربیع نے کہا میں نے اس سے یہی کہا تھا مگر اس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا اور وہ آپ کی ملاقات کے لیے مصر ہے۔ آخر کار ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ امیرالمومنین محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے۔ ابوجعفر کہنے لگے بخدا! اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اسے قتل کر دیا۔ مجھے بتا کون کون اس کے ساتھ ہے۔ اب اس نے ان عمائد اہل مدینہ کے اور ان کے خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے بچشم خود اسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے میں نے خود باتیں کی ہیں۔

ابوجعفر نے اسے ایک حجرہ دے دیا۔ صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کا جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا مہتمم تھا ایک فرستادہ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے اس خبر کی توثیق کی اس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمد کے خروج کی ابوجعفر کو موصول ہوئیں۔ اب اس نے اویسی کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تم کو مالدار کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نو راتوں کے نو ہزار درہم اسے دیئے۔

حارث منجم کی پیشین گوئی:

جب ابوجعفر کو محمد کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے' حارث منجم نے ان سے کہا آپ بلاوجہ پریشان ہیں بخدا! اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابوجعفر کو محمد کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف جھپٹے۔ کہنے لگے میں ابوجعفر ہوں میں نے لومڑی کو اس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

عبداللہ بن علی کا مشورہ:

جب ان دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابوجعفر نے عبداللہ بن علی سے جو ان کی قید میں تھا پچھوایا کہ فلاں شخص

نے خروج کیا ہے۔ اس کے متعلق اگر تم کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبداللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اس نے کہا کہ میں قید ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے۔ پہلے تم مجھے آزاد کرو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائے گی۔ اس کے جواب میں ابوجعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آ جائے گا تب بھی میں تجھ کو رہا نہ کروں گا۔ یاد رکھو کہ میں اب بھی تمہارے حق میں محمد سے اچھا ہوں اور یہ حکومت تمہارے ہی خاندان کی ہے۔ اس پر عبداللہ بن علی نے کہلا کر بھیجا۔ اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اس کی گردن مار دو۔ سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اس وقت رے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمہارے پاس آئیں پھر ان کو خوب روپیہ اور انعام دے کر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمد کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابوجعفر نے یہی کیا۔

عبداللہ بن علی کی ہدایات:

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابوجعفر کو ہوئی اس وقت عبداللہ بن علی قید تھا۔ ابوجعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہے تم اس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اسے یہ نہ بتانا کہ میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے' یہ سب کے سب اس کے پاس آئے' انہیں دیکھ کر عبداللہ بن علی کہنے لگا آج کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے تو ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کی ہم نے امیر المومنین سے اجازت مانگی' انہوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں۔ کہنے لگا یہ غلط ہے۔ اصل بات کہو کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے۔ اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابوجعفر) کیا کرے گا۔ انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا! بخل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ روپیہ دل کھول کر خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سب روپیہ اس کو مل جائے گا اور اگر اس کے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے روپیہ میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لیے جاؤ۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجیے مگر ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کارروائی کو مصلحت و دور اندیشی کے خلاف سمجھا۔

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ کی خط و کتابت:

محمد بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمد بن بشیر سے سن کر قلم بند کیا ہے' یہ سرکاری رسائل کا مصحح تھا نیز ابوعبدالرحمٰن کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی ان رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جوان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمد کا خط ابوجعفر کے پاس آیا تو ابوایوب نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے میں اس کا جواب لکھوں مگر ابوجعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اس وجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو' محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابوجعفر نے حسب ذیل خط لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا جاتا ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ. ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ. اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ سولی پر لٹکایا جائے ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے جلاوطن کر دیا جائے۔ دنیا میں تو ان کی یہ رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دسترس ہو سکے وہ توبہ کر لیں اس صورت میں تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آ جاؤ تو میں تم کو' تمہاری اولاد کو' تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیروؤں کو ان کی جان و مال کے متعلق امان کلی دیتا ہوں اور اس اثناء میں تم نے جو خون بہایا جتنے روپیہ پر قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دوں گا اور اس کے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے وہیں تم کو فروکش کروں گا نیز تمہارے ان سب اعزا و اقربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کر دوں گا' جس شخص نے تمہاری آ کر بیعت کی ہوگی اس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملے میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دوں گا نیز اس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا' اگر تم اپنے لیے اس وعدۂ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرا لے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے''۔

سرنامہ پر تھا ''یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا گیا ہے''۔ محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل خط اس کے جواب میں ابوجعفر کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

﴿ طٰسٓمّٓ. تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ. اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

يَحْذَرُوْنَ ﴾

''طسٓمٓ ۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لیے بیان کرتے ہیں' فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیرو بنا لیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا' بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور ناتواں سمجھا گیا اور انہیں کو سربرآوردہ اور اس ملک کا وارث بنا دیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جما دیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھا دیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے''۔

جو وعدۂ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری ہی خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا۔ ہمارے ہی پیرووں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت نصیب ہوئی' ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کیونکر ان کی ولایت کے وارث بن گئے' علاوہ بریں تم جانتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا مدعی کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے مماثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو۔ کسی بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ ﷺ سے اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے' ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد ہیں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں' اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انہیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے۔ ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی نیز رسول اللہ ﷺ کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سیدہ ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں' علی رضی اللہ عنہ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسن رضی اللہ عنہ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہوں میں ننھیالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں' کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میری رگوں میں نہیں ہے۔ اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد' جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ چنانچہ میں اس شخص کا نواسہ ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے سہل عذاب ہوگا۔ میں نیکوں میں سے سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں' اگر تم میری طاعت اختیار کر لو اور میری دعوت قبول کر لو تو

میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس اثناء میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے چاہے وہ مسلمان کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کروں گا البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا''۔

اس کے جواب میں ابوجعفر نے حسب ذیل خط محمد کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر نسبی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تا کہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو' تم کو معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا' دادا یا عصبات اور اولیاء کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے۔ اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر ولی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لیے پسند فرماتا ہے فرمایا:

﴿ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴾

''بے شک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے''۔

جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾

''تم اپنے قریبی واہل خاندان کو ڈراؤ''۔

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلام دی' دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے۔ دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنی اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا حالانکہ

نہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے۔ بھلا شر میں خیر کہاں' کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی:

﴿ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾

''عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح کروٹ پلٹائے جاتے ہیں''۔

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمہ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علی رضی اللہ عنہ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسن رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اگلے اور پچھلے سب میں افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولاد اور ایک ہی واسطے سے عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے اوسط ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ نہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں موج زن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا ادعا کیا ہے تم پر افسوس ہے کہ فردائے قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے متجاوز ہو گئے اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اور اپنے باپ کی وجہ سے اوّل و آخر تم سے بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے۔ حالانکہ خود تمہارے دادا کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا باوجود یکہ وہ چھوکری کے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی ام ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی ام ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔

تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ﴾

''تم لوگوں میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ نہ تھے''۔

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے ہو اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا امامت کے تم کیونکر وارث بن سکتے ہو' تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور علانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لیے ہزار جتن کیے مگر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا اور شیخین کو ان پر فضیلت دی۔ نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا' ماموں اور خالہ ورثہ نہیں پاتے۔

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی۔ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا پھر ان کے بعد لوگوں

نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنالیا اور علی رضی اللہ عنہ کو امام نہیں بنایا چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کیے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علی رضی اللہ عنہ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی' جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تو ان سے لڑ ہی پڑے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا' اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شبہ ظاہر کیا۔ پھر انھوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے۔ ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا تصفیہ کیا۔ اس کے بعد حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چند چیتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز جا رہے۔ اپنے طرفداروں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا' اگر خلافت کا تم کو کچھ ہی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ تمہارے چچا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لے کر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دے دی' تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکال دیا۔ اسی سلسلہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر گدے اور تکیے کے محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعی ہم نے تمہارا عوض ان سے لے لیا۔ ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنا دیا ہم تمہارے آباء کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے ان کی بڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ' عباس اور جعفر رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے ہیں' اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ باتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ جنگ وجدل ہی میں مشغول رہے' بنی امیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی مکتوبہ نماز میں لعنت کرتے ہیں' ان کی حمایت میں ہم نے مناقشہ کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے تنازعہ کیا مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زمزم کے مالک رہے' ایک مرتبہ مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ کی جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی۔ اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو

معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے وارث بنے' بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقایہ بھی انہیں کو حاصل رہا اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی انہیں کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام' دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباس رضی اللہ عنہ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباس رضی اللہ عنہ نے ابو طالب کو پناہ دی اور سخت عسرت میں وہ ابو طالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباس رضی اللہ عنہ بادل ناخواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مرجاتے اور ان کو شیبہ اور عتبہ کی دیگیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباس رضی اللہ عنہ بڑے فیاض کھلانے والے تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دے کر اسے رہا کرایا۔ اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم نے تم کو فدیہ دے کر قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور شرف ہمارے آباء کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے تم نہیں ہم خاتم الانبیاء کے وارث بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے' والسلام علیکم و رحمۃ اللہ''۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی شام:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولی رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجیے تاکہ یہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لے کر شام روانہ ہو گیا تو اب محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے۔ محمد نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازے کی جگہ کے سامنے واقع تھا' اور ان دنوں خرج الخصی کی ملکیت میں تھا قید کر دیا۔ رزام موسیٰ کو لے کر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے نام خط:

موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اس کی قطعاً جرأت یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لیے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو حلفیہ اس بات کو کہا کہ اگر ایک شب و روز بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کر دیں گے اور ہمارا پتہ بتا دیں گے میں نے یہ خط تو آپ کو لکھ دیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تیما پہنچے تھے کہ رزام زاد راہ کے خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چل دیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری:

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس غرض سے شام بھیجا کہ ہم ان کے لیے دعوت دیں۔ جب ہم دومۃ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی معلوم ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچ کر میرے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تم کو قتل کر کے تمہارا سر ابوجعفر کو لے جا کر دوں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہوگی اور کسی کی نہ ہوگی۔ میں نے کہا ابوقیس تمہاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی' اللہ تم کو معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے' عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے' یہاں ان کی مخبری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لیے گئے۔

نافع بن ثابت اور محمد بن عبداللہ:

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے' محمد نے ان کو بلا بھیجا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آ کر ملے محمد نے کہا اے ابوعبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تا کہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنو جی! تم کو کامیابی نہ ہوگی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی' نہ ضروریات زندگی اور نہ ہتھیار' نہ میں خود تمہارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں' آپ جائیں' یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لیے مسجد جاتے رہے جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے۔

امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر:

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر مکے روانہ کیا اس کے ہمراہ آل ابولہب میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکے کے قریب نہ جا پہنچے سری ابن عبداللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے سامنے پہنچ کر اس کے موالی نے اس سے پوچھا کہو اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن معاویہ مکے میں داخل ہو گیا حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابوجعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے نو شبانہ روز منزلیں طے کر کے ابوجعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابوجعفر نے کہا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھٹا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیئے۔

محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو ہدایات:

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہو جائے تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں؟ محمد نے کہا سری ہمیشہ ان کارروائیوں کو جو ہمارے خلاف ہوتی رہی ہیں ناپسند کرتا رہا ہے نیز وہ ابوجعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لیے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی

کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے کنارہ کش ہو تو تم اس کا قطعی تعاقب نہ کرنا۔ حسن ان ہدایات کو سن کر کہنے لگا کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس رضی اللہ عنہ کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہو گی محمد نے کہا ہاں تمہارا خیال درست ہے مگر سری ہمیشہ ابوجعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

سری بن عبداللہ کی مدافعانہ کارروائی:

عمر بن ارشد عنج کا مولیٰ راوی ہے کہ میں مکے میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ' قاسم بن اسحٰق' محمد بن عبداللہ بن عتبہ کو جو ابوحبرہ کے نام سے مشہور تھا مکے بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا' سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنے مولیٰ مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی دلاور تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بھیجا سری نے ابن فرس کو پانچ سو دینار بھی دیئے بطن اذاخر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اس گھاٹی پر جو ذی طویٰ کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکہ پر آ گئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے۔

سری بن عبداللہ کی ابن معاویہ کو مشروط پیش کش:

دونوں حریف ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے پہلے نامہ و پیام شروع ہوا۔ حسن نے سری سے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے لیے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خون ریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکے کو ہمارے لیے خالی کر دو اور مزاحمت نہ کرو' نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے حلفیہ اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابوجعفر کا انتقال ہو چکا ہے' اس کے جواب میں سری نے بھی انہیں کی طرح حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المومنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے پیامبر کا انتظار کرتا ہوں اور اس اثناء میں تم کو اور تمہارے سواری کے جانوروں کو سامان خوراک بہم پہنچاؤں گا اگر اس کے بعد تمہاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمہارے خلاف پوری جدوجہد کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آ جاؤ یا میں تم پر غالب آ جاؤں۔

حسن بن معاویہ اور سری بن عبداللہ کی جنگ:

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا بغیر لڑے ہم یہاں سے نہیں ٹلیں گے اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے۔ جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا' چنانچہ جب ہم نے ان پر دھاوا کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا اس نے بگلچی کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لیے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر یک جان ہو کر حملہ کیا' سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری بن عبداللہ کی شکست:

سری اپنے چند ساتھی شہ سواروں کو لے کر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی

فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا' سری کو دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہو گئی۔ سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آ جانے دو اس سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں رہا۔ یہ سن کر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں در آئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابورزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے' حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابوجعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابوجعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقل پر سخت ہے۔

سری بن عبداللہ کا حسن بن معاویہ سے حسن سلوک:

ابن ابی مساور بن عبداللہ بن مساور مولیٰ بن نائلہ جو بنی عبداللہ بن محیص کے خاندان سے تھا' راوی ہے میں سری بن عبداللہ کے ہمراہ مکے میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکے پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللھبی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا تصفیہ کروں گا اسی اثناء میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا عامل مقرر ہو کر چلا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے۔ مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکے پہنچ گیا ہے تو اب سری طائف سے مکے آیا۔

ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ:

ابن جریج حسن بن معاویہ سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ پا کر بیت اللہ پر قبضہ کر لو' حسن نے کہا اسے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکہ سے ڈراتا ہے۔ بخدا میں آج رات مکے میں بسر کروں گا' یا اس سے پہلے اپنی جان دے دوں گا۔

سری بن عبداللہ کی روپوشی:

اب وہ اپنی جماعت کو لے کر لپکا سری اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ مقام فخ پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال' سری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا' سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکے آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابورزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر کپڑے اڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکے

میں داخل ہو گیا' اس نے چند روز مکہ میں قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکے پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے' تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہو لیے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرے میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحٰق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا' علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچ کر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی۔ یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے اس سے رشتہ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہو گیا۔

حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی:

عمر بن راشد عنج کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لیے تم ممکنہ عجلت کے ساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ' یہ دوشنبہ کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمد قتل ہو چکا تھا) امج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے۔ عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں کے ذریعہ اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہو گئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔

ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبداللہ کو اطلاع:

ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرے سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے' میں قصر مروان آ کر اس کمرے میں آیا جہاں محمد شب باش تھا میں نے دروازے پر دستک دی اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لاحول پڑھا اور کہا اے خداوندا! میں رات میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں۔ اس نے پوچھا خیر ہے' میں نے کہا جی ہاں خیر ہے۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرے کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں۔

ابو عمرو شامی کی محمد بن عبداللہ کے متعلق رائے:

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ہمارے گھر آ کر مقیم ہوا ابو عمرو اس کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو کیسا پایا

اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمد کو پوچھا اس نے کہا کہ ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹا پا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے' عبداللہ بن محمد بن مسلم ابن البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابوجعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمد کی طرف سے لکھ بھیجا جس میں اسے اپنی [illegible] رت کی دعوت دی خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا۔ اے بنی ہاشم! ہم نے تم کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تم لذائذ دنیا کو محبوب رکھتے ہو' قاصد نے ابوجعفر سے آ کر واقعہ سنایا اسی جملہ کو سن کر ابوجعفر کہنے لگے کہ بے شک یہ اعمش کا کلام ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کرلیا اور ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اس وقت بالکل عنفوان شباب میں تھا پندرہ سال کا سن تھا ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے تھا سفید ہی عمامہ زیب سر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکے بھیجا اور انھوں نے اس کے لیے مکے پر قبضہ کرلیا اور سفید جھنڈا بلند کرلیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ:

امیر المومنین ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا تصفیہ کرلیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے دونوں طرح میرا فائدہ ہے۔ چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی نیز محمد بن ابی العباس امیر المومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابوجعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ لے لیجیے۔ ابوجعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو بخدا! اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو۔ اب یا تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید مسمع کا مولیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہم پر آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

جعفر بن حنظلہ کی محمد بن عبداللہ کے خروج پر پیشگوئی:

عبدالملک بن شیبان راوی ہے ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو مبروص' طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ہمراہ اس کی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا بلایا اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے ابوجعفر نے کہا مدینہ میں' جعفر نے کہا تو اب تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور نہ سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی مولیٰ کو بھیج دو کہ وہ وادی القریٰ پر جا کر مورچہ زن ہو جائے اور شام سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا' ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کثیر بن حصین کا فید میں قیام:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر نے کثیر بن حصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی اور اس کے گرد ایک خندق بنالی۔ جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ ہولیا' عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی تھی عرصہ کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابوجعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابوالعسکر مسمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے داعی اہل بصرہ سے بچالیا حالانکہ وہ رسالہ لے کر اس پر چڑھ آئے تھے۔

ابوالعسکر اور مسعودی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے علیحدگی:

سعید اس وقت ابوالعسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کے ساتھ ملا کر کھا رہا تھا عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابوالعسکر اور مسعودی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے' یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابوجعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے وہیں اس کو قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبداللہ کے متعلق ہدایت:

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابوجعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تم کو اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دے دینا۔ اگر وہ روپوش ہو جائے' تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ آ کر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

امیر مقدمۃ الجیش حمید بن قحطبہ:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں' عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا۔ اس فوج کے ساتھ گھوڑے' خچر' اسلحہ اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں اثنائے راہ میں کسی جگہ منزل کرنے کی ضرورت نہ پڑی نیز اس کے ہمراہ ابوجعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیج دیا۔ یہ ابوجعفر کے مصاحبین میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابوجعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اسی وجہ سے انہوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا۔

ابوزیاد کی دولت کی ضبطی:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو چنانچہ ابوزیاد کا روپیہ ضبط کر لیا گیا اس اثناء میں جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا' اور جب ابوجعفر مدینہ آئے تو اس

نے ان سے گفتگو کی اور اپنا روپیہ طلب کیا ابوجعفر کہنے لگے' تمہارے مہدی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام خطوط:

فید پہنچ کر عیسیٰ نے حریر کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن عبدالمطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بھی تھے جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے عمائد محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انہیں میں عبدالعزیز بن المطلب بھی تھا اسے گرفتار کر کے پھر محمد کے پاس لایا گیا یہ چندے قیام کر کے پھر چلا گیا' دوبارہ پکڑ بلوایا گیا چونکہ اس کے بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن محمد نے زرد حریر کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کم سن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا۔ محمد نے ایسی شے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

''کہو اے بارالٰہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ید قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شئے پر قادر ہے''۔

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس مخمصے سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لے کر چلے آؤ۔

عمر بن محمد اور ابو عقیل کی مدینہ سے روانگی:

چنانچہ وہ مع عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ سے نکل گئے' انھوں نے افطس حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے' کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ہمراہ مدینہ میں جمارہا' محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا عمر بن محمد نے اس سے آ کر کہا کہ تم تو عدل کی دعوت دیتے ہو اور ظلم و غضب کے مٹانے کے لیے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں' محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دے دیئے اور یہ اسی شب مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔

ابوجعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام خطوط:

خود ابوجعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے عمائد کے نام لکھ کر عیسیٰ کو دے دیئے تھے اور ہدایت کر دی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے عمائد کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابوبکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے ابن ہشام کے مکان واقع مصلیٰ میں قید کر دیا۔

ایوب بن عمر کی روایت:

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے اس وقت تم کو چھوڑ دیا تھا جب کہ تم پہاڑوں اور ان ہی خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت پائدار ہو گئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہایت شدید مار ماری ہے اور ان کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنا دی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے' عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

محمد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا رہوں اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابو جعفر! تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے' سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک کے مقابل ہیں جہاں کے باشندے بڑے کڑوے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے' اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لے کر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان' اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا ئیں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ''میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے''۔

محمد بن عبداللہ سے قیسی قبائل کی برہمی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے' قبائل عرب میں سے جھینہ' مزینہ' سلیم بنو بکر' اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جھینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اسی وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

جابر بن انس کی خندق بنانے کی مخالفت:

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننھیالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری

کے جانور کثرت سے ہیں۔ بدو اسلام میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنو سلیم ہی کا تھا اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام بدوی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں آپ ہرگز خندق نہ بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لا سکیں گے کیونکہ نہ پیدل سپاہ خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑ سکتی ہے اور نہ رسالہ خندقوں کی درمیانی گلی کوچوں میں نقل و حرکت کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں جس فوج کے مقابلے پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لیے خندق بنائی جائے گی ان کی آزاد نقل و حرکت میں خود وہی خندق رکاوٹیں ڈال دے گی۔

بنی شجاع کا جابر بن انس کی تجویز سے اختلاف:

اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو چھوڑ کر تمہارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے! تم اور تمہاری جمعیت پر حریف کا مقابلہ سخت دوبھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لیے تمہاری رائے اس معاملہ میں کچھ مؤثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

مدینہ کے گرد خندق کی کھدائی:

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کی اس خندق کو جو حضور ﷺ نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھود لیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پیٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے کھودنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی خندق کی ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی' لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو۔ یہی آپ کے دادا رسول اللہ ﷺ کی خندق ہے۔

محمد بن عبداللہ کا اپنی جماعت سے خطاب:

جب عیسیٰ مقام اعوص آ گیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمہارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص آ گیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

عثمان بن محمد خالد الزبیری جسے ابو جعفر نے قتل کرا دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جمعیت آمادۂ پیکار ہو گئی تھی کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری' میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہو گی عیسیٰ کے قریب آ جانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز و سامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آ گیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اذن کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے' اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی یہ ان سب کو لے کر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لیے مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور صبر و ثبات کے لیے راسخ عہد و پیمان لیے تھے۔ اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دے دوں اور عہو دو وعدوں سے بری الذمہ کر دوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے' اس اجازت کے بعد ہزارہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رحبہ کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمۃ الجیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک ٹڈی دل معلوم ہوتا تھا ہم بغیر تعرض ان کے پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابوالقلمس کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ لوٹا لائے' جس پر اس کی دسترس ہوسکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد بن عبداللہ اور غاخری:

غاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں' اور تو میرے ساتھ ہو کر لڑنا' میں نے کہا بہت اچھا اگر آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اعوص ہی میں ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلوار باندھیں گے تو جب وہ سفا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا' تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے' میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتداء کی تھی اس لیے اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام' عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے میں نے کہا' جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچیدہ پاتا ہوں جب کہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

ابوجعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آ کر مسجد رسول اللہ ﷺ سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ رسالہ کوئی مؤثر کارروائی نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہارے فرودگاہ میں گھس آئیں گے اس خطرے کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبدالملک کے سقایہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک ہلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائے گی کہ رسالہ اسے آ لے گا۔

محمد بن ابی الکرام کا شجرہ میں قیام کا مشورہ:

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرق القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت اسے بیٹھا ہوا پایا' پاس شمع روشن تھی اور روپیہ کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آ کر کہا ہے کہ محمد کی حالت سقیم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ راہ گریز اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی رخ اس کے لیے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہ راہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچ کر ٹھہرے رہو' پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطا دی۔ میں ان کو لے کر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے گزرا' ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے سہم گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہوں تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیے ستو لائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

قاسم بن حسن کی سفارت:

مدینہ کے قریب پہنچ کر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفراء کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا' میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی دعوت:

نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے' میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں' اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہو گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہو گی اور اس کا گناہ بھی بہت ہو گا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہہ دو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی۔

ابن ابی الکرام کی سفارت:

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دے کر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور بغیر ان سے لڑے باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمہارے اشرف ترین دادا علی رضی اللہ عنہ' طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس

سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہہ دیا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

ابراہیم بن جعفر بن مصعب:

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لیے طلیعہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گذری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آ رہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کیے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے' معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام:

۱۲/ رمضان ۱۴۵ھ سنیچر کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر فروکش ہوا' یہ سنیچر' اتوار اور پیر کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کر دیئے' البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ' سنیچر اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی پیش کش:

زید مسمع کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا' مدینہ کی سمت بڑھا' گھاٹی پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کر لو جو ہمارے علم کے نیچے آ جائے وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا' مامون ہے جو مسجد نبوی میں جا رہے گا' مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا' مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مدمقابل کے درمیان حائل مت ہو ہمیں اس سے نبٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے اور بہت ہی عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرودگاہ کو واپس ہو گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان کی پیشکش:

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے

کہ جب تک میں تم کو امان کی دعوت نہ دے دوں تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھاؤں لہٰذا تم کو تمہارے خاندان کو' تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائے گی' تمہارا قرضہ ہم ادا کریں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیں گی محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے' اب عام لڑائی شروع ہوگئی محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔

آل ابی طالب کی سفارت:

محمد بن زید راوی ہے کہ دوشنبہ کے دن عیسیٰ کوہ ذیاب پر کھڑا ہوگیا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک مولیٰ کو جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا بلایا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لے کر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہم کو یعنی آل ابو طالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اٹھ کھڑے ہوں چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمر تھے' محمد بن عبداللہ بن عقیل' قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اسمٰعیل بن عبداللہ جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور امان دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لیے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم تمہاری دعوت کی پرواہ نہیں کرتے۔

آل ابی طالب کی مراجعت:

قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے ہیں ہم تم کو کتاب اللہ' سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتے ہیں نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انھوں نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ' اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

مدینہ منورہ کی ناکہ بندی:

دوسرا بیان' قاسم بن حسن جس کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا وداع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے' مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا۔ ہزار مرد کو ابن ابی الصعبہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا' کثیر بن حصین کو ابن افلح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا جو بقیع الغرقد میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔

اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیر اندازی:

اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے اور گوپھنوں سے تیر پھینکے۔ مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لیے زرہیں بنوائی

تھیں' مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوا دیئے' جہینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک لبادہ دے دیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا' وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا معرکہ جنگ میں ایک تیر آ کر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا:

یا رب لا تجعلنی کمن خان وباع باقی عیشہ بخفتان

ترجمہ: ''اے میرے رب! تو مجھے ایسا نہ کرنا جو ہلاک ہو گیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادے کی خاطر بیچ دی''۔

محمد بن عبداللہ کو ایک تمیمی کا پیغام:

اسمٰعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی' وہ ہمارے بالکل قریب آ کر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا دے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا جلیس تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جمے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہو گی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل دوشنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک دوسرا آدمی اس کے پیٹھ پر گات باندھ رہا ہے میں نے وہ پیغام اسے پہنچا دیا۔ اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

عثمان بن خالد کی علمبرداری:

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افسطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد علم تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اس طرح آل علی رضی اللہ عنہ میں سے جو جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

محمد بن عبداللہ کی جماعت کی تعداد:

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی۔ ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر:

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا محمد اور ابراہیم کے مقابلے میں جب وہ نبرد آزما ہوا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی' اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ' میمنہ پر محمد امیر المومنین ابوالعباس کا لڑکا' میسرہ پر داؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پر ہیثم بن

شعبہ متعین تھے۔

ابوالقلمس اور برادر اسد بن المرزبان کا مقابلہ:

سوق خطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے' اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایہ اٹھالیا اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپالیا اب پھر دونوں لڑنے کے لیے معرکہ میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

قاسم بن وائل کی مبارزت:

محمد کے طرفداروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا مولیٰ قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مبارزت کا خواست گار ہوا اس کے مقابلہ کے لیے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا وجیہ اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لیے برآمد ہوا ابن وائل اس کو دیکھ کر بغیر مقابلہ پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور وہ مرغوب ہو گئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ سفہا کے سردار کا برا کرے کہ اس نے ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے اگر یہ شخص (اہل وائل) اس کے مقابلہ کے لیے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آ رہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوالقلمس اور ہزار مرد کا مقابلہ:

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مبارزت کا خواہاں ہوا اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا' آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا'' یہ لے میں فاروق رضی اللہ عنہ کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر تھا''۔

مسعود کا بیان:

مسعود الرجال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا اور اس نے مبارزت طلب کی محمد کی فوج میں ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے کے لیے کہا ہو گا تاکہ دونوں برابر ہو سکیں وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمد کے طرف دار نے اس کے فولادی خود پر جو اس کے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوتڑ کے بل بے حس و حرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا لگایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد یہ شخص

اپنی فوج میں واپس چلا گیا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے ایسا قوی ہیکل وہیبت نکل کر آیا جیسا کہ اس کا پیش رو تھا اس کے مقابلہ پر محمد کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آ چکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مبارزت کے لیے نکلا محمد کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر ٹوٹ پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھٹکا مگر پھر تیزی سے وہ اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اسے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

حمید بن قحطبہ کی پیش قدمی:

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ دھاوا کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمد کی خندق کے سامنے قائم تھی اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے مدافعین کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے۔ حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیج دیئے اور انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے۔ عیسیٰ نے خندق کے عرض کے برابر پھاٹک بھیج دیئے جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور مدافعین کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح تڑکے سے عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

بنی جہینہ کی شجاعت:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آ کر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن عبداللہ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا کئی روز شدید لڑائی ہوئی' جہینہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلا سلسلہ بیان: عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالی گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو ثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوائے ان پر سے رسالہ گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لیے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر کا محمد بن عبداللہ کو مکہ جانے کا مشورہ:

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں آپ میں ان کے مقابلے کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جا ملیں' کیونکہ آپ کے طرف داروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے' اس نے کہا اے ابوجعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں تو تمام مدینہ والے قتل کر دیئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا۔ البتہ تم کو میری طرف سے بخوشی اجازت

ہے کہ جہاں چاہو چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زبائین کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی۔

ریاح بن عثمان کا قتل:

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے محمد کو بنی سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا' ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دو مرتبہ ہلاک ہونا پڑے تم کو کامل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تم کو چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیا ریاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آ گیا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان:

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دے دی مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے اس نے ریاح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آ کر محمد کو اس کی اطلاع دی پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عباس بن عثمان کا قتل:

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سر تن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر کے اسے مار ڈالا نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر' ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقید تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے گھر کے دونوں دروازے مسدود کر لیے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی ان کی مدافعت میں لگ گئے اس وجہ سے ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمد کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

ریحہ بنت ابی الشاکر کی محمد بن عبداللہ سے درخواست:

جب عصر کا وقت آیا محمد نے نماز عصر بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا ریحہ بنت ابی الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں اس نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دے گی' محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا جب یہ کوہ سلع کے نالے کے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی

کونچیں کاٹ دیں۔ نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔(اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نوعمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں تقریباً تین سو درہم کی مالیت کی میں نے جمع کر کے اٹھالیں)

محمد بن عبداللہ کی استقامت:

اب محمد نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمد نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

ازہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے' ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے حریف کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ:

عیسیٰ ناقل ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھا محمد نے اپنے آدمی بھیج کر اسے پکڑ بلوایا اس پر شہر کے لڑکے اس پر آوازے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے میرا مذاق اڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ کی محمد بن عبداللہ سے گفتگو:

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الجبار کا ایک مولیٰ ناقل ہے ہم محمد کے ہمراہ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر میں کبھی بھاگوں' مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اس وقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی ڈھال کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی' میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم' میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لیے آزاد کیے جاتے ہو یہ کہہ کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

جہینہ کے بدوؤں کا کوہ سلع سے فرار:

محمد بن عبدالواحد بن عبداللہ بن ابی فروہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہینہ کے بدو بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک نیزہ لیے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی بدوی اسے شگون بد سمجھ کر خوف زدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے وہ شخص اس نیزے کو لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لیے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ''کوہیاں'' یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ علم لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں در آئے۔

مسجد نبوی پر سیاہ علم:

دوسری طرف سے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارے پر بطور علم کے بلند کرادی اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر یلغار کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسعودہ جماعت کے لیے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرف داروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

محمد بن عبداللہ کی حمید بن قحطبہ کو مقابلہ کی دعوت:

عبدالعزیز بن عمران ناقل ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں' حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم' شریف ابن شریف ہیں۔ اے ابوعبداللہ بخدا! میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان اراذل و انفار کا صفایا نہ کرلوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

ابن خضیر کی شجاعت و خاتمہ:

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ہمراہ تھا ابن قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کی ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا پیادہ حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لیے اپنی پشت پر باندھیں اور پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھویں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہو گئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے لوگوں نے نرغہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی کی لاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ابن خضیر کے سر کی کیفیت:

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لیے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد' اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے شق ہو گیا ہے سنبھالنے کے لیے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

محمد بن عبداللہ پر حمید بن قحطبہ کا حملہ:

مسجد کے منارہ پر علم سیاہ دیکھ کر محمد کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشجع کی گلی سے نکل کر

بے خبری میں اچانک محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

مسعود الرجال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ بتائی کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آکر اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحٰق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمد گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

محمد بن عبداللہ کی شجاعت:

ابوالحجاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آپڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار:

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آگئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمد پر قرض تھے دے دی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے لے گا اور تمہاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لے کر چار سو دینار اسے دے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر کو اس کا پتہ چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی۔ موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیرالمومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرایئے' انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو۔ جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی ترغیب:

فضل بن سلیمان النمیری کا بھائی کہتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آ کر گھیر لیا' ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی میں نے محمد سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائے گی اور ان میں رخنہ پڑ جائے گا۔ محمد نے کہا امیر المومنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے' ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر پلٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی پیشین گوئی:

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر محیط ہوا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ بے برسے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کے چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے۔ دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو زیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قحطبہ میں تلخ کلامی:

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے معاملہ میں دیدہ و دانستہ دیر لگا رہے ہو' حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا' آپ یہ کیا فرماتے ہیں بخدا! اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جب کہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمد قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا خاتمہ:

اس جنگ میں حمید رسالہ کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے ہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں۔ بخدا! اب جہاں کہیں میں نے محمد کو پایا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۴/ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمد مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی شناخت:

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے عیسیٰ نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا۔ ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے مقید پڑے تھے اتنے میں محمد کا سر اس کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا جی ہاں! اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہہ دیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ

سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوا دیں' ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے مکے اور مدینہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

محمد بن عبداللہ کی سیرت و کردار:

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لیے کہ اس نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازۂ اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا یہ سن کر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی ناقل ہے ایک شخص نے مدینہ سے آ کر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابوالحجاج الجمال کا بیان:

ابوالحجاج الجمال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جانماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں' اس عصا سے منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی۔ اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ابوالقلمس کا میدان جنگ سے فرار:

ایک تیر ابوالقلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو نکل آئے گا محمد کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

ابوالقلمس کی فرع میں روپوشی:

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابوالقلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا ہنسی کا موقع تھا اتنے میں میری نظر ایک اور مغرور شخص پر پڑی جس کا کرتہ اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک مستور تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر ابوالقلمس کے ہنسنے کی

وجہ سے مجھے بھی ہنسی آ گئی۔ابوالقلمس عرصہ تک فروع میں روپوش رہا۔

ابوالقلمس کا قتل:

پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے' ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دے دی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

ابوالشدائد فالح بن معمر کا قتل:

جب بنی فزارہ کے ذرہ سے عیسیٰ کا رسالہ مدینہ میں داخل ہوا محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابوالشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابی الشدائد اسے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لیے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ' اس سپاہی نے کہا بخدا! اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی باہلہ کا ایک فرد ہوں' اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ سے لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا یہ ابوالشدائد فالح بن معمر الفزاری کا سر ہے جو پٹیوں سے بندھا ہوا ہے۔اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لے کر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

ابن ہرمز کی گرفتاری:

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کا پتہ پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے' ابن ہرمز باریک ململ کا کرتہ پہنے باہر آیا' سپاہیوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے اتار کر اس پر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگاتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حمائل کی۔ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔

ابن ہرمز سے جواب طلبی و رہائی:

حسن بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا' کہیے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہوگئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا بخیریت اپنے گھر جائیے' اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک اور ابن ہرمز:

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی چھوکری سے گھر کا دروازہ بند کرا دیتے اور پردہ ڈلوا دیتے۔ پھر امت اسلام کے ابتدائی زمانے کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ انھوں نے جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے۔ کہنے لگے ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لیے کہ جہلاء مجھے دیکھ کر میری اقتدا کریں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت جرف:

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی، عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جمعیت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں رات کو قیام نہ کرے جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ کو جو جرف میں تھا واپس چلا گیا ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسرے دن صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو بشارت فتح پہنچانے کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن الکرام کے ہاتھ عراق بھیج دیا۔

محمد بن عبداللہ کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ محمد کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہوگئی۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں عیسیٰ نے جواب میں کہلا بھیجا' اے میری چچازاد بہنو! تم نے اپنے پیام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا' تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو' چنانچہ انھوں نے آدمی بھیج کر اس کے لاشہ کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آ کر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

مدینہ میں امان کا اعلان:

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیج دیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبداللہ کے دروازے پر' ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث کے دروازے پر' ایک محمد بن عبدالعزیز الزہری کے دروازے ایک عبیداللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابوعمرو الغفاری کے دروازے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈیوں کے پاس آ جائے گا یا مذکور الصدر کی مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے۔

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹/ رمضان کی صبح کو مکے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

ابن خضیر کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دے دی اور دوسرے مقتولین کو ثنیۃ الوداع سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش مصلوب تھی اس کے پاس

پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اس کے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لے جانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں' جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگی تو عیسیٰ نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پر جو یہودیوں کا قبرستان تھا جلوا دیا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذیاب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈال دیا گیا۔

جعفر بن محمد کی محمد و ابراہیم کے متعلق پیش گوئی:

ام حسین بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جب کہ اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد:

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش وخروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کر لی۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی:

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی' عامر بن اسمٰعیل نے ان دنوں ہارون بن سعد العجلی کا واسط میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابو جعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبداللہ کا سر لے کر حاضر ہوا ہے ابو جعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابو جعفر نے پوچھا اس کے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابو جعفر کہنے لگے بے شک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی۔ ربیع نے کہا اس نے تو یہ بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر:

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن ہیثم راوی ہے جب محمد کا سر ابو جعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ تمام اطراف واکناف سلطنت میں گشت کے لیے بھیج دیا گیا۔

ابو جعفر کی بنوشجاع کی تعریف:

جب بنوشجاع کے سر ابو جعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان ایسا ہونا چاہیے۔ میں نے محمد کی سخت تلاش شروع کی۔ انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لے کر نکلے اور اس کے ساتھ برابر نقل مقام کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی پامردی سے لڑے کہ قابل مثال ہے آخر کار اسی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمد کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا' وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہمارے گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا:

سویقة بعد ساکنها یباب لقد امست اجدبها الخراب

ترجمہ: ''جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویرانہ بن جائے گا اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہو گیا ہے''۔

یہ سن کر مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس آ گیا۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

جعفر بن محمد کرمانی:

ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دے دیجیے کیونکہ اس کا مستاجر اسے کھائے جاتا ہے ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا! میں تمہاری جان نکال لوں گا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجیے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ہے اگر میں نے اپنی مدت العمر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کروں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت وعذاب نازل ہو اسے سن کر ابوجعفر کو ان پر رحم آ گیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد پر بحال کر دی۔

اہل مدینہ کو بحری تجارت کی مخالفت:

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لیے ابوجعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کرا دیا۔ چنانچہ سمندر کی راہ سے کوئی چیز انھیں نہیں پہنچ سکتی تھی' مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت اٹھا دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی مدینے آنے لگیں۔

محمد بن عبداللہ کی املاک وجائداد کی بحالی:

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ' سلیمان اور ادریس' عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق تنازع کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وارث اب عبداللہ ہوئے انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المومنین ابوجعفر کو لکھ بھیجا ابوجعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے ان کی قریبی رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انھیں واپس دے دی ہیں۔

ابوجعفر کا خروج محمد بن عبداللہ پر اظہار تعجب:

بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن، یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابوجعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

علی وزید کے متعلق ابوجعفر کی حسن سے گفتگو:

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید' ابوجعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے قبائیں پہنے محمد کے سرہانے کھڑے ہیں' حسن بن زید نے جواب دیا امیر المومنین میں ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

ابوجعفر کا المرجی کے متعلق استفسار:

قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب' ابوجعفر نے جعفر بن اسحٰق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں۔ بنی عبد شمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ شریک جنگ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس۔

ابن عجلان کی رہائی:

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا' جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمایئے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا! بری رائے تھی' میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی' یہ سن کر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا مولیٰ تھا۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص اور ابوجعفر منصور:

عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابوجعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا' کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ محض وہم ہے۔

مگر عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے خروج کے لیے محمد سے وعدہ کیا مگر اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ہے۔

محمد بن عبداللہ کے ساتھی:

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصرہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے بھی خروج کیا تھا نیز عبدالواحد بن ابی عون ازد کا مولی بھی تھا۔ عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ' عبدالعزیز بن محمد الدراوردی عبدالحمید بن جعفر' عبداللہ بن عطاء بن یعقوب بنی سباع کا مولیٰ' خزاعہ کا ابن سباع جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم' اسحٰق' ربیعہ جعفر' عبداللہ' عطا' یعقوب' عثمان اور عبدالعزیز عبداللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

امینہ بنت خضیر کا سجدۂ شکر:

زبیر بن حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتا ہے کہ میں مر میں جو کوہ اصم کے بطن میں واقع ہے' مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی ایک شخص مدینہ سے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا' میری بیوی نے اس سے پوچھا محمد کیسے ہیں؟ اس نے کہا وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں؟ اس راہ گیر نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بے شک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ فرار ہوا اور نہ پکڑا گیا۔

ابوجعفر منصور کی آل زبیر رضی اللہ عنہ و آل عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن کن خاندانوں نے محمد کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر رضی اللہ عنہ نے' انھوں نے پوچھا' اور کس نے' اس نے کہا آل عمر رضی اللہ عنہ نے' ابوجعفر کہنے لگے بخدا! ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا خلوص کی بنا پر نہیں دیا۔

ابوجعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیر رضی اللہ عنہ کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بدمعاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار آدمیوں میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں۔

موسیٰ بن عبداللہ و محمد بن عثمان کی بصرہ میں آمد:

محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگے' میں ان کے ہمراہ تھا اور ابو ہبار المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا۔ ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ ہو لیے ہم نے حکیم نام ایک شخص کے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام ناکے بند ہو چکے تھے' صبح تک ہم شہر کے باہر ہی بیٹھے رہے علی الصباح شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں فروکش ہوئے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لیے کھانا خرید کر لانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لے کر آیا وہ کھانا لیے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا' حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے اور دو۔ اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دوگنی اجرت دے دو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور پھر چلا گیا۔

عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی:

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابوجعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمہارے پاس تھا کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ میں نے امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا ابوجعفر نے پوچھا امیر المومنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبداللہ' ابوجعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی؟ عثمان نے کہا ہاں! میں نے اس کی بیعت کی تھی جس طرح تو نے بیعت کی تھی' ابوجعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مائیں کنیزیں ہوئی ہیں اس پر ابوجعفر برافروختہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے پیچھے ہٹا لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عبداللہ کے طرف داروں کی تلاش:

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور اس کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے انھیں لوگوں میں میرا باپ اور یہ کثیری بھی تھے' ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے' جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرف داروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی' میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے۔ ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔

عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت:

چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا' ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے۔ میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے خوف کیجیے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک اعرابی ہے جس کو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں۔ محض پیٹ بھرنے کے لیے اس نے اپنا اونٹ ہم کو کرایہ پر دے دیا اگر اسے ہمارے جرم کا علم ہو جاتا تو وہ کبھی ہم کو اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابوجعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابوجعفر کی طینت سے آپ خوب واقف ہیں اس لیے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ محمد بہت دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا بخدا! یہ ابوجعفر کا معاملہ ہے میں اس میں قطعاً دخل نہ دوں گا۔ اب ہم سب کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کیے گئے اس وقت ابوجعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا۔ ابوجعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا! تو اپنے اونٹ امیر المومنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتا رہا۔ کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا۔ اس نے کہا امیر المومنین مجھے اس کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے' یا اس کا کیا قصور ہے۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا دشمن ہے۔ میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک سخی' خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا۔ اس تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کیے بیٹھا رہا۔ اب ابوجعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا۔ پھر چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکل کر غائب ہو گیا اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا

کہو عثمان تم نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی۔ اس نے کہا سنیے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی' ابوجعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہوگئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کی رہائی:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دے سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابوجعفر نے اسے قتل کر دیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر سے کہا۔ جناب والا! یہ کچھ ان لوگوں سے زیادہ خطاوار نہ تھا ابوجعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

علی بن المطلب اور عبدالعزیز بن ابراہیم پر عتاب:

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابوجعفر سے ملنے گیا۔ انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ان کے سامنے پیش کیا گیا' ان کے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو ان سے زیادہ جوانمرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں۔ بخدا! میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جن کی ساری زندگی سخت محنت و جفاکشی میں بسر ہوئی تھی پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے صابر نہیں رہ سکے' حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی ساری عمر عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا کیوں نہ ہوں' یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر' ذی عزت و شرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہوں گی' یہ سن کر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے۔

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی:

اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیر المومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس روز سے اوندھا پڑا ہوں' اس اثنا میں اللہ کی نماز بھی ایک وقت کی نہیں پڑھ سکا' کہنے لگے یہ تمہارے کیے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔

امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر:

محمد بن عمر ناقل ہے کہ کثیر التعداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد صرف کر دی۔ نصف ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو محمد مارا گیا اس کا سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا گیا اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سر دکھایا اس نے شناخت

کیا عیسیٰ نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہو گیا۔ اور عام امان کا اعلان کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قبل تک دو ماہ سترہ روز گزرے۔ اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابو جعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

باب ۵

مدینہ میں حبشیوں کی یورش

اور

تعمیر بغداد

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی گرفتاری:

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا تحصیل دار مقرر کیا' محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم لے کر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہوگیا' جب عیسیٰ نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کر ستر کوڑے اس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد:

عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بروز سنیچر ماہ شوال ۱۴۵ھ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے تکرار ہوگئی انھوں نے قصر مروان آ کر جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی۔ ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہو گئے۔ جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص ان کو بری نظر سے دیکھنے لگا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش:

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کیے بازار سے کچھ سامان لے لیا۔ اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام صراف کے پاس آئے' اور اس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اس کا مال اسے ملا۔ مدینہ کے عمائد نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اس کی شکایت کی مگر نہ اس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ ان کی روک تھام ہی کی' اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کی چھنگلیا قطع کر دی سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اس پر جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا نیز انھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لیے جا رہے تھے۔ سپاہیوں پر للکارا حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے عمداً ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔ دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم وستم:

حارث بن اسحٰق راوی ہے حبشیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی چاہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اسے چھوڑ کر کان لگا کر اسے غور سے سنتا اور جب اسے یقین آ جاتا کہ یہ بگل ہمارے لیے بج رہا ہے وہ فوراً اس چیز کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اس آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آ جاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور ۱۴۵ھ کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمقہ حبشیوں کے سرگروہ تھے۔ یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے' لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے ان کو نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جالیا۔ ابن الربیع ان کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آ گیا یہاں پانچ مسکین مسجد کے راستے میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے ابن الربیع نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان غریبوں پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا پھر اسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجہ پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے ان بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا ان کو امان کا وعدہ دیا جب وہ نیچے اتر آئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ:

پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندھیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے ان کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا' انھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اسے ہر طرف سے آ گھیرا جب اس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اس نے ان کے لیے درہم بکھیر دیئے۔ حبشی ان کے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ ان سے بچ کر نکل گیا اس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے آ کر منزل کی۔

عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار:

عیسٰی راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا' وثیق حدیا' عنقود اور ابو قیس ان کے سرگروہ تھے اگر چہ ابن الربیع نے ان کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اسے مار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں فروکش ہو گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستو' آٹا' زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا چنانچہ نرخ اشیاء اتنا ارزاں ہوا کہ ایک بوجھ آٹا دو درہموں میں اور زیتون کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حبشیوں کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع:

حارث بن اسحٰق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں ذخائر خوراک کثیر تعداد میں جمع تھے جو بحری راستے سے لا کر فوج کی سربراہی کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا سب پر قبضہ کر لیا اسی دن سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہو کر ابوجعفر کے پاس آیا اور اس نے اس ہنگامہ کی اطلاع ابوجعفر کو دی۔

ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ سے تمام سپاہی ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہ سوار کی حبشی سے مڈبھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہبند' لانبا کرتا اور اس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اس شہ سوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لے کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیتا ان کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے۔ کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت:

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے ابوبکر بن ابی سبرہ کو جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کر کے محمد کو لا کر دے دی تھی قید کر دیا تو قریشیوں کو اس کی جان کا خوف ہوا کہ مبادا یہ قتل کر دیا جائے اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف یورش کی ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انہیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب وتحریص کی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی۔

ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

حارث بن اسحٰق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اس نے محمد بن عمران' محمد بن عبدالعزیز اور دوسرے عمائد کو بلا بھیجا یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اس نے خدا کا واسطہ دے کر ان سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المومنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ ہو جائیں گے تمام غلام جماعت اس وقت بازار میں موجود ہے میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان سے جا کر ملئے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیے گفتگو کیجیے اور اپنی رائے کے مطابق ان کے طرزِ عمل کو بدل دیجیے اور ان میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ ان کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور ان سے گفتگو کی انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اس نازیبا طرزِ عمل کے خلاف جو انھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد عمائد مدینہ ان کو مسجد لے آئے۔

حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو:

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے ان سے کہا کہ تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تم کو کوئی فائدہ ہوگا اور نہ ہمیں' وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا' ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو' آپ ہمیں اس سے اب نبٹ لینے دیجیے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آ جاؤ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چل دیئے۔

عمر بن راشد کا بیان:

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمران نے اس سے جا کر پوچھا کہو وثیق

کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور موالیوں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہماری حکومت میں تم کو شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں بہرہ اندوز کرتا رہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

ابن عمران کا خطبہ:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر متمکن ہوا' اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز ان دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا۔ اب گفتگو شروع ہوئی۔ جتنے منہ اتنی باتیں' بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر پر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریر شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب وتحریص کی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔ محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے۔

اصبغ بن سفیان کی امامت:

اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے' قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اسے جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب نہیں دیا اب اس نے ہر شخص کا نام لے کر کہا اے ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھاتا ہے جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں' اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے کہا سن لیجیے میں الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں ابو جعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔

ابن ابی سبرہ کی ہدایت:

دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کے قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا نیز تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے بتاکید کہتا ہوں کہ جس کے پاس جو شے ہو وہ لا کر واپس کر دے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں' چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی:

مسور بن عبدالملک ناقل ہے کہ قریش کی یہ صلاح ہوئی کہ وہ ابن الربیع سے ہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کر لے تو پھر وہ اس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تا کہ امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہو سکے۔ چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے دینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ۔ اس نے پوچھا کسے بناؤں؟ اس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا۔ چنانچہ اسے بلایا گیا۔ قدامہ اس کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابن الربیع نے اس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تم کو مدینہ اور اس کے توابع کا والی مقرر کیا۔ قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لیے رائے دی ہے وہ تمہارا خیر خواہ اور دور اندیش نہیں۔ میرے تقرر سے اس کا مقصد فساد پیدا کرانا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر حکومت کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ، بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے۔ ابن الربیع مدینہ چلا گیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ:

حارث بن اسحق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشیوں کے ہمراہ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اس وقت مقیم تھا آیا اور ان سب لوگوں نے اسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اس نے نہ مانا آخر کار ابن عبدالعزیز نے خلوت میں کچھ دیر اس سے باتیں کیں اس سرگوشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا اب سب طرف امن وامان ہو گیا اور لوگ بھی امان وسکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا۔ یہ اسے سمجھا بجھا کر مدینہ واپس لے آئے۔ اس نے مدینہ آ کر وثیق، ابوالنار، یعقل اور مسعر کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا۔

منصور کا دارالخلافہ کی منتقلی کا ارادہ:

حکمران ہونے کے بعد منصور نے مدینہ ابن ہبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا۔ یہ مدینہ ابن ہبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں قیام کرنا اچھا معلوم نہ ہوا نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اس نے ان کی ہمسائیگی کو خیر باد کہہ دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب وہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے۔

بغداد کی خصوصیات:

پہلے وہ جرجرایا آیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد واپس آیا۔ بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ فوجی چھاؤنی کے لیے بہت اچھا مقام ہے۔ اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لے کر چین تک ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں،

ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینیا اور اس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہنچ سکتا ہے' دریائے فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اس کے ذریعہ شام رقہ اور اس کے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہو سکتی ہے' ان تمام فوائد و مصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اسی مقام پر فروکش ہو گیا اور صراۃ پر اس نے اپنی چھاؤنی ڈال دی' شہر کی داغ بیل ڈالی اسے چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دے دیا۔

بغداد کے متعلق پیشین گوئی:

سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفے والوں نے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت و فرماں برداری نا قابل اعتماد کر دی' نقل مکان کے لیے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تا کہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لیے انتخاب کرے اس زمانے میں راستہ مدائن سے ہو کر آتا تھا چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہو لیے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اس سے امیر المومنین کے دورے کی غایت دریافت کی اس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لیے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں۔ اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورا نام آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا۔ اور ایک بنیاد بھر جائے گی اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر اس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا اس پر پہلے سے زیادہ اثر ہو گا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے ورثاء میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المومنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آملا اس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المومنین کو دی انھوں نے میرے رفیق کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا۔ کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں' بچپن میں مجھے مقلاص کہہ کر پکارتے تھے بعد میں یہ عرف جاتا رہا۔

ابوجعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ:

ابن غیاش راوی ہے جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکان کرنا چاہا انھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے' بارما کے قریب ایک جگہ کی ان سے نشان دہی کی گئی جس کے منظر اور آب و ہوا کی خوبی کی تعریف کی گئی' منصور خود اس کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوئے' وہیں شب باش ہوئے صبح کو پھر اسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام ان کو پسند آ گیا انھوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد' ابوایوب الخوزی اور میری منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضا ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت معتدل و سزاوار معلوم ہوتی ہے منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی' فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہو سکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب و ہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہو سکے اور میرے

مزاج کے بھی موافق ہو جہاں نرخ اشیاء ما یحتاج گراں نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی و تری کے راستے سامان معیشت بہم نہ ہو سکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت چڑھ جائے گا۔ ضروریات زندگی کم ہوں گی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی اثنائے سفر میں مجھے ایک ایسا مقام نظر پڑا ہے جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں آج رات وہاں بسر کر کے دیکھتا ہوں اگر آب و ہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے مکتفی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

ابوجعفر منصور کا موضع قصر میں قیام:

ہیثم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آ کر وہاں ٹھہرے جہاں اب قصر اسلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی انھوں نے یہیں رات بسر کی رات ان کو نہایت خوش گوار معلوم ہوئی۔ میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے باہر روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا ان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا' دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے' ہر شے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات' دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی۔ نیز فوج اور عوام کے لیے بھی یہ جگہ ہر حیثیت سے بالکل کافی وافی ہوگی اب انھوں نے اس کی داغ بیل ڈالی اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا' پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی' بنیاد رکھتے وقت یہ کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَالْاَرْضُ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

پھر کہنے لگے:

بنو علی بركته الله.

''اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے''۔

ابوجعفر منصور کی بطریق سے ملاقات:

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے' جب منصور جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ ان کی کتابوں میں مقلاص کا ذکر آیا ہے' ذکر کیا اور اس گرجا میں جو ان کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے فروکش ہوئے۔ منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی' نیز اس نے اس بطریق کو جو رحاء البطریق کا مالک تھا' بغداد اور مخرم کے ویسمکھ اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے ویسمکھ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے ان کے موضعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے' کیچڑ کتنا ہوتا ہے' مچھر' کھٹل' پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے' ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا۔ منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موقع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آ کر اس کی کیفیت بیان کی' اب منصور نے ان سب سے جن کو انہوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح و تنقید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا' منصور نے اسے بلا کر اس سے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال

پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اس مربع میں جو ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے۔ گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں۔

بطریق کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب وہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کون سا مقام آپ کے لئے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں۔ مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں اس طرح آپ ایک ایسے وسطی مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے نخلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہوگئی اور اس کی وجہ سے اس کی فصل پچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی' آپ صراۃ پر قیام کریں گے۔ دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر وشام کے میوے آپ کو ہم دست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین' ہند' بصرہ اور واسط سے امان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینیا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا' اسی طرح روم' آمد' جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی۔

بغداد کی دفاعی حیثیت:

چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں متوطن ہوں گے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کیے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لیے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہوں گے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا۔ اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ' واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے' نیز آپ صحرا' سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تا کہ جیسی ضرورت واقع ہو اس سے کام لیا جا سکے' یہ گفتگو سن کر منصور کا ارادہ اسی مقام پر فروکش ہونے کا جو اس شخص نے منصور کے لیے اختیار کی اور بڑھ گیا' اتنے میں اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل واحسان سے امیرالمومنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوسکتی' شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اس کی فصیلیں ہوں' خندق ہوں' اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے۔

حماد الترکی کا بیان:

حماد الترکی کہتا ہے ۱۴۵ھ میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں گو پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیے وہ خود معائنہ کے لیے نکلے اور اسی گرجا میں جو صراۃ پر واقع ہے آکر شب باش ہوئے' کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں

فرات' دجلہ' اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی بہم پہنچیں گی۔

محمد بن جابر کی روایت:

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابو جعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو ان کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اسے آواز دے کر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شخص ایک شہر بسائے گا اس نے کہا جی ہاں مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص عرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے' اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اس کی مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو گئے کہنے لگے کہ اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کرا دیں گے' ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا۔ ان کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور انھوں نے وہاں کے کلیسا کے راہب کو بلا بھیجا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا۔ منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں' چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونے پر شہر بسایا' شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی۔

بغداد کی تعمیر کا حکم:

سلیمان بن مجالد راوی ہے اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام' موصل' جبال' کوفہ' واسطہ اور بصرہ میں اپنے عمال پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے امین قابل ہوشیار و سمجھ دار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے' اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے' بنیاد کھودنے' کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی پز کا حکم دیا' اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں اس کی ابتداء ہوئی۔

بغداد کی ترتیب و تقسیم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد کی تعمیر کا منصور نے مصمم ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لیے ان کی خواہش ہوئی کہ ترتیب و تقسیم کو وہ عیاناً مشاہدہ کر لیں اس غرض کے لیے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنا دی جائے۔ اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازے سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں' گلی کوچوں' اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اس طرح معائنہ کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور ان پر مٹی کا تیل ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر بغور شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھ گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لیے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دے دیا اور کام شروع ہوا۔

قریہ عتیقہ:

حماد الترکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ قطعہ کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبداللہ کے

خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے اختیار کیا جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے ایک گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

ابوجعفر کا لقب الوالدوانیق:

منصور اس گرجا میں آ کر فروکش ہوئے جو موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا' یہاں ان کو مچھر' پسو' کھٹمل اور بھنگے' مکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں' یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ بہم پہنچتی رہیں گی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے منصور نے اس گرجا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسے' کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک مہتمم کے سپرد کر دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دوں گا اس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انہوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شہر کی تعمیر خشت سازی' ان کا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہدہ قضاۃ قبول کرنے سے انکار:

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضاء اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی انھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اس بانس سے اس کا شمار کر لیتے اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابوجعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔

بغداد کی تعمیر کا التواء:

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کا عرض نیچے سے پچاس گز اور اوپر بیس گز ہو' اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی کھپچیاں رکھوائیں جب فصیل قد آدم بلند ہوگئی یہ ۱۴۵ھ میں ہوا تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انھوں نے شہر کی تعمیر رکوا دی۔

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابوجعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کا ایک مزرع تھا اس کو مبارکہ کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابوجعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمینیں دے دیں اور قیمت بھی دے کر ان کو راضی کر لیا

میرے دادا کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

بغداد کے نواحی مواضعات:

حماد الترکی کہتا ہے بنا سے پہلے مدینہ ابوجعفر کے گرد کئی گاؤں تھے۔ باب الشام کی طرف خطابیہ واقع تھا یہ باب درب النورہ سے لے کر درب الاقفاص تک آباد تھا اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر فتنہ کے زمانہ میں کاٹ دیئے گئے' اس قریہ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنوفروہ اور بنوقنورا کے نام سے مشہور تھے اسمٰعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مربعہ ابوالعباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنوزرارہ کہتے تھے دردانیہ اس کا نام تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعہ ابوفروہ کے متصل تھا یہ اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید خطیب کے گھر کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابوالجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابوالجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطع میں پرگنہ بادوریا کے فروسیج نام ہاٹ کے قریہ نیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) بادوریا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی' اس نے کہا لوگوں کے ازدہام کی وجہ سے' اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے مدت تک ہرنوں اور خرگوشوں کو ہنکایا ہے اس مقام سے اس کی مراد باب الکرخ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع ان مقطعوں میں کا ایک ہے جو اسے مہدی نے عطا کیے منصور نے اسے داخلہ دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کر دی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک کی نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اسی نے بنوائی تھی۔ فرضۃ جعفر وہ جاگیر ہیں جو ابوجعفر نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا ساختہ ہے۔

ابوجعفر منصور کا گرجا میں قیام:

حماد الترکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں فروکش تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے' اس دن گرمی شدید تھی۔ یہ ۱۴۵ھ کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اس کے مصاحبوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گذر کر مقصورہ تک چلا آیا اور اب اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سلم بن ابی سلم اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دے دی۔

ابوجعفر منصور کی روانگی کوفہ:

اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع اسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کو حکم بھیجتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر سے غلہ کی بہم رسانی مسدود ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا' نیز انھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھ دیا جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد ہی میں یہاں سے کوفہ میں جا رہا ہوں تم سے جس قدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے

بھیجتے رہو امراء شام کو بھی انھوں نے اسی مضمون کے خط لکھ دیئے اور کہا کہ چاہے ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو مگر بھیجو تا کہ جو آدمی آئیں ان سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اس کذاب کو ہوگی اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دے دیا ہم سب نہایت شدید گرمی میں روانہ ہوئے اور کوفے آ گئے اس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت فرو نہ ہوگئی منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے۔

ابوجعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء:

ابوجعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم' اسحٰق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدانی نے ان کی طرف نظر کی یہ لوگ ان کے مصاحبین خاص تھے منصور اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزا اور اقرباء ان کے گرد تھے ان کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چال بازی' ہوشیاری' موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنایا ہے اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہوگی علاوہ بریں جنگ وجدل میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے' منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے:

فکم من غارة و رعیل خیل — تدارکھا وقد حمی اللقاء

فرد فخیلھا حتی ثناھا — باسمر ما یری فیه التواء

ترجمہ: ''شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے سپہ سالار کو اس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا ہے''۔

اسحٰق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت ترش رو اور کڑوا ہے مضبوط و طاقتور ہے اس کے گرد جو اس کے اعزاء ہیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں:

سمالی فرسانٌ کان وجوھھم — مصابیح تبدو فی الظلام زواھر

یقودھم کبش اخو مصمئلة — عبوس السری قد لوحته الھواجر

ترجمہ: ''ایسے شہ سوار میرے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح شب تار میں ستارے' ان کی قیادت ایک ایسا جفاکش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دوپہر کی لوؤں میں جھلس کر پرشکن ہو رہا تھا''۔

ابوجعفر کی کوفہ میں آمد:

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا خشم آگیں' شیر نیستاں ہے جو اپنے مقابل کو آناً فاناً پھاڑ ڈالتا ہے اور اس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اس کی حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

و ان لنا شیخا اذا لحرب شمرت — یدیھته الاقدام قبل التوافر

ترجمہ: ''ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے''۔

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں اقامت اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں' جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

باب ۶

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ بن حسن کا بھائی تھا۔ منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرلیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق خوف دامن گیر ہوا وہ سمندر کی راہ سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو ان کا پتہ دے دیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اس وقت ابوجعفر کوفہ میں موجود تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی:

منہ بنت ابی المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بنی صبیعہ کے ایک خاندان حارث بن عیسیٰ کے مکان میں فروکش ہوا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اس کے ہمراہ اس کی ایک ام ولد بھی تھی میں جا کر اس سے باتیں کیا کرتی تھی' جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں مسلسل پانچ سال سے ہم کو کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس' کبھی کرمان' کبھی جبال' کبھی حجاز اور کبھی یمن میں قیام ہوا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ہمراہ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک اعرابی ہمارے ساتھ ہولیا۔ ہم نے اس سے نام پوچھا اس نے فلاں بن ابی مصاد الکلبی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا' ایک دن اس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا' نہیں یہ تو شام کا باشندہ ہے' جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور اس کی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد:

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار راوی ہے کہ ابتداء ۱۴۳ھ مین ابراہیم اس وقت بصرہ آیا جب کہ حجاج حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی اسے لے کر آیا تھا اسی نے اس کا کرایہ دیا اور اس کے ساتھ دوسری جانب محمل میں بیٹھا بنی لیث کے ایک مکان میں اسے اتارا ایک عجمی سندھی جاریہ خرید کر اس کو دی یحییٰ بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن

سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا۔ یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔

ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابوجعفر منصور کو اطلاع:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلید العبسی کی اولاد کے پاس فروکش ہوا فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابوجعفر کو اس کی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچہ پر جو اس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا لکھ بھیجی اس اطلاع میں لکھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چل دیا ہے' جب یہ خط ابوجعفر کو موصول ہوا انہوں نے اس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی پریشان کن خبر ان کو نہ ملی انھوں نے وہ خط ابوایوب الموریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کر دیا البتہ جب دفتر پیشی والے' صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے آمادہ ہوئے تو ابان بن صدقہ نے جو اس وقت ابوایوب کا پیش کار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پرچہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا ''میں امیر المومنین کو اطلاع دیتا ہوں'' اس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابوجعفر کے پاس گیا ابوجعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مخبر متعین کر دیئے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھا دی جائیں۔

بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش:

خود ابراہیم سے روایت ہے' مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابوجعفر کے دسترخوان پر بیٹھ کر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاش شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں' عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی' میں بھی ان کے ساتھ سرکاری دسترخوان پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثناء میں تلاش ملتوی ہو چکی تھی۔

ابونعیم الفضل بن وکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گزرا تھا اور میں کوفہ میں اس وقت اس سے ملا بھی تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا۔ البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد پھر مداین اور نیل اور واسط آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدیداروں کے نام خطوط:

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہل بیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابوجعفر پر دھاوا کر دیں گے۔ اس وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا' بڑھتا ہوا وہ ابوجعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا' جو ان دنوں بغداد کے ایک گرجا میں فروکش تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا۔ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابوجعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا! میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی گفتگو:

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابوجعفر نے صراۃ کے پرانے پل بنانے کا حکم دیا یہ اس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں ان کی نظر ابراہیم پر پڑی' ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا اژدحام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اس کے پاس پناہ لی اس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانے پر چڑھا دیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں بڑی جدوجہد کی اور ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا مگر ابراہیم چپ چاپ اپنے مسکن میں چھپا بیٹھا رہا اگر چہ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر اسے اس کا پتہ نہ چلا۔ اس وقت سفیان العمی اس کے پاس تھا اس نے ابراہیم سے کہا کہ کب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے چاہے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو' ابراہیم نے کہا کہ جو تمہاری سمجھ میں آئے' کرو۔

سفیان العمی کی ابوجعفر منصور سے ملاقات:

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتا دیا ربیع نے اسے ابوجعفر کے سامنے پیش کر دیا اس پر نظر پڑتے ہی انہوں نے اسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں' ابوجعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اسے اور اس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ مجھے کیا صلہ دیں گے۔ ابوجعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے اس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اسے عبدسی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں' آپ میرے لیے' میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دے دیجیے۔

سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری:

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجیے۔ میرے اور میرے ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے میں اسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں' ابوجعفر نے پروانہ راہداری لکھ کر اسے دے دیا فوج اس کے ساتھ کر دی نیز ایک ہزار دینار بھی دیئے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرو' سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضرورت نہیں ہے اس نے اس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اس رقم کو لے کر ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں مقیم تھا اس نے پشمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا فرار:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا۔ سفیان نے اسے آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا اب یہ اس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے ان کو عبور سے روکا سفیان نے پروانہ راہداری اس کے حوالے کر دیا اس نے پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا بخدا! یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو نہیں روکتا' اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

سفیان العمی کی روپوشی:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبدسی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابوجعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا' دس کو ایک دروازے پر بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابوجعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی متفرق کر دیا اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا' سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلالیا' اب اس نے عمی کو تلاش کرایا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اس نے ان دونوں کو ابوجعفر سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد پر عتاب:

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے اپنے ایک مکان میں دجلہ کے کنارے واقع تھا اتار دیا' کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کر دی' اس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چل دیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہو گیا' ناصر گذار کر واپس آیا۔ ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بانکا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہق کی کمان تھی جس سے وہ تیراندازی کر رہا تھا۔ جب عبدالرحیم واپس آیا تو اس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا۔ اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی' روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بھیس بدلتا رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابوفزدہ کے پاس فروکش ہوا' خود چھپا رہا یہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفراء کے ذریعہ دعوت دینی شروع کی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش:

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس مقیم تھا' اور محمد بن الحصین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے ان کو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے۔

میں نے اس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجیل کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرے سے امیر المومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہو' میں نے ابراہیم سے جا کر کہہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اسی کے ساتھ گذارا رات

ہوتے ہی میں اسے لے کر نکلا اور کث کے درے دشت ارمک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اسے ٹھہرا آیا پھر اسی رات میں اہواز واپس آ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اس کی تلاش میں آ تا ہوگا مگر وہ نہ آیا یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں اہواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اسے عشاء کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار تھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا۔ اسے دیکھتے ہی ابراہیم گدھے سے کود کر دور چلا گیا اور وہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا اتنے میں رسالے نے مجھے آ لیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے محمد اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا سر شام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں' کہنے لگا کہو تو کچھ سپاہی ساتھ کر دوں کہ وہ تمہارے گھر تک تم کو پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤں گا۔ میں چپ چاپ اسی طرح اپنے راستے ہولیا جب رسالہ کے آخری سوار مجھ سے گذر گئے میں مڑ کر پھر ابراہیم کے پاس آیا اس کا گدھا ڈھونڈ ا بارے اسے پالیا' ابراہیم اس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آ کر بسر کی۔ صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیج کر دکھاؤ میں خود اس جگہ آیا جہاں بیٹھ کر اس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے۔

فضل بن عبدالرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابوجعفر کہنے لگا کہ بصرہ کے بیابانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اس پر قابو پانا میرے لیے بہت کٹھن ہوگیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی نصر بن اسحٰق کو دعوتِ بیعت:

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آ کر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نصر بن اسحٰق کے پاس لایا اور اس سے اس کی یوں تقریب ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اس سے گفتگو کی' اور خروج کی دعوت دی نصر نے اس سے کہا چونکہ میرے دادا عبداللہ بن خازم اور اس کے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں مخالفت تھی اس وجہ سے بھلا میں کیونکر تمہارے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں' ابراہیم نے اس سے کہا کہ گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گذشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجیے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بنا پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا موسیٰ نے اس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں ان سے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا جو میں نے کی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی' یہ ابوفروہ کے مکان میں فروکش تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ' عفو اللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ الہجیمی اور عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت پر ابھارا ان کے بعد عرب کے بعض اور بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفزع اور اس ایسے اور جواں مرد تھے اس

کی دعوت کو قبول کیا' بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بآسانی آپ کے پاس آسکیں گے' ابراہیم ابوفروہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابومروان کے مکان میں جو اہل نیسابور میں سے تھا آ کر اقامت گزیں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بن راسب میں عبدالرحمٰن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرف داروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفواللہ بن سفیان' برو بن لبید الیشکری' مضاء تغلبی' طہوی' مغیرہ بن الفزع' نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو الہمانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڑھی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے وہاں سے کرزم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یشکر کے مقبرہ میں ابومروان کے مکان میں آئے۔

محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط:

عفواللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوف زدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اور اس کے بعد دیر تک سرنیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے' مضاء' طہوی' مغیرہ' میں اور بہت سے عمائد آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہوگا' یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا۔

جعفر بن حنظلہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو بیڑا اصائب الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیج دو' ابوجعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابوجعفر نے پھر اسے بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اس بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو' ابوجعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے' اہل شام وہ آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے' اب صرف بصرہ رہ گیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابوجعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی طے کے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

بدیل بن یحییٰ کی اہواز فوج بھیجنے کی تجویز:

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے ابوایوب اور عبدالملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے

ابوالعباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا لیجیے۔ ابوجعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو' اس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو' ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے تو مدینہ میں خروج کیا ہے اس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ در آئیں گے ابوجعفر نے کہا بہتر ہے تمہاری رائے پر عمل کیا جائے گا۔

جب ابراہیم بصرہ آ رہا تھا تو اب پھر ابوجعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کر دو اور اہواز سے اسے مدد نہ پہنچنے دو۔

محمد بن حفص کا بیان:

محمد بن حفص الدمشقی (مولیٰ قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیج دو۔ ابوجعفر نے اس مشورہ پر کوئی اعتنا نہیں کی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے' اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بڈھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرے میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے' اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھجوا دو' ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ ابوجعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا' عمر بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لے کر کھڑا رہتا تھا' اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

شامی فوج کی روانگی کوفہ:

سلم بن فرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلہ نے ابوجعفر کو شام سے فوج بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر ان کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ ان کو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آ ؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد:

عبدالحمید ابوالعباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابوجعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کمیت گھوڑ تھا جب ہم کوفے میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا تھا۔ اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابوجعفر نے اسے بصرہ بھیج دیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرے میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

مجالد و محمد کی روانگی بصرہ:

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابوجعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد کو جو انبیورو کے باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا' مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالامارۃ میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو

پکڑ کر ان کے بیڑیاں ڈلوادیں ابوجعفر نے ان کے ہمراہ عبدالقیس کا ایک فوجی سردار معمر نام بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الضبعی ابوجعفر کی طرف سے پندرہ سو سوار اور پانچ سو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔

ابوجعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ:

ابراہیم کے بارے میں ابوجعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش زن ہو جاتی ہے آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش فرو ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں' ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کوفہ میں کرفیو کا نفاذ:

محمد بن سلیمان کا مولی مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اس وقت ابوجعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی' مسیّب بن زہیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا مسیّب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی' چنانچہ عشاء کے بعد مسیّب کو جو شخص ملتا اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد لیتا' رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے باز پرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی تو اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

سیاہ لباس پہننے کا حکم:

ابوجعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انقاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔

مشتبہ کوفیوں کا قتل:

عباس بن سلم قحطبہ کا مولی راوی ہے امیر المومنین ابوجعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لاتا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بنا پر محمد بن ابی العباس کا مولی جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کی ابوجعفر کو اہل کوفہ کے متعلق اطلاع:

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فرقد بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے محمد سے آ کر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو' میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرون نام ابوجعفر کا جاسوس تھا' ابوجعفر نے اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی اطلاع نہیں دی' اس نے کہا

امیر المومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ابوجعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔

بصرے کی ناکہ بندی:

ابوجعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرے کے راستہ پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادسیہ آتے وہاں سے غدیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آ جاتے ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسلکا ایک مولیٰ بکر نام شراف کا جو واقصہ سے دو میل درے واقع ہے رہنے والا اور مسجد موالی کے اہالی سے تھا' ملا۔ اس نے ابن معقل کو جا کر اس کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ درے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصۃ العجلی نے اچانک طور پر کوفہ پر دھاوا کرنا چاہا تھا مگر ابوجعفر کی موجودگی سے اس کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور ابن ماغر الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

تجار کا قتل:

غزوان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابوجعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آ رہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں ابوجعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی' موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحمشا پر اس نے انھیں جا لیا اور سب کو قتل کر دیا۔ یہ مسافر تاجر تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے برگزیدہ اصحاب بھی تھے ان میں ایک شخص ابو العرفان شعب السمان کی اولاد میں تھا اور وہ کہنے لگا اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے' میں تو ابو العرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لے کر آیا تھا وہ میں نے اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سنی بلا استثناء' سب کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیج دیا جہاں وہ تشہیر کے لیے اسحٰق الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ تک منظر عام پر سولی پر لٹکا دیئے گئے ابو احمد عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

حرب الراوندی کی کارگزاری:

کمھاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرے میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابوجعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ باحمشا پہنچا تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابوجعفر کی مدد کے لیے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو آگے نہ بڑھنے دیں گے' حرب الراوندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لے کر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئداد سنائی ابوجعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

دقیف بن راشد کی روانگی مصر:

بنی یزید بن حاتم کا مولی دقیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آ کر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجیے میں ابراہیم کو یا زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤں گا' سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر' دقیف اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت:

جابر بن حماد سفیان کا کوتوال کہتا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی یشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازے کسے اور پتھر مارے سفیان کہنے لگا کیا اس کے سوا اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔

سفیان بن معاویہ اور ابوجعفر منصور:

عاقب' سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی یشکر کے مقبرہ سے گذرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنی راہ لی۔

ابوعمر والحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ مخزومیوں کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابوجعفر اپنے قصر پر برآمد تھے اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ تمہارے سوا ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن عبداللہ سے چشم پوشی:

نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی' بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرے کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا۔ اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت:

محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس

نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس' معاذ بن معاذ' عباد بن القوام' اسحٰق بن یوسف الازرق' معاویہ بن ہشام اور علماء فقہا کی ایک جماعت تھی یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابوجعفر کے مقابلہ کے لیے خود کوفہ پر پیش قدمی کرنے کی تیاری کی' یہ محمد بن عمر کا قول ہے' جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہ گئی تھی کہ اس اثناء میں وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

سفیان بن معاویہ کی محصوری:

جن دو سرداروں کو ابوجعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا' جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا' اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور پھر گرفتار کر لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر نے مجالد' محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا' انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں۔ یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف پیدا ہوا کہ اگر چندے میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آ جائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے شب دوشنبہ غرۂ ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوان مردوں کے ساتھ جن میں عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا' بنی یشکر کے مقبرہ آ گیا' نیز اسی شب میں ابوحماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمعیت چوک میں فروکش رہی۔

سفیان بن معاویہ کو امان:

اب ابراہیم مقابلہ پر بڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے اس نے جامع مسجد میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی' سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو بیٹھا اس کے ہمراہ اس کے دادھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزار ہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیے آئے تھے جب اس کے مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ عبث ہو گا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی اس غرض کی تکمیل کے لیے مطہر بن جویریۃ السدوسی خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اس نے جب اس کے لیے وعدۂ معافی لے لیا تو اب اس نے قصر کا دروازہ ابراہیم کے لیے کھول دیا۔ ابراہیم اندر آیا' پیش دالان میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک حصیر بچھا دی گئی' اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی' لوگوں نے فال بد لی گو ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہہ دیا کہ ہم شگون

کے قائل نہیں ہیں اور اس الٹی حصیر پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرے پر نمایاں ضرور تھا۔

سفیان بن معاویہ کی نظر بندی:

قصر میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو قصر ہی میں نظر بند کر دیا اور دکھاوے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابوجعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

آل سلیمان کو امان کا اعلان:

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرے میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اس کے مقابلہ پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو فوج کے ساتھ جس میں پیدل' سوار اور تیر انداز سب ہی تھے بڑھے ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ بھیجا۔ مضاء نے ان دونوں کو شکست دی' اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا پکڑا اور اس کی ران میں نیزہ مار دیا۔ اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود قصر سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو امان کامل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا بصرہ پر قبضہ:

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرے پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

محمد بن حصین عامل اہواز کو شکست:

بصرہ پر قبضہ کے بعد ایک شخص حسین بن ثولا کو اہواز بھیجا تا کہ یہ وہاں اس کے لیے بیعت کر لے یہ شخص اس فرض کو بوجہ احسن انجام دے کر پھر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا۔ اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا' اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ابوجعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مقادمت کو نکلا' قصبہ اہواز سے دو میل کے فاصلہ پر دشت اریک پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی' مغیرہ اہواز میں داخل ہو گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بغیرہ سے باخمریٰ جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا اہواز و فارس پر قبضہ:

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی سمت جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العبشی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفزع کو جو بہدلہ بن عوف کے خاندان سے تھا اہواز بھیج دے' محمد بن حصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا' نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیج دیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں

یعقوب بن الفضل سے اس کی ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی یعقوب اس کے ساتھ ہولیا۔ عمرو بن شداد فارس آیا۔ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ ابوجعفر کی جانب سے فارس کا عامل تھا عبدالصمد بن علی اس کا بھائی بھی اس وقت اس کے پاس تھا۔ جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے جب اسمٰعیل اور عبدالصمد کو ان کے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دارابجرد کی طرف جھپٹے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو گئے اس طرح سارا علاقہ فارس بلا مزاحمت عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آ گیا' اب بصرہ' اہواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔

حکم بن ابی غسلان کی پیش قدمی:

سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی سمت چلا۔ یہ واسط آ گیا جہاں ہارون بن حمید الایادی ابوجعفر کی طرف سے متعین تھا' حکم کی پیش قدمی کی خبر سن کر یہ قصر کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا' اہل واسط حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس ہجیمی کے مقابلہ میں آپ واسط پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفظ نے واسط کو اپنے تصرف میں لے لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابومقرن الہجیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ اور ہارون بن سعد:

عمر بن عبدالغفار بن عمرو الفقیمی' فضل بن عمرو الفقیمی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم' ہارون بن سعد سے ناراض تھا اس سے کلام بھی نہیں کرتا تھا۔ ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد' سلم بن ابی واصل سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے صاحب کو میری اطلاع کر دو اور پوچھو کیا ان کو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی جاتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے' ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے' سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلا لیا۔ ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہو وہ میرے سپرد کیجیے ابراہیم نے واسط اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

ہارون بن سعد عامل واسط:

ابوالصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرے سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ہمراہ تھے ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھا اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کا ہمسر تھا وہ عبدالرحیم الکلبی تھا' یہ بھی بڑا دلاور تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے۔ ان میں عبدویہ کردام الخراسانی تھا۔ اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن بکار بھی تھا۔ اسی کے متعلق منصور بن جمہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروا نہیں رہتی' ابوجعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسمٰعیل المسلی کو بعض راویوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کئی جھڑپیں ان میں ہوئیں۔

ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لے کر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسمٰعیل نے واسط

پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خود ابراہیم کے بصرہ سے نکلنے کے پہلے ہی ابوجعفر کی فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

عامر بن اسمٰعیل کی واسط پر فوج کشی:

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسمٰعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک بہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابوجعفر نے عامر کو ایک ڈبیہ بھیجی جس میں ضمع عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون ان کو لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صاحب کا ان کے صاحب سے مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لیے بات بالکل صاف ہو جائے گی' اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضائع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرے سے روانہ ہو کر باجمریٰ آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جو ان میں غالب ہوگا ہم اس کا اتباع کر لیں گے چنانچہ جب ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسمٰعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اسے اندر نہ آنے دیا۔

عامر بن اسمٰعیل اور اہل واسط میں مصالحت:

سلیمان کہتا ہے جب ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر اہل واسط کو ہوئی انھوں نے امان کے وعدے پر عامر سے صلح کر لی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی' اب عامر بن اسمٰعیل واسط میں داخل ہو کر وہیں مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھیڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر واسط میں قتل نہ کروں گا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے۔ ابراہیم کے قتل کے بعد جب اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرے کی طرف بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی اثنائے راہ میں مر گیا۔

ہارون بن سعد کی روپوشی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ روپوش ہو گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا' البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلا یا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا' محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دو سو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوا دو تا کہ ان کی معاش مقرر کی جائے اس کا ارادہ اس کام کے کر دینے کا ہو گیا تھا اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہوا مگر راستے میں اس کا ایک چچیرا بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو' بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان منہدم کرا دیا۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی ابراہیم بن عبداللہ کو اطلاع:

یہ ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرے میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار اطراف اکناف میں قید کر کے روانہ کرنے

اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔

بصرہ میں خاص قوانین کا نفاذ:

نصیر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرے میں بہت سے خاص قوانین نافذ کر دیئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج وغم کے آثار ہویدا تھے وہاں اس نے سب کو محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابوجعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ حزم واحتیاط سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرے میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آ کر کہہ دیا تھا کہ یہ شخص مارا جائے گا۔

ابوجعفر منصور کے پاس فوج کی کمی:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے' جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا' میں نے ابوجعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعث کے پاس افریقیا میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس قضیہ میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابوجعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلتے رہتے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابوجعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آ ؤ' عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابوجعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

ابوجعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق پیشین گوئی:

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابوجعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا۔ اس پر مجھے ابوجعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی

ثابت ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز:

سعید بن سلم کہتا ہے ابوجعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی' ابو یحییٰ بن خزیم اور ابو ہراسہ اسنان بن تحمیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے ان میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ بنی باہلہ عرب اور ان کے موالی اس سے آ ملے' دوسری طرف منصور نے مہدی کو جو اس وقت رے میں تھا لکھا کہ تم خازم بن خزیمہ کو اہواز روانہ کرو مہدی نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آ کر مغیرہ سے لڑا۔ مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا' اس نے تین دن تک شہر کو قتل و غارت کیا۔

ابراہیم کے خروج کے بعد ابوجعفر کی حالت:

سندھی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانہ میں منصور کا خادم تھا نیز اس میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلیٰ پر گذارے اسی پر رات کو سو جاتا تھا ایک رنگین جبہ اس نے پہن رکھا تھا اس کا گریبان اور داڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا' مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دے دی نہ اس نے وہ جبہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا۔ البتہ اس زمانے میں جب وہ دربار کے لیے بیٹھتا تو اس جبہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھ کر اپنی مسند پر آ کر بیٹھ جاتا مگر اندر جا کر اس کی پھر وہی ہیئت ہو جاتی' اس زمانے میں ریسانہ جس نے مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجی تھیں ان سے ملنے کو فہ آئیں چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور سرد مہری کا ان دونوں پر بہت برا اثر ہوا اور ان کو آپ سے سوءظن ہو گیا ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ یہ زمانہ عورتوں سے تمتع کرنے کا نہیں ہے جب تک مجھے معلوم نہ ہولے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

ابوجعفر منصور کا محمد و جعفر کے نام خط:

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑے پر کہ صرف وہی اس وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب یہ خط اسے ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً تاڑ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دغا کی ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبدالرحمٰن الختلی اور ابو یعقوب مالک بن ہیثم کے داماد کو بلا کر رسالہ کی زبردست جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا اور ان دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس روک لینا کہیں جانے نہ دینا البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی فروکش ہو جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔ نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں ان کو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا اور اس بات پر کہ ابراہیم کو ان کی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زجر و توبیخ کی' خط کے آخر میں یہ شعر لکھے۔

ابلغ بنی ہاشم عنی مغلغلۃً فاستیقظوا ان ھذا فعل نوام

تعد والذئاب علی من لا کلاب لہ و تتقی مربض المستنفر الحام

ترجمہ: ''بانگ دہل بنی ہاشم سے کہہ دو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے' قاعدے کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیے حملہ آور ہوتے ہیں اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیے ان کے پاس بھی نہیں آتے''۔

ابوجعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو:

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے ملنے گیا اسی زمانے میں ان کو بصرہ' اہواز' فارس' مدائن' واسط اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مارتے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں ان کے ورد زبان تھا:

و نصبت نفسی للرماح دریۃ ان الرئیس لمثل ذاك فعول

ترجمہ: ''میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کردی ہے اور بے شک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے''۔

میں نے کہا اللہ امیر المومنین کے اعزاز کو تا دوام قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر اعشیٰ کے یہ شعر صادق آتے ہیں:

و ان حربھم اوقدت بینھم فحرت لھم بعد ابرادھا

وجدت صبوراً علی حرھا و کر الحروب و تردادھا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت اور متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں' منصور نے کہا اے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت' بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری فرودگاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے' اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ بصرے سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے مگر میں نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و معروف بہادر اقبال مند سعید و مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی فوج کثیر کے ساتھ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیج دیا ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت وقوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے۔

ابوجعفر منصور کی استقامت و مستقل مزاجی:

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے در پے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں' نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی فرودگاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں

گے مگر اس کے برعکس میں نے ان کو نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کر کے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے حسب موقع عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں یا تھڑدلے ہو گئے ہوں۔

یونس الجرمی کا بیان:

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو ابوجعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا۔ برخلاف اس کے ان دنوں یتیمہ ابوجعفر کے پاس بھیجی گئی انھوں نے ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور فرودگاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈال دیا۔ بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن بن سنور کر اس کے پاس آتی تھی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

جب ابراہیم نے ابوجعفر پر پیش قدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلہ طہوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا' انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ اہواز فارس اور واسط آپ کے قبضہ میں آ چکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں قیام کریں اور فوج کو مقابلہ پر بھیج دیں تا کہ اگر کوئی دستہ فوج شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیج دیں اسی طرح اگر کسی سردار کو ہزیمت ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیج دیجیے اس طرح دشمن پر آپ کا رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا وہ آپ سے خوف کرے گا' آپ اس سے محفوظ رہیں گے مال گزاری وصول کریں گے اس اس طرح آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گا اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار و مجاز ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ کوفہ میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپ کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفے ہی روانہ ہوا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی اپنی فوج سے مایوسی:

عبداللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ہم ابراہیم کے ہمراہ بصرے سے چل کر باخمریٰ آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری فرودگاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی۔ اسے سن کر وہ پلٹ آیا' دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگائیں میں اس کے ساتھ ہوا' اب پھر اس نے گانے بجانے کی آواز سنی اسے سن کر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی فوج:

عسفان بن مسلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے اس وجہ سے میں اس کی فرودگاہ میں آیا' میرا اندازہ یہ ہوا کہ دس ہزار سے بھی کم آدمی اس کے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن

سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی:

ابوجعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا' حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر متعین کیا خود ابوجعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے اور یہاں سے پلٹ آئے' اب ابراہیم اپنی ماخور کی فرودگاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا اوس بن مہلہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا ہم اس وقت قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے ہمراہ اس کے پاس آ گیا اور ساتھ ہولیا جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار فرودگاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی حالت کی مثال میں قطامی کے چند شعر پڑھتے سنا ان کو سن کر میں نے اپنے ساتھی سے کہہ دیا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہے۔

بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبداللہ کو پیش کش:

جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھیئے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابوجعفر کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورے کو قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں۔ ہم شب خون مارنے کے عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں مگر اس نے کہا کہ میں شب خون مارنے کو پسند نہیں کرتا۔

ہریم کا ابراہیم بن عبداللہ کو مشورہ:

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہہ دیا تھا کہ تاوقتیکہ تمہارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تم کو ابوجعفر پر کامیابی نہیں ہوسکتی البتہ باوجود اس کی کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے تم کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا' اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور پر ہی تمہاری بیعت کے لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جمعیت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت علی الاعلان تمہارے لیے شعار بلند کر دوں جو شخص وہاں کسی کو تمہاری دعوت دیتے سنے گا فوراً اس پر لبیک کہے گا۔ جب خود کوفہ کے اطراف واکناف میں ابوجعفر کو یہ مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

بشیر الرحال کی ہریم کے مشورہ کی مخالفت:

ابراہیم نے بشیر الرحال سے پوچھا' اے ابومحمد بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کا پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا سزاوار ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابوجعفر اپنے رسالہ سے ناکردہ گناہ عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سب کو بلا استثناء تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدے کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا' اس جواب پر میں نے بشیر سے کہا کہ

میں سمجھتا ہوں کہ تم تو یہاں ابوجعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم سن رسیدہ ضعیف العمر' کم سن بچوں' عورتوں اور مردوں کے قتل سے کیونکر بچنا چاہتے ہو کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے بشیر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جا سکتا' ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی' ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا۔

سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو پیغام:

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمریٰ پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبدالکریم کے ذریعہ اسے پیام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت گراں مایہ ہے کہ وہ اس طرح خطرے میں پڑے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنالو تا کہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ابوجعفر نے اپنی فرودگاہ کو بالکل ننگا کر دیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لے کر بڑھو اور اس کی پشت سے اسے آلو۔

ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے کی مخالفت:

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے بلا کر اس باب میں مشورہ لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا! ہم کبھی ایسا نہ کریں گے' ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم تو یہ کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں' کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں' وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا۔ ہم جب چاہیں گے اس کا قلع قمع کر دیں گے' ابراہیم نے سلم سے کہا' سن رہے ہو واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صف بندی:

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے کہ اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ تا کہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا:

﴿ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا ﴾ وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شبخون مارنے کی ممانعت:

عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمریٰ پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمہاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لیے مسدود کر دے گا تا کہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے تم کو نہ پہنچ سکیں تمہارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی نہتے ہیں مجھے اجازت دو' میں دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دوں گا' ابراہیم نے کہا

میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ یہ کیسے ناممکن ہے؟

عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبداللہ کی جنگ:

محمد بن عمر راوی ہے۔ جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی۔ یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آ ؤ' ابوجعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لے کر پہنچا جب کہ وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا' اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا' انھوں نے اسے بہت سے سرداروں اور باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبداللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ جو اگر چہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمری پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نبرد آزما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا ثابت قدمی و جان نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اس کی نہ سنی اور بھاگتے چلے گئے۔

حمید بن قحطبہ کا فرار:

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا' اے حمید اللہ جاں نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا! اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کسے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فرودگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے سو خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا کسی نے اس سے کہا بھی کہ تاوقتیکہ آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجیے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لے کر جوابی حملہ کیجیے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹوں گا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری:

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیر المومنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتداء میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آ جائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا چنانچہ بخدا یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں' میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفرور سے جو میرے پاس سے گذرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا اسلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ لوگوں کے لیے

چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگا دی۔

جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبداللہ پر حملہ:

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر دھاوا کیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کر رہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی' یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا۔ نیز خدا کی یہ کارسازی ملاحظہ کیجیے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے تو وہ بلند گھاٹیوں والی نہر ان کے سامنے حائل ہوگئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور کسی اور مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

محمد بن اسحٰق کا بیان:

اس کے متعلق محمد بن اسحٰق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمریٰ میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ صبح کو اس کی فرودگاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا' مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کر سکے اس نہر کا پانی بہا دیا تھا' اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جب کہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم نے اپنے طرف داروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جما رہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی' بعض نے چار سو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

حمید بن قحطبہ کی مراجعت:

محمد بن عمر کہتا ہے عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جما رہا اب ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا اسی نوبت پر ایک شہ سوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا' اور سیدھا اس کی طرف ہو لیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لیے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے وہ بلا استثناء سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر دست و گریبان ہوئے۔ نہایت ہی شدید و خونریز معرکہ جدال و قتال گرم رہا حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزارہا آدمی قتل کر دیے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا قتل:

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ہمراہ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ

اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور تمام دن ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آ کر پیوست ہوا اس نے اسے گویا ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اتارو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا' اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جان فروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سربسجدہ ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ ۱۴۵ھ کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا' قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھے خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل کی دوسری روایت:

ابوصلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا' ابراہیم کی فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے قہقری کو پلٹا لیا تھا ایک بٹے ہوئے دھاگے کی موٹی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی' اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آ کر پیوست ہو گیا۔ اس وقت میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا۔ زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شکست کی وجہ:

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں' اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کے ہزیمت خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انہیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعی ابراہیم کو شکست ہو گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابوجعفر کو اطلاع:

سلم بن فرقد' سلیمان بن مجالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی ان میں

کوئی ترتیب یا قوت مقاومت باقی نہ رہی تھی' بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آ چکے تھے مجھ سے میرے ایک کوفی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آ گئے ہیں یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے' اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اہل وعیال اور مال بچانے کا انتظام کرلو' میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابوجعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار! اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کر دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کر دیں گے' شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تا کہ اگر ایک سمت سے ہم پر دھاوا ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں' راوی سے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابوجعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کے سر کی تشہیر:

انیجبت منجم ابوجعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المومنین فتح آپ ہی کو ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجیے اگر میرا حکم سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوجعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی' اس وقت انھوں نے معفر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا:

''اس نے اقامت کے لیے لکڑی ٹکا دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

ابوجعفر نے اس صلے میں اسی وقت نیجبت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوبر کے کنارے دے دی۔ شب سہ شنبہ کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سر ان کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابوجعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہوگئی تھی کہ یا وہ ہی رہتا اور یا میں۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل پر ابوجعفر کو صدمہ:

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سر ان کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا' ابوجعفر اس اثناء میں خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلۃ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کر دے یہ سن کر اب ابوجعفر کا رنگ زرد پڑ گیا اور انہوں نے اسے مخاطب کر کے

کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آ کر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو متنبہ ہوا کہ ابو جعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جعفر بن حنظلہ نے کہا تھا۔

امیر حج سری بن عبداللہ وعمال:

اس سال باب الابواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا والی تھا' سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرے کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

باب ۷

تعمیر بغداد کی تکمیل

۱۴۶ھ کے واقعات

اس سال ابوجعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابوجعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔

تعمیر کے سامان کا اتلاف:

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی' ساگوان کے شہتیر وغیرہ مہیا کر لیے تھے مگر جب انھیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کوفے کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولی اسلم نام کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کی تعمیر کے لیے تیار کرائے' جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابوجعفر کی فوج کو شکست دے دی ہے اس نے اس تمام ساگوان اور لکڑی کو جس کی نگرانی کے لیے ابوجعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے' جلا ڈالا۔ جب ابوجعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا۔ اس جواب کو دیکھ کر پھر ابوجعفر نے کچھ نہ کہا۔

ابن برمک کی عجمی عصبیت:

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے جن میں خالد بن برمک بھی تھا مشورہ لیا اس نے بغداد کا مشورہ دیا۔ اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈال کر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا ہے اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے' اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا سزاوار ہے' چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مد نظر ہے علاوہ بریں اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مصلیٰ بھی ہے' یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی عجمی عصبیت باقی ہے۔

قصر ابیض کا انہدام:

منصور نے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی

اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر بار برداری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیے مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کرائے بغیر نہ چھوڑیں تا کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے تڑوا بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی:

موسیٰ بن داؤد المہندسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار و مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں تا کہ کم از کم اس کے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں' شہر کے لیے ابوجعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمٰن الہمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندورد نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں' واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر اجڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جب کہ ابوجعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جو اب تک وہیں نصب ہیں۔

بغداد کے ابواب:

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی' ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ القسری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

قصر منصور و جامع مسجد:

شہر کو گول دائرے کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو' جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلی میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے' رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی متابعت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد

کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

خالد بن الصلت خزانچی:

ابو تمیر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تا کہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمے نکالے اور اس کی پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی' جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض وطول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحلول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے تڑوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سوستر ہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر منقوش تھا۔ ابو جعفر کے اکثر فوجی عہدے داروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی کو ابو جعفر منصور سے شکایت:

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے' میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دید یجیے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار۔

بغداد کے متعلق رومی بطریق کی رائے:

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے کوچوں کی سمت نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا' اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے' ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تا کہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے' ربیع نے اسے سب میں پھرایا' جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے' یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری' یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی' بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دے دیا۔

بازاروں کی منتقلی:

جب یہ دونوں بازار بن چکے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہو گئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جو اس کو ان کے بنانے کا خیال نہ آیا

تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی' اس بنا پر ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

تجار کا بغداد سے اخراج:

اس تبدیلی کی بعض راویوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابوجعفر سے کہا کہ غرباوغیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے کہ ان میں جاسوس اور مخبر ہوں جو کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابوجعفر نے تمام بازار شہر سے نکال دیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دے دیں اور تاجروں کے لیے طاق الحرانی ۔ باب الشام اور باب الکرخی پر بیرون شہر دکانیں بنا دیں۔

ابوزکریا یحییٰ کا قتل:

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیلی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ میں منصور نے ایک شخص ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا محتسب مقرر کیا اس وقت تمام بازار شہر کے اندر ہی تھے اور منصور عبداللہ بن حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد انفار و اراذل نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور و غل برپا کر دیا منصور نے ابوالعباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بجھا کر ان کو خاموش کر دیا نیز اس نے ابوزکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابوالعباس کے حاجب موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابوزکریا کو قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں ان کو توڑ دیا جائے۔ شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کر دی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اسی قدر منہدم کرا دیا نیز انھوں نے تمام بازار کرخ میں منتقل کر دیئے۔

بقالوں کی دکانیں:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر نے نقل بازار کا حکم دے دیا تو ابان بن صدقہ نے ایک بقال کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک بقال کی دکان اس مثال کی بنا پر رہنے دی۔

ابوجعفر کی فن تعمیر سے واقفیت:

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا قصر تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارات اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جو لاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بے حد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو مسیّب کے پاس بھیجو وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک نہایت ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے میں خود ہی مسیّب کے پاس آیا اور میں نے امیر المومنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت میر عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کر دیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہو تم نے اس قصر کو ہمارے عہدہ داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار خام اور پختہ اینٹ کی کیا اجرت لی ہے اس میر عمارت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا وہ رعب کی وجہ سے ساکت وصامت کھڑا رہا اس سے مسیّب کو اندیشہ ہوا کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو' اس نے کہا جناب والا! میں نہیں جانتا' منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس نے کہا جی نہیں'

میں اس اسے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے۔ منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اس کمرے میں لے کر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشین دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے مقابل میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا دو جو اپنی نزاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔ اس پر وہ میر عمارت اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عش عش کرنے لگے' میر عمارت نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانہ پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔ منصور نے کہا میں اس بارے میں تمہاری مدد کروں گا اور تم کو مشورہ دیتا رہوں گا۔

میر عمارت مسیّب کی گرفتاری:

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ صرف ہوا اسے بھی انھوں نے اجرت کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا اس کے بعد مسیّب کو بلا کر حکم دیا کہ جس شرح سے اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کرو' حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کر کے ایک درہم کم کر دیا۔ جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرے کی مقدار معلوم کر لی۔ اور تمام گتہ داروں اور مسیّب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانتدار معماروں اور انجینئروں سے ان کی جانچ پڑتال کرائی انہوں نے صحیح لاگت مشخص کر دی اس معیار پر منصور نے مسیب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دے کر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے قصر سے رہائی نہ ملی۔

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابوجعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام' مسجد جامع' قصر الذہب' بازار' کوچے' خندق' برجیاں اور دروازوں پر چار کروڑ آٹھ سو تینتیس درہم خرچ کیے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے کہ روزانہ راج کو ایک قیراط چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

سلم بن قتیبہ کی معزولی:

اس سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

بصرہ والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکان ڈھا دے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے۔ اس پر سلم نے منصور کو لکھا کہ جناب والا ارشاد فرمایئے کہ آیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹواؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے کھجور برنی یا شہریز پہلے برباد کیے جائیں یہ بالکل مہمل سوال ہے اور اسی بنا پر منصور نے سلم کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے حمائیتیوں پر ظلم وستم:

محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر رہا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا' محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو جو بنی یشکر کے محلّہ میں واقع تھے منہدم کرا دیا نیز عون بن مالک' عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلّہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کرا دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی برطرفی:

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلة البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر الذکر ماہ ربیع الاوّل میں مدینے پہنچ گیا۔

امیر حج عبدالوہاب بن ابراہیم:

نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا۔عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

۱۴۷ھ کے واقعات

ترکوں کی یورش:

اس سال استرخاں الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کے فرو کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرے میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب ابوجعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انہوں نے جبرئیل بن یحیٰی کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔حرب جبرئیل کے ساتھ ہو لیا' لڑائی میں مارا گیا' جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

ابوجعفر کا عبداللہ بن علی کو قتل کرنے کا حکم:

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا اس کی وجہ موت میں اختلاف ہے' ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ میں ابوجعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیج دیا اب انھوں نے عیسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی' مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تم کو ملنے والی ہے تم اسے

لے جاؤ اور اس کی گردن ماردو' اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری یہ ساری محنت برباد جائے گی' یہ ہدایت کر کے ابوجعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ سے انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی' عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کردی ہے اس جواب پر ابوجعفر کو اپنی جگہ یقین کامل ہوگیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبداللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔

یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

دوسری جانب جب عبداللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے پاس چھپالیا۔ اپنے میر منشی یونس بن فروہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے' یونس نے کہا اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو اور اسے دونوں کو قتل کر دے اسی وجہ سے انہوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کر دو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے' عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان کے سامنے لاکر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ مانا کہ اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کیے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی' عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

عبداللہ بن علی کے متعلق سفارش:

حج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کرلوں گا' اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواست گار ہوئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے عبداللہ بن علی کی طلبی:

منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ وہ آ گیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبداللہ بن علی کو حج کے لیے جانے سے پیشتر تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا' منصور کہنے لگا ہاں! تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جان بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ' عیسیٰ نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری میں اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں' میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو' عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے' میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھیے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور مدعی ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے' انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبداللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے۔ منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو۔

عبداللہ بن علی کی حوالگی:

اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے کر آئے۔ ہزار ہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھا تا کہ اسے قتل کر دے۔ عیسیٰ نے اس سے کہا۔ کیا تم واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو' اس نے کہا بے شک' عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیر المومنین کے پاس واپس لے کر چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اس کے قتل کرا دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں' لیجیے آپ کے چچا صحیح وسالم زندہ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو میں ابھی ان کو پیش کیے دیتا ہوں' منصور نے کہا اسے حاضر کرو' عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے تاڑ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا اب آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا۔ منصور نے کہا کہ سر دست اسے قصر میں بھیج دیا جائے پھر جو مناسب ہو گا ہم حکم دیں گے۔

عبداللہ بن علی کی ہلاکت:

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔ منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھڑی میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور عبداللہ اسی میں دب کر مر گیا' اسی سال اس کی وفات ہوئی۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ھ میں باون سال کے سن میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لیے باہر نکلے' عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور ان کے برابر برابر چل رہا تھا منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خلیفہ جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انہوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں' اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا' بے شک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی' اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا' میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔

باب ۸

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہدی خلافت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

ابوجعفر کا مہدی کو ولی عہد اوّل بنانے کا ارادہ:

ابو العباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقے کا بدستور والی برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی داہنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں' ایک عرصہ تک یہی آئین جاری رہا' خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابو العباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا' جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انہوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمایئے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور مغلظ قسمیں اپنے اوپر عائد اور لازم کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔ امیر المومنین یہ بات نہیں ہو سکتی اس کا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔

ابوجعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

جب ابوجعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور انہوں نے اسی وقت سے اپنے اور اس کے تعلقات میں تھوڑی سی کبیدگی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیے جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے۔

ابوجعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے اہانت آمیز رویہ:

چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اسی سمت مہدی سے فروتر جگہ میں بیٹھ جاتا مگر کبھی اس دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا یہ منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی برہم ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن علی کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو بار ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دستور قرار پایا کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی' مگر دوسرے دونوں اشخاص میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ کبھی کسی کو اور کبھی دوسرے کو پہلے آنے کی اجازت ہوتی۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثناء میں یہی گمان کرتا رہا کہ ابوجعفر ان اصحاب کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورے کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا' مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا' اس کے بعد اسے اندر بلایا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا۔ میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے' اس استفسار کی تہہ میں منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشاء کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا ناگوار گذرا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے دق کر رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شے کھلا دی گئی وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابوموسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ۔ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں صحن قصر میں نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو آخر پھر کہاں' اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں' وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے آتش دان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا' عیسیٰ نے اس سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی' منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ:

اس اصرار پر اسے اس کی طبیب معالج بختیشوع بن جبرئیل نے جرأت دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرأت نہیں کروں گا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے' آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت تک ان شاء اللہ تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائے گی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی:

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینۃ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے' گھوڑ دوڑ بھی

کی کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ کر کے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہوگئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو ابوجعفر کی دھمکی:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور دراصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے' منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائے گی' عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے درخواست:

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا! میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں' عباس نے کہا اے میرے برادرزادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلاخوف جو کہنا چاہتے ہو کہو' موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے' کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلا دی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی کبھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دے دی تو دے دی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز:

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی' موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین کے پاس بلائیے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت ملی بھی تو وہ کتنے دن کے لیے ہوگی تمہارا یہ انکار اپنے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے بخدا! یہ ہرگز نہیں ہوگا میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تا کہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ' کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو

اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں' اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہوں گے تو شاید اس طریقہ سے کر گذریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لیے ان کو مجبور کیا جا سکے۔

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے اتفاق:

عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تم کو اس کی جزاء خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو' یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے' عباس نے ابوجعفر سے آ کر یہ بات بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعا دی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا' سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی منشاء سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لیے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو' اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا' امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کہا ہم تمہارے لیے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں البتہ مجھے قریب تر نالی بتا دی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کر لوں' منصور نے اس کام کے لیے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دے دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی مندیل تمہارے پاس ہو تو وہ ان کو پیشاب جذب کرنے کے لیے دے دینا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا ارادہ:

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا' موسیٰ نے جا کر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھا لیے' اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے۔ اس نے اپنا نام بتایا' عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حق دار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آ گیا ہے' موسیٰ نے اپنے جی میں کہا بخدا! اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکا تا رہتا ہے آؤ اس کے اس قول کی بنا پر میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المومنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یک سوئی ہو جائے گی۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی گفتگو:

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر آ بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہو گا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کرا دیں' عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا' موسیٰ

نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ بن علی نے مجھ سے یہ اور یہ بات کہی ہے میں امیر المومنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا جی اس کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہوں گے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی ہمیں پھر کوئی پرواہ نہ رہے گی' عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو خوش کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے برباد اور ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار! آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا حکم:

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا ابوجعفر اس اثناء میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراؤ اور دھمکی دینے لگے کہنے لگے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تا کہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے ربیع تو جا کر موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے' ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلانے لگا' اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی اوّل سے دستبرداری:

اس دوران میں ابوجعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا خوب گلا گھونٹو اسی طرح مارڈالو ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اسے چھوڑنے کا حکم دیجیے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جا سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں' مطلقہ' میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی بیعت:

منصور نے اپنے حسب منشاء عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی' تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کردو' تا کہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے' عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا' منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو' عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اس قدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے متعلق دوسری روایت:

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گذرا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہوگیا۔ متذکرۂ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کرلی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہوگیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر ناسزا فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگر چہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہہ دی ہے مگر اس کی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن ماردوں گا' اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ چندے وہ لوگ خاموش رہتے مگر پھر اسے ستانے لگتے۔

ابوجعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام خط:

ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عبداللہ عبداللہ المنصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے:

اسلام علیک! میں تمہارے سامنے اس ذاتِ پاک کی تعریف کرتا ہوں' جس کے ماسواء اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے۔

امابعد! اس خدا کی ثنا کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا' جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی' اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے' جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے نہ کوئی وزیر اور مددگار ہے جو اسے مشورہ دے' جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر مکھم نہیں رہتی بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شئے کا جو زمین پر ہے مالک ہے' اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے' تبارک اللہ رب العالمین۔

تم کو معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی' ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے' ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا' نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے' آخر کار ان کا وقت بھی پورا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہوگئی' اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہل بیت پر نزول رحمت و برکت کا حکم دے دیا۔ مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے معین و مددگار بنے ان کی مختلف اغراض ہماری طاعت میں ایک ہوگئیں اللہ تعالیٰ نے ہماری

دوستی اور نصرت کے لیے ان کے دل یک جا کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نہ کبھی ان سے ملے اور نہ کبھی ان کے ہمراہ کسی معرکہ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں کچھ ایسی محبت ہماری ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے امنڈ آئے جہاں گئے فتح وظفر ہم رکاب رہی' ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے یہ ساری جدوجہد کی تھی' یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان وفضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت وقوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل بہرہ اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سن شعور کو پہنچا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی وسعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کی علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیر المومنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دے دیا ہے اور اس کے لیے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح ومشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگر چہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المومنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس وجہ سے اگر باپ کی طرف سے اس کو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جب کہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین کے لیے سوائے اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں چاہے وہ فوجی عہدے دار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قرابت اور ان کے مزاج میں درخور رکھتے ہیں وہی اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مصر بھی ہیں اب سوائے اس کے کہ امیر المومنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخصی اور ذاتی طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت وسعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا ہے جس کے لیے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِيًّا يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴾

''اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! تو اسے

پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا''۔

اس کے برخلاف اللہ نے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی (بیٹا) عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا ادعاء باطل کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متحیر اور اس بد بخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لیے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور ان کو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دے دیا جو حقدار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں۔ امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تم کو اس معاملہ سے جس پر ان کی رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں۔ چونکہ امیر المومنین تم کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت' سعادت و عزت کے لیے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے چاہتے ہیں اس وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے ان کی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کی ابتداء خود تم اپنی طرف سے کرو تا کہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل و سعادت کا انھوں نے مہدی کے لیے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے آئندہ جو توقعات قائم کی ہیں چونکہ تم مہدی سے قرابت قریبہ رکھتے ہو اس وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے' امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح و صلاح ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ابو جعفر کے نام خط:

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا حسب ذیل جواب لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے' السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

امابعد! مجھے آپ کا خط ملا' جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے قطع قرابت و تعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لیے لیا گیا تھا اور جس کا ایفاء سب پر یکساں طور پر لازم تھا۔ اس ناجائز کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے جس رشتہ نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں جو یک جہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاک و بربادی کے اسباب و علل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں۔ یہ اللہ کی علو شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے' اس کے فیصلہ کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار باطل ہے اور شیطان کی اتباع ہے جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے' اللہ اسے پچھاڑ دیتا ہے' جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے' جو اس کے مقابلہ میں کسی شے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرتا ہے' اللہ اسے ناکام و رسوا کر دیتا ہے' جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے' جو اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی عمارت قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو خلیفہ سابق نے اللہ کے لیے میری ولی عہدی کے لیے کیا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سب برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تبدل کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے' اگر اس کا ایفاء ضروری ہے تو اوّل الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو سکتی ہے تو اس طرح پر پہلے کا حق بھی محفوظ و مصئون نہ رہے گا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اوّل الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس عدم ایفاء کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کے ابتلا کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفاء عہد کے ترک کی اجازت نہ دیں یاد رکھیے کہ اگر کسی نے میرے حق یا عہد کے ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع میسر ہوگا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ خود آپ کی طرف سے اس رسم قبیح کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بے باک اور مستعد ہوگا اس کے نتیجہ پر غور کیجیے' اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیے اور اسے مضبوطی سے تھامئے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیے۔ اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت کا خیال تک اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ ﴾

''اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے''۔

علاوہ بریں واقعات زمانہ اور افتاد موت سے ہم محفوظ نہیں ہے کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آجائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتہ قرابت کو قطع نہ کیا ہوگا اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہر امر اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جن کی تدبیر' تقدیر اور تنقید وہ اپنی مشیت سے کرتا ہے' بے شک اس باب میں شک ہی کیا ہے۔ آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرح واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے' آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی مضرت کو دفع کیا ہے۔ اگر ان امور کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ پر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اب پہنچا دیا ہے ہم اپنی قوت و طاقت سے تو کبھی اس تک پہنچنے نہ پاتے' مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے' کسی وعدہ کی ایفاء کسی

عہد کی تکمیل' یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب وعلل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم ومکمل کر دیتا ہے جس شے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کرا سکیں اور جس شے کے بروئے کار آنے کا وقت آ چکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا' ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طاعت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق وطاعت کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے تاکہ ان کا اتحاد واتفاق پراگندہ ہو جائے اور یہ ان میں دشمنی ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیَاتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾

''ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے۔'' پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے:

﴿ اِذَا مَسَّتْھُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾

''جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں''۔

اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے' اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشاء دلی اپنے پیش رووں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور وخوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے۔ ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے مؤخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ کو قبول کر لیا اور اپنے عہود وقیود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس فعل جمیل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت واقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے' والسلام علیٰ امیر المومنین ورحمۃ اللہ''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابوجعفر کی برہمی:

ابوجعفر اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی

شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان' عقبہ بن سلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے۔ یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَذَ بَحُوهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ . (آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آکران کے اس طرز عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے! چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے' بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آ جائیں گے' عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا ''اس ولی عہدی خلافت سے کنارہ کشی کرو' دنیا میں اس کا عوض تم کو ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے''۔

ابوجعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ:

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرہ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابوجعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو' خالد نے کہا بہتر ہے' آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجیے۔

خالد بن برمک کی حکمت عملی:

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا۔ عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوتا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جما رہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے۔ خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے' کہنے لگے کہ ہم اس کا خط امیر المومنین کو دے دیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے' خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف شہادت دیں گے' انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المومنین کو ان کے منشاء کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابوجعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کر دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابوجعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابوجعفر

نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکر ادا کیا' مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

ابونخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبداللہ سے ملاقات:

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ ابی سلیم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جا رہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا۔ ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قعقاع نام ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرطہ تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا ساختہ پرداختہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قضیہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہو گئی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جائے گی اس باب میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا۔

ابونخیلہ کی ابوجعفر کے دربار میں باریابی:

سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم ابونخیلہ کو اپنے ساتھ لے جا کر میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہرا دو۔ خادموں سے کہہ دینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور خوب خاطر مدارات کریں' اس کے بعد سلیمان نے ابوجعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے لکھے تھے' جس روز ابوجعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لیے بیعت لی ابوجعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کی فرمائش کی' اس نے شعر سنائے۔ سلیمان بن عبداللہ نے ابوجعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں' کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم ان سے دلوا کر ہی چھوڑے۔

ابونخیلہ کا بیان:

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا۔ مگر ان تک رسائی نہ ہوئی' ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں' مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر برانگیختہ کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور ان کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کر جائیں میں نے کئی نظمیں ان کی مدح میں لکھیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہو گئیں ابوجعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا ایک شخص ہے ابوجعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدے دار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا۔ میں نے بلند آواز سے عرض کیا

امیر المومنین آپ مجھے اپنے قریب بلا یئے تا کہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کے لیے کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے جا پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر میں نے خوب بلند آواز سے ابتداء سے آخر تک اپنے اشعار سنا دیئے اس وقت تمام حاضرین دربار خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سن کر ان سے مزہ لیتے رہے۔

ابونخیلہ کا قتل:

جب شعر پڑھ کر میں باہر آیا تو عسقال بن شبہ نے میرے مونڈھے پر آ کر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مسرور تو کر دیا ہے اب اگر معاملہ اسی طرح رو براہ ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے شعر میں آرزو کی ہے تو بخدا! تم کو اس کا بہت صلہ ملے گا اور اگر معاملہ اس سے برعکس ہو گیا تو پھر تمہاری خیر نہیں پھر تم کو زمین میں دھنس کر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔ منصور نے والی برنے کے نام اسے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جا لیا اور ذبح کر کے اس کے چہرے کی کھال اتار لی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لے کر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا۔

ولید بن محمد العنبری کی روایت:

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اس سے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدم کر کے اس کی بیعت کر لو وہ تم کو ولی عہد برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وجہ سے تم اس حق سے بھی محروم نہ ہو گے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی، عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمہاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں! عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لیے تیار ہوں، سلم نے منصور سے آ کر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی وقعت ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہو گئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کر لی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں منصور نے جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے ایفا کیا۔

یحییٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دستبرداری کی تیسری روایت:

اس معاملہ کے متعلق ابوجعفر کے بعض اصحاب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے روپیہ کے لالچ اور منصب خلافت کی عظمت سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی خوشی سے اس منصب جلیلہ کے بار عظمیٰ سے سبک دوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی میں مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوعبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المومنین کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے، ابوعبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں، نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ بن موسیٰ کی رضا مندی:

عیسیٰ نے کہا اچھا عبداللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیے جائیں' تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیے جائیں اپنی دلی رضا مندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت' حق' اثر وقوت کے خلافت کے بارگراں کو اٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں' تو وہ باطل متصور ہوگا۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا عہد نامہ:

اس معاہدے کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا تھا ابوعبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تاکہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہد نامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگائی بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے' امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔

امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا تقرر:

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر وتذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم وتکریم کرتا رہا۔

محمد بن ابی العباس کا استعفیٰ ووفات:

اس سال ابوجعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا' محمد نے اس عہدہ سے استعفیٰ پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا وہ مدینۃ السلام واپس آ گیا اور وہیں مر گیا اس کی بیوی بغوم بنت علی الربیع نے ''واقتبلاہ'' کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک گٹھلی اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خادم اس پر پل پڑے اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا' اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا' محمد بن ابی العباس نے بصرہ چلتے وقت عقبہ بن مسلم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

امیر حج ابوجعفر منصور وعمال:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ان کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا' عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۸ھ کے واقعات

ترکوں کا آرمینیا سے فرار:

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں سے لڑنے آرمینیا بھیجا' جنھوں نے حرب بن عبداللہ کو قتل کر کے تفلیس میں قتل عام کیا تھا' حمید آرمینیا آیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تفلیس سے چلے گئے تھے' حمید واپس آ گیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور:

اس سال صالح بن علی نے وابق میں جہاد کے لیے چھاؤنی ڈالی مگر جہاد نہیں کیا' اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ماسبق میں رہے تھے۔

۱۴۹ھ کے واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

بغداد کی فصیل و خندق کی تکمیل:

اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور خندق وغیرہ کی مکمل تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے۔

امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال:

محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ عبدالصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا۔ مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھا۔

۱۵۰ھ کے واقعات

استاذسیس کی بغاوت:

اس سال استاذسیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کر لیا' اور اب آگے بڑھے اہل مرو الروذ کا ان سے مقابلہ ہوا' اجثم المروذی اہل مرو الروذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا اجثم اور

اس کے ساتھ مروالروذ کے ہزار ہا آدمی گئے کئی بڑے مشہور سردار معرکہ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ' جبریل بن یحییٰ' حماد بن عمرو' ابوالنجم السجستانی اور داؤد بن کراز قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں فروکش تھے' خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا' مہدی نے اسی کو استاذسیس کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

خازم کی ابن عبیداللہ کی شکایت:

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبیداللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیسا پور میں مقیم تھا۔ معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہا تھا۔ خازم نے اس کے تدارک کے لیے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا وہ اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ دو اپ لی اور ڈاک کے ذریعہ مہدی کے پاس نیسا پور آیا۔ سلام کر کے خلوت چاہی' ابوعبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابوعبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی' آخر کار ابوعبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور جب تخلیہ ہو گیا تو اب خازم نے مہدی سے اس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ داری تعصب میں مبتلا ہے اسے اور پیدا کر رہا ہے اس طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کو لکھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خود سر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے' میری بات سنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے۔

خازم کی شرائط کی منظوری:

جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معاملات کی باگ نہیں ہو گی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدے دار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذسیس کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے کامل اختیار دیا جائے ابوعبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدے داروں کو نشان اترادوں اور ان کو میرے ہر حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لیں۔

خازم کی فوجی ترتیب:

خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ اب اس نے باختیار خود کام کرنا شروع کیا ہر عہدہ دار کو اپنی جمعیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اس منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلہ پر شکست یاب ہو چکی تھیں اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر ان کو بطور مدد زائد تعداد بڑھانے کے لیے ساتھ لیا چونکہ ان کے دل دشمن سے مرعوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھایا اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کیے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ جوان مردوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے' بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی' ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو میمنہ پر' نہار بن حصین العبدی کو میسرہ پر متعین کیا۔ بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا' ترار خدا جو خراسان کے عجمی رؤسا کی اولاد میں تھا وہ

ساقہ جیش پر متعین تھا۔ زبرقان اس کا لوا بردار اور اس کا مولیٰ تسدم اس کا علمبردار تھا۔ اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی مؤثر جنگی نقل وحرکت شروع کی کہ اس نے ان کو چکمہ دے کر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی۔

استاذ سیس کا بکار بن مسلم پر حملہ:

اس کے بعد خازم ایک مقام پر جا کر فروکش ہو گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضرورت اکٹھا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے دور میں جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج کر دی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہو گیا' باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال' پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ ان کو لے کر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں در آنے کے لیے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا۔ دشمنوں نے بکار پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کی فوج اس کی تاب مقاومت نہ لا سکی اور ان کو پسپائی کے بغیر چارہ نہیں رہا یہ فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آ پڑے' بکار یہ رنگ دیکھ کر خو تیر کی طرح اس خطرہ کے مقام پر آیا۔ خندق کے دروازے پر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے خاص آدمیوں کو اس نے للکارا کہ "کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے گا"۔ یہ سن کر اس کے خاندان اور علاقہ کے تقریباً پچاس آدمی پیادہ پا ہو گئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کی مدافعت کی اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔

ہیثم بن شعبہ کو عقبی حملہ کا حکم:

جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریش السجستانی نام ایک شخص جو کہ استاذ سیس کے ہمراہ اور ان کے معاملات کا منصرم تھا حملہ آور ہوا۔ اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ہیثم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لے کر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کو جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیش قدمی کرنے میں منہمک ہے جب تم ان کی حد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

ہیثم بن شعبہ کا عقب سے حملہ:

اس وقت مسلمان ابو عون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ کے طخارستان سے ان کی مدد کے لیے آنے کے متوقع بھی تھے اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ہیثم بن شعبہ کی بیرقیں بڑھتی ہوئی نظر آئیں' تم خوشی میں نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ ہیثم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریش السجستانی کے مقابلہ پر نکلا' دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم وثبات کے ساتھ دست و گریبان ہو گئے وہ اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ اب ہیثم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لیے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ حریش کی فوج نیز ان لوگوں کی جو بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آزما تھے ان جھنڈوں پر نظر پڑی تھی کہ خازم نے دشمن پر نہایت شدید حملہ کر کے ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ہیثم کی فوج نے عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے ان کو سخت نقصان پہنچایا' نہار بن

حصین اپنی فوج لے کر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کو مار بھگایا۔

استاذ سیس کی شکست وفرار:

ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو گئے' استاذ سیس نے جس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اس جگہ ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ اپنی جمعیتوں کے ساتھ خازم سے آ ملے۔ خازم نے ان کو ایک سمت فروکش کرا دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں پڑے رہیں جب ہم کو ضرورت ہوگی ہم آپ کو مدد کے لیے بلا لیں گے۔

استاذ سیس کا محاصرہ وگرفتاری:

اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار انھوں نے ابوعون کے فیصلہ پر ہتھیار رکھ دیئے چونکہ سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتھیار رکھنے کے لیے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابوعون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری صواب دید پر ہتھیار رکھ دیں ابوعون نے ان سے جا کر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس' اس کے بیٹوں اور اغیرہ کے لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ دیا گیا' یہ تیس ہزار تھے۔ خازم نے بھی ابوعون کے اس تصفیہ کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو پارچے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ھ میں خروج کیا اور ۱۵۱ھ میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری:

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو والی مدینہ مقرر کیا۔

جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات:

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی' منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج عبدالصمد بن علی وعمال:

اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج وابق میں پڑا رہا اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عامل مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابراہیم بن محمد تھا اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا' عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا' سوار بصرہ کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۱ھ کے واقعات

عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی:

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی' نیز اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر کے افریقیا کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی مقرر ہوا۔ اس عزل ونصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

منصور نے عمر بن حفص الصفریٰ ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ الاشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمرو بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت کو عمر بن حفص کی امان:

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انھوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے' سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمر بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں' عمر نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے اس کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمر کے قریب آ گئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجیے' میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسی شے لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجیے ایک یہ کہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرما لیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقہ سے واپس چلے جائیں گے۔

عمر بن حفص کی عبداللہ بن محمد کی بیعت:

عمر نے ان کو امان دی انھوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انھوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دے دی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے' عمر نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اسی کے پاس فروکش ہو گیا عمر نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے علاقہ کے سر برآوردہ لوگوں کو محمد کی

بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے' سفید قبائیں اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کر لیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

عمر بن حفص کا عبداللہ بن محمد کو مشورہ:

بدھ کے دن بصرہ سے ایک تباہ کن جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی خلیدہ بنت المعارک کا ملازم پیامبر عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی' عمر نے عبداللہ بن محمد سے آ کر یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت کی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ گیا' عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پذیر ہو چکا ہے' میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا کثیر ہے۔ یہ باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمہارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ بن محمد کی جماعت:

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا' اس نے اس کی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا' اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچ کر قیام پذیر ہونے لگے اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر' بہادر اور علماء اس کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ اس جماعت کی معیت میں سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے تزک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل:

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشتر کی اطلاع منصور کو ہوئی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی' عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑیں گے' اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو' وہ یقینی میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تم کو حاصل ہے' نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز اور اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارر

وائی نہیں کریں گے' عمر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے مجھے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو یہ عطیہ خداوندی سمجھوں گا' عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈال دیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انہوں نے اسے قتل کرا دیا۔

امارت سندھ پر ہشام بن عمرو کا تقرر:

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جا رہے تھے ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھتے رہے' اپنی فرودگاہ واپس آ کر جب کپڑے اتار دیئے تو ربیع نے آ کر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی' ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے' منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے' اور اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا' اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال' ذہانت و فراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے' اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بید سے زمین کھرچتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تو جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تم کو بعد میں مل جائے گا۔

اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر۔

لا تطلبن خؤلة فی تغلب فالزنج اکرم منهم اخوالا

ترجمہ: ''بنی تغلب میں کبھی اپنا ننہال مت بنانا کیونکہ ننہالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں''۔

نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو' کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس رشتہ مناکحت کے علاوہ اگر امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو بیان کرو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آئندہ خود مجھے اس رشتہ مناکحت کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز قبول کروں گا' خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے' میں اس بات کے عوض میں تم کو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں' تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

امارت افریقیا پر عمر بن حفص کا تقرر:

دوسری طرف منصور نے عمر بن حفص کو افریقیا کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیج دیا' ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا اور عمر بن حفص بعید المسافت ممالک طے کر کے افریقیا پہنچ گیا' سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا

کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر وہ اپنے مصاحبین سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے' ابوجعفر کو اس کے دیدہ و دانستہ تساہل کی مسلسل اطلاعیں ملیں' انھوں نے اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو۔

سفنج کی روانگی سندھ:

اسی اثناء میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لے کر اس سمت چلا' جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا سفنج بڑھا چلا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو یہ خیال گذرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمۃ الجیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جا رہا ہے اس خیال کی بنا پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلائع روانہ کیے انھوں نے آ کر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے۔

عبداللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ ﷺ ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی تاکہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور ان کو نہ چھیڑیں مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقرب و رسوخ بنالے لہٰذا میں خود ہی کیوں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاؤں' عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداہنت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا' لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی جا کر اطلاع دیتا' چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا' مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم:

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ میں خود ارادتاً اس کے مقابلہ پر گیا تھا۔ منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے

خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی' اور یہ اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفیح اس رئیس سے لڑا اس پر فتح یاب ہوا اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا' اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد کو مع اس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اسی بچے کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزا کے سپرد کر دینا۔

مہدی کی بغداد میں آمد:

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے ان کے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک باد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزا' شام' کوفہ' اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے' مہدی نے صلہ کے طور پر نقد' لباس' اور سواریاں ان کو دیں۔ منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور ان کا پانچ پانچ سو درہم منصب مقرر کر دیا۔

باب ۹

رصافہؒ اور رافقہؒ کی تعمیرؒ

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اس کو جانب شرق فروکش کیا اور اس کے لیے رصافہ بنوایا' اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا نیز اس کے لیے پانی جاری کرادیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچتا تھا۔

راوندیہ فتنہ کے متعلق ابوجعفر کی قثم بن العباس سے گفتگو:

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راندویہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شور وشغب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ سپاہی کس طرح ہم پر شیر بن گئے' مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے' اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار کردوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار و مستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا' منصور کہنے لگے' کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو' یہ ممکن نہیں' قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار کلی دے دیں' منصور نے کہا اچھا جو تم نے سوچا ہے اسے بروئے کار لاؤ۔

قثم بن العباس کی حکمتِ عملی:

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل میرے دربار میں جانے سے پیشتر تم امیر المومنین کے قصر میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ میں وہاں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس کے لیے تم مجھے رسول اللہ ﷺ' عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر قسم دینا جب میں رک جاؤں گا اور تمہاری درخواست کو سن کر اس کا جواب دے لوں گا اس کے بعد میں تم کو سخت جھڑکی دوں گا اور برا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مصر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

یمنی و مضری مناقشت:

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اسی جگہ جا بیٹھا' جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم قصر آیا تو اس غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کی اسے ہدایت کر دی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضر میں کون اشرف ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اسی میں کلام اللہ نازل ہوا' اسی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں' یہ جواب سن کر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہہ دیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڈھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو سختی سے جھٹکا دے کر روکو اور جب تک کہ وہ اس معاملہ میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو۔

فوج میں افتراق:

غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے' ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) جا کر ہاتھ کاٹ دے' اس غلام نے جا کر یمنی کے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا' اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہو گئے' قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا' فوج میں افتراق پیدا ہو گیا کئی فرقے بن گئے' مضر کا ایک فرقہ' یمن کا ایک' خراسانیوں کا ایک اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔

قثم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ:

قثم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں' اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے' اب صرف ایک بات اور باقی ہے' منصور نے پوچھا وہ کیا' اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کر دیجیے اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر میں منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے تاکہ اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں' اگر کبھی بنی مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن' خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ:

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا' اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو جانب شرقی کی حد بندی' تقسیم شوارع اور تعمیر کا متولی مقرر کیا جس طرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا' باب الجسر' سوق یحییٰ' مسجد خضیر' رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر

زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زاید بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا' صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

محمد المہدی و عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت:

اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اذن دیا بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا' مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

سلم کی بحرین پر فوج کشی:

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا' اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو بخش دیئے' مہدی نے ان پر احسان کر کے ان کو آزاد کر دیا اور ہر ایک مرد کو دو پارچے دیئے۔ اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

سلم کے خلاف تحقیقات:

اسد بن المرزبان کی جاریہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا تا کہ اس کے اعمال واحکام کی جانچ پڑتال کرے' سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی' منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابو سوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا' اسد کے پاس بھیجا جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگر چہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابو سوید اس کے پاس پہنچا۔

اسد بن المرزبان کا انجام:

اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابو سوید نے کہا آپ بیٹھے رہیے۔ اسد بیٹھ گیا ابو سوید نے اس سے پوچھا جو حکم میں دوں گا تم اسے بلا حجت مان لو گے' اس نے کہا جی ہاں! ابو سوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ' اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابو سعید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا' پھر اس نے پاؤں آگے کیا' پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں' اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابو سوید نے گردن اڑا دی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابو سوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابوجعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابراہیم:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا' محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبتہ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۲ھ کے واقعات

حمید بن قحطبہ کی کابل پر فوج کشی:

اس سال خارجیوں نے لیست بجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۲ھ میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا۔

ہاشم بن الاشتانج کی سرکشی و قتل:

اس سال ابوجعفر نے ہاشم بن الاشتانج کو جس نے افریقیہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی' قتل کیا یہ اور خالد المروذی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے گئے۔ منصور نے قادسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشتانج کو قتل کر دیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگران کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

عمال:

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا' بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا' نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

۱۵۳ھ کے واقعات

ابوجعفر منصور کی بصرہ میں آمد:

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے' یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا' کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی۔ جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے

ایک فوج تیار کی' اس مرتبہ جوان کے بصرہ آنے کا آخری موقع تھا وہ بڑے پل پر فروکش ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ وہ ۱۵۵ھ میں بصرہ آئے تھے' سب سے پہلے وہ ۱۴۵ھ میں بصرہ آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا' اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

ابوایوب الموریانی پر عتاب:

ابوایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید' مسعود' مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابوایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص کا قتل:

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیا میں ابوحاتم الاباضی' ابوعاد اور ان کے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں ترپین ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا' اس باغی جماعت کے ساتھ ابوقرۃ الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولیٰ عباد' ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابہ زنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا اتہام تھا۔

لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم:

منصور نے لوگوں کو بہت ہی طول طویل ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ لیتے تھے' اس پر ابودلامہ نے یہ شعر کہے:

و کنا نرجی من امام زیادۃ	فزاد الامام المصطفٰی فی القلانس
تراھا علی ھام الرجال کانھا	دنان یھودٍ جللت بالبرانس

ترجمہ: ''ہم امام سے اضافہ کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہوگئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر برنس منڈھا ہے''۔

معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ:

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے' معیوف بن یحییٰ الحجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوتے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگ جو اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے۔ منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی وعمال:

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا' حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا' یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ سوار قاضی بصرہ تھے' محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابوجعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

۱۵۴ھ کے واقعات

خوارج کے خلاف فوج کی روانگی:

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے' انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقیا میں ادھم مچا رکھا تھا اور وہ ان کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے۔

شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ:

اس سال منصور نے شہر رافقہ بنانے کا ارادہ کیا' اہل رقہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے' کہتے تھے کہ اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار کی دکانیں خالی ہو جائیں گی' ذریعہ معاش جاتا رہے گا' ہمیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا' ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تم کو اپنے آثار میں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ خبر ملی ہے کہ مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا! میں مقلاص ہوں۔

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابوایوب اور اس کے خاندان کا انجام:

ابوایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہو گئے۔ منصور نے ابوالعباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابوایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا' موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

امیر حج محمد بن ابراہیم وعمال:

منصور نے اس سال عبدالملک بن ظبیان النمیری کو بصرے کا والی بنایا' زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں جو ابوجعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا حج ہوا' حسن بن زید مدینہ کا' محمد بن سلیمان کوفہ کا اور عبدالملک بن ایوب بن ظبیان بصرے کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرے کے قاضی تھے' ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ کے واقعات

یزید بن حاتم نے افریقیا فتح کر لیا۔ اس نے ابو عاذ ابو حاتم اور ان کے تابعین کو قتل کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن و امان قائم کر دیا۔ وہ قیروان آ گیا۔

رافقہ کی تعمیر:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقہ بھیجا۔ مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کی ترکیب و ترتیب پر آباد کیا۔ جتنے دروازے، محلے، چوک اور سڑکیں بغداد میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں، فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آ گیا۔

کوفہ و بصرہ میں خندق و فصیل بنانے کا حکم:

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مال گزاری سے وصول کی۔

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے ہیثم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا۔ سعید بن دعلج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنائے، ہیثم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی:

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا، اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے:

یا لقومی ما لقینا — من امیر المومنینا

قسم الخمسة فینا — و جبانا الاربعینا

ترجمہ: ''امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم عائد کیے اور پھر چالیس چالیس وصول کیے''۔

قیصر روم کی ابوجعفر سے صلح کی درخواست:

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط کو منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولایت سے برطرف کر دیا اس پر ایک کثیر رقم جرمانہ کی، اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا۔

عباس بن محمد پر عتاب و اسیری:

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے وہ خفگی بدستور چلی آ رہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا' ناراض ہوئے اس موقع پر ان کے تمام اعزا اور اقربا جن میں ان کے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد کو معافی:

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھئے باوجودیکہ آپ کا احسان و اکرام سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگتی ہے آپ کو اسمٰعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کر کے آپ کو تنگ کر دیا عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا یہ سن کر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

یزید بن اسید کی معزولی و اہانت:

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرے کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا تو اس عزل میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابوجعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کرلو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی' اس کے جواب میں یزید نے کہا امیرالمومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان مزید ہے۔

محمد بن سلیمان والی کوفہ:

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے' بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسیّب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیّب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الضبی کو انھوں نے اس ۱۵۵ھ میں کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

ابن ابی العوجا کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا۔ معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ السلام آئی انھوں نے ابوجعفر پر اس قدر اثر ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے حکم ثانی تک تم اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کرنا' ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابوجعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دے دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تم کو اس قدر دوں گا ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اس کو یاد دلایا میں

اسے بھول گیا تھا' جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات یاد دلا دینا۔

ابن ابی العوجا کا قتل:

چنانچہ جب محمد جمعہ سے فارغ ہو کر پلٹا ابو الجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب اسے یقین آ گیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا کہنے لگا کہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے' جس دن روزہ رکھنا چاہیے اس روز میں نے کھانے کی اجازت دی ہے اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے' محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کرا دیا۔

ابو جعفر منصور کا ابن ابی العوجا کے متعلق فرمان:

اس کے قتل کرا دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کرے اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ خط پڑھ کر محمد نے ابو جعفر کے پیامبر سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اس کا بدن کناسہ میں مصلوب حالت میں موجود ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہی امیر المومنین سے جا کر بیان کر دو۔

محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان:

جب پیامبر نے اس کا پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا۔ اور کہنے لگے' بخدا! میرا ارادہ ہے کہ اس پاداش میں میں اسے قید کر دوں' پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورے کی بنا پر اس ناتجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دے دیا اسی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہو گا وہ ایک شخص کو بغیر میری رائے لیے ہوئے قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار تک نہیں کرتا۔ میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھ دیا ہے اور خدا کی قسم دیکھو میں اسے اس کی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے۔

محمد بن سلیمان کی بحالی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس خشم آگیں کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب ان کا غصہ ذرا کم ہوا اس نے عرض کیا کہ جناب والا! محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہو گا۔ اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا' امیر المومنین اگر محض اس فعل کی پاداش میں آپ اسے معزول کرتے ہیں تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہو گی اور آپ بدنام ہو جائیں گے' یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کرا دیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

مسادر بن سوار الجرمی:

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مسادر بن سوار الجرمی کوتوال نے منصور سے محمد کی ایک خاص اخلاقی لغزش کی شکایت کر دی اور اس کی وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہ مسادر بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا ہے:

لحسبك من عجيب الدهراني اخاف و اتقى سلطان جرم

ترجمہ: ''زمانے کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں مسادر کے اقتدار و اثر سے ڈرتا ہوں''۔

حسن بن زید کی معزولی:

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کر دیا۔ فلیح بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کر کے اس کے ہمراہ مدینہ میں متعین کر دیا۔

عمال:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا' عمرو بن زہیر کوفہ کا' ہیثم بن معاویہ بصرہ کا' یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

باب ۱۰
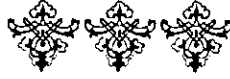
خالد بن برمک

۱۵۶ھ کے واقعات

عمرو بن شداد کا قتل:

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابوجعفر کے عامل بصرہ ہیثم بن معاویہ کے ہاتھ آ گیا اسے بصرے میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا' اس واقعہ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن دعلج یا ہیثم بن معاویہ سے آ کر اس کا پتہ بتا دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحٰق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن سداد بنی جمح کا مولیٰ تھا۔

عمر بن شداد کے قتل کی دوسری روایت:

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ اپنے ایک قصر میں جو نہر معقل پر واقع تھا آ کر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہر کارہ آیا جو ابوجعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اور اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اس کے حوالے کر دے' ہیثم نے عمرو کو اس کے حوالے کر دیا یہ اسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن ماردی اور پھر مربد میں اس کے لاشہ کو سولی پر لٹکا دیا۔

ہیثم بن معاویہ کی معزولی:

اس سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضاء اور صدارت دونوں ان کے تفویض کر دی گئیں' نیز منصور نے سعید بن دعلج کو بصرہ کا کوتوال اور عامل مقرر کیا۔

ہیثم بن معاویہ کا انتقال:

اس سال ہیثم بن معاویہ نے دفعتہً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا' انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مجامعت کر رہا تھا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی' یہ بنی ہاشم کی ہڑ داڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج بن عباس بن محمد وعمال:

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا' عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ السلام میں مقیم تھا اور اس کا بیٹا ابراہیم محمد مکہ میں اس کا نائب تھا' مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا' عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا' بصرے کا کوتوال' بصرے کا کوتوال' ناظم کوتوالی اور بصرے کی عرب نوآبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرے کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔

عمارہ بن حمزہ اضلاع' دجلہ' اہواز اور فارس کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو کرمان اور سندھ کا والی تھا' یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۷ھ کے واقعات

قصر خلد کی تعمیر:

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنایا انھوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولیٰ ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔

اس سال یحییٰ ابوزکریا المحتسب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر:

منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا' سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیج دیا۔

ابوجعفر منصور کا فوج کا معائنہ:

اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا۔ معائنہ کے لیے انھوں نے دریائے دجلہ کے کنارے مقام قطربل کے درے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لیے انھوں نے اپنے تمام اعزا' اقربا' مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہننے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انھوں نے زرہ پہنی' کلاہ کے اوپر ایک سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

عامر بن اسمٰعیل وسوار بن عبداللہ کا انتقال:

عامر بن اسمٰعیل المسلی نے مدینۃ السلام میں انتقال کیا' منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں سپرد خاک کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن دعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی' منصور نے ان کی جگہ عبیداللہ بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیر فی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی' محمد بن سعید الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا' اس کی جگہ ابوجعفر المنصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا' معبد بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ معبد ان

دنوں خراسان میں تھا۔ یہیں اسے فرمان تقرر موصول ہوا۔ یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا' سنان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال:

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر وتاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا مکہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا' فارس اور اہواز پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

۱۵۸ھ کے واقعات

خالد بن برمک پر عتاب:

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا' اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم جرمانہ کیا ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی' عدم ادائیگی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے' اب تم اپنے حرم اور اہل وعیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کر دو' پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا مگر میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ' صالح (صاحب المصلی) اور مبارک الترکی سے ضرور جا کر ملو' اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امداد طلبی:

یحییٰ کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انہوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے ہی روپیہ بھیج دیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھتا رہا' میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دے دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں' میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی' اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں تم کو بھیج دوں گا۔

عمارہ بن حمزہ کی اعانت:

جب میں اس کے پاس سے پلٹا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت وتکبر کے ہوتے ہوئے اس روپیہ پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے۔ میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بے شک مجھے اسی قدر اعتماد ہے اتنے میں عمارہ بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آ پہنچا' ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے۔ اب صرف تین لاکھ باقی رہے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہوا اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری یہ ساری جدوجہد رائیگاں جائے۔

ایک منجم کی پیشین گوئی:

میں بغداد کے پل سے بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے اسی تردد وفکر میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا' مبارک ہو تمہارا کام بن جائے گا' میں اس کی طرف دھیان کیے بغیر آگے بڑھ گیا' مگر وہ فوراً میرے پاس آیا' میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ بخدا! معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی اور فکر ان شاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان وشوکت اور پرچم وعلم کے ساتھ جلوس میں گزرو گے اب میں اس کی بات سے متعجب ہو کر اس کی طرف مڑا' اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے۔ چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا دشوار ہے' اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی مان لیتا' میں اپنے راستے چلا گیا۔

ابوجعفر منصور کو موصل میں شورش کی اطلاع:

اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے شورش برپا کی ہے' منصور نے پوچھا کون شخص اس کے بندوں کے لیے موزوں ہوگا' مسیّب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا' عرض کیا کہ اس معاملہ کے متعلق میری ایک رائے ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ منصور کہنے لگے کہ ضرور بیان کرو میں اسے کسی بدنیتی پر محمول نہیں کروں گا۔

مسیّب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش:

اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لیے خالد ایسا آدمی ہونا چاہیے' منصور نے کہا کیا کہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت وفرماں برداری میں پورا اترے گا' اس نے کہا بے شک میں اس بات کا یقین کامل رکھتا ہوں' آپ نے تو محض اس معیار پر اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا۔

امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر:

منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔ میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دے دیئے' میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع

واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا کہ اللہ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے' نیز انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں' میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں۔ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صراف ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آ کر سارا واقعہ سنایا کہنے لگا' یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کی جا سکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذربائیجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر و استبداد کے بغیر جو رعب و داب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی' اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جاگزیں تھی۔

موسیٰ بن کعب کی معزولی و اسیری:

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا' جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل اور جزیرے کا والی بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے۔

امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا تقرر:

اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر تاوقتیکہ میں خود تم کو نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی۔ دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانہ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا ربیع نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی یحییٰ کھڑا ہوا' ربیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا' وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے اسے اور اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک باد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

مسیّب بن زہیر کی گرفتاری و رہائی:

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نام میں اقامت اختیار کی' اس سال وہ مسیّب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو اتنے درّے لگوائے کہ وہ اسی

صدمہ سے مر گیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مال گزاری تھا تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی بے جابات کی تھی' منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے برادر کو کوتوال مقرر کیا کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے' اسے چند روز قید ہی میں رہنا پڑا انہوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

ابوجعفر منصور کا جرجرایا میں قیام:

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا' اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابروؤں کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور خود چلے' موضع جب سا قا تک آ کر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزداتات کا راستہ اختیار کیا' اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' چلتے چلتے ہزداتات کے ایک راج بہئے جو نہر دیالی کی سمت بہتا ہے پہنچے اور اس کی بند پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سر برآئی سے عاجز ہو گیا یہ جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد:

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے جن کو تسنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا' پہلے تو منصور کا ارادہ ان کو قتل کر دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

قصر ابیض کی مرمت کا حکم:

اس سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ السلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لے کر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں در آیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجہ کے دونوں فریق علیحدہ ہو گئے۔

ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج' عباد بن کثیر' اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر بغیر ابوجعفر کی اجازت کے ان کو رہا کر دیا اس وجہ سے ابوجعفر اس سے ناراض ہوئے۔ محمد بن ابراہیم کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ تم آل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم ہے' قید کر دو' نیز ابن جریج' عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کر دو' محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا' اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظر میں زمین پر گڑ گئیں۔ اس

نے ایک حرف اس اثناء میں اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

محمد بن ابراہیم کی پریشانی:

جب مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا کہ جس تردد و فکر میں آپ منہمک ہیں میں اسے تاڑ گیا ہوں فرمائیے کیا عندیہ ہے' اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح دوسرے نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے' اب امیر المومنین مکے آ رہے ہیں' مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کرا دیں ان کا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب و داب اور بڑھ جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

علوی قیدیوں کی رہائی:

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا میں امیر المومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ سواری کی اونٹنی لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ یہ لے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا اسلام کہو اور کہو کہ آپ کا برادر عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں' نیز یہ پچاس دینار زادراہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی' میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں' اس نے محمد کی درخواست مان لی' اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

محمد بن ابراہیم سے ابوجعفر منصور کی خفگی:

منصور مکے کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک و تر میوہ اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لے کر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو پٹوایا اور اپنی فرودگاہ میں نہیں آنے دیا' جب وہ بئر میموں آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لیے یہاں آیا ان کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انہوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا' ابوجعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہو کر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر ان کی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابوجعفر اترے تھے اس نے ان کا براز دیکھا پھر محمد سے آ کر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا براز دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہی ہوا کہ مکے میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی بازپرس سے بچ گیا۔

ابوجعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اس سال ماہ شوال میں ابوجعفر مدینۃ السلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے' اثنائے سفر میں قصر عبدویہ کے قریب

فروکش ہوئے یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا۔ ابوجعفر وہاں سے روانہ ہوکر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرے کی نیت کر کے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزر رہے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی ان کے بال کٹوا کر اور ان کے گلوں میں کلادہ ڈال کر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر ان کے پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمہ سے وہ جان بحق ہو گئے۔

ابوجعفر منصور کی علالت:

اس درد کے سبب میں ارباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے' اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا میں کمی کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے موجودہ سے زیادہ سخت بیماری پیدا ہو جائے گی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک وید ان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے ان کے لیے کئی سفوف اور جوارشیں تیار کیں جن کے اجزا و عناصر گرم تھے' منصور نے ان کو کھانا شروع کیا اور ان کا کھانا ہضم ہونے لگا' اس بنا پر انھوں نے اس وید کی تعریف کی۔

عراقی طبیب کی رائے:

عراق کے مشہور طبیب کثیر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدے کی بیماری سے مریں گے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدے کے خاروں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے' نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدے ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے' اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں' فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترے پر رکھو اور اس کے نیچے ایک پکی اینٹ رکھ دو اس گھڑے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ امتداد زمانہ سے کیا وہ رستا ہوا پانی اس اینٹ میں شگاف پیدا نہ کر دے گا' اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے۔ یہی ہوا کہ ابوجعفر معدے ہی کے مرض سے جاں بحق ہوئے اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ابوجعفر منصور کی وفات:

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت گرم دوپہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے ان کو لو لگ گئی تھی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا' باوجود کبرسنی کے وہ بہت محرور المزاج واقع ہوئے تھے صفراء احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا۔ بہت روز تک یہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں فروکش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکے پہنچنے میں دیر لگ گئی۔ ایک دن ابن المرتفع کے کنویں پر منزل کی وہاں سے چل کر بئر میموں آئے وہ ہر وقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہوں گے' جتنی وصیتیں کرنا تھیں وہ ربیع کو کر دیں۔ اور اسی مقام پر ۶/ ذی الحجہ سنیچر کی رات

صبح تڑکے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور ان کے مولیٰ ربیع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا' ربیع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوحہ کرنے سے منع کر دیا۔

محمد المہدی کی بیعت:

اب صبح ہوگئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں میں بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسیٰ بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بار ہوتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم وتاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے' اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر واعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربیع نے موسیٰ ابن المہدی کے ہاتھ پر اوّل امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی' جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران عساکر کو بیعت کے لیے بلایا عیسیٰ بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کافر بچہ ہے اور اس سے چمٹ گیا وہ تو اس کی گردن مار دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی' مسیّب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کی کہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا' اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے' اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عمائد نے اس کی بیعت کی' عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لیں ان دنوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا اس نے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی' مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

ابوجعفر منصور کی تدفین:

اب منصور کی تجہیز وتکفین کی تیاری شروع ہوئی' اس کام کے لیے ان کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد' ربیع' ریان' چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا' ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتداء تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا' اب ان کے تمام گھر والے اعزا اور خاص موالی ان کا جنازہ لے کر چلے' واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خور کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ کی امامت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائے کیونکہ یہ بھی مدینۃ السلام میں ان کے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کے فرودگاہ کے خیموں میں قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہہ دیا کہ جو شخص خلافت کا آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بنا پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کر دیئے گئے' اس مقام کو ثنیۃ المحلاۃ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی' عباس بن محمد' عیسیٰ بن موسیٰ' ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

ابوجعفر منصور کی عمر و مدت حکومت:

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونسٹھ سال بیان کی ہے' بعض نے پینسٹھ اور بعض نے تریسٹھ سال بیان کی ہے۔ ہشام بن الکلبی نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا ہے۔ مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات رات کم بائیس سال ہوا ہے' واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال سال ابوجعفر کی مدت خلافت ہے' عمر میں شبہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا' اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

باب ۱۱

ابوجعفر منصور کی سیرت ووصایا

ابوجعفر منصور کا حلیہ:

ان کا رنگ سانولا تھا' دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حمیمہ میں پیدا ہوئے تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی:

ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں روپوش تھا اس کا پتہ ملتے ہی قتل کرا دیا' اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی بنا پر عیسیٰ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی وہ اپنے ارادے سے رک گیا۔

ابن نصر بن سیار کے متعلق منصور کا خط بنام عیسیٰ بن موسیٰ:

انھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

''امابعد! اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تم کو سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے تا کہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور ان کو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی' اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم' سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی' تم ان سے علیحدہ رہو اور بغیر امیر المومنین کی رائے کے کسی ایسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کیا ہے' سزا نہ دو کیونکہ وہ اس بات کو مناسب نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا ایسے قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعہ معاف کر دیا ہو یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جس کا نتیجہ اللہ نے امن وامان دیا ہو جس کی وجہ سے ایک کنبہ پرور دشمن سے حفاظت ہوگئی ہو اور قلبی کلفتیں دور ہوگئی ہوں مواخذہ کیا جائے' جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف وخطر نہیں ہیں کہ اللہ کسی اقبال مند کو صاحب ادبار کر دے۔ اسی طرح اگر خدا چاہے تو وہ اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی صاحب ادبار کو اقبال والا کر دے۔ والسلام''۔

عبدالعزیز کا مذاق:

فضل بن الربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی کوئی لہو ولعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو ولعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی البتہ ایک دن ہم نے اس کے بیٹے عبدالعزیز کو جو سلیمان اور عیسیٰ ابنائے ابوجعفر کا حقیقی بھائی طلحیہ بیوی سے تھا (یہ بالکل شباب ہی کے عالم میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیئت بنائے کمان کندھے پر ڈالے' ایک عمامہ باندھے اور شالی چادر زیب تن کیے ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا سوار ہا ہے ان گونوں میں وہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیے لایا کرتے ہیں' مثلاً چھوارے تسمے اور مسواکیں بار تھیں یہ دیکھ کر بہت لوگ متعجب ہوئے

اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا' وہ نوعمر امیر اپنے راستے چلا گیا۔ پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا اور یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیں' ان گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کیا اور اس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کرا دیں اب وہ نوعمر امیر اسی طرح ان دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

ایک خدمت گار کو سزا:

حماد الترکی بیان کرتا ہے' میں ایک دن منصور کے سرہانے کھڑا ہوا تھا انھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے' میں اس مقام پر آیا جہاں سے وہ آواز آ رہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار چھوکریوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں' میں نے منصور کو آ کر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی کو طنبورہ کہتے ہیں' میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے' ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا گیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے میرے قصر سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ دے۔

ابوجعفر منصور کی ترش روئی:

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا' میں اور ایک دوسرا ان کا غلام گھر کے اندر ان کی خدمت گزاری کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھری تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت وخوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے' البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا' ترش رو ہو جاتے' آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اس ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کا ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترش روئی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کو بڑھتے اور بسا اوقات وہ اس حالت میں ہم پر عتاب کرنے لگتے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے! جب تم دیکھو کہ میں نے درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار سے واپس آ رہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھنجھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں۔

ابوجعفر کے دربار میں مراتب کا احترام:

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف

نہیں ہو کہ سب سے پہلے تم کو اذن حاصل ہو سکے اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔

المنصور اور معن بن زائدہ:

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا بڑا سا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمائل تھی جس کی شام زمین سے ٹکراتی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردۂ سلطانی کے قریب پہنچا تھا' کہ انہوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک یا امیرالمومنین! فرمایا میرے پاس آؤ' جب میں ان کے قریب آ گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گز کھینچ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا' اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں' میں نے عرض کیا امیرالمومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے' میں نے جو جوانمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا' فرمایا پھر کہو کیا کہا' میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گز کو اس کے محل پر رکھ کر پائینتی بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا۔

والی یمن کی سرکشی کا خدشہ:

فرمایا معن یمن میں کچھ گڑبڑ ہے۔ میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا؟ فرمایا اچھا ہم تم کو اپنا معتمد بناتے ہیں' بیٹھ جاؤ' میں بیٹھ گیا ربیع سے کہا کہ محل میں جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کر دو' ربیع اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کے روپیہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے' بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو' میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے اس کے پاس بھیج رہے ہیں' ربیع کو حکم دیا' کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تا کہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پا سکے۔

معن بن زائدہ کی امارت یمن پر تقرری:

انھوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر ربیع کو بلا کر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو اس کو فوراً بندوبست کر دو تا کہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے' پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیرباد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابوالوالی مجھ سے ملاقی ہوا' کہنے لگا اے معن! میں اس میں تمہاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کرے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا' وہاں پہنچ کر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں

اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

ابوجعفر منصور کی معن بن زائدہ سے خفگی:

محمد بن عمر الیمامی ابوالردینی کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو فرو کریں اور معن کی طرف سے ان کے دل میں جو گرانی پیدا ہوگئی ہے اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنادیں' معن کہنے لگا میں نے ان کی طاعت وفرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی' اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں' یمنیوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزا اور اقربا کو ہلاک کرادیا' اور اب وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے جو میں نے ان کی سلطنت وحکومت کے قیام وبقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی بغداد:

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ایک جماعت جو بنی ربیعہ کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا' معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تم کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے' ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہوں گا اور یہ کہوں گا مجاعہ کی باری آئی اس نے کہا اللہ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کروں گا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں ومناسب معلوم ہوگا وہ میں کروں گا' معن نے یہ جواب سن کر کہا اچھا یہ کام میں نے تمہارے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے عبدالرحمن بن عتیق المزنی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اپنے اس ابن عم کے لیے قوت بازو بنو ان کو اپنے سے مقدم رکھنا اگر ان سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی پابجائی کر دینا' ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہوگئی تو ان کو رخصت کر دیا۔

ابوجعفر کے دربار میں مجاعہ کی تقریر:

یہ ابوجعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاعہ نے اللہ کی حمد وثنا اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے پہلے سے تیار ہو کر آیا ہے' اب اس نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت شروع کی کہ کیونکر اللہ نے عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا' پھر اس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہو گئے۔ اور عش عش کرنے لگے' اب اس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے ان کو کیسا شرف عطا فرمایا ہے اور کس قدر اہم منصب ان کے تفویض کیا ہے۔ یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف عود کیا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا۔

مجاعہ اور وفد کا دربار سے اخراج:

جب اس کی تقریر ختم ہوگئی تو منصور نے کہا کہ تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ بیان کیا اللہ اس بات سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کو احاطہ کر سکے' رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے زیادہ خود ان کی فضیلت بیان کر دی ہے' تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے اس منصب جلیلہ پر فائز کرنے سے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان شاء اللہ جب تک وہ اس کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا معین و مددگار رہے گا' البتہ اپنے آقا کے

بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سب جھوٹ اور لغو ہے جو قابل اعتناء نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاعہ نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں مگر بخدائے لایزال میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے اب یہ ساری جماعت حکماً دربار سے خارج کی گئی۔

مجاعہ کی طلبی:

جب یہ ایوان دربار کے پائیں میں پہنچے تو منصور نے اسے مع اس کے ہمراہیوں کے پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاعہ نے اپنی پہلی تقریر اس طرح اعادہ کر دی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا ہے۔

مجاعہ کی خوش بیانی کی تعریف:

اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکال دیئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر ان کے متعلق منصور نے حکم دیا کہ ان کو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے اور جو مصری رؤسا' عرب دربار میں حاضر تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا! اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آ گیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قطعی طور پر اس شخص کو نکال دیتا' میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا تھا غلام اسے پلٹا لاؤ۔

مجاعہ کی معن بن زائدہ کی وکالت:

جب مجاعہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا' منصور نے کہا' اچھا تمہاری اپنی اور تمہارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو' اس نے کہا امیر المومنین معن آپ کا بندہ ہے' آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی' نیزہ زنی کی' اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا اب اہل یمن امیر المومنین (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے ہیں۔ اگر کسی نمام کی چغل خوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہوگئی ہے تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی طاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

معن بن زائدہ کو معافی:

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دے دی' جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا مراسلہ پڑھ کر سنایا تو معن نے فرط انبساط میں مجاعہ کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ان کو ان کے حسب مراتب خلعت وانعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمائندوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کی جناب میں قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

مجاعہ کی تین خواہشوں کی تکمیل:

معن نے مجاعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کیں ایک یہ کہ وہ معین کے خاندان کی ایک امیرزادی زہرا نام پر عاشق تھا' اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاعہ کا ذکر اس سے کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے

ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت مفلس آدمی ہے کیا وہ اپنے پشمینہ کے جبے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا' جب مجاعہ منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجیے' چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا اس وجہ سے مجاعہ نے کہا کہ میں زہرا کو چاہتا ہوں اور اس کا باپ آپ کی فوج میں ہے۔ معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے زہرا سے اس کی شادی کر دی اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش بیان کرو اس نے کہا کہ مقام حجر میں جو میرا گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے' معن نے وہ دیوار خرید کر مجاعہ کو دلوا دی۔ اب پوچھا' تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا روپیہ دلوایئے معن نے تیس ہزار نقد دیئے۔ اس طرح ایک لاکھ درہم اسے دے کر اس کے گھر بھیج دیا۔

سلطنت کے چار ارکین کی اہمیت:

ابوالفرج' عبداللہ بن جبلۃ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانتدار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین وہ چار کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سید ھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا' کیونکہ اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا' ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو سکے دوسرے کوتوال وہ ایسا شخص ہو جو قوی کے مقابلہ میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے' تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری وصول کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے' کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے۔ چوتھے اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھہ تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا وہ افسر ڈاک ہے کہ جو ان عمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

ایک عامل سے باز پرس ومعافی:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو جس نے سرکاری مال گزاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی باز پرس کے لیے طلب کیا' کہا کہ جو تم پر نکلتا ہے ادا کرو' اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں ہے' اسی اثناء میں کسی منادی کرنے والے نے ندا دی اشھد ان لا الـه الا اللّه یہ سن کر اس عامل نے منصور سے کہا کہ امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی لا اله الا اللّه کہتا ہوں آپ اس مطالبے کو جو مجھ پر عائد کیا گیا ہے بخش دیں' منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ایک شامی محصل کو نصیحت:

ایک مرتبہ انہوں نے ایک شامی کو کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا' اس وقت اس کو نصیحت کی' اور اس کی طرف بڑھ کر فرمایا اس وقت جو بات تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت باہر نکل کر اپنے سے کہو گے' دیانت اور اندراج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے۔

ایک عراقی محصل کو ہدایت:

پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سواد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر

فرمایا جو تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دوں گا۔ ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک ان کی ملازمت کی' اپنا حساب کتاب ہمیشہ درست رکھا اور ان کے خیر سگال رہے۔

والی حضر موت کے نام فرمان:

منصور نے ایک عرب کو حضر موت کا والی مقرر کیا صدر مخبر نے ان کو لکھا یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا رہتا ہے' منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا اور فرمان میں لکھا' اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نے شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھ کو مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ کار مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منصرم' ہماری جو خدمت تمہارے تفویض ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت وخواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ۔

سہیل بن سالم پر عتاب:

ربیع بیان کرتا ہے سہیل بن سالم العنبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا' یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا پھر برطرف کر دیا گیا تھا' اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے۔ سہیل نے کہا میں آپ کا غلام ہوں' کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں' کہا تیرے لیے نہیں۔

المنصور کی ایک خارجی سے بدزبانی و شرمندگی:

ربیع کہتا ہے میں ایک دن منصور کی سامنے یا ان کے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تا کہ تمہاری گردن ماردی جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے نضرے نے میری فوجوں کو بھگا دیا' خارجی نے کہا یہ تمہارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمہارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اتر آئے اگر میں بھی تم کو اس کے جواب میں گالیاں دوں تو میرا کیا بگاڑ سکو گے میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا' یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا' اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

مہدی کو ابوجعفر کا انتباہ:

عمارہ بن حمزہ بیان کرتا ہے ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دو پہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے' کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے' میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا' میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا کیونکہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اسی وقت ان کو اس کی اطلاع ہو جانا چاہیے' حاجب نے کہا کہ تم ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو' میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا ہے' میرے لیے باریابی کی اجازت حاصل کرو' میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے؟ میں نے عرض کیا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا تھا' چاہتا ہوں

کہ آپ سے بیان کروں' کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے ہم بیان کیے دیتے ہیں' مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا ہے' میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے' کہا اس سے کہہ دو ہوش میں آؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری دسترس نہیں ہو سکتی۔

منصور کی حجاج کے متعلق رائے:

ابراہیم بن صالح کہتا ہے ہم منصور کی جناب میں باریاب ہونے کے لیے قصر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آ گیا' ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی مذمت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید' اب ہم سب باریاب ہوئے حسن بن زید نے یہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا امیر المومنین مجھے یہ گمان کبھی نہ تھا کہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہو اور اس کی تعریف کی جائے اور میں اسے سنوں' پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تم کو ناگوار گزری' ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کر دیتا۔ اور کسی ایک جرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا۔ معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص موجود ہیں کہ اگر آپ ان سے نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون' معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے تئیں ایسا سمجھتے ہو' معن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بے جا نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ہو ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانت دے دی اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ابوجعفر منصور کی ایک تمیمی سے ملاقات:

ابوبکر الہذلی کہتا ہے' میں امیر المومنین منصور کے ہمراہ مکہ گیا تھا ایک دن میں ان کے ہم رکاب تھا کہ ایک شخص ایک سرخ اونٹنی پر سوار ململ کا جبہ زیب بدن' عدنی عمامہ زیب سر کیے ہاتھ میں ایک اتنا لانبا کوڑا لیے کہ جو زمین کو چھو رہا تھا اور جو اپنی عجیب و غریب ہیئت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتا ہوا سامنے گزرا اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں' میں نے اسے بلایا وہ آیا۔ امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب' علاقہ اور اس کا قومی وطن پوچھا نیز دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں' اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے' پھر اس سے کہا کہ کچھ شعر سناؤ' اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ اور قبیلہ بنی تمیم بن عمرو کے دوسرے شعراء کے سنائے' نیز دوسرے افسانے سنائے اسی میں اس نے طریف بن تمیم العنبری کے یہ شعر پڑھے:

ان قناتی لنبع لا یؤیسها	غمزہ الثقاف و لا دھن و لا نار
متی اجر خائفا تا من مسارحہ	و ان اخف آمنا تقلق بہ الدار
ان الامور اذا اوردتھا صدرت	ان الامور لھا ورد و اصدار

ترجمہ: میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جس کو سیدھا کرنے لیے سیدھا کرنے والے آلے یا تیل یا آگ کی

ضرورت نہیں' جب میں کسی خوف زدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیے تمام راستے چاہے وہ کسی قدر وسیع ہوں بے خوف و خطر بن جاتے ہیں اور اگر میں کسی بڑے جتھے والے اور قلعوں والے کو دھمکی دے دوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین و مضطرب ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود ان کے بگڑ جانے کے میں ان کو ساحل مراد پر لے آتا ہوں اور بے شک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا بتاؤ تم میں یہ طریف کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے ہیں اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لیے نہایت سخت اور دو بھر تھا جس کی گرفت بہت ہی شدید تھی' وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت مبارک نصیبے والا تھا' دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لیے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلہ میں تمام عربوں نے اس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اس کی تنقیص کی اور کہا کہ بخدا! لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے یہ سن کر اس نے عہد کیا کہ وہ سوائے اپنے شکار کے کوئی گوشت آئندہ سے نہ کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا جس کی وجہ سے اس کی شجاعت و بسالت کا شہرہ آفاق میں پھیلے' منصور نے کہا اے تمیمی! تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا میں زیادہ مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں بلکہ میری تعریف کی گئی ہے۔

ابوجعفر منصور کی فرائض منصبی کی انجام دہی:

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے' ہدایات دیتے' ممانعت کرتے' عزل و نصب کرتے' سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کو تعین کرتے' راستوں کے امن کا انتظام کرتے' آمدنی اور خرچ کو دیکھتے' رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرے' نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف ان کو اس وقت ہی ملاقات کی اجازت ہوتی عشاء کی نماز کے بعد اطراف و اکناف سلطنت اور سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خواب گاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہوئے تہجد کی نماز پڑھتے رہتے' پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار میں چلے آتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

مختلف علاقوں کے لوگوں کی خصوصیات:

ابوجعفر نے ایک مرتبہ اسمٰعیل بن عبداللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتداء ہوئی اور وہ عرب کی یادگار ہیں' اہل عراق اسلام کے رکن اور اس کے جنگجو ہیں' اہل شام امت اسلام کے لیے بمنزلہ قلعہ کے ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں' اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں۔ ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے' اہل ہند حکماء ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں' رومی

اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمانوں سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا ہے' نبطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے ہمیشہ اعراض کرتا رہے' پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو' پوچھا شاہی مفاد کے لیے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں غدر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اس میں قوت اجتہاد زندہ رہتی ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا' پوچھا کہ کن لوگوں کی طاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان اور زیادہ نفع پہنچا سکیں پوچھا ان کی شناخت کیا ہے' اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں' پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جس کا قلب سلیم ہو اور حرص و آز کا اس کے پاس گزر نہ ہوا ہو۔

منصور کی مہدی کو نصیحت:

ولی عہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبداللہ ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو عفو کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیاوی لذائذ اور آرام کے ساتھ اللہ کی رحمت کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے۔

منصور نے مہدی سے کہا کہ جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو اسے انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا تفکر اس کے لیے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن و قبح نظر آ جاتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے درست نہیں ہوتا' رعایا بغیر طاعت کے ٹھیک نہیں ہوئی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام اور دوام روپیہ سے ہے انتظام ملک ملک کی تمام خبروں کے حاصل کیے بغیر درست نہیں رہتا جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور تر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو' ایک موقع پر کہا اے ابو عبداللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علماء کی شرکت سے خالی نہ رکھنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں' محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نر ہے اسے نر پسند کرتے ہیں اور مادہ اسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل سچ ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔

ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو افتاد سے پہلے اس کا انتظام کر دے اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔

مہدی کی لاعلمی پر انتباہ:

ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے' تم اس خلافت کو

تباہ کر دو گے تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں' خیر میں نے تمہارے لیے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری اس عدم توجہ کا تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

منصور کی مصنوعی علالت:

خالصہ کہتی ہے میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ ڈاڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبڑوں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ تمہارے پاس اس وقت کتنا مال ہے میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ اور پھر کہو کہ کتنا روپیہ تمہارے پاس ہے' میں نے کہا دس ہزار' فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ' میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خیزران سے یہ بات بیان کی' مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکا دیا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئی تھیں ان کو درد نہیں ہے یہ محض بہانہ ہے۔ بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے روپیہ مانگا تھا اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے۔ اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنا روپیہ ان کو لے جا کر دے دو' میں نے روپیہ پہنچا دیا مہدی ان کے پاس آیا کہا اے ابوعبداللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے وہ ضرورت پوری ہوگئی۔

المنصور کی کفایت شعاری:

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں وہ سب اکٹھے کر لو جب تم کو مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں' میں پرانے کپڑے جمع کر کے لے آیا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا۔ منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہوگا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اسی وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس سے کم مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے۔ منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے' جاڑا سر پر آ گیا ہے' ہمیں اپنے بال بچوں کے لیے جڑاواں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں' کہنے لگے تمہاری خوشی ایسا ہی کرو۔

مؤمل شاعر کو مہدی کا انعام:

مؤمل بن امیال شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولی عہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم اسے دیئے' عامل نے مدینۃ السلام میں منصور کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی' منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر اس کی مذمت کی اور لکھا تمہارے لیے مناسب یہ تھا کہ اگر کوئی شاعر ایک سال کامل تمہارے دروازے پر پڑا رہتا اس وقت تم اسے صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں۔

مؤمل شاعر کی تلاش:

ابوقدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی کے معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دوں' میں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ ملا' میں نے لکھ دیا کہ وہ مدینۃ السلام گیا ہے' منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جو شخص پل پر سے گزرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح مؤمل

کو پکڑ لاؤ' اس فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے موئل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میں مویل بن امیال امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی' موئل کہتا ہے کہ یہ سن کر ابوجعفر کے ڈر سے میرا دل پھٹا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا۔

موئل شاعر کے انعام کی ضبطی:

ربیع نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا کہ وہ شاعر پکڑا ہوا حاضر بارگاہ ہے کہا میرے پاس لاؤ ربیع نے مجھے پیش کیا میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے فرمایا تو موئل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی! فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل ناتجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکا دے دیا میں نے عرض کیا۔ اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف' کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکا دیا وہ اس دھوکہ میں آ گیا' اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو اشعار تم نے اس کی مدح میں کہے ہیں ذرا سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے مساوی نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے کہا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتروایا چار ہزار مجھے تول دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

موئل شاعر کی درخواست کی منظوری:

اس کے بعد جب مہدی سر برآرائے خلافت ہوا اس نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا' یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی چادر عرضیوں سے پر ہو جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کی جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا' ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ اس درخواست کی وجہ میں جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں۔ یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کی مہدی کو پند و نصائح:

منصور کا مولی واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھا اس نے آ کر امیر المومنین کو سلام کیا' اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابوجعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے مسرت کے ساتھ برابر دیکھتے رہے۔ جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی' اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی' مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کیے بغیر اپنے راستے ہو لیا۔ ابوجعفر نے حکم دیا کہ ابوعبداللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ ہم اسے لے آئے' منصور نے کہا کہو تمہاری یہ بے پروائی کیا عطایائے الٰہی کی تحقیر یا عیش و آرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض و غایت سے جہل کی بنا پر سرزد ہوئی' معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع و ضرر سے ناواقف ہو جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجا لاؤ گے اللہ اس میں اور زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لیے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچا لے گا' مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے' اور ہم آپ کے ان ارشاد سے

بہرہ مند ہوتے رہیں' میں خدا کی عطایا اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمت سے مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں' یہ کہہ کر مہدی چلا گیا۔

ابوجعفر منصور اور وضین بن عطا:

وضین بن عطا کہتا ہے چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے سے میری ابوجعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھا کہ تمہاری جائداد کتنی ہے میں نے کہا جو کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں ایک عورت ہے اور ایک ان کا خادم' کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں' یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ مجھ سے دہرائی جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے' مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم تو عربوں میں سب سے زیادہ دولتمند ہوا ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرخے چلتے ہوں۔

بشر نجومی کو انعام:

بشر نجومی کہتا ہے ایک دن مغرب کے وقت ابوجعفر نے مجھے بلایا' اور ایک کام کے لیے بھیجا۔ جب میں واپس آیا انھوں نے اپنے مصلیٰ کا ایک کونا اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ایک غلام کی رقم کی ضبطی:

ابومقاتل الخراسانی کہتا ہے میرے ایک غلام کے متعلق ابوجعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں' ابوجعفر نے وہ اس سے لے لیے اور کہا کہ یہ میرا روپیہ ہے۔ اس غلام نے کہا یہ روپیہ آپ کا کیسے ہوسکتا ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر تو نے عیینہ بن موسیٰ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ روپیہ تجھ کو ورثہ میں ملا ہے اور یہ روپیہ اس لونڈی کو اس وقت ملا جب کہ عیینہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میرے روپیہ کو غبن کیا تو یہ روپیہ حقیقت میں وہی روپیہ ہے۔

والی باروسا سے ایک درہم کی طلبی:

ابوجعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مال گزاری کا تحصیل دار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس روپیہ میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مثقال ہے' جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس جب جاؤں تو خچر کرایہ کرکے اپنے گھر جاسکوں اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں ہے۔ کہنے لگے میں تجھ کو صادق القول سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم ہمیں دو منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے نمدے کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ میری اور تمہاری مثال مجیرام عامر کی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مجیرام عامر کون تھا۔ منصور نے اسے بجو اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنایا۔ کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے۔ ابوجعفر نے اسے سخت

ست بھی کہا۔

قثم کے نام کی تشریح:

ہشام بن محمد کہتا ہے ایک مرتبہ قثم بن العباس کسی ضرورت سے ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایک طرف رکھو پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام قثم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہنے لگے قثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا جاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا:

و للكبراء اكل كيف شاؤا   و للصغرا اكل و اقتثام

ترجمہ: ''سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کم سن کھاتے ہیں اور گراتے ہیں''۔

محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے:

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا! نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اسے زیادہ دیئے اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو' ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے رفاہ عام کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے:

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ و امن' دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا باوجودیکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا میسر ہو سکے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں گے مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نصیب نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا۔ اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ نہ رہا تھا۔

اعشیٰ کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں:

يقوم على الرغم من قومه   فيعفوا ذا شاء او ينتقم

اخو الحرب لا ضرعٌ و اهنٌ   و لم ينتعل بنعال الخذم

ترجمہ: ''وہ اپنی قوم کے منشاء کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے' کمزور و بزدل نہیں ہے اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں''۔

منصور اور ازہر السمان:

ایک دفعہ ابوجعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا۔ پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا

چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں۔ میرا مکان شکستہ ہو گیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابوجعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا از ہراب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس نہ آنا' اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اسی قسم کی ضروریات کے لیے آئے ہو گے جن کے لیے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انھوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوا دیئے اور کہا از ہراب تم کبھی نہ کسی غرض کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لیے آنا' اس نے کہا بہت بہتر ہے' کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا۔ پوچھا اب کیوں آئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انھوں نے بغیر کچھ دیئے اسے جانے کی اجازت دے دی۔

ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط:

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابوجعفر اس کے مقابل جمے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے متجاوز ہو گیا ہے اللہ نے جو وعید تجھ سے کی ہے وہ اس کو سچ کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں بندھائی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھ کو معلوم ہو جائے گا' میری اور تیری مثال اس قصہ کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلہ پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا جوڑ نہیں' اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہو گی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی گزند پہنچا تو اس میں میرے لیے رسوائی ہے' سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہے دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف:

ایک مرتبہ کسی نے ابوجعفر سے ہشام بن عبدالملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا' ابوجعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہوتا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اچھا بتاؤ فلاں سنہ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے۔ انھوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انہوں نے ایسا انتظام کیا تھا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آ گیا' کہا اٹھ جا اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بڈھا یہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی۔ اس نے کہا کہ جب میرا ان کا

مواجہہ ہوا انھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے در پر سوال کی ضرورت ... تو اس احسان کی وجہ سے کیا مجھ پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کا ذکر خیر کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں ... منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جس کے تم بیٹے ہو۔ اور وہ بہت عمدہ رات تھی جس میں تم پیدا ہوئے میں شہادت دیتا ہوں کہ تم شریف و کریم ماں باپ کے بیٹے ہو اس کے بعد انہوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کے صلہ کا حکم دیا' اس نے کہا امیر المومنین اگر چہ مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں ہے مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے میں اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اس لیے کہ میں اس کا ذکر کروں' صلہ لے کر وہ بڑھا چلا گیا اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام ... نا چاہیے افسوس ہے کہ ہماری فرودگاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

اہل کوفہ کو منصور کا انتباہ:

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اور اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں بھی کرتے تھے جس سے حکومت پر طعن ہوتا تھا۔ صاحب برید نے اپنے خط میں اس کی شکایت لکھ بھیجی' منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہہ دو' کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جا جمع پائے جائیں گے تو میں ان کے سر اور داڑھیاں منڈوا دوں گا۔ اور ان کی پیٹھ پر درے لگواؤں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آ کر سنا دیا ابن عیاش نے اس سے کہا اے عیسیٰ بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیام ہمیں پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کر دو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ داڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں۔ (ابن عیاش کی داڑھی میں بال ہی نہ تھے) ربیع نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہہ دی' سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے۔

منصور کا اصبغ سے حسن سلوک:

نصر بن حرب کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے۔ کسی علاقہ سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا' میں نے اسے ابوجعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا اصبغ! اس نے کہا جی امیر المومنین' کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت و سلطنت کی بربادی کے لیے جدوجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا دیکھو یہ اصبغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمارہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانچ سو درہم تھے۔ اصبغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے لو یہ خالص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اصبغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھاتے تھے۔

اصبغ کی بغاوت وقتل:

نصر کہتا ہے اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے حسب سابق اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا جب وہ ان کے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا ''اصبغ'' اس نے کہا جی امیر المومنین' کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے حماقت ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کرا دیا۔

منصور کی ایک اموی سے جواب طلبی:

ابوجعفر زعفرانی خضاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے داڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسو بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔ بنی امیہ کا ایک سربرآوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دے دو اور پھر تم کو امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجیے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی؟ اس نے کہا ''خبروں کا انتشار'' پوچھا کس مال کو انھوں نے زیادہ سودمند پایا؟ اس نے کہا ''جواہرات کو'' پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی؟ اس نے کہا ہمارے موالی۔ یہ سن کر پہلے منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کرے مگر اس میں اسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔

ابوجعفر منصور کی سادہ زندگی:

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یہ جاڑے کا زمانہ تھا اور اس روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا تاکہ مزاج پرسی کروں اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں ایک چھوٹے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی اس کے عرض میں ایک در تھا اور اس کا برآمدہ ساگوان کے ایک ستون پر قائم تھا۔ در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں اندر گیا دیکھا کہ وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف و توشک کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگے جی ہاں بس یہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

بیت مال المظالم:

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البطین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا دجلہ کے کنارے واقع تھا قید کر دیتے پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو قطعی برطرف کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعہ سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے۔ جن کا نام میں نے رقم مظالم رکھا

ہے اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائیں گے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن عبید اللہ کی معزولی و بحالی کا واقعہ:

منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث کو بلقا کا والی مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس ہو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے' یہ شخص ڈاک کے ذریعہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا گیا۔ دو ہزار دینار اس کے پاس سے دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس سامان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ اس سامان میں سو سنجرو کا ایک مصلیٰ' ایک خیمہ' ایک گدا' دو تکیے' ایک طشت' ایک لوٹا اور پیتل کی ایک سیلا پچی تھی' یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تو لے لیے۔ مگر اس سامان کو نکالتے ہوئے اسے شرم آئی' کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید کو جس کا لقب ابراتھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔

صباح بن خاقان کی روایت:

صباح بن خاقان کہتا ہے جب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا یہ ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے رکھا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف کر دیا ابوجعفر نے بہت ہی خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ اس کی ناک پچی کر دو۔ میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اس کی ناک اس طرح پچک گئی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کیے جاتے تو ویسی ناک نہ ملتی۔ اس کے بعد دوسرے پہرہ داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینک دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور اشعب شاعر:

اصمعی کہتا ہے مشہور گویا اشعب ابوجعفر کے عہد میں بغداد آیا۔ بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوان نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا اس نے اپنا گانا ان کو سنایا اس کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بار نہ معلوم ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں:

لمن طلل بذات الجیش امسی دارسا خلقا علون بظاهر البیداء فالمحزون قد قلقا

ترجمہ: ''بتاؤ کہ ذات الجیش میں یہ کس کے شکستہ مٹنے والے کھنڈرات ہیں۔ وہ تو صحرا میں چلی گئیں اور عاشق محزون و مجبور ہاتھ ملتا رہا''۔

اشعب نے کہا کہ جہاں تک اس کے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے

اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے۔ انشاء اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنے ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

خس کا رواج:

اکاسرہ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرے کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹٹیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھ دیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنھوں نے موسم گرما میں خس کا استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرے کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوایوب الخوزی نے ان کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اس کی خنکی منصور کو بہت خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان کپڑوں کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کریں گے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے خس لیا گیا۔ یہ ان کے قبہ پر جما دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفاء نے خس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

ابلق راوندی:

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ ''راوندی جماعت میں ایک مبروص شخص تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ غلو رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں تھی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں آئی ان کے بعد دوسرے ائمہ میں ایک دور سے دوسرے میں منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں در آئی۔ یہ سب ائمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا' شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہم بستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔

ابوجعفر منصور اور راوندیہ فرقہ:

پھر انھوں نے ابوجعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر وہاں سے اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی' یہ ابوجعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے ''تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے'' قصر کی سمت آئے خود ابوجعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے' اور کہتے جاتے تھے' تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے۔ ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا وہ اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

عبداللہ بن علی کا ایک اموی کو قتل کا حکم:

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کوٹھے پر برآمد ہوا اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولیٰ تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین وجمیل اور وجیہ تھا۔

اس کی چال میں حاکمانہ شان تھی۔ نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولیٰ سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں اموی ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو طیش آ گیا فرط غضب میں حیرت سے دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اور اس نے کہا خوب اب تک ہماری راہ میں ایک نوک دار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولیٰ سے اس کا نام لے کر کہا کہ تو ابھی اتر کر جا اور اس کا سر لے کر آ۔

شامی وفد کی ابو جعفر منصور سے معذرت:

جب ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبدالرحمٰن بھی تھا' ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بنا تا رہے۔ ہم کسی فخر و مباہات کے لیے حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم اظہار توبہ کے لیے آئے ہیں۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحرکات اور بے عقل ہو گئے' جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہوگا۔ جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا ہے تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھ دیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

آل عیسیٰ بن نہیک سے منصور کا حسن سلوک:

عیسیٰ بن نہیک کا مولیٰ زید کہتا ہے۔ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا ''زید'' میں نے کہا جی امیر المومنین۔ پوچھا ''ابو زید نے کتنا روپیہ چھوڑا میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب' پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا وہ بی بی نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ اسے سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اس کی بی بی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا کہ مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا' تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو نہ اس کا نہ اس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور حکم دیا گیا کہ میں عیسیٰ کی ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دے دوں اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ روپیہ جس کا ہم نے حکم دیا تھا لے لیا' میں نے عرض کیا جی امیر المومنین کہا کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو بر اپنے ساتھ لے کر حاضر رہو۔ میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن عکی کے بیٹوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو میں لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے ان سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان کے ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانہ سے لے کر ان کو دے دیں' مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کے روپیہ سے ان کے لیے جائداد خرید دوں تا کہ اس سے ان کی گزر اوقات ہو سکے۔ میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات:

ہیثم کہتا ہے کہ ایک دن میں منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے اہل بیت میں تقسیم کیے اور صرف اپنے ایک چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے پہلے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو بھی دی ہو۔

منصور نے اپنے چچا سلیمان' عیسیٰ' صالح اور اسمٰعیل علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی یہ بات سرکاری دیوان میں ثبت ہوتی چلی گئی۔

ایک حزمی جوان کی منصور سے شکایت:

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے ان کے لیے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا کہ تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے ان میں عمرو بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوص نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائداد سے محروم ہیں۔ ابوجعفر نے اس سے کہا کہ وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے:

لا تـاويـن لـحـزمـي رائيت بـه فـقـرا و ان الـقـي الـحـزمـي فـي الـنـار

الـنـاخسين بـمروان بذي خشب والـداخـليـن عـلـي عثمان في الدار

ترجمہ: ''کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینا چاہیے وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔ انھوں نے ذی خشب کی لڑائی میں مروان کو بہت ایذا پہنچائی تھی اور یہی عثمان رضی اللہ عنہ پر ان کے مکان میں چڑھ آئے تھے''۔

آل حزم کی املاک کی واپسی:

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احوص نے ولید بن عبدالملک کی شان میں کہا تھا جب احوص نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلایا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کر لیں۔ اور یہ واقعہ سن کر ابوجعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کر دیئے گئے۔ اسی طرح یقینی طور پر تم کو اب انہیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابوایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لا کر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس استدعائے حاجت کے لیے آیا ہے۔ پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھ دیا جائے کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کر دی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کر کے آل حزم قانون وراثت اسلامی کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کر دیا جائے۔ جو ان میں مر گیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کر کے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکا۔

ابوجعفر منصور اور رعایا:

ایک مرتبہ عرصہ تک منصور نہ برآمد ہوئے اور نہ سواری کے لیے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ وہ علیل ہیں وہ کثیر تعداد میں آستانہ خلافت پر مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جا کر کہا' اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ علیل ہیں تھوڑی دیر سر نیچا کیے سوچتے رہے پھر کہا ربیع عوام کو اب

ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے خصومات کے تصفیے کے لیے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات ہر وقت بلاخطر سفر کر سکتے ہیں اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا ہے کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب کیا باقی ہے اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے اعلان کے لیے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

ابوجعفر کی محمد بن ابی العباس سے مخاصمت:

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ابوجعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئی زندیق رند مشرب اوباش کر دیئے ان میں حماد عجر دبھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجرہ میں رہا کرتے تھے' محمد نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا۔ یہ مربد آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دیکھتی نظر آ جائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس باب میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے:

یا ساکن المربد قد هجت لی   شوقا فما انفك بالمربد

ترجمہ: ''اے مربد کی رہنے والی! تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کر دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا''۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصیب کو اس کے بارہا آنے کی وجہ سے خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر دراصل یہ دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں باک نہ تھا۔

محمد بن ابی العباس کا خاتمہ:

منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعہ اس سے کہلا کہ بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دؤ اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور میں اپنا کام کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے حرارت ہوگئی۔ خصیب نے کہا تم اس کے لیے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنا لاؤ' خصیب اس میں زہر ملا کر لے آیا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جاں بحق ہو گیا۔ اس کی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصیب نے میرے بیٹے کو زہر دے کر قتل کیا ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصیب حاضر بارگاہ ہوا منصور نے تیس درے اس کے لگوا دیئے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ روز قید بھی رکھا پھر تین سو درہم انعام دے کر رہا کر دیا۔

ابوجعفر منصور کا ام موسیٰ الحمیر یہ سے معاہدہ:

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیر یہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرے گا اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہوگا اس کے لیے انھوں نے باقاعدہ عہد نامہ لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے تھے اپنی

خلافت کے عہد میں انہوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد کر سکیں۔ اس کے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی سے اسے بھیج دیتی۔ ابوجعفر وہ معاہدہ فتویٰ کے لیے پیش کرتے مگر اس معاہدے کی موجودگی میں اور اس کی تحریر کو دیکھ کر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابوجعفر کو برسر حکومت آئے دس سال گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی خبر مرگ ملی' اسی روز ایک نوجوان باکرہ عورت ہدیتہً ان کو پیش کی گئی۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

بختیشوع کو شراب دینے کی مخالفت:

علی بن جعفر بیان کرتا ہے۔ بختیشوع الاکبر سوس منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے ان کے قصر میں آ کر باریاب ہوا منصور نے اس کے لیے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھایا گیا' اس نے کہا ''شراب'' کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشاء کا کھانا سامنے رکھا گیا' اس نے پھر شراب مانگی' اس مرتبہ بھی کہہ دیا گیا' کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور اس پر دجلہ کا پانی پی لیا۔ دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شے شراب کا بدل نہیں ہوسکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

سرکاری باغات کے پھلوں کی فروختگی کا حکم:

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا ثمرہ بیچ دو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آ سکیں اور وہ ہم پر غالب نہ آ ئیں۔ مفلس وقلاش ہم سے جیت جائے گا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے بھی کیا فائدہ ہوگا۔ ہمارا سارا روپیہ ڈوب جائے گا۔ اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ نہ فروخت کر دیا جائے۔

ابوجعفر منصور کا مقولہ:

ابوجعفر کا مقولہ تھا کہ جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔

فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کہ کہتے سنا کہ عرب کہا کرتے تھے سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔

ابوجعفر منصور کی دولت کے متعلق رائے:

ہیثم القاری بصری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا آخر تک تلاوت کی۔ منصور اسے سن کر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ بارالٰہ' تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ ہیثم نے ان کے سامنے یہ آیۃ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ تلاوت کی سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لیے حصن اور دین و دنیا کے لیے بمنزلہ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور

بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے کی وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لیے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ابوجعفر منصور کی ایک عالم سے ملاقات:

ایک مرتبہ ایک اہل علم ملاقات کے لیے آنے پہلے تو وہ کچھ جچے نہیں اور ابوجعفر نے ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے سوال کیے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کیونکر حاصل ہوا انہوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بے شک آپ کے تبحر علمی کی یہی وجہ ہے۔

ابوجعفر منصور کے اقوال:

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے۔ جو شخص بغیر سوچے کوئی کام کرے گا یا بغیر اندازہ کوئی بات کہے گا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔

یہ بھی کہا کرتے تھے۔ افشائے راز' حریم سے ساز باز اور حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہٰذا جسے اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن اور منصور:

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے۔ کہنے لگے حرامزادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

ابوجعفر منصور کے خطبات:

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اثنائے تقریر میں کہا ''اے اللہ کے بندو! ایک دوسرے پر ظلم مت کرو' کیونکہ ظلم ہی کی مکافات...... کے لیے روز قیامت آئے گا۔ اگر کوئی خطا وار اور ظالم نہ ہوتا تو میں تمہارے بازاروں میں تم میں ملا جلا چلا پھرتا' نیز اگر مجھے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بار گراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے۔ حلیم اپنی ناراضگی کا اظہار کنایۃً کرتا ہے اور سفلہ صاف صاف کہہ دیتا ہے۔ ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا۔ جس شخص نے احسان کے عوض میں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دے دیا۔ جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر گزار ہوں گے اور دوست رہیں گے اس لیے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزت و شرافت قائم رکھی اس کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہیے کہ اسے رد کر

کے اپنی آبروریزی نہ ہونے دو۔

اسحٰق بن عیسیٰ کہتا تھا۔ تمام بنوعباس میں صرف ابوجعفر داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد میں' دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں یہ تقریر کی۔ صاحبو! میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں۔ اللہ کی توفیق ورہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اللہ کے اموال کا خزینہ دار ہوں اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اس کی اجازت سے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بند کردیتا ہے۔ صاحبو! اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے تم کو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

''آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کردی اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کیا''۔

اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق وصداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایت پر فائز ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو وا کردے کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا' تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں' کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں' وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں' اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذاکر ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاددہانی کی میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش ومتکبر بن جاؤں اور معصیت کے فریب میں آجاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہوگیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا' مگر اے ٹوکنے والے بخدا! اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہوجائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران کھڑے ہوکر یہ بات کہہ دی۔ اس پر عتاب ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا' میں تجھے معاف کرچکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لیے یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کرکے تیری ماں کو تیرا سوگوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل وتشریح کرائی ہے جو معاملہ ہوا سے ان کے حوالے کردو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی تم کو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لائیں گے اور لے جائیں گے۔ یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا ہے دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے

بندے اور رسول ہیں۔

ابن ابی الجوزا کہتا ہے۔ایک مرتبہ ابوجعفر بغداد کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے ان کے قریب جا کر یہ آیت یَـا اَیُّهَـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہوں جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔کہنے لگے تو کون ہے۔تیرا مطلب یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔دور ہو اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے۔میں ان کے پاس بچ کر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی مسجد جامع میں منصور خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر اِتَّـقُـوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے) پہنچے تو ایک شخص نے ان کی طرف بڑھ کر کہا اے اللہ کے بندے! تم بھی اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ابوجعفر نے خطبہ روک دیا۔کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندے بتاؤ کہ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سن کر کٹ گی کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابوجعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو تم پھر برداشت نہ کر سکو آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹواؤں گا اور مدت تک کے لیے قید کر دوں گا۔ربیع اس شخص کو اپنے پاس روک لو۔ ابراہیم بن عیسیٰ اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ ربیع کا نام سن کر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔کیونکہ ان کا دستور تھا۔کہ جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تھے تو مسیّب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد اب انھوں نے اس مقام سے جہاں سے خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔یہ بات لوگوں کو بہت مستحسن معلوم ہوئی نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لے چلے۔عیسیٰ بن موسیٰ حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔آہٹ پا کر پوچھا۔ابوموسیٰ! اس نے کہا جی امیر المومنین۔کہا کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس شخص کو کوئی سزا دوں گا۔اس نے کہا بخدا! میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے بڑھ کر ہے اور ان کی نظر اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملہ میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔جب قصر میں آ کر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبدبہ والے شخص تک میری رسائی کا اور کوئی ذریعہ بجز اس کے نہیں ہے کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور نیکیوں میں مصروف رکھتا تو وہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزے رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لیے زحمت سفر گوارا کرو۔ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔جاؤ اب نہ آنا۔

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کے لیے گئے مکے میں خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہ گیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴾

''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں''۔

یہ قطعی فیصلہ ہے۔سچی بات ہے۔تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ہے۔ظالموں کی وہ

جماعت ہلاک ہوگئی جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری مال گزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا ایک مجموعہ سمجھا تھا جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا۔ خاندان رسول اللہ ﷺ پر مظالم کیے۔ انھوں نے سرکشی کی ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ وہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے در پے ابوجعفر کو پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تفرقت الظبأ علی خداش فما یدری خداشٌ ما یصید

ترجمہ: ''اس کثرت سے ہرنیاں خداش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس کا شکار کرے''۔

اس کے بعد ہی انہوں نے تمام سپہ سالاران فوج' موالی' مصاحبین اور اپنے اہل بیت کو طلب کیا حماد الترکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زہیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر لے پھر چند روز میں خود بھی ایک دن سواری میں نکلے اور منبر پر تقریر کے لیے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شبیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المومنین اس قدر خاموش ہیں حالانکہ بخدا! وہ تو دشوار مباحث پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے ہیں آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انہوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر کی۔ اس میں یہ شعر پڑھے:

مالی اکفکف عن سعد و یشمتنی ولو شتمت بنی سعد لقد سکنوا

جھلا علی و جبنا عن عدوھم لبئست الخلتان الجھل و الجبن

ترجمہ: ''کس قدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل ساکت ہو جائیں اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بزدل نکلے۔ اور یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں''۔

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا:

فالقیت عن راسی القناع ولم اکن لا کشفہ الا لاحدی العظائم

ترجمہ: ''اب میں نے اپنے سر سے رومال کھول دیا اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے اسی وقت میں اپنا سر کھولتا ہوں''۔

جب وہ خود اس حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قائم کر دیا انھوں نے ہماری اس اہم خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور الٹے پھیلنے لگے اور ہمارے ساتھ ترش روئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈال دیا۔ کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت وتوہین کو گوارا کرلوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کروں گا جو میری توہین کرے اگر وہ حق کو قبول نہیں کریں گے تو اس کا تمام خمیازہ ان کو اٹھانا پڑے گا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کروں گا۔ نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا

ہے۔ غلام گھوڑا لایا اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

ابوجعفر منصور کا اہل خراسان سے خطاب:

محمد بن علی کا مولیٰ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتا ہے کہ جب منصور نے عبداللہ بن الحسن' اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے اعزا کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا اے اہل خراسان تم ہمارے متبع اور انصار رہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم نے کسی دوسرے کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تم کو میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد بخدا اس حکومت کے معاملہ میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انہیں کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی حصہ نہیں لینا چاہا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے دو شخصوں نے ان کے مخالف فیصلہ کر دیا اس کی وجہ سے امت اسلام نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگ ان کے مخالف ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ مددگار دوست راز دار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے مگر بخدا! وہ اس کے مرد نہ تھے جب ان کو روپیہ پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تم کو اپنا ولی عہد بناتا ہوں وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفیٰ دے دیا اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں سے تمتع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دے دیتے۔ اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی۔ بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے ان کو دھوکا دیا (کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا! بڑے جھگڑالو' منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے' انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے۔ ان کے بعد زید بن علی اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدے کیے جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انھوں نے ان کو علانیہ خروج کے لیے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھ رہے ان کے خروج سے پہلے محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دے کر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں سولی دی جائے گی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مصلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتا دی تھی مگر انھوں نے کسی کی بات نہ مانی خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ الٹا انہیں کی گردنوں پر ہمارے اعزا کا خون خروج کی وجہ سے تھا۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلاوطن کر دیا ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شبراۃ' آخر کار اللہ نے تم کو اے اہل خراسان ہماری مدد کے لیے بھیج دیا اور تمہارے ذریعہ اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیا کیا۔ تمہارے ذریعہ اس نے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارا کیا اور جو میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو ملنی چاہیے تھی وہ بھی دلوا دی۔ اب حق حقدار کو مل گیا حق کا منارہ سر بفلک ہوا۔ اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا۔ ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔ تمام تعریفیں اس ذات واحد کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلہ کی بنا پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہوگئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلاوجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی ﷺ کی میراث ہمیں دے کر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر یورش کر دی:

جھلاً علی جبنا عن عدوھم لبئست الخلتان الجھل و الجبن

اے اہل خراسان بخدا! میں نے اس معاملہ میں بلا سوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی ہے کہ مجھے ان کے متعلق صرف یہ شکایت پہنچی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوئی کوتاہی کی ہے یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر روپیہ ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا' چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان' بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لیے ان کا قتل اور غارت حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انھوں نے میری بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر میرے خلاف خروج کے لیے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدارک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کیے ہوئے اس معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔

یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترے' اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ آیت:

﴿ وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴾

''اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیان اور اس شئے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ان جیسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبہ میں ڈالنے والے گمان میں (مبتلا) تھے''۔ تلاوت کی۔

ابومسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور کی تقریر:

ابومسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینانی کی طرف نہ جاؤ اپنے ائمہ کی برائی اپنے قلوب میں پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل یا قول سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے' نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لیے اس بدی کو اپنے امام پر ظاہر کر دیتا ہے' علاوہ بریں ہم نے تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی' بخدا! جو اس قمیص کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کرے گا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لوں گا ابومسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر جو ہماری نقض بیعت کرے گا اس کا خون مباح ہو جائے گا۔ خود اس نے ہمارے لیے دوسروں سے بیعت لی تھی۔ اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو وہ ہمارے لیے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ دنیا میں سیادت سخی کرتے ہیں اور آخرت میں انبیاء۔

کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی ناراضگی:

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں یہ رندہ کا قدیم باشندہ تھا) حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک

دیا جائے۔ یہ اپنی برأت بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے' جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے اس سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر گرا کر پندرہ درے لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کر دی گئی۔ پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتان کا پاجامہ مت پہنو' یہ اسراف ہے۔

ابوجعفر منصور کا آلِ ابی طالب کے نام خط:

جب ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبداللہ کو باخمری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا ابوجعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورہ سے ہوا ہے۔ تم لوگ حکومت کے طلب گار رہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میں تمام تعلقات تم سے قطع کر لوں گا اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم نے پہلے بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے' تم پر بنی امیہ نے جو جو ظلم کیے تھے اس کے انتقام کے لیے تمہارے یک جدی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی۔ خط کے آخر میں انھوں نے سبیع بن ربیعہ بن معاویۃ الیربوعی کے چند شعر حسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی' مامون کے عہد تک یہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔ عاملان پٹہ روزانہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء مایحتاج زندگی لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ بھیجتے تھے' جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا یا جو اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے' صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلم بند کر لیتے اور پھر اثنائے شب میں جو بات پیش آتی اسے علی الصباح لکھ دیتے۔ ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قائم ہوں تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آ جاتیں اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ:

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لیے ولید کا ذکر کیا۔ سن کر کہا ''اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے'' اس وقت ابوبکر الہذلی ابن عیاش المنقوف اور شرقی بن قطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے ابوبکر الہذلی نے فرزوق کی یہ روایت اس وقت

بیان کی اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی۔

ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے کی فرمائش:

ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سناؤ:

لیت اشیاخی ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

و قتلنا الضعف من ساداتهم وعدلنا میل بدر فاعتدل

ترجمہ: ''کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی کجی اس طرح نکال دی کہ وہ درست ہوگئی''۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المومنین ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھ کو گانا پڑے گا ورنہ میں تیرے کلّے چیر دوں گا۔ اس نے مجبوراً سنا دیئے۔ سن کر خوش ہوا تعریف کی اور کہا میں ابن زبعری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ سن کر منصور نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ ور کیا ہے۔

المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان:

ابوبکر الہذلی کہتا ہے ایک مرتبہ والی آرمینیا نے ان کو لکھا کہ فوج نے سرکشی اختیار کی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے۔ منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا ''ہم تجھ کو ذلت ورسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرأت ہی نہ ہوتی''۔

ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک:

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابوجعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے اپنے عامل فلسطین کو لکھا۔ ''تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیج دیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا''۔ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری جدوجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور اسے ابوجعفر کی خدمت میں بھیج دیا ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا تو نے میرے عمال پر یورش کی تھی۔ بخدا میں تیرا قیمہ کر دوں گا۔ اس شخص نے ان کے جواب میں بوجہ کبر سنی کے نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا:

اتروض عرسك بعد ماهرمت و من العناء رياضة الهرم

ترجمہ: ''کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں تزئین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں''۔

اس کی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے:

العبد عبدكم و المال مالكم فهل عذابك عني اليوم منصرف

ترجمہ: ''میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال سب آپ کا ہے پس کیا میں آج آپ کی سزا سے مامون رہوں گا؟''۔

سن کر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دینا۔

المنصور کی عامل کو عدل کی تلقین:

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا ''اگر عدل کو اختیار کرو گے ہمیشہ سلامتی سے رہو گے۔ بہتر ہے کہ اس شاکی کی شکایت رفع کر دو''۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلّہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھ دیا قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

ابوجعفر کے عمال کے نام احکامات:

علاقہ سواد کے ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت لکھی اسی درخواست پر لکھ دیا اگر تم سچے ہو تو ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس عامل کی مشکیں باندھ کر حاضر کرو۔

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں (راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا اگر یہ بات میرے نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تو میں اس مقام کو آگ لگا دوں گا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلّہ کرخ میں انتقال کیا تھا اہل کرخ نے اس کے دفن کرنے میں پس و پیش کیا مہدی نے اس کام کے لیے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کی روایت:

مدائنی کہتا ہے جب منصور، محمد، ابراہیم، عبداللہ بن علی، عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے فتنوں سے فارغ ہوئے، بغداد آ رہے۔ اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشاء طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تبیت من البلوی علی حذمرهف مرارا و یکفی الله ما انت خائف

ترجمہ: ''بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے جس سے تم خائف تھے''۔

عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا:

و رب امور لا تضیرك ضیرة و للقلب من مخشاتهن و جیب

ترجمہ: ''بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب ان کے عواقب بد سے سخت خائف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اس سے تم کو کوئی ضرر ہی نہیں پہنچتا''۔

پسران عبداللہ بن حسن کے متعلق منصور کے اشعار:

ہیثم بن عدی کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات میں چھپے

پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

ان قناتی لنبع لا یوسیها غمز الثقاف ولا دهن ولا نار
متی اجر خائفا تامن مسارحه و ان اخف آمنا تقلق به لدار
سیروا الیی و غضوا بعض اعینکم انی لکل امرئ من جاره جار

ترجمہ: ''میرے نیزے کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجہ کی گرفت نیل کی تری اور آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوف زدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو میں ہر شخص کو جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں''۔

ابوجعفر کے مولیٰ واضح کا بیان:

ابوجعفر کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے کہ مجھے انھوں نے باریک اور نرم کپڑے کے دو قطعات خریدنے کا حکم دیا۔ میں ایک سو بیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں' کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ' کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لے لیے دوسرے دن میں ان کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے ان دونوں کو ان کے مالک کو لے جا کر واپس کر دیا تھا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگے تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیص قطع کرو اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے حسب الحکم اسی طرح کر دیا۔ پندرہ دن تک بغیر بدلے وہ یہ ایک ہی قمیص پہنے رہے۔

ابومنصور کی اپنے خاندان کو ہدایات:

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے' لباس فاخرہ پہننے' خوشبو لگانے اور اللہ کی نعمت کو تشکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے۔ کہ تمہاری داڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی داڑھی کیسی چمک دار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل وصورت اچھی بنائیں اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تا کہ عوام پر ان کا وقار اور رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی اپنے عزیز کو عمدہ لباس پہنے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

ابوجعفر کی عجلان بن سہل کی تعریف:

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن ادہم سے حوثرہ بن سہل کے بھائی عجلان بن سہل کے واقعہ کو پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزرا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احول ہمارے پاس سے گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام' عجلان کہنے لگا تم امیرالمومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا! ایسے شخص کے ساتھ موت وزندگی نافع ہے۔

ابوجعفر اور ایک غلام عرب:

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور اس میں کوئی برائی نہ تھی۔ ایک

دن انھوں نے اس سے اس کی قومیت پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون؟ اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ لے گئے انھوں نے مجھے خصی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا۔ پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمت گزاری کے لیے مقرر رہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

فضیل بن عمران کے قتل کا حکم:

منصور نے کوفہ کے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا کامدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابوعبیداللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبیداللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارۃً یہ بات کہہ دی کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولیٰ ریان اور ہارون بن غزوان عثمان بن نہیک کے مولیٰ کو فضل کے پاس بھیجا وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فضیل کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھ کر ان کو دے دیا۔ مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کو ہدایت کر دی کہ تاوقتیکہ تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا۔

فضیل بن عمران کا قتل:

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل باہر نکل کر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعارض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی' پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاک باز اور عفیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں قطعی بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت عجلت کی اس پر منصور نے ایک دوسرا پیامبر دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالو گے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا مگر یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

موید پر عتاب و معافی:

جعفر کا مولیٰ موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا' بتاؤ امیر المومنین ایک نیک متقی عفیف شخص کے بلا جرم وقصور قتل کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب وعلل سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دے کر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے کہا اچھا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں۔ جعفر نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا بھلا تمہارے باپ سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی' عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے اہل بیت کو صریح ظلم سے قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس

کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئے گی تو شاید فرعون کے خواجہ سرا اس کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سن کر جعفر ہنسنے لگا اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

ابوجعفر منصور اور حفص اموی:

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولیٰ تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بنی امیہ کا مداح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے فعل کو کبھی برا نہ سمجھا' یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہم کلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا مولیٰ ہوں انھوں نے کہا تمہارا سا کوئی مولیٰ میرا نہیں ہے۔ جسے میں پہچانتا نہ ہوں اس نے کہا میں آپ کا مولیٰ اور خادم ہوں۔ میں عبد مناف کا مولیٰ ہوں۔ یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولیٰ ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

منصور کی اولاد وازواج:

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے اور جعفر الاکبر ان دونوں کی ماں اردی بنت منصور' یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان' عیسیٰ اور یعقوب' ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔

جعفر الاصغر' اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنا لیا تھا' اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین: اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفراشہ کے نام سے مشہور تھی۔

قاسم: یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آج تک ''ام القاسم کے باغ'' کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ: اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحٰق بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباس ؓ کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی خود اسحٰق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند! میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین' سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انھوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

منصور کی وصایا

منصور کا قصر عبودیہ میں قیام:

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبودیہ میں آ کر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے' اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح و شام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی صیانت و حفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

محمد المہدی کی طلبی:

جب وہ دن آیا جس میں ان کا وقت کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیے مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں البتہ اب میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند ہو گے ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوا نہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے' ہمیشہ اس کی کنجی اپنی قمیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف حماد الترکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر گا ہوتا تو پھر سلمہ خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت:

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آئیں گے وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آ جائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کر دو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

ابو منصور کا خزانہ:

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہرگز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ' انتظام مملکت کے اخراجات' اہل و عیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت و صیانت کے لیے بالکل کافی ہو گا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا۔ جب تک خزانہ معمور رہے گا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کاربند نہ ہو گے۔

اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین:

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا۔ ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا' ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ دربار میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو امیر بنانا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری وشہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

موالیوں کے متعلق ہدایت:

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا۔ ان میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں۔ یہی وہ ہیں جنھوں نے تمہاری حکومت کے قیام کے لیے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا' ان کی خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مرجائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔

مدینہ شرقیہ کی تعمیر کی ممانعت:

مدینہ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس یک تعمیر پوری نہ کرسکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔

قرض کی ادائیگی کی ہدایت:

وصایا کے متعلق مذکورۂ بالا بیان ہیثم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہرحال ایک دن ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سربمہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو' مہدی نے کہا بسر وچشم میں اس کے لیے حاضر ہوں' کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے اسے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ رقم دی جائے۔ یہ تم اپنے ذمہ لے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہو گے اس کی قدر و قیمت اس روپیہ سے کہیں زیادہ مہدی نے کہا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

املاک کے متعلق وصیت:

پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے **اسے میں نے** اپنے روپیہ سے بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے **کہا میں ایسا ہی** کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی **خدمت** میں لے لینا۔ برطرف نہ کر دینا۔ کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی' مگر ان کو اس وقت برسر کار رہنے

کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی' مہدی نے اس کے لیے بھی **اقرار کیا۔ کہنے** لگے البتہ میری ذاتی جائداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی **کا باعث ہوگی۔** مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دے دینا اور جائداد میں البتہ تم ان **کے** برابر کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمہارے لیے مبارک وسرفراز کرے اور ہمیشہ تمہارا کارساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہوئے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ لیے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذی قعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے۔

ریطہ بنت ابی العباس کو ہدایات:

جمرۃ العطارہ' جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ اقرار واثق لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی **خبر معلوم ہو۔** میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں' وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی **رے سے مدینۃ السلام آیا تو** ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ دے گئے ہیں اور تاکید کر دی ہے کہ جب تک **تمہیں** میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تک تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب خلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ہمراہ تھی متعدد ستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے' جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوا دیا۔

منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی:

اسحق عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا' اے ابوعبداللہ! میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہوگی اس خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے۔

ابوجعفر کی مہدی کو وصیت:

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں **کے حکومت کی باگ تمہارے** ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر **دے گا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ** میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند! مسلمانوں **کے ساتھ سلوک کرنے** میں محمد ﷺ کا خیال رکھنا۔ اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلاوجہ قتل کرنے سے **اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے** نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل

عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔ ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ حدود شرعیہ کو قائم کرنا مگر اس میں حد سے متجاوز نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین مبین کی اصلاح اور بندوں کو معاصی سے روکنے کے لیے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر مناسب سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دے دیتا۔ البتہ یہ تم کو معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا ہے چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ﴾ (پوری آیہ)

''بے شک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنا چاہتے (یہ ہے)''۔

اے میرے فرزند! حکومت اللہ کی مضبوط رسی' مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الٰہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی رکھنا اسے مضبوط کرنا اس کی مدافعت کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دینا ان کے دست و پا قطع کرا دینا' اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دیئے ہیں ان سے سر مو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے' سرکاری مال گزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لیے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا۔ اس کے ہوتے ہوئے اس کی تم کو حاجت ہی نہ پڑے گی۔ برسر حکومت آتے ہی اپنی فرماں روائی کی ابتداء عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا' سرکاری روپیہ میں نہ اسراف کرنا اور نہ اسے اپنوں پر خرچ کرنا' سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج و اسلحہ تیار رکھنا۔ اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا' راستوں کو مامون رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت ہی خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا۔ مدد معاش میں اضافہ کرنا' عوام کو جمعیت خاطر عطا کرنا' رفاہ عام کے لیے انتظام کرنا۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا' سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آ جاتے ہیں بلکہ زمانے کی عادت مستمرہ ہی یہ ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی' جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا۔ کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھا رکھو۔ کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائے گا اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا۔ جو امور تصفیہ طلب پیش آئیں انھیں ان کے حسب ترتیب وقوع اسی وقت انجام دینا اس میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ درماندہ اور سست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان' شب بیدار رہنا۔ جو لوگ تمہارے دروازے پر شب باش ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا' اپنے دربار میں آنے کے لیے سہولت دینا تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پا سکے جو لوگ اپنا جھگڑا تمہارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا۔ ان تمام نزاعات کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور تصفیہ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا۔ کیونکہ جس روز تمہارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل ہمیشہ بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیرباد کہا۔ اس وقت دونوں کے قلب امنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

وصایا کے متعلق سعید بن حریم کی روایت:

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ اپنے سنہ وفات میں جب منصور حج کے لیے روانہ ہوئے تو مہدی نے ان کی مشایعت کی۔ منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا تھا اسی طرح میں نے اس قدر موالی تمہارے لیے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیے تھے اسی طرح میں نے تمہارے لیے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمہارے متعلق صرف ان دو شخصوں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف شورش برپا کریں گے' عیسیٰ بن موسیٰ نے ایفائے بیعت کے لیے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا! میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشے کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی تم اس تو اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیے اگر تم یہ تمام روپیہ خرچ کر دو اور اپنے یہ تمام موالی کٹوا دو اور یہ شہر بھی منہدم کر دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ابو جعفر کی قیام گاہ پر اشعار:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخر منزل میں فروکش ہوئے تو ان کی نظر مکان کے صدر پر پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتك وانقضت سنوك و امر الله لا بد واقع

ابا جعفر هل كاهن اومنجم لك اليوم من حر المنية مانع

ترجمہ: ''اے ابو جعفر تمہاری موت قریب آ گئی ہے اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہے گا کیا اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے''۔

میر عمارت کی طلبی:

یہ پڑھ کر انھوں نے منزلوں کے میر عمارت کو طلب کر کے پوچھا کہ آیا میں نے تم کو یہ حکم نہیں دے رکھا ہے کہ میری قیام گاہ میں کسی بدمعاش کو گھسنے نہ دینا۔ پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا! اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے میر حاجب کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا۔ تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے۔

میر حاجب کو کلام پاک کی تلاوت کا حکم:

اس کے بعد انھوں نے میر حاجب سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہو اس نے پڑھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾

''اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں''۔

سن کر غصہ میں حکم دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو چنانچہ اس کے جبڑوں پر تھپڑ رسید کیے گئے۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا' امیر المومنین اس آیت کے ماسوا تمام قرآن میرے حافظہ سے محو کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہاں سے کوچ کیا جائے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نام وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انھوں نے انتقال کیا اور بیر میمون میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کا مولیٰ ایک اہل علم وادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ہاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آ پہنچا۔

عبدالعزیز بن مسلم کا بیان:

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں ان کی اس حالت کو دیکھ کر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھے شعر سنا رہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے میں اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمرو غیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس ﷺ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ سنیچر کا دن تھا اور ۶/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ بن یزید بن شمر الحمیری تھی۔

باب ۱۲

خلیفہ محمدؒ بن عبداللہ مہدی

علی بن محمد النوفلی کا بیان:

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جس سال ابو جعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابو جعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا میں ذات عرق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آ کر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت نحیف و لاغر تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہنچ کر انھوں نے منزل کی اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں روزانہ ان کے قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ واپس آ جاتا۔ دوسرے تمام بنی ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔

ابو جعفر منصور کی شدید علالت:

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول علی الصباح صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حمائل کر لی۔ میں محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کے ساتھ جو بنی ہاشم کے سربرآوردہ بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج وہ بھی گلابی رنگ دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حمائل کر لی تھی۔ بنی ہاشم کے بزرگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر کی حدیث نیز اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔

ابو جعفر منصور کی وفات کی اطلاع:

جب ہم اسطح پہنچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ دار پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑ کر ان کو سلام کر لیا اور پھر اپنی راہ ہو لیے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا' ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنا لیں۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ ایک شخص کمبل پوش جس کی صورت باوجود سپیدۂ سحری نمودار ہونے کے اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے سے آ کر ہمارے دونوں کے گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا! منصور کا انتقال ہو گیا۔ یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے۔ اس شامیانے میں آئے جہاں آ کر روز بیٹھتے تھے وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آ کر کھڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قاسم بن منصور بھی شامیانے کے ایک کونے میں موجود ہے جب سے ہم ذاتِ عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ

دیکھا کہ جب منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم کے ان آگے آگے ان کے اور صاحب شرطہ کے بیچ میں ہو کر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دے دے۔ جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آ گیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑ کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آ گئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی' حسن نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے میں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا' البتہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یا تو آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔

ابوالعنبر حبشی کی آہ وزاری:

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالعنبر حبشی منصور کا خاص خدمت گار سینے اور پشت پر سے اپنی قبا دریدہ کیے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا ''ہائے امیر المومنین'' ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابوجعفر کے خیموں کی طرف چلے چاہتے تھے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روک دیا اور الٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے نہیں گزرا۔ دل ٹھکانے رکھیے اور تشریف رکھیے۔ سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کم سن بچہ تھا وہ اسی طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

ابوجعفر کی وصیت کا اعلان:

اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین رو پڑے' اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ کو ضبط گریہ پر قدرت نہیں ہے مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ جو بہر حال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیے جب سب چپ ہو گئے۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا: امابعد! میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں' آج میرے لیے اس دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے اور جتھا بندی سے محفوظ رکھے تاکہ آپ ایک دوسرے کے گزند سے مامون ومصئون رہیں' میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اس بیعت کو یاد دلایا جو ان سب نے اس کے لیے پہلے سے کی تھی اور انہیں اپنی سلطنت کے قیام اور عہد کی وفا پر ترغیب وتحریض دی تھی' یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

حسن بن زید کی بوقت بیعت تقریر:

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف سے بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیئے تھے

بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو۔ حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا' حضرات امیر المومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی نہ صرف پابجائی کی' بلکہ ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے۔

ابو جعفر منصور کے جنازہ کی روانگی مکہ:

اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھولیا اس کے بعد ربیع محمد بن عون کے پاس آیا اور ان کی کبرسنی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو' اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز میں تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلئے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے۔ اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق' اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آ جاتا' چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ خضاب بھی جاتا رہا تھا۔ ہم اسی طرح انہیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی تجدید بیعت کریں اس تجویز کا بانی اصلی تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بناء پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اس کے پاس آتے اور جاتے رہے۔ آخر کار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لے کر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا' سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون کا بیان:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولی نے منارہ منصور کے دوسرے مولیٰ کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لیے جانے کی خبر پہنچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں متوارث چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابو العباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارۃ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب

دستور بھالا لے کر صالح بن المنصور کے آگے ہوا۔ منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے تفویض تھی۔ قاسم بن نصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرطہ تھا۔ بھالے کو توڑ ڈالا۔

علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہنچی تھی اور یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز نا ملائم فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اسی کی جدو جہد سے یہ شورو غوغا دب گیا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی:

محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا' عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف واکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے۔ اب مدینۃ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

منصور کی مکہ معظّمہ پہنچنے کی خواہش:

ربیع کہتا ہے جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اسی میں مکہ کے راستہ میں غدیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا (اثنائے سفر میں ربیع ان کا عدیل تھا) اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے' مجھ سے کہا ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا۔ موت سر پر آ پہنچی ہے۔ اب تم ابو عبداللہ المہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دے گا۔ اور ان شاء اللہ آپ خود ابو عبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہنچا دو' اس خواہش کا بار بار اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم میں پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہنچے' میں نے کہا لیجیے۔ یہ بیر میمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اسی دم جاں بحق تسلیم ہوئے۔

مہدی کی بیعت کے لیے ربیع کی حکمتِ عملی:

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کیے جائیں اور قناتیں گھیر دی جائیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہوسکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا۔ یہ ہیئت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب روبہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اب پھر ابوعبداللہ المہدی کے لیے تجدید بیعت کر و تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ ہی نہ پیدا ہو۔ اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے بسر وچشم حاضر ہیں' میں اندر گیا اور پھر نکلا' اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر عمائد و اکابر اور سردار جمع تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی' جب بیعت سے فراغت ہوگئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا' اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مرگئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی:

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس کے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

مہدی کی ربیع سے خفگی:

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگذشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اسے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئی' بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہم رکاب تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس سال مکہ

کا عامل تھا' عبدالصمد بن علی مدینہ کا عامل تھا۔ عمرو بن زہیر الضبی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل بن اسمٰعیل الثقفی کوفہ کا عامل تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یہ قیس کے بنی نصر کا مولیٰ تھا۔ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضاء بھی شریک بن عبداللہ ہی کے تفویض تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا بھائی عمر بن عبدالرحمٰن تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا' بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا' عبیداللہ بن الحسن العنبری بصرے کے قاضی اور پیش امام تھے' سعید بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا نذر اجل ہو گئے۔

۱۵۹ھ کے واقعات

انگورہ کی مہم:

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہنچا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن خدمت گار موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ نہ ہوگئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل ونصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح وسالم واپس آ گئی۔

عمال کا عزل ونصب:

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا ہلاک ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابوعون عبدالملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اس سال حمزہ بن مالک سجستان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبیداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان الجمحی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

باربد کی مہم:

اس سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی دستوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضاکاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں

سے ایک سردار ابن حبان المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسوارئین اور سیابجہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہاتی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبدالواحد بن عبدالملک کو ان پندرہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزاد قائد رہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی' مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ میں ہندوستان کے شہر باربد پہنچی۔

قیدیوں کی رہائی:

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبداللہ وزیر کے مشورہ سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدہ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیز جرم یا مطالبہ حقوق میں ماخوذ ہوں۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولیٰ بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی قید تھا۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی:

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤں گا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ سبیل سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی سے ملاقات کی خواہش:

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا ازدیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے آ کر کہا کہ میں مہدی کے ساتھ بہی خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابوعبیداللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیرالمومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے عواقب خطرناک ہوں گے۔ ابن علاثہ نے ابوعبیداللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابوعبیداللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی جب یعقوب اس سے آ کر ملا تو اس نے ابوعبیداللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تا کہ میں ان سے ان کے نفع کی بات کہہ دوں۔

یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق مہدی کو اطلاع:

ابوعبیدہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبیداللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ تاوقتیکہ یہ دونوں اٹھ نہ جائیں گے میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تخلیہ ہوا تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے منتقلی:

مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک خاص معتمد کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن بہت زمانے تک اس کے پاس قید رہا پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لیے تدبیر نکال لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آسکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبیداللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے' یعقوب اب عبیداللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم کے متعلق استفسار:

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے ارادۂ فرار سے ان کو مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے قطعی واقفیت نہیں ہے۔ البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں کہ اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفاء کا اقرار واثق کر لیا۔

یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشورہ:

یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ قطعی تذکرہ نہ کریں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چوکنا ہو گا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہ ہو گا اب اس کے معاملہ کو آپ قطعی میرے اوپر چھوڑ دیجیے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کر دوں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوض فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر باوجود اس کے بہت سی باتیں آپ کے دروازے کے باہر ہوئی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر

نہیں ہوئی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

یعقوب بن داؤد کا عروج و زوال:

مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور سلیم حبشی خدمت گار کو جو منصور کا بھی خادم تھا یہ کام تفویض کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المومنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت' قلعوں کی تعمیر' مجاہدین کی تقویت' ناکتخداؤں کی شادی' قیدیوں کی رہائی' گرفتاروں کی آزادی' اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجت مندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر اثر اور نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا۔ نیز مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لیے ایک باضابطہ فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیئے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دونی رات چوگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ شعر کہے۔

والی کوفہ ابن اسمٰعیل کی برطرفی:

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی ولایت اور مہماتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورے سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدہ پر مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

قاضی کوفہ شریک بن عبداللہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسیٰ کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے اور انھوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا' اس زمانے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

لست تعدوا بان تكون و لو نلت سهيلا صنيعة لشريك

ترجمہ: ''تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا چاہے تو سہیل ستارہ تک پہنچ جائے''۔

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی' اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہا:

صلى و صام للدنيا كان يا ملها فقد اصاب و لا صلى و لا صام

ترجمہ: ''اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا تھا۔ دنیا تو اسے مل گئی مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ''۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی

تھی اور اسحٰق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا صاحب شرطہ مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا۔ اسحٰق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

سعید بن دعلج کی برطرفی:

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا اور عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبدالملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبدالملک کی ماتحتی سے نکال کر اسے عمارہ بن حمزہ کے ماتحت کر دیا۔ اس نے بصرہ کے ایک شخص میسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا اور عبدالملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراض ہو کر یمامہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اس وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشر بن المنذر البجلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا' نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علیحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا' اور ہیثم بن سعید کو جزیرہ سے برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی اسی سال مہدی نے ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبداللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگی' جس سے بہت سے آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں مع اپنے بارے کے نذر آتش ہو گئیں اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ ابوحمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی تحریک:

اس سال بنی ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو اس تحریک کا علم ہوا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ تاڑ گیا کہ ان کے طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے اس نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے دستبرداری سے انکار:

عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی کہ وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفاد دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر والی متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا' مہدی چاہتا تھا کہ روح کوئی ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا کوئی موقع میسر نہ آتا تھا۔ عیسیٰ نے یہ کیا کہ رحبہ میں جو اس کی جائداد تھی وہاں جا رہا سال کے صرف ماہ رمضان میں

نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آجاتا اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائداد کو چلا جاتا' جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر پہنچ کر دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔

روح حاتم بن قبیصہ کی عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف شکایت:

روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنی سواری کے جانوروں کو لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو' روح نے اس کی بجا آوری کی۔ یہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے ہی عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد سے بالکل ملا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثہ سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آجاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازے تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان میں واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری:

استعفائے ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنا ولی عہد بنائیں۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ سزا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم میری بات مان جاتے ہو تو اس کا وہ معاوضہ دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً ہی تم کو پہنچے۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی اور ہارون کے لیے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا بقول دوسروں کے دو کروڑ درہم تو نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسیٰ کو ولی عہدی سے علیحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسیٰ کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں' عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہنچانا تھا وہ اس نے پہنچا دیا نیز اس معاملہ میں عیسیٰ نے جو جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آ کر بیان کر دیا۔ عباس کے آ جانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہنچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی یہ جمعیت کوفہ

میں داخل ہوگئی داخلہ کے ساتھ سب نے مل کر ایک دم اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پر سخت ہیبت طاری ہوگئی ابو ہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لیے کہا اس نے اپنی علالت کا حیلہ کیا مگر ابو ہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

امیر حج یزید بن منصور و عمال:

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آ رہا تھا حج ہوا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس مراجعت کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبیداللہ بن صفوان الجمعی مدینہ کا امیر تھا اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبداللہ قاضی تھے۔ عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے میسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبیداللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ' اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا بشر بن المنذر یمامہ کا عامل تھا۔

ابو عون عبدالملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرے کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا والی تھا۔

۱۶۰ھ کے واقعات

یوسف ابرم کی بغاوت و قتل:

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا' ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے عمائد ہمراہی بھی بھیجے' جب یہ جماعت نہروان پہنچی تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ہمراہیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دُم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دے دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑا دی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلہ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینۃ السلام میں آمد:

اسی سنہ میں ۶/محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابو ہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ

ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی' بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی سے کچھ تھوڑا سانس بھی اسے ہو چلا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی نظر بندی:

ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربیع کی جو نشست گاہ تھی وہاں آکر بیٹھ گیا اس حجرے میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ عمائد نے آج یہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گرز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغلظ اور فحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگر چہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سر برآوردہ لوگوں نے مہدی کے سامنے دریافت حقیقت کے لیے اس مسئلہ کو اٹھایا۔

محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت:

اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفاء دے کر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدے کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل وعیال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

فقہا وقضاۃ کا فتویٰ:

مہدی نے چند فقہا اور قضاۃ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغلظ قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر روپیہ کی ضرورت واقعی ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

خلیفہ مہدی کا خطبہ:

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفائے عہد کی خواہش کی تھی' یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں محبوس تھا آخر کار اس نے استعفا پر رضا مندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی برائت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ دن چڑھے

اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے۔ موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ بن موسیٰ کی علیحدگی کے متعلق اس تصفیہ کی جوان کے اہل بیت تابعین، سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرار داد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر پر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہوگئی ہے کہ ان تمام مذکورہ عمائد و اکابر نے اس منصب جلیلہ کے لیے موسیٰ کو اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات، اطاعت اور الفت کے مدنظر ان کی اس مبنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہوگیا ہے۔ اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے حق میں منتقل ہوگئی۔ کیونکہ ہم نے ہمارے اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بالکل مطابق حکمرانی کرے گا۔ اب آپ حضرات اٹھیے اور اس کی بیعت کیجیے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تاکہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مسح کرنے کے لیے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت:

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے تقدیم سن کے اعتبار سے فرداً فرداً بڑھ کر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سر برآوردہ امرائے عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت:

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو سرانجام پہنچایا اور سب سے بیعت لے لی، مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوالی جس پر اس کے اہل بیت کی ایک

جماعت نے مصاحبین نے' تمام شیعوں' کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لیے بھیج دی گئی تاکہ آئندہ عیسیٰ کو اس حق کے متعلق جس سے وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور ہو تو یہ تحریر اس کے خلاف بطور حجت قطعی کے کام دے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ:

عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ تحریر عبداللہ المہدی محمد امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین موسیٰ بن المہدی کے لیے' ان کے خاندان والوں کے لیے' تمام سرداران فوج کے لیے' ان کی خراسانی سپاہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ہے' وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں' میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعہ میں اس منصب ولی عہدی کو جس پر میں مقرر کیا گیا تھا اب اس لیے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دیئے دیتا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے۔ اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے' نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضا مندی سے موسیٰ بن امیر المومنین کی ولی عہدی کو پسند کرتا ہوں' میں نے ان کی بیعت کر لی ہے نیز ولایت عہد کی ذمہ داری سے خود میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں' اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری الذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ' اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولی عہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدے کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی ہے نیز ان کے سامنے نیز تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ کا بدل و جان جاں نثار عقیدت کیش' مطیع منقاد رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں اس کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھوں گا اور ان کے دشمنوں کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس امر کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں' کوئی بات اس عہد واثق کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروئے کار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جو اب ہے یا آئندہ ہو وہ مطلقہ قطعی ہے جس کی رجعت نہیں ہو سکتی نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو یا آئندہ تیس سال کے عرصہ میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

میری تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد' قرض' زمین کی شکل میں ہو یا کثیر' قدیم ہو یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصہ میں حاصل کروں وہ سب مساکین کے لیے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کو حق ہو گا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تین یا پیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج

کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے نیز مجھ راقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سوتیس بنی ہاشم اموالی‘ قریش کے مصاحبین وزراء ملکی عہدہ دار اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

باربد کی تسخیر:

اس سال ۱۶۰ھ میں عبدالملک بن شہاب المسمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر دھاوا کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتا رہا۔ پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ اللہ نے بزورِ شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے۔

مجاہدین کی مراجعت:

دوران قیام میں مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جان بحق ہو گئے ان میں ربیع بن فتیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹ یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آ گھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کی راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالے کر دیا۔

امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر:

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر رہا۔ مہدی نے ابوعون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا‘ اس سال ثمامہ بن الولید العبسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز عمر بن العباس الخثعمی نے بحر شام میں جہاد کیا۔

آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست:

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے ثقفی نسب سے نکال کر پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے مشرف کر دیا

اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیے ولائے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین چاہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں جس میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لیے کہ ان الولد للفراش و للعاهر الحجر. (بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان:

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ معنون کیے جائیں۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل ابی بکرہ کو ان کی رسول اللہ ﷺ کی دوستی سے مشرف ہونے اور نفیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائداد جو بصرے میں ہو۔ اس کام کے لیے متعینہ ناظروں کے ذریعہ واپس کر دو' جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لیے ممتحن مقرر کر دو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔

آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت:

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں انھوں نے پوچھا کیسے' اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ فاحشہ کے جنے تو میرا ابن عم کیوں کر ہوا' وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔

آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان:

عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابوعبداللہ! آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتایئے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجیے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کردوں اور آپ کا بھی تذکرہ کردوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انھوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جوان کی طرف سے بصرے کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کردو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کردے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے ولائے رسول اللہ ﷺ کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس مقر کو واپس دے دے اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سر دفتر کو رشوت دے دی' اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کردیا۔

خالد النجار کے اشعار:

خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے:

ان زیاداً و نافعاً و ابا بکرۃ عندی من اعجب العجب

ذا قرشیی کما یقول و ذا مولیً و ھذا بزعمہ عربی

ترجمہ: ''مجھے زیاد' نافع اور ابوبکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولی ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے''۔

والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان:

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا تھا نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! امابعد! مسلمانوں کے صاحبان امراء اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لیے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف' خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ صرف اسی طرح اللہ کے حقوق وحدود کی اقامت ہوسکتی ہے۔ اس کے حقوق کی معرفت ہوسکتی ہے۔ اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہوسکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے روگرداں ہوگا اسے دین ودنیا میں خسارہ ونقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کرلیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ بڑے عالم' زاہد' فقیہ' متقی اصحاب تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کردیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ ائمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں کی تھی نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زید کی جلادت اور

ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الولد للفراش و للعاهر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھر یا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج بن علاء السلمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انھوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے بہتر ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے بغیر اللہ کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا''۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت' نبوت' دولت اور خلافت الٰہی عطا کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ﴾ آخر آیۃ تک

''اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا''۔

امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اس کی اولاد جو اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور صلحا اور ائمہ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں جو جرأت کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾

''حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جا سکتے ہو''۔

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہو چکی ہے اس لیے تم زیاد اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کرو تا کہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی:

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کے نام بھی بھیجا تھا چونکہ یہ قیس کا سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔

امارت مدینہ پر زفر بن عاصم کا تقرر:

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر فائز رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا' بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔

امیر حج خلیفہ مہدی:

اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لیے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لیے یعقوب ہی نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرفخاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

خانہ کعبہ کی غلاف پوشی:

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لیے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لیے گئے' اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز:

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا روپیہ خیرات کیا۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انھوں نے صرف کر دی۔ ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ ﷺ کو چھوٹا کر دیں تا کہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔

امام مالک کی تجویز سے مخالفت:

مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انھوں نے اس بارے میں علماء وفقہاء سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا منبر میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لیے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

انصاریوں کا حفاظتی دستہ:

انھوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانچ سو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لیے بھرتی کیے تا کہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا' نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آ گئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جوان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانے میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لیے برف بھیجی جوان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انھیں واپس دے دیں۔

عمال:

اس سال اسحٰق بن ضباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرے کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ' اور اضلاع دجلہ' بحرین' عمان' اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبیداللہ بن الحسن بصرے کے قاضی تھے معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا۔ فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابوحمرہ مصر کا ناظم تھا۔

۱۶۱ھ کے واقعات

مقنع کا خروج:

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہوگئی۔ اس کی تحریک نے بڑی طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لے

کر ماوراء النہر کے علاقہ میں ہو رہا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لیے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے' ان میں معاذ بن مسلم بھی جو ان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم' جبرئیل بن یحییٰ اور لیث خود مہدی کا مولیٰ بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا' اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور مقنع محاصرہ کے اندیشہ سے کس کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری:

اس سال نصر بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آ چکا تھا۔ مہدی نے عبداللہ کو سرکاری جیل خانہ میں قید کر دیا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی و جرأت:

ابو الخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابو الحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رضافہ میں دربار عام منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابو الحکم کہہ کر مخاطب کیا۔ اس نے کہا ہاں میں ابو الحکم ابن امیر المومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیر المومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرأت پر عش عش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا قطعی برا نہ مانا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ:

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لیے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلۃ الاشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو تصفیہ کے لیے قاضی عافیۃ کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت:

مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گذرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد اور افترا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا! میرے سوا کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لیے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی باز پرس بھی اب نہیں کی۔

ثمامہ بن بن الولید کا جہاد:

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی۔ ثمامہ نے وابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت رومہ میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانے پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے طلائع اور مخبروں نے اس تیاری

کی آ کر اسے اطلاع بھی دی مگر اس نے اس پر اعتنا نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لیے نہایت تیز دم۔ سریع السیر رسالہ لے کر بڑھ آیا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔

مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم:

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابو العباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابو جعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں اور ابو العباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمہ آب پر عمارات بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنوئیں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام کیا گیا ۱۷۱ھ تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لیے اس کا بھائی ابو موسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

جامع مسجد بصرہ کی توسیع:

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ ﷺ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لیے انھوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ:

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقہ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا ہے وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لیے حکم نہ بھیج دیتا۔

عمال:

اس سال ابو عبید اللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد مقننین مہدی کے دربار میں متعین کر لیے اسمٰعیل بن علیۃ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحلبی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہاء کا رئیس تھا۔

ابو عبید اللہ کے خلاف شکایات:

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبید اللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبید اللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں۔ مگر منصور ابو عبید اللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور تخلیہ میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انھیں اس کے خلاف بھڑ کاتے۔

ابوعبیدہ کے زوال کا سبب:

ابوعبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موالیوں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابوعبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو بھی مہدی سے تخلیہ کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابوعبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی' مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہوگئی۔

ابوعبیداللہ اور ابوالفضل ربیع کی ملاقات:

جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر' موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا' ابوعبیداللہ سے ملنے کے لیے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لیے اب ہمارے لیے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لیے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازے پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لیے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابوعبیداللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے۔

ابوعبیداللہ کا ربیع سے ناروا سلوک:

ابوعبیداللہ صدر مجلس میں اپنے مصلیٰ پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئیں گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لیے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لیے بھی مصلیٰ منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبیداللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لیے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتداء کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کوئی میری راہ میں سد باب نہیں

ہوسکتا۔ اس نے کہا ہاں! مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید حالات وواقعات سفر دریافت کرنے کے لیے روکنا چاہتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابوعبیداللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبیداللہ کی خواب گاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے وہ خود ہی کھڑے ہو گئے اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

ربیع کا ابوعبیدہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ:

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہیے تھے کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا' اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تم کو واپس ہو جانا چاہتے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہئے تھا۔ اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے بخدائے لایزال میں اب ابوعبیداللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ربیع کا ابوعبیدہ کے متعلق قشیری سے استفسار:

اس واقعہ کے بعد ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔ اس اثناء میں ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابوعبیداللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی' میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابوعبیداللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لیے پوری کد و کاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔

قشیری کا ربیع کو مشورہ:

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدے کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لیے باور نہیں آئے گی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لیے کسی کو باور نہیں آئے گی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر کوئی اعتنا نہیں کرے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جا سکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگا لیا اس کو پیشانی چومی اور اب اس نے ابوعبیداللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

محمد بن عبیداللہ کا قتل:

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہوگئی اور وہ محمد بن ابوعبیداللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آ گیا تو انھوں نے ابوعبیداللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابوعبیداللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ! تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیرالمومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لیے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیرالمومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔

مہدی کی ابوعبیداللہ سے بدگمانی:

اب مہدی کے دل میں ابوعبیداللہ کی طرف سے سوءظن پیدا ہو گیا ربیع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا۔ اس طرح ربیع نے ابوعبیداللہ سے اپنا پورا بدلہ لے کر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

ایک اشعری پر مہدی کا عتاب:

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پٹوایا چونکہ یہ شخص ابوعبیداللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیرالمومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل اولیٰ ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا' اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیرالمومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابوعبداللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر:

اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آ کر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کر والی مقرر ہوا۔ اس نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی۔ پھر عبدالملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دے دی یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارے فروکش ہو گیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقے کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض

انجام دیتے تھے اور عمر بن حبیب العدوی مدینہ شرقیہ کے قاضی تھے۔ اس سال فضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا' حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربائیجان کا عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

امیر حج موسیٰ بن محمد و عمال:

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس۔ یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضہ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحٰق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

۱۶۲ھ کے واقعات

عبدالسلام خارجی کا خروج:

اس سال عبدالسلام الخارجی قنسرین میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزارہا آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت وشوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی' مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔

عبدالسلام خارجی کا قتل:

ان میں شبیب بن داج المروروذی بھی تھا۔ جب شبیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کرے اور ہر ایک کو مدد معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دے کر شبیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہنچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قنسرین آیا شبیب نے وہیں اسے جا پکڑا اور قتل کر دیا۔

محکمہ پیمائش و بندوبست کا قیام:

اس سال مہدی نے محکمہ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنے مولیٰ کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان

کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔ مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کیے۔ ثمامہ بن ولید العبسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا۔ مگر یہ کام اس سال پایہ تکمیل کو نہ پہنچا۔

حسن بن قحطبہ کی رومیوں پر فوج کشی:

اس سال رومیوں نے حدث پر دھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضا کاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمہ اور زولیہ پہنچا اگرچہ اس نے نہ کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگا دی اور تباہ و برباد کیا' رومی فوج اسے تنین کہنے لگے' بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن مبروص تھا۔ یہ ضمہ علاج کے لیے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لے کر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درۂ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کیے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسیٰ بن لقمان مقرر کیا گیا وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولی مصر کا والی مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محمرہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن جعفر وعمال:

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لیے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادۂ حج ظاہر نہیں کیا تا کہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیر المومنین میں نے ارادۃً اجازت لینے میں تاخیر اسی وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرے کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دعلج کے تحت تھے اور جرجان مہلہل بن صفوان کے تحت تھا۔

۱۶۳ھ کے واقعات

مقنع کی ہلاکت:

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں محصور کر لیا۔ جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اس نے خود بھی زہر کھالیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دے دیا اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کی بارگاہ میں جو اس وقت حلب میں فروکش تھے بھیج دیا۔

مہماتی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب:

اس سال مہدی نے صائفہ کے لیے مہماتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بردان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لیے مقیم رہے۔ اس مہماتی فوج کو انھوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کی ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

عیسیٰ بن علی کی وفات:

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن مہدی مہماتی فوج کے پاس آنے کے لیے بردان روانہ ہو گئے اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ابان بن صدقہ ان کا میر منشی تھا۔ عبداللہ بن علاثہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کوتوال تھا۔

آل مسلم سے مہدی کا حسن سلوک:

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا جب وہ مسلمہ کے قصر کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کیے جائیں۔ جب وہ آئے۔ انھوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلائے اور ان کے یومیئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو علاقہ روم پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا۔

حسن بن قحطبہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز:

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے قصر میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے بیٹھا تھا حسن بن

قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میرے آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کر دے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔ انھوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا! اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبک دوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسمٰعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے' اور اس کی جائداد ضبط کر لی تھی۔

ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی:

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لیے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ عبدالملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولیٰ ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لیے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ اور ولی عہد اور ربیع و حسن سے جا ملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو' میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لیے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی' میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔

ابو بدیل کی تجویز:

چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بلے سے گیند کھیل رہے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کیے گئے ہو تم کو تمہاری خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادے کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔

ابو بدیل کا حسن اور ربیع کو مشورہ:

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمر بن یزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفاء کے عہد حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت

حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردۂ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو گی انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سرد پڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے' میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبسہ (اس کے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہٖ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ حسبِ دوسری تحریر لکھ لایا۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

آل برمک کی جہاد میں شرکت:

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام' اخراجات کی نگرانی' سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لیے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت وشوکت میں اضافہ ہوا۔ سمالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں۔ اس جماعت کا جو منجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبال مندی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ لیا۔

یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب:

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو منشی ہوں حاضر کیے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لیے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں ارادۃً اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ ایک سامنے آؤ میں سامنے گیا' کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دو زانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت ومصاحبت' فوج کے انتظام وانصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لیے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لیے کافی غور وخوض کرنے کے بعد تم کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر منشی اور میر بخشی مقرر کیا۔

یحییٰ بن خالد کی روانگی:

یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ زادِ راہ کے لیے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لیے مہدی کی

خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا' مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ چلے آئے۔

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب:

اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے تھے انھوں نے جزیرے کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہنچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا نہ ان کے فروکش ہونے کے لیے فرودگاہیں درست کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہوگئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرانے' مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیج دیئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انھوں نے عبدالصمد کو اپنی فرودگاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔

عبدالصمد کی اسیری:

اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضگی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہنچے اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی' مہدی نے اسے بہت سخت وسخت کہا۔ عبدالصمد نے بھی بجائے اس کے کہ برداشت کرتا اور خاموش رہتا ان کو ویسے ہی جواب دیئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

زندیقوں کا قتل:

عباس بن محمد نے مہدی کے لیے فرودگاہوں کا انتظام کیا جب یہ حلب پہنچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انھوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی وابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دے دی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں۔ مہدی نے چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرا دیا۔ یہاں انھوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لیے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ان کے اعزا میں سے جو لوگ یہاں آ کر ان سے ملے تھے ان کو انھوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لیے بھیج دیا وہ بھی اس کی مشایعت میں درے سے گزر کر جیحان آئے یہاں انھوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیحان پر ہارون کو خیرباد کہا۔

قلعہ سمالو کی تسخیر:

اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک باٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سمالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجنیقیں لگا دیں۔ محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ اور اس

طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرایا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا' جلاوطن نہ کیا جائے گا' ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس معرکہ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح وسالم دارالسلام واپس لے آیا۔

اس سال اور اسی سفر کے اثنا میں مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح' علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذربائیجان اور آرمینیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مال گزاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر اس کے پاس ہوا یہاں مقام سلمیہ میں انھوں نے اس کی جو شان وشوکت اور کروفر دیکھا اس سے وہ بہت متعجب ہوئے اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انھوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مسیب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحرشی اصبہان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔

امیر حج علی بن المہدی:

علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان یمامہ مدینہ' مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحٰق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ' بحرین' عمان' فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۴ھ کے واقعات

عبدالکبیر بن عبدالحمید کی اسیری:

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے ورہ حدث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاذ الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لیے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی پاداش میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور بجائے قتل کے اسے سرکاری مجلس میں قید کر دیا گیا۔

محمد بن سلیمان کی برطرفی:

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے داؤد کے تحت دے دیا۔ عاصم بن موسیٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مال گزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبید اللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

قصر اسلامیہ کی تعمیر:

اس سال مہدی نے عیسا باذ الکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ نیز انھوں نے بروز چہارشنبہ ماہ ذی قعدہ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے' رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عقبہ پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔

مہدی کی عقبہ سے مراجعت:

علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آ گیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ تھا سخت برہم ہوئے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن سلیمان کی معزولی:

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلم بند کر لے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اب اس نے تمام روپیہ جواہر اور عنبر کا جو اس کے ذمہ تھا اقرار کر لیا۔ اور سب ادا کر دیا مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تاکہ یہ امارت حج کرے' چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔

جعفر بن سلیمان' مدینہ' کوفہ' طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ' ضلع دجلہ' بحرین' عمان' فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطیح بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان' رویان اور جرجان کا والی تھا دنباوند اور قومس کا عامل فراشتہ مولیٰ امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا اور بحستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

۱۶۵ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی فتوحات:

اس سال ہارون محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لیے روانہ کیا۔ اپنے مولی ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام روما کی فوج میدان سے اکھڑ گئی۔ یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دستق بقھودیہ کی طرف جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا بڑھا۔ بڑھا۔ (۹۳، ۹۵)

ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی درخواست:

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوج تھی اس کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہنچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کم سن تھا اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفرا ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لیے زرفدیہ پر امن برقرار رکھنے کے لیے ایک سمجھوتہ کرنے کے لیے آئے گئے۔

ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت:

ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ذمہ یہ شرط عائد کی کہ جو عہد دوستی اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی۔ نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لیے اشیاء مایحتاج کے لیے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قائم کرا دے گی اور رہنما دے گی ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔

صلح نامہ کی شرائط:

شرائط صلح یہ تھے کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نیساں اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ تصفیہ منظور کر لیا۔ ملکہ نے مسلمانوں کے لیے ان کی واپسی میں جا بجا بازار قائم کرا دیئے نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا' چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لیے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔

مال غنیمت:

ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے اور چون ہزار رومی

مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری کے ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لیے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ با قاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔ اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہوگئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔

مروان بن ابی حفصہ کے اشعار:

مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے:

اطفت بقسطنطنية الروم مسندا   اليها القنا حتى اكتسى الذل سورها

ومارمتها حتى اتتك ملوكها   بجزيتها والحرب تغلى قدورها

ترجمہ: ''شدید جنگ کے بعد تو نیزے لے کر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کر دیا اور اس کے فرماں رواؤں کو جزیہ دینا ہی پڑا''۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے مولیٰ عیسیٰ کو مقرر کیا۔ صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ سال تھے' البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع دجلہ' بحرین' عمان' کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا مولیٰ معلی اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۶ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی مراجعت:

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں کہ واپس آیا۔ نیز رومی سفرا جزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے' بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی' دو ہزار پانچ سو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون اپنے ساتھ لائے تھے۔

ہارون الرشید کی کی ولی عہدی کی بیعت:

اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولی عہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لیے موسیٰ کے بعد اپنے تمام عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

عبیداللہ بن الحسن و جعفر بن سلیمان کی معزولی:

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرے کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفا لے لیا۔ اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور تمام علاقہ کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا۔

داؤد بن طہمان:

اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن یسار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے زمانے میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ جب ابومسلم نے یحییٰ کے انتقام کے لیے دعوت دے کر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو جنھوں نے یحییٰ کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو اب داؤد بن طہمان اس ساز باز کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف و خطر ابومسلم کے پاس چلا آیا۔ ابومسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا البتہ اس جائداد کو جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی ضبط کر لیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائداد بحال رکھی۔

یعقوب بن داؤد کے آل حسین رضی اللہ عنہ سے تعلقات:

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مؤرخ نکلے انھوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انھوں نے ہم عہد دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ زیدیہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انھوں نے آل حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے تعلقات قائم کیے تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لیے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں خطوط لکھے خود یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔

یعقوب بن داؤد کی گرفتاری و رہائی:

محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی مدت العمر قید رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہے جو اسحٰق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور راسخ محبت پیدا ہوگئی۔ اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لیے

جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کو زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

یعقوب بن داؤد اور خلیفہ مہدی:

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسیٰ بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی جو ان کی قید سے بھاگ گیا تھا گرفتاری کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انھوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زیدیہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہو تا کہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کے درمیان ذریعہ معلومات بن سکے اس کام کے لیے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوستین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب بر تھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو کی اور ٹٹولا تو اسے کامل پایا۔ عیسیٰ بن زید کو دریافت کیا۔

یعقوب بن داؤد کی وزارت:

یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے اور عیسیٰ بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر باوجود اس کے لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی ہی تھی غرض کہ اب اس کی منزلت اور رسوخ روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیئے۔ اس نے اپنے زیدیہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں اہم اور مفید عہدے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی۔

بشار بن برد کے اشعار:

اسی لیے بشار بن برد نے یہ شعر کہے:

بنی امية هبوا طال نومكم ان الخليفة يعقوب ابن داؤد

ضاعت خلافتكم ياقوم فاطلبوا خليفة الله بين الدف و العود

ترجمہ: ''اے بنی امیہ تو تم بہت سو چکے اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔ اے میری قوم والو! اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کر لو کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص وسماع میں مشغول ہے''۔

یعقوب بن داؤد سے آل حسن رضی اللہ عنہ کی بدظنی:

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر واقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام موالی اس کے دشمن بن گئے اور اب انھوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لیے مہدی سے معافی لے لی اور بیچ میں پڑ کر مکہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرا دی اس واقعہ سے آل حسن بن علیؓ اس کی طرف سے بدظن ہو گئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی:

اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن رضی اللہ عنہ کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحق کے دن پھریں۔ اب اسحق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اس نے سب سے مراسلت کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریک پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحق بن الفضل کے لیے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

یعقوب بن داؤد کی اسحق بن فضل کے لیے سفارش:

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا مکھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشان دہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحق بن الفضل۔

مہدی کا یعقوب بن داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے کشیدگی کی وجہ:

موسیٰ بن ابراہیم الحمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنا لوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی' انھوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذ آیا کیا ان کے ایک منہ لگے خدمت گار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کروڑ کے صرف میں اپنے لیے ایک سیر گاہ بنائی ہے۔ اس خدمت گار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انھوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیر گاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات

میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کراماً کاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

مہدی اور یعقوب بن داؤد کے تعلقات:

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بے باکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بنا پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہی یہ یعقوب کا کام ختم کر دیں گے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لیے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے کہتے میری عمر کی قسم! ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو' وہ کہتا آج شب میں نے اپنی جاریہ کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لیے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سنا تا اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علیحدہ ہو جاتے اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا کیا کہتے ہو۔ یعقوب اسراف ہی اشراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سخی اور بخیل میں امتیاز ہی نہ ہو سکتا۔

خلیفہ مہدی کی یعقوب بن داؤد کو پیش کش:

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا' اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں ایستادہ تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھا۔ اس قدر خوش نما ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک عدیم المثال حسین جاریہ بیٹھی تھی جو اپنے حسن' قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب' اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے۔ کہنے لگے یہ سب کچھ میں تم کو دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ جاریہ بھی اسی کے ساتھ تم کو دی جاتی ہے تاکہ تم پوری طرح مسرور ہو سکو۔ اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعا دی۔

خلیفہ مہدی کی ایک علوی کو قتل کرنے کی فرمائش:

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے ناراض ہیں۔ میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا اقرار واثق کر لو اور اسے پورا بھی کر دو' میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔ کہنے لگے بخدا! اس وعدہ پر قائم رہو گے میں نے کہا بخدا! میں اس کی بجا آوری کروں گا میں نے یہ اقرار

تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر وعدہ کرو۔ میں نے کہا آپ کے سر کی قسم۔ کہا نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر اس کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا اور آپ کی حاجت برآری کروں گا' جب انھوں نے مجھ سے عہد واثق لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا کام تمام کر کے مجھے اس کی جانب سے مطمئن کر دو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے کہا بہتر ہے۔ اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لے جاؤ میں اس جاریہ اور اس کے ساتھ اس ایوان میں جس قدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انھوں نے اور دیئے میں ان سب کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

یعقوب بن داؤد اور علوی کی گفتگو:

چونکہ اس جاریہ کے ساتھ مجھے انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لیے میں نے اسے ایسی جگہ فروکش کیا کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کر اس کا حال پوچھا اس نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے اثنائے گفتگو میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے خون کا بار لیے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے' یاد رکھو کہ میں فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل متردد نہ ہوں بھلا آپ کے لیے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار رہوں گے دعا دوں گا اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کروں گا۔

علوی کی روانگی:

میں نے کہا اچھا تو آپ کون سا طریقہ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلا لیں۔ یہ روپیہ لیجیے۔ اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جایئے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلایئے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔

یعقوب بن داؤد کے خلاف مہدی کو شکایت:

اس جاریہ نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کر دی اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزا دی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہنچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیج کر تمام راستے اور ناکے بند کرا دیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرا دی۔

علوی کی گرفتاری:

تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی' اس کے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشان دہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔ دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے

بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ کرسی پر متمکن تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مر گیا' میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی' میں نے کہا بخدا وہ مر گیا' کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کوٹھڑی میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی مع اپنے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں' مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لے جا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو' میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنوئیں میں اتار دیا گیا ایک زمانہ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی و مکہ میں قیام:

میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکا یک مجھے باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے' مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو' میں نے کہا مہدی کو' انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے رحم کیا' میں نے کہا ہادی کو' کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو' انھوں نے کہا' ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو' میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں' کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو' میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا' کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ۔ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی۔ یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے' مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی کو نصیحت:

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع' معلیٰ ان کا مولیٰ مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ پنج وقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں

اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب بن داؤد کی عہدۂ وزارت سے سبک دوشی کی درخواست:

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کرلیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا! جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کی جناب میں توبہ تو کرلوں گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرما دیں اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کر دیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کرلیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام امہات امور میرے سپرد کر دیئے ہیں۔ فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بارِ عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سر لوں' میری اس گذارش پر وہ کہتے' اے بار الٰہ تو اسے معاف کر دے اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے۔ اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا:

فدع عنك يعقوب بن داؤد جانباً ۔ واقبل علی صهبأ طيبة النشر

ترجمہ: ''تو ابن داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے''۔

ابن سلام کی روایت:

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف' یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جا سکتا۔

یعقوب بن داؤد کی علالت:

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ شب مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا جلیس تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طلیسان پہنے تھا یہ تھوڑا اگنجا تھا طلیسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی۔ اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نبیذ کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادے کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادے کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہنچا اور سوار ہونے کے لیے اسے پیچھے ہٹانے لگا۔ گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی۔

یعقوب کی علالت پر مہدی کی بے قراری:

یعقوب نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ دیکھ کر اس قدر بے چین ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے' پھر کرسی پر بٹھا کر اسے اس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے۔ تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لیے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے' اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا زریں موقع ہاتھ آ گیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے برہمی:

اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لیے چھوڑ دیا اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنے' جو پہنے پایا جائے گا اس کے کپڑے اتار لیے جائیں گے نیز انھوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد ان کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف واکناف سلطنت میں برطرف کیے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر روپوش ہو گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحق اور اس کے خاندان والے مدعی ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو ہمارے مقابلے میں بزرگی سن حاصل ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی' مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو' مہدی نے درے طلب کیے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ اب اسحق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا اور آپ کے پدر بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے معذرت:

دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو شب گزشتہ میں کہی تھی' اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجیے میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوبی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابوالوزیر حاضر ہوا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی۔ کہ اسحق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں! اب مجھے یاد آیا' تم سچے ہو' پھر انھوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانے میں تھا اسے رہا کر دیا۔

مہدی کا قصر السلامہ میں قیام:

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انھوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا اس سال مہدی نے عیسا باز میں آ کر سکونت اختیار کی یہی قصر السلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ نیز یہاں انھوں نے درہم و دینار مضروب کیے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل ورسائل قائم کیا گیا۔

خراسان میں شورش:

اس سال مسیّب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہوگئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دے دیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

زندیقوں کی گرفتاری:

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسمٰعیل بن سلیمان بن مجالد' محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کیے گئے انھوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو ان دنوں بصرے کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشروی' عبداللہ بن عبیداللہ الوزیر کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینہ رسول کا عامل مقرر ہوا۔ اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ' کسکر' متعلقات بصرہ' بحرین' اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلّٰی امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ یحییٰ الحرشی بخرستان' رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ دنباوند اور قومس کا والی تھا۔ اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔

۱۶۷ھ کے واقعات

موسیٰ بن مہدی کی رؤسائے طبرستان پر فوج کشی:

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی وندا ہرمز اور شروین رؤسائے طبرستان سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انھوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا وقائع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نصیع منصور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے وندا ہرمز اور شروین کے مقابلہ کے لیے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا انتقال:

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازے میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش! اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

مہدی کی روح بن حاتم سے خفگی:

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح پر بگڑے اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے ابا کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لیے مدعو نہیں کیے گئے تھے، اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انھوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مال گزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے، مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انھوں نے جرأت نہیں کی۔

زندیقوں کے خلاف سرگرمی:

اس سال مہدی نے زندیقوں کے استیصال میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف و اکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کرا دیا عمر الکلواذی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا چونکہ اس نے اعتراف جرم کر لیا۔ اسے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ کیا جا سکا۔

ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ کی برطرفی:

اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ میر منشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات، ناجائز

طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میر منشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔

اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابوعبیداللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد الحرام میں توسیع:

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کیے گئے یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

یحییٰ الحرشی کی معزولی:

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ فراشہ مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا۔ اس سال ذی الحجہ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہر چھایا کہ دنیا اندھیر ہوگئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال:

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلم الہنائی کو عیسا باذ میں جب کہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

اس سال عبیداللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا۔ عبداللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان التیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ، کسکر متعلقات بصرہ، بحرین عمان، اور اضلاع اہواز، فارس اور کرمان کا والی المعلیٰ مہدی کا مولیٰ تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ طبرستان اور رویان پر عمر بن العلاء تھا، جرجان، دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہدی کا مولیٰ تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولیٰ عامل تھا۔

۱۶۸ھ کے واقعات

اہل روما کا نقض عہد:

اس سنہ کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا' جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقض تک پورے بتیس ماہ گزر رہے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطال کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارت گری کے لیے بھیجا۔ اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

متفرق واقعات:

اس سال مہدی نے سعید الحرشی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔ اس سال عمر الکلواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسیٰ جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انھوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسط آئے اسے نہر الصلہ اس لیے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے اعزہ کو جاگیر میں دے دیں اور اس طرح ان سے صلہ رحمی کریں۔

دفتر بندوبست پر علی بن یقطین کا تقرر:

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب بہت سی اسناد اس کے پاس جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کیے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مال گزاری سے متعلقہ اسناد کے دفتر کا افسر اسمٰعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔

امیر حج علی بن محمد:

اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۶۹ھ کے واقعات

مہدی کی ہادی کی ولی عہدی پر ہارون کی تقدیم کی خواہش:

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کر دیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کر دے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کر دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر

مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے۔ مگر اثناء راہ میں ان کو حادثہ پیش آ گیا۔

مہدی کی روانگی ماسبذان:

علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں' انھوں نے وعدہ کر لیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے تو کل کے لیے میری دعوت قبول کی تھی۔

انھوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آ ؤ' علی کھانا لے گیا' مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مہدی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ ماسبذان کے قریہ زد میں شکار کے لیے گئے' میں عصر کے بعد تک ان کے ہمراہ تھا۔ اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر ایستادہ تھا علی الصباح نوبت مقرر کرنے کے لیے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آ کر مجھ سے کہا۔ ابو سہل اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قناتوں کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی۔ عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے ان کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

علی ابن ابی نعیم کا بیان:

علی بن ابی نعیم المروزی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک جاریہ نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیسا باذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھائی اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کی روایت:

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی ماسبذان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا اس کی جاریہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلیٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پھر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں

مہدی کو ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیج دیں۔ تا کہ اس کا کام تمام ہو' وہ خادمہ اس قاب کو لیے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لیے جا رہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھا لیا وہ معدے میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری' حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا سر پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

مہدی کی وفات پر ابوالعتاہیہ کے اشعار:

عبداللہ بن اسمٰعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسبذان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابوالعتاہیہ نے یہ شعر کہے:

ارحن فی الوشی واصبحن علیھن المسوح　　　　کل نطاح من الدھر له یوم نطوح

لست بالباقی و لو عمرت ما عمر نوح　　　　فعلی نفسك نح ان کنت لابد تنوح

ترجمہ: ''ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انھیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔ ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لیے رونے کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر''۔

مہدی کی وفات کے متعلق علی بن یقطین کی روایت:

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب ماسبذان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انھوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا۔ پیش کیا گیا اسے انھوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے۔ ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے اسی حالت میں ہم یکا یک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انھوں نے کہا کچھ دیکھا' ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازے پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو' تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھے:

کانی بھذا القصر قد باد اھله　　　　واوحش منه ربعه و منازله

ترجمہ: ''مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا صحن اور خواب گاہیں ویران ہو گئی ہیں۔

و صار عمید القوم من بعد بھجة　　　　و ملك الی قبر علیه جنادله

ترجمہ: اور سردار قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الا ذکره و حدیثه　　　　تنادی علیه معولات حلائله

ترجمہ: اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں''۔

مہدی کی وفات:

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنج شنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

مہدی کی مدت حکومت:

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابوعبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ۶/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمران رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

مہدی کی تجہیز و تکفین:

مہدی نے ماسبذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لیے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ طویل القامت دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگر والے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے، بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔

باب ۱۳

خلیفہ مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کردوں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص اعزا اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کردیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انھوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچ سو کم کردو۔ اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا تو نے مقابلہ سے گریز کی۔ اس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انھوں نے کہا' نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جما رہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرما گئے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

مہدی کا جذبہ عفو:

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر برہم ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا اس نے کہا مجھ سے مدت العمر لغزش ہوتی رہے گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دے کر اس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے اور اسے کچھ نہ کہا۔

ہشام الکلبی کی طلبی:

حفص مزینہ کا مولیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے' ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ایک ضعیف ولاغر خچر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خچر کی حالت سے نمایاں ہوتی' ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خچر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکاری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

ہشام الکلبی کو خط پڑھنے کا حکم:

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے

بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور جو کچھ خرافات اس میں ہوں اس کی مطلق پروانہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ' میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔

مہدی کے نام امیر اندلس کا ہجو آمیز خط:

مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروانہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دے کر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے مملو تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔ میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انھوں نے کہا فرماں روائے اندلس نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات مخزن عیوب ہیں پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلم بند کرا دوں۔

امیر اندلس کے نام مہدی کا خط:

اس غرض سے انھوں نے اپنا ایک خاص صیغہ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھا دیا۔ مجھ سے کہا کہ بادشن اس کے پاس آ گیا۔ اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اوّل سے آخر تک میں نے لکھا دی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا۔ پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انھوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل پٹہ کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس پارچے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انھوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ:

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دبا لی۔ میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کر دی اس نے وہ تحریر مہدی کو دے دی۔ اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاثہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا کہو یہ دونوں صاحب یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے وہ تو تم کو منظور ہوگا' میں نے کہا جی ہاں! کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہنچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔

قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ:

میں نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا' فرمایئے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائیداد خلافت سے قبل ان کے قبضہ میں آ چکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔

قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ انھوں نے کہا میں دست بردار ہوا' اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ محبت بیس کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مہدی اور ایک نبطی کسان:

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لیے نکلے عمر بن بزیع ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے۔ تمام دوسرے لوگ شکار میں منہمک تھے۔ مہدی کو بھوک محسوس ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ انھوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ربیثاء اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا۔ اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی' گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی۔ انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

مہدی کی کسان پر نوازش:

مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے:

ان مـن يـطعم الربيثا بالزيت و خبز الشعير بالكراث

لـحقيقٌ بـصـفـعة او ثـنتيـن لسؤا لصنيع اؤ بثلا ث

''جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین مکے مارے جائیں''۔

مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے:

لحقيقٌ ببدرة أو ثنتين لحسن الصنيع أو بثلاث

ترجمہ: ''اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں''۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمت گار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الہلالی بنی حلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا نقش خاتم تھا۔ افلح يا زيد من زكى عمله. اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کیے۔

مہدی کی دعا:

حسن خدمت گار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آ گئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کی جناب میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الٰہی! میری امت کے

بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی پاداش میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہوگئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

مہدی کی موالیوں کے متعلق رائے:

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے قلوب موالیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جاں نثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابومحمد موالی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں میں اسے اپنے پاس اس قدر قریب بٹھالوں کہ اس کا زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیس کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موالی کر سکتے ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لیے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

عبداللہ بن مالک کی مہدی کے مولیٰ سے کشتی:

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس مولیٰ سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا۔ جب عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا کہ اب گرا۔ اس نے اس مولیٰ کا پاؤں اٹھالیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے:

و مولاك لا يهضم لديك فانما هضيمته مولى القوم جدع المناخر

ترجمہ: ''ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے مولیٰ کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لیے باعث ننگ ہے''۔

قاسم بن مجاشع کی مہدی کے نام وصیت:

جب قاسم بن مجاشع التمیمی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ.

''اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں، بے

شک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے''۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہنچے تو انھوں نے اسے پھینک دیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا۔

مہدی سے عزت ہتک کے معاوضہ کا مطالبہ:

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آ کر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کروں ورنہ آپ مجھے اس ہتک حرمت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انھوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں' اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون سا دشمن تھا جس کے سب وشتم پر وہ اس قدر بگڑے' اس نے کہا ابراہیم بن عبداللہ بن حسن' مہدی نے کہا انھوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ بے شک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے' اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انھوں نے اس بنا پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قرابت کی وجہ سے انھوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس دعوے سے عمدہ کوئی اور ذریعہ مقصد برآری کا تم کو نہ مل سکا' اس نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

مہدی اور ایک مدعی نبوت:

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انھوں نے کہا آپ نبی ہیں اس نے کہا' ہاں! مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا کہ آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن جعفر کی ضمانت پر رہائی:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں میں نے مہدی کو برآمدے میں نماز پڑھتے دیکھا' اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں متحیر تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں یا وہ برآمدہ' چاندیا ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ﴾

''اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے''۔

تلاوت کی نماز پوری کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا' میں نے عرض کیا حاضر ہوں' کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم

دے کر وہ پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے' میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کون سا موسیٰ ہے' ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا۔ مکرر غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے۔ چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرأت میں یہ آیہ فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم. پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دے دو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لیے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دے دی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

''کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں''۔

ایک زبیری کا بحالی جائداد کے لیے استغاثہ:

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لیے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان۔ مہدی نے ابو عبداللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ مثل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واگذاشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا۔ اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک نے جو تمہارے ہی عزیز قریش تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ! تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں! اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائداد واپس دے دو۔

مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری و رہائی:

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیج دو اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن یزید بن قیس الہذلی' عیسیٰ بن یزید بن داب اللیثی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا' مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا۔ عبداللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی روایت:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا میری نظر اس کتابہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ

کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتف غیبی نے کہا وہ عبداللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا' اس نے کہا علی کا' میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے' اس نے کہا عباس کے' اگر میں عباس تک نہ پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول اللہ ﷺ میں آئے' نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جوان کے لیے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھ دیا جائے گا' اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں۔ چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھ دیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

ایک اعرابی عورت سے مہدی کا حسن سلوک:

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہوگئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے' قحط زدہ ہے' مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب حالت غربت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول ﷺ نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے' جو مجھے کچھ خیرات دلائے۔ سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے گا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا۔ کہ اسے پانچ سو درہم دے دے۔

نمدے کے فرش کا استعمال:

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے' وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنا لیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی۔ جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

امثال کی تدوین کا حکم:

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جا ان کے لیے جمع کر دوں۔ چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلم بند کر دیں۔ انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

ایک سمری سے مہدی کی برہمی:

عبدالرحمٰن بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ مہدی نے اسے رہا کر دیا اس کو اپنی جود و عطا سے مالا مال کر دیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لمن الديار بقنة الحجر. سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سن کر مہدی برہم ہو گئے۔ اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

عبدالملک بن یزید کی علالت:

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا' مہدی اس کی عیادت کو گئے۔ یہ جس کمرے میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی ادنیٰ تھی۔ اس کی شہ نشین کی محراب میں کچی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی۔ مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا' میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

مہدی سے عبداللہ بن عون کی سفارش:

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو' اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دو۔ اگر اپنے بعد کے لیے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اس کی بجا آوری تمہاری دولت نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلا لیں' کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے۔ وہ شیخین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا! امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی بنا پر ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو کہیے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔

مہدی کی اپنے بیٹوں کو نصیحت:

جب مہدی وہاں سے پلٹے تو اثنائے راہ میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزا سے کہا کہ تم کو بھی ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

ایک نبطی کی مہدی پر تنقید:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا ''اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو' ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا' تم خود اللہ سے ڈرو

کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیوں پر اسے رکھ لیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر اس نے کہا گالی دینا آپ کی خو ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے' اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہیے۔ کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔

مہدی کا حسن سلوک کا جذبہ:

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یا وسیلہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تا کہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں کیونکہ بعد کو احسان کرنے سے دست کش ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

بشار بن برد شاعر کے خلاف شکایت:

جب صالح بن داؤد بن طہمان' یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرے کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

هم حملوا فوق المنابر صالحا　　　اخاك فضجت من اخيك المنابر

ترجمہ: ''انھوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا تو تمام منابر تیرے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے''۔

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انھوں نے پوچھا' اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خليفة يزني بعماته　　　يلعب بالدبوق و الصولجان

ابدلنا الله به غيره　　　ودس موسىٰ في حرالخيزران

ترجمہ: ''یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپیوں سے زنا کرتا ہے لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے' اور پولو کھیلتا ہے۔ اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا بھونک دے''۔

بشار کی طلبی:

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو' یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کرے گا۔ اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرارہ کی پہاڑی پار اس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

شاعر مروان ابی حفصہ پر عنایت:

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

انـی یـکـون و لیـس ذاك بـکـائن لبـنـی البـنـات و راثة الاعـمـام

ترجمہ: ''یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے' مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیئے۔ اس پر مروان نے یہ شعر کہا''۔

بسبعین الـفـار اشنی من حبائـه و ما نالها فی الناس من شاعر قبلی

ترجمہ: اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی''۔

عمارہ بن حمزہ سے مہدی کا اجتناب:

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے اس نے کہا والیہ بن جناب الاسدی' اور اس کے یہ شعر ہیں:

و لهـــا و لاذنـــب لهـــا حـــب کـــاطـراف الـرمـاح

فـی الـقـلـب یـقـدح و الـحشـا فـالـقـلـب مـجـروح الـنـواحی

ترجمہ: ''اس کی محبت کی خلش اگر چہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چبھ رہی ہے۔ جیسے نیزوں کی انی' اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے''۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے' شریف ہے' بذلہ سنج شاعر ہے' مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے:

قـلـــت لسـا قینـا علـی خلوة ادن کـــذا راسك مـــن راســـی

ونـم عـلـــی وجهك لـــی سـاعة انـــی امـرء انـکـح جـلاسـی

ترجمہ: ''میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لیے اوندھا سو جا۔ کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے صحبت کرتا ہوں''۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کا ایک شاعر سے استفسار:

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے' اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے' مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جب آپ امیر المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

طریح بن اسمٰعیل شاعر اور مہدی:

ایک مرتبہ طریح بن اسمٰعیل الثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا' اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنیے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لیے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح و لم تطرق علیك الحنی والولج

ترجمہ: ''میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ میں تمہارا کلام نہیں سننا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے دیتا ہوں''۔

لقیط بن بکیر کے مہدی کے متعلق اشعار:

۶۶ھ میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقاء پڑھائیں گے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برف باری ہوگئی۔ اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے:

یا امام الهدی سقینابك الغیث و زالت عنابك اللاواء

ترجمہ: ''اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی''۔

ابودلامہ شاعر سے مہدی کا حسن سلوک:

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرما میں ماہ صیام واقع ہوا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزے کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے:

ادعوك بالرحم التی جمعت لنا فی القرب بین قریبنا والابعد

الاسمعت و انت اکرم من مشی من منشد یرجو جزاء المنشد

حل الصیام فصمته متعبدا ارجو ثواب الصائم المتعبدا

وسجدت حتی جبهتی مشجوجة مما اکلف من نطاح المسجد

ترجمہ: ''میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کر دی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گذارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب جزیل کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کیے کہ میری پیشانی صحن مسجد کی کنکریوں سے مجروح ہوگئی''۔

مہدی نے درخواست پڑھ کر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کونسی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوا دیا۔

خالد المعیطی کی روایت:

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہوگئے مجھے نکلوا دیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گویئے معبد نے ان اشعار میں نواقیس گایا ہے:

سلا دار لیلی هل تجیب فتنطق | و انی ترد القول بیداء سملق

و انی ترد القول دار کانها | لطول بلاها و التقادم مهرق

ترجمہ: ''ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لیے زبان سے کچھ کہتی ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہوگئی ہے کہاں جواب دیتی ہے''۔

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

حکم الوادی پر مہدی کی نوازش:

جب مہدی بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں:

فمتی تخرج العروس فقد طال حبسها

قد دنا الصبح او بدا وهی لم تقض لبسها

ترجمہ: ''دلہن کب نکلے گی اسے آرائش کے لیے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہوگئی۔ اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہوگی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا''۔

پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

مہدی کا شعر:

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی جاریہ نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقام کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ جاریہ اس پر بے قرار ہوگئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا:

یوم نازعتها الصلیب فقالت | ویح نفسی اما تحل الصلیبا

ترجمہ: ''جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے''۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے اور پھر ان کے حکم سے وہ راگ سے ادا کیے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

مہدی کا فی البدیہہ مصرع:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی جاریہ کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انھوں نے فی البدیہہ یہ کہا:

یا حبذ النرجس فی التاج

ترجمہ: ''نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے''۔

پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رک گئی انھوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔

عبداللہ بن مالک سے مصرع ثانی کی فرمائش:

مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصرع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی مہلت دیجیے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے' عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ' اس نے یہ مصرع چسپاں کیا۔ علی جبین لاح کا العاج. (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا' مہدی نے چالیس ہزار درہم عبداللہ کو صلہ میں دیئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دیئے باقی اپنی جیب میں رکھ لیے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

توزی کے اشعار:

ابو علی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جاریہ حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے:

اری مـاء وبـی عـطـش شدیـد   و لـکـن لا سبیـل الـی الـورود

ترجمہ: ''پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی۔ مگر کوئی سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔

امـا یـکـفـیك انك تـمـلـکـینـی   و ان الـنـاس کـلـهـم عبیـدی

ترجمہ: کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔

و انك لـو قـطـعـت یدی و رجلـی   لـقـلـت من الرضی احسنت زیدی

ترجمہ: اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں کہ بڑی خوشی سے تو نے خوب کیا''۔

بانوقہ بنت مہدی:

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمائل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس:

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گذرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفاء عبدالبطان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہو گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا۔

بانوقہ بنت مہدی کا انتقال:

عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لیے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان نوعمر لڑکوں کی ہیئت میں سیاہ قبا پہنے‘ کارچوبی بگلوس لگائے تلوار حمائل کیے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانوقہ کا رنگ سانولا تھا قامت قیامت تھی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج واندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بانوقہ کی وفات پر تعزیت کے لیے دربارِ عام:

وہ تعزیت لینے کے لیے دربارِ عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی ہزارہا آدمی تعزیت کے لیے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علماء اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور بلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا:

يا اميرالمومنين الله خير لها منك و ثواب الله خيرلك منها و انا اسال الله الا يحزنك و لا يفتنك.

”اے امیر المومنین! اس کے لیے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لیے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب محزون نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے“۔

صباح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا:

اعطاك الله يا اميرالمومنين على مارزئت اجرا و اعقبك صبرا لا اجهد الله بلاء ك بنقمة و لا نزع منك نعمة. ثواب الله خير لك منها و رحمة الله خير لها منك واحق ماصبر عليه ما لا سبيل الى رده.

”اے امیر المومنین! جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے سلب کرے آپ کے لیے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لیے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہرحال اولیٰ ہے“۔

باب ۱۴

خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی

ربیع کی بغداد میں قائم مقامی:

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے ماسبذان میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

امیرائے عساکر کی مراجعت کی تجویز:

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائے گی۔ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے۔ ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برمکی کو بلاتا ہوں۔

ہارون الرشید کا یحییٰ بن خالد سے مشورہ:

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقیہ تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا' دفاتر کی نگرانی رکھتا' خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا۔ ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیع' نصیر اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں' یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔

یحییٰ بن خالد کی تجویز:

اس نے کہا میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا' ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں' جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہو گی تو وہ ان کے محمل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے۔ نیز وہ سرکشی کریں گے اور پھر متفرق ہو جائیں گے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئے گی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لیے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہو گا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی اچنبھا بھی نہ ہو گا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دے دیجیے اور پھر ان کو مراجعت کا حکم دیجیے جس وقت درہم ان کے ہاتھ میں آ جائیں گے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہے گی اور نہ

بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

عساکر کی مراجعت بغداد:

ہارون نے اس مشورے پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسبذان چھوڑ کر بغداد کی طرف لپکے۔ بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کے پھاٹک پر آئے اسے جلا دیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا۔ خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی' اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔

یحییٰ بن خالد کے طرز عمل کی تعریف:

جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو' اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

ہادی کی اس برہمی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورے پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابوعلی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ' دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت' فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئیں گے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہے گی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بے شک خلوص پر مبنی ہے۔

ربیع کی وصیت:

ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا افتاد پیش آئے' میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لیے تم کو وصیت کر جاؤں' یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لیے مقرر نہ کر اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلوتہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور' ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور ہوش مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو' ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لیے وصیت کر دی۔

ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ:

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس نظر بند تھے آزاد کر دیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد' عبدالملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لیے

پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا۔ البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاش دینے کی ضمانت کی تو اسے انھوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے اپنی ضمانت کے ایفا میں ان کو اٹھارہ ماہ کی معاش دے دی۔

مہدی کی وفات کا اعلان:

یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے تمام اطراف و اکناف مملکت میں وفد روانہ کیے' تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولی عہدی کے لیے بیعت لیں' اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔

ہادی کی مراجعت بغداد:

نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسبذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہنچا ہادی نے اسی وقت کوچ کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز رو ڈاک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے۔ ان کے اعزا میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزراء میں سے عبیداللہ بن زیاد الکاتب میر منشی اور محمد بن جمیل بخشی فوج ان کے ہمراہ تھے۔ جب یہ مدینۃ السلام کے قریب پہنچے تو ان کے تمام اہل بیت اور دوسرے اعیان و اکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان کی غیبت میں وفود کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انھوں نے منظور کیا۔

ہادی کا بغداد میں استقبال:

ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولیٰ (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا' فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی' ربیع بھی استقبال کے لیے آیا ہادی اس پر برہم ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔

عمال کا عزل و نصب:

ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جو اب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا' عبیداللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا' علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبیداللہ بن حازم کی بجائے انھوں نے عبداللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔ اس سنہ کے ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے' بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن صرف ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خلد نام قصر میں فروکش ہوئے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باذ چلے گئے۔ اس سال ابوجعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔

ہادی کی ایک جاریہ کا شعر:

ہادی کی ایک منہ لگی جاریہ تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی' جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس جاریہ

نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک مصرعہ یہ تھا:

یا بعید المحل امسی بجرجان نازلا

ترجمہ: ''اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام میں فروکش ہے اب کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا''۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس جاریہ کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت بھی اپنے فراقیہ اشعار گا رہی تھی۔ قبل اس کے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انھوں نے ایک دن و رات کامل اس کے پاس بسر کی۔

زندیقوں کی ایک جماعت کا قتل:

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کردی ان کی ایک جماعت کو قتل کردیا۔ جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں دردشدہ فصل کو روندتے ہیں اسی پر علاء بن الحداد الاعلیٰ نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

ایا امین اللہ فی خلقہ	و وارث الکعبۃ و المنبر
ماذا تری فی رجل کافر	یشبہ الکعبۃ بالبیدر
و یجعل الناس اذا ماسعوا	حمرا تدوس البرو الدوسر

ترجمہ: ''اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لیے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے''۔

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہ گیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہوگئے۔ اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

ابن داؤد اور یعقوب بن الفضل کا اعتراف ارتداد:

علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہوگیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کرلیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کرلوں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں' مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہیے تجھے تو چاہیے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لیے کھول دیئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی وہی ثابت ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد ﷺ کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کا وجود ذی جود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص و انفار میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد

کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔

مہدی کی ابن داؤد اور یعقوب کے متعلق ہدایت:

اس کے بعد انھوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تم کو ملے تم ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آ گئی۔

یعقوب بن فضل کا قتل:

انھوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لیے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اس قدر دبایا کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے محو ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔

یعقوب بن فضل کی تدفین:

موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحٰق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب جنازے میں شریک ہوں اس نے قد آدم لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے کئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھ کر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ باوجود ان تمام ترکیبوں کے جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمٰن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

فاطمہ بنت یعقوب بن فضل کا انجام:

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی ایک بیوی خدیجہ نام جو خاندان بنی ہاشم سے نہ تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریطہ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریطہ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگار کیے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریطہ نے کہا اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور ونشاط کیوں طاری ہے۔ ریطہ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موسل سے اس قدر پیٹا گیا

کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل بن اسمٰعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وفد ہرمزند ردینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔

حسین بن علی بن حسن:

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خروج کیا اور وہ فتح میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی' یہ جرجان میں تھے' ان کے مدینۃ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ کی قائم مقامی:

محمد بن صالح' ابوحفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لیے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

حسین بن علی بن حسن کے خروج کا سبب:

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابوالحفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن' مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک موالی عمر بن سلام کو شراب پیتے گرفتار کیا' اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لیے پھرایا' کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آ کر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے۔ یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کو واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط پہنچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور یہ حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

حسن بن محمد کی روپوشی:

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور

یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن‘ یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جو ابولیث عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا۔ والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے۔

عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ اور یحییٰ بن عبداللہ میں تلخ کلامی:

عمر نے حکم دیا کہ حسین بن یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا‘ عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بیمار ہو گیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لی جائے گی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے‘ اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤں گا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔

یحییٰ بن عبداللہ اور حسین بن علی کی گفتگو:

حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہ ہو سکے تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟

یحییٰ نے کہا ہاں بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں‘ اس نے کہا بے شک میں نے قسم کھائی ہے‘ بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا‘ حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائے گی۔ یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارۂ کار نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

حسین بن علی کا خروج:

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنھوں نے حسین کے لیے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ تھی چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انھوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبداللہ نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی مگر وہاں عمر نہ ملا۔ یحییٰ اس کی تلاش میں عبداللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبدالعزیز شب باش ہوتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا‘ بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبویؐ میں درآئے۔ جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا۔ لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے واپس چلے گئے۔

حسین بن علی کی بیعت:

البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آ کر کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور آل محمد ﷺ میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جو ان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کے

متعینہ باقاعدہ فوج کے دوسونفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن عبدالعزیز' وزیر بن اسحٰق الارزق اور محمد بن واقد الشروی ایک خلقت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا' شورش پسندوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔

خالد البربری کا قتل:

خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کرلیا اس نے دہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں کئی گرز لٹکے ہوئے تھے اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کردے اگر میں تجھے قتل نہ کردوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔ جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلے پر آئے۔ یحییٰ نے اس کے خود کے بانسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا' وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہوکر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا' پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کیے کہ اس کا کام تمام کردیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کردیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اتار کر اٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے' نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا۔

خالد بربری کے قتل کی دوسری روایت:

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ بچشم خود دیکھا ہے' کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے کلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کردیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کردیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا اور حسین نے ان کو للکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ ملائمت برتی جائے اور ان کو گزند نہ پہنچے۔ باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو معاش کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لیے بھیجا تھا۔

اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر:

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ تتر بتر ہوگئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زوراء کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زوراء تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی۔ دونوں فریق

بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

معرکہ بلاطہ:

اتوار کے دن پچھلے پہر جو اس ہنگامہ کا دوسرا ہی دن تھا۔ یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر فروکش ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعہ آئے اور اس سے کہا آپ ہماری مدد کے لیے آ یئے۔ دوسرے دن علی الصباح وہ گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق مسجد نبویؐ چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے مثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا' عصر کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔

حسین بن علی کی مدینہ چھوڑنے کی تیاری:

مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے مؤذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انھوں نے مسجد میں اذان دی اب دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لیے آنے لگے یہاں آ کر دیکھا کہ تمام مسجد میں ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کی ہلاکت کی بددعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

مسجد نبوی کی بے حرمتی:

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہنچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اس سے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول و براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔

غلاموں کی آزادی کا اعلان:

عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اتار کر ان کے موزے بنائے تھے انھوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام' حسین کے پاس آ گئے میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے۔ حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لیے کہا کہ ان کو لے جاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کر لیں وہ ان کو دے دو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لیے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا فرمان:

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی اس سال ان کے اعزا میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی' عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے' سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لیے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انھوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیج دیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ:

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی سازو سامان اور مسلح جمعیت اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لیے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمت گاروں اور اعزا کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا' موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہنچ چکا تھا جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کے اعزا اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے ان کو خط بھی لکھ دیئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا۔ بنی عباس کے دوسرے شیعہ' موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔

محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف کعبہ:

اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لیے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو جن میں اسپ سوار اور خچر سوار دونوں تھے بڑھا دیا خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس ناقہ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انھوں نے ان کی تعداد کو اصل سے دو چند محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طویٰ اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے۔

حسین بن علی اور ابو کامل کی جنگ:

اسمٰعیل بن علی کے مولیٰ ابو کامل کو بیس پچیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نام تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لیے بھیج دیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اوندھی اور تلوار نیچی کر لی اور بغیر لڑے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مرہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں

گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن حمید:

سنیچر کی رات کو انھوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کو بھیجے سب سے پہلے انھوں نے صیاح ابوالذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو' محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا۔ یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمر قندی کو جو اس وقت تیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنا لیا۔ یہ پچاس سوار سنیچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ رسالہ پلٹ آیا۔

معرکہ فخ:

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجو یہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا۔

حسین بن علی کو شکست:

محمد کی جمعیت نے آ کر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جوان پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انھوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی کگڑی کی طرح اکٹھا تھا اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔

حسین بن علی کا خاتمہ:

محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ اس پر کیا گزری۔ یہ ذی طویٰ یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوش خبری ہو خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا' سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔

حسن بن محمد کا قتل:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالذفت حسین بن محمد ایک آنکھ بند کیے ہوئے جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا آیا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور

موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے۔ مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا سر بھی تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔

حسین بن علی کی جماعت کی روپوشی:

حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ تھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چونکہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سناتا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

اسیرانِ جنگ کی طلبی:

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولیٰ اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آ کر اپنا دکھڑا روئیں گی اور ان سے عرض کریں گی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کریں گی اور آپ اسے چھوڑ دیں گے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو۔ میں نے عرض کیا فوراً حاضر کرو' ان میں سے دو کو تو انھوں نے قتل کرا دیا۔ تیسرے سے وہ واقف نہ تھے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش:

میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے۔ مناسب ہو کہ آپ اس کی جان بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں' میری گرفت شدید ہے' وہ شخص برابر ہادی سے عرض پرداز رہا۔ ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لیے گزارش پیش ہو' اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انھوں نے معاف کر دیا اور عذافر الصیرفی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دے دیا چنانچہ یہ دونوں باب الجسر پر مصلوب کر دیئے گئے۔ یہ فخ میں گرفتار ہوئے تھے۔

مبارک ترکی پر عتاب:

ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

ادریس بن عبداللہ کی بربریوں کو دعوتِ بیعت:

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہادی کی خلافت میں واقعہ فخ سے بچ کر مصر پہنچا۔ صالح بن

امیر المومنین منصور کا مولیٰ واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل پٹہ تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھیج دیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر دلیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور گردو پیش کے بربریوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا' ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دے دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔

شماخ یمامی کی کارگذاری:

نیز اسی نے مہدی کے مولیٰ شماخ الیمامی کو بطور اپنے جاسوس کے ادریس کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھ دیا۔ شماخ دلیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہنچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت:

شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی حد درجہ تعظیم وتکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت وعزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل تڑکے ہی اس سے مسواک کر لینا۔ اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انھیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔

ادریس کی موت پر نبازی شاعر کے اشعار:

لوگوں نے شماخ کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔ رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں:

اتظن یا ادریس انك مفلتٌ	کید الخلیفة او یفید الفرار
فلیدر کنك او تحل ببلدة	لایهتدی فیها الیك نهار
ان السیوف اذا انتضاها سخطه	طالت و قصر دونها الاعمار
ملك کان الموت یتبع امره	حتی یقال تطیعه الاقدارُ

ترجمہ: ''اے ادریس! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہو گا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھ کو جس طرح ہو گا پکڑ لیا جائے گا یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بنا پر اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے''۔

حسین بن علی کے خروج کے متعلق دوسری روایت:

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے عمداً حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے خاندان والوں میں سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسمٰعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بصرے کا راستہ اختیار کیا تھا' موالیوں میں مبارک الترکی' مفضل خدمت گار اور ہادی کا مولیٰ صاعد تھے مگر امیر قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سر برآوردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ' عبید بن یقطین اور ابوالوزیر عمر بن مطرف بھی حج کے لیے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جا رہے ہیں یہ سب کے سب ایک جا ہو گئے اور انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا۔

عام معافی کا اعلان:

ابو کامل اسمٰعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قائد مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فخ میں حسین کو جا لیا۔ انھوں نے عبداللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لیے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے عباس بن محمد نے مفضل خدمت گار کے ذریعے ان شورش پسندوں سے ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انہوں نے اس بات کو نہ مانا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لیے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی تاہرت میں آمد:

بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی' انھوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرماں روا ہے اور اب مہماتی فوجیں بھی اس کے خلاف نہیں بھیجی جاتیں۔

خاندان حسین بن علی کی املاک کی بربادی:

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فخ میں قتل کر دیا گیا اس نے اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا۔ ان کے نخلستان کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے خالصہ کر لیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی جائداد کی ضبطی:

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلے سے باوجود مدینہ پہنچ جانے کے عمداً پہلو تہی کی ہے وہ اس پر بہت ناراض ہوئے انھوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے

اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا۔ اور کیوں اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔

عذافر الصیرفی اور علی کوفی کا قتل:

جو لوگ فخ میں گرفتار کیے گئے تھے ان میں عذافر الصیرفی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی بھی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انھوں نے اپنے مولی مبرویہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

حسین بن علی کی سخاوت:

یوسف البرم آل حسن کا مولی جس کی ماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہزار دینار ان کو دیئے انھوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام روپیہ تقسیم کر دیا اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پاجامہ اور ایک پوستین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب منزل پر قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے بقدر کفاف روزینہ قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

حسین بن علی کے خروج کے متعلق تیسری روایت:

ابو بشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا ننگی تلوار سامنے رکھی تھی اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لیے ہوئے سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبداللہ اس کی طرف لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا۔ یحییٰ نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی' نیز تلوار خود اور کلاہ کو کاٹ کر کاسہ سر تک اتر گئی تھی۔ جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔

حسین بن علی کی تقریر:

اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا' اے صاحبو! میں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا' رسول اللہ ﷺ کے حرم' رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفا نہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع:

اس سال ہزار ہا زائرین زیارت نبوی ؐ کے لیے آئے تھے اس وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے وسط میں سے ایک بڑا وجیہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر چاک چاک تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہنچا اور اس نے کہا۔ اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے! میں ایک بعید المسافت

مقام سے اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے' جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے' حسین نے کہا ضرور۔ اس شیخ نے کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

مبارک ترکی کی حسین بن علی سے سازش:

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک الترکی نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا! اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے' یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لے جا کر پٹک دے تب بھی یہ بات میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہیے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچ کر اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جا نہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

حسین بن علی کے اشعار:

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انھوں نے اپنے وعدہ کو ایفا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے:

من عاذ بالسيف لاقى فرصة عجبا — موتا على عجل او عاش منتصفا

لاتقربوا السهل ان السهل يفسدكم — لن تدر كوالمجد حتى تضربوا عنقا

ترجمہ: ''جس نے صرف تلوار کو اپنا ذریعہ مدافعت قرار دیا اس نے بڑی عقلمندی کی کیونکہ اس ذریعے سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے''۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی پریشانی:

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعہ فخ سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا۔ تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خائف ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دے گا۔ عیسیٰ ابن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام کام برلائے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع:

علاء کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے۔ ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انھوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہنچا ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا:

رقد الالی لیس السری من شانھم و کفاھم الادلاج من لم یرقد

ترجمہ: ''جن کو نہ سونا چاہیے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں اور رات کے وقت کے حملہ سے ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں ممنون خواب نہیں ہوئیں''۔

عمرو بن ابی عمر کا تیر اندازی سے انکار:

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعہ فخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی سے جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا کہا یہ کیا کر رہے ہو تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا' میں تمہارے ساتھ رمی حجر کے لیے آیا ہوں نہ یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

وظائف کی ضبطی:

حسین کے قتل کے بعد جب یقطین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تم کو یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

قد انصف القـــارۃ من راماھا انـــا اذا مـــا فـئـــۃ نلقاھـــا

نـــرد اولاھـــا عـلـی اخـراھـــا

ترجمہ: ''بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہو سکتا ہے جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں''۔

اہل روما کی پیش قدمی:

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الرہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حدث تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہنچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سا مال اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کیے۔

امیر حج سلیمان بن ابی جعفر و عمال:

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبیداللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الخراسانی یمامہ اور بحرین کا والی تھا حسن بن تسنیم الحواری عمان کا والی تھا' کوفہ کا امام' افسر کوتوالی اور محصل صدقات نیز بہقباذ الاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولیٰ حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قومس کا والی تھا۔ صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولیٰ طیفور اصبہان کا والی تھا۔

۱۷۰ھ کے واقعات

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیا میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقیا کا والی مقرر ہوا۔

ہادی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیساباذ میں انتقال کیا ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک دنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کا خیزران کو انتباہ:

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں' ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک کوٹھا اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش' انگیاں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح اسے بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے متجاوز ہو گئی تو ہادی نے اس سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان متبذل امور میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی:

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے عمائد اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لیے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انھوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو میری

درخواست ماننا پڑے گی' ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا! تمہاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ تمتما گئے۔

ہادی اور خیزران میں کشیدگی:

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہر و خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا! اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج مصاحبین خاص یا خدمت گاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائداد ضبط کر لوں گا ورنہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواریوں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چرخہ نہیں کہ تم بیٹھ کر کاتو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لیے اپنا دروازہ وانہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں کہ اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی کوشش:

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چاول بھیجے اور کہلا کر بھیجا مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا توقف کرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہیے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پوچھوایا کہ وہ چاول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھائے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہو سکا جس کی ماں زندہ ہو۔

ہادی کی موت کی وجہ:

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ ہارون کو کوئی گزند پہنچائے اس لیے جب ہادی بیمار ہوئے تو اس نے اپنی چھوکریوں کے ذریعہ ان کا گلا گھٹوا کر ہلاک کرا دیا اور پھر یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے عساکر سے گفتگو:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے در پے اس بات کی اطلاع ملی کہ اس کے امرائے عساکر اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت

میں شرف قبولیت حاصل کریں گی خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ وسفید کی مالک ہوگئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اسے مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتوں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا زیبا نہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس امرائے عساکر کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہنچیں تو انہوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم' انھوں نے کہا امیر المومنین آپ سب سے بہتر ہیں' ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمہاری مائیں سب نے کہا' آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی ماں کا چرچا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انھوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا' اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں یہ سن کر انھوں نے قطعاً خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری' خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کر لیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔

ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا فیصلہ:

ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولی عہد بنا دیں۔ یزید بن مزید' عبداللہ بن مالک' علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت کر لی' نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے بیعت کر لی نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انھوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لیے یہ راز کھل گیا۔

ہارون الرشید سے ناروا سلوک:

ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرأت نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنھوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسمٰعیل بن صبیح کی طلبی:

اسمٰعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا۔ یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کر دے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسمٰعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہوگئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسمٰعیل سے کہا کہ فوراً حران چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحرانی سے پوچھا تمہارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی

کہ اسمٰعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسمٰعیل تو حران میں ہے۔

یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی:

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اسے بہکاتا ہے۔انھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

یحییٰ بن خالد کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔اس نے اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا۔اسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون' آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی' ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔اس گفتگو سے ان کا غصہ فرو ہو گیا۔

ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لیے خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی چچیری بہن کے ساتھ مدت العمر گزار دوں گا۔ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا' یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلے میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو:

ہادی نے جو عیسیٰ باذ میں مقیم تھے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے۔یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یاقوت سرخ کی انگوٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس سے چلا آیا۔اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے پاس پیش ہوا۔اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے۔ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت:

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلا بھیجا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا جسے دربار میں بار نہ دیا گیا ہو اس وقت عبدالصمد بن علی بن عباس بن محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عسا کر دربار میں موجود تھے سب کے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی' ہادی اسے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آ گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے متحیر ہو گئے۔ یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کسی شاعر نے تمہارے لیے یہ شعر کہا ہے:

لو یمس البخیل راحة یحیی لسخت نفسه ببذل النوال

ترجمہ: ''اگر بخیل یحییٰ کی ہتھیلی کو چھولے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخش دے''۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

ہارون کی یحییٰ بن خالد کی تعریف:

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو فسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دیں گے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہے گی۔ مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لیے جعفر کی بیعت کرا لیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولی عہدی زیادہ مؤثر ہو گی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انھوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں' ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تخلیہ ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین! نصیب دشمناں اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز' حج اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی کے کہا بخدا! یہ خیال تو میرا ابھی نہیں ہے۔ یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لیے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمیٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفاء سے میری گفتگو ہوئی ہے' ان میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا۔ یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید تمہارا بھائی پہلے سے ولی عہد نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے لیے مناسب یہی تھا کہ خود آپ اسے ولی عہد بنا دیں چہ جائیکہ آپ خود اسے اس ولی عہدی سے جو مہدی نے اس کے لیے مقرر کی ہے اسے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو علی حالہ رہنے دیں جب جعفر سن بلوغ کو پہنچ جائے تو خود رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر

کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

ہارون الرشید کی ہادی سے علیحدگی:

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگر چہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں' اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے علیحدہ رہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک معروضہ ہادی کی جناب میں پیش کیا ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انھیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انھوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام:

یحییٰ بن خالد کا مولیٰ یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ کو جو ہارون کی دایہ تھی یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لیے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ' جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اسے ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں' میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائے گا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی:

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام' اکرام جاگیر کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یحییٰ کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف وخطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا۔ جنازے میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولی عہدی کے زمانے میں اسی قصر میں فروکش ہوتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگر چہ وہ فروکش اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح وشام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی کا ہارون سے خطاب:

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار اسلم نامی جس کی کنیت ابو سلیمان تھی موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلی بردار نے آ

کر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے، حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربار میں آ کر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کے داہنے جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موج زن ہے حالانکہ اس سے تم کوسوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔

ہارون الرشید کے ہادی سے وعدے:

یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سر اٹھایا ذلیل ہو جاؤ گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہاری عزت اور بڑھے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے، تمہاری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام ہادی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی بلیغ کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے ابوجعفر بے شک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔

ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک:

ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنی تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔ چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جا کر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے نصف ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو ہمیں بیش بہا اشیا اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جا کر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

مہدی کا خواب:

عمرو الرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمری ابوسفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی مدت العمر خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

ہارون الرشید کا پابندی عہد:

کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن علیل رہ کر انھوں نے انتقال کیا۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد ام ونہ کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسمٰعیل بن موسیٰ سے کر دی' خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کیے تھے وہ سب پورے کیے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثۃ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔

عمالوں کی طلبی کا فرمان:

عمرو یشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق وغرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر کر ہادی حدیثۃ سے پلٹے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنھوں نے ہادی کے ایما سے ان کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی مشاورت کے لیے جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دے گا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران کی یحییٰ بن خالد کو ہدایت:

خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا وقت آخر ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انھوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوں اور عمال سلطنت کو مراسلے لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں' جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ مراسلے ڈاک کے ذریعہ تمام اقطاع اور اکناف سلطنت میں دوڑا دیئے گئے۔

خیزران کا عہد:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزران نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں۔ خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت خفگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ تا کہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات کو ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت فائز ہو گا اور تیسرا پیدا ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید کی روایت:

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی۔

خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع:

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزران نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں۔ ہمارے ساتھ ریطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا' اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے۔ ستو لا۔ خالصہ ستو لائی۔ خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میری ان آقازادیوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا؟ اس نے کہا انھوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آملی۔

ہادی کی وفات و مدت حکومت:

ابو معشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاوّل کے نصف میں وفات پائی' واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاوّل کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴/ ربیع الاوّل ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔ بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶/ ربیع الاوّل کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی۔ واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدتِ خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے۔ متذکرۂ بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنیچر کے دن ۱۰/ ربیع الاوّل کو یا جمعہ کی رات میں تیئس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی' ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کیے گئے۔

ہادی کا حلیہ:

یہ دراز قامت' فربہ اندام' جمیل وشکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ رے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

ہادی کی ازواج واولاد:

نو بچے تھے' سات لڑکے اور دو لڑکیاں' ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لیے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس' عبداللہ' اسحاق' اسمٰعیل' سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ' یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں لونڈیاں تھیں' بیٹیوں میں ایک ام عیسیٰ مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی' جس کا لقب نونہ تھا۔

باب ۱۵

خلیفہ ہادی کی سیرت

سعید بن مسلم کا بیان:

سندھی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے۔ سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا۔ مجھے انھوں نے خراسان بھیج دیا تھا یہ حسب ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انھوں نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو۔

سلیمان بن عبدالملک اور گویئے کا واقعہ:

میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبدالملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے' میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک اپنے حرم کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں مصروف عیش ونشاط تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو' وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب فروکش ہوں میرے ہمراہ میری حرم ہیں' پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی' کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی نر کی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنا دے۔ چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔ دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آ کر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے والے کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا ورنہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے۔ اس کے جواب میں بخدائے لایزال اس شخص نے لفظ خلیفہ بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا' بلکہ بے باکانہ طور پر کہنے لگا' اے سلیمان! اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کر دی' میری آبرو برباد کر دی اور مجھے لذت سے محروم کر دیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا! میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلاؤ وہ بلا لایا انھوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نہ کرو جانے دو۔

ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم:

ابوموسیٰ ہارون بن محمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سرہانے کھڑا تھا' انھوں نے مسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع اور منقاد نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے دیکھا اور کہا' اے علی جاؤ دربار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہ ہو' یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے

لیے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انھیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا حاجب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آ گئی' میں نے اس اعرابی کو طلب کیا' جو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے' اس نے بتا دیئے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دیئے جائیں اور دروازے کھول دیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق در جوق آنے لگے' رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش:

جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے حاجب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لیے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دے دیجیے انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لے جا کر دے دو میں نے عرض کیا' امیر المومنین وہ نرا بدوی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوشحال ہو جائے گا' کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔

خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت کو ترجیح:

یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اس کی عیادت کے لیے چلے' راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے۔ پہلے ادھر چلیے۔ پوچھا کیا عمر نے کہا مظالم کی آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی جلو میں چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لیے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں متنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آ سکے' ان شاء اللہ کل صبح عیادت کو آئیں گے۔

عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی:

عبداللہ بن مالک مہدی کا کوتوال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے' ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کر دیتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر متمکن تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تم کو وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی' نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے

معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ سنی۔

عبداللہ بن مالک کی معذرت:

میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کی خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجا لاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی' انھوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا' میں نے کہا تو بس یہی طرز میرا آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔

عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی:

یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے' انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کیونکر نبھیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم' وزیر اور اہل کار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدمست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر آمد:

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی انگیٹھی سامنے رکھی تھی اور میں چپاتیوں کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر ان کو آگ پر سینک کر بچی کو دے جا رہا تھا' اتنے میں ایک زبردست شور سنائی دیا۔ شور کی کثرت اور ٹاپوں کی آواز سے میں نے تو خیال کیا کہ دنیا تہ و بالا ہوگئی اور اب میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی ہے جس کا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا اب میری خیر نہیں۔ یکا یک دروازہ کھلا خدمت گار اور چوب دار اندر آئے میں نے دیکھا کہ امیر المومنین ہادی بھی ان کے وسط میں ایک گدھے پر سوار موجود ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنے جگہ سے تڑپ کر لپکا اور میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے بلکہ ان کے گدھے کے کھروں کو بھی بوسہ دیا۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت:

کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خطرہ گزرا ہوگا کہ جب میں پی لوں گا اور میرے گرد تمہارے دشمن ہی دشمن ہوں گے تو وہ میرے حسن رائے کو جو تمہارے متعلق قائم ہوئی ہے بدل دیں گے اور پھر میں تم کو اذیت پہنچاؤں گا اس اندیشہ کی وجہ سے میں خود تمہارے مکان پر آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی نکل گئی ہے' لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے تاکہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اس طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکورا ان کے سامنے رکھ دیا' انھوں نے اسے کھا لیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لیے

اپنے دربار سے لائے ہیں چار سو خچر درہموں سے لدے ہوئے میرے گھر کے اندر لائے گئے' مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ خچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لیے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوالوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تم کو اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان:

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے وسط میں جو باغ تھا وہ انھوں نے مجھے دے دیا تھا اسی باغ کے گرد انھوں نے ان خچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان خچروں کی نگہداشت کرتے رہے۔

عبداللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم:

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفاء کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اس قدر ممنون نہیں ہوں جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا' امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں' اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کیے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی۔ انھوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گزری اس نے کہا وہ مر گیا' کہنے لگے انا للہ و انا الیہ راجعون. تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا' سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں' زندہ ہے۔ اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمدللہ کہا۔

ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت:

ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو حاجب خاص مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہے گی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا۔

ایک مجرم کی رحم کی درخواست:

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے' اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستوجب ہوتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں:

فان کنت ترجوا فی العقوبة رحمة   فلا تزهدن عند المعافاة فی الاجر

ترجمہ: ''جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے''۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔

عمر بن شبہ کا بیان:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد حاضر دربار ہوا۔ سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تاکہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم کبیر سن نظر آؤ۔

ہادی اور حسن بن عبدالخالق:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لیے عیسا باذ جا رہا تھا اثنائے راہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جو اب خلیفہ تھے مڈ بھیڑ ہوئی میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ شلوکہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لانبا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھوکہ دیتے۔ مجھے للکارا' اے فاحشہ زادے! اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کی دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں' میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے' امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور بار بردار تھا' یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا' میں محمد بن القاسم صاحب الحرس کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے مجھ سے کہا' اے فاحشہ زادے! باہر آ مگر میں نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا مواجہہ ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا سوائے بغداد کے کسی اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لیے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی عیسا باذ نہیں گیا۔ حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے ان کو زمین پر پٹک دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار کرتے اور اس میں اوامر و نواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا! ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت:

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لیے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دورنگے گدھے پر سوار تھے' کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تم کو خوشی ہوئی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے' ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لیے کوئی بھلائی مضمر رکھی ہو' ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جز و بدن میں جہاں اب تک غم متمکن تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر ہوا۔

علی بن حسین پر مہدی کا عتاب:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب الملقب بالجرزی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ

سے جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی شادی کی' اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لیے نہ تھی اس نے کہا میرا دادا رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانچ سو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انھوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دے دو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈال دیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پراسرار انگوٹھی تھی کسی خدمت گار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے علی پر غشی طاری تھی خدمت گار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمت گار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

علی بن حسن کی رہائی:

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمت گار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمت گار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا! میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ابراہیم المؤزن بیان کرتا ہے کہ دہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

زندیقوں کو قتل کرنے کی ہدایت:

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرانا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا اے میرے بیٹے۔ جب خلافت تم کو ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہراً طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب' ترک دنیا اور آخرت کے لیے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑوں کے مارنے کو قطعی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا' پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لے جانا تا کہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے' مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ وحدہ' لاشریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباس کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان ثنویوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں

گا سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لیے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلاں ماہ میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لیے ان کا یہ منصوبہ صرف منصوبہ ہی رہا۔

ہادی اور عیسیٰ بن داب:

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر درخور حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا' صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لیے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی' ہادی اس سے کہا کرتے' رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے دو بھر ہوئی ہو جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہاری دید ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پر لطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا' بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت:

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیئے جائیں' صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی پر بھیجا' اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دیجیے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیام پہنچا دیا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے' تم فرمان نویس سے جا کر ملو کہ وہ اس کے لیے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دؤ خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانے میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لیے برآمد تھے انھوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے' یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لیے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہیے تھا ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لے جا کر ابھی اسے دے دوں' کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آ گیا اور حسب عادت ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس نے کہا امیر المومنین اپنی ضروریات کی تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے؟ ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائے گی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دیئے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین کا بیان:

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمت گار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے' سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تنفس کم ہوا' اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمت گار بھی ایک طباق لیے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا' یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

دو باندیوں کا قتل:

جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبھے میں پڑ گئے' انھوں نے خدمت گار کو حکم دیا اسے رکھ دے' اس نے رکھ دیا' پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش اٹھا دے' اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں' ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے' ان کے سر کے بالوں میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے' اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمت گار کو ان کی خبر کے لیے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں' میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے ان کو قتل کر دیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لے جا اس کے جانے کے بعد اب پھر انھوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

خیزران کی ہادی سے عطریف کی سفارش:

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں عطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں' ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یا زہرہ کو یاد دہانی کے لیے ان کے پاس بھیجا۔

ہادی کی خیزران کو مشروط پیش کش:

انھوں نے کہا جا کر اماں جان سے کہہ دو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کر لیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لیے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہہ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لیے یمن کی ولایت پسند کی ہے' ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دے دی' اب وہاں سے رونے چلانے کی آواز آنے لگی' ہادی نے پوچھا کیا ہے۔ خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیام اس طرح پہنچایا گیا تھا۔

ہادی کا ندیموں پر عتاب:

ہادی نے صالح مصلیٰ بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو

طلاق دیں' خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔

اسود بن عمارہ کے اشعار:

آستانہ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر سناؤ میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں:

خليلي من سعدا لما فسلما　　علی مريم لايبعد الله مريما

و قولا لها هذا لفراق عزمته　　فهل من نوال بعد ذاك فيعلما

ترجمہ: ''اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو! تم منزل کر کے مریم پر سلامتی بھیجنا اللہ اسے دور نہ کرے۔ اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے' کیا بخشش وصال ہوگی؟ جو کچھ ہوگا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا''۔

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و قبح معنی پر موقوف ہے' ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں' میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں' اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے۔ اپنی راہ چلا گیا۔

خیزران کا ذکر کرنے کی مخالفت:

ابوالمعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے:

يا خيزران هناك ثم هناك　　ان العباد يسوسهم ابناك

ترجمہ: ''اے خیزران تجھے دہری مبارک بادی ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں''۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لیے تم سے یہ بات کہے دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقل شاعر کا بیان:

یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے' یہ اپنے ایک پرتکلف اور خوبصورت بالا خانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا:

واستقلت رجالهم　　بالردينی شرعا

''ان کے مردوں نے ردینی نیزے تان لیے''۔

اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے' چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا' کہنے لگے' میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہہ دے۔لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہہ دیئے:

تلمني ان اجزعا سيدي قد تمنعا

وابلائي ان كان ما بيننا قد تقطعا

ان موسى بفضله جمع الفضل اجمعا

ترجمہ: ''چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لیے اگر میں اپنے رنج وغم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کیے تھے منقطع ہو جائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے بے شک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپنے میں جمع کر لی ہیں''۔

اشعار پڑھ کر انھوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر پڑا حکم دیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو لے جا کر دو' چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آ گیا۔

عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش:

ابو زہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے زیادہ درخور حاصل تھا۔ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آ کر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لیے آئے ہیں ان کے لیے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے' تمام رات کی بیداری اور مے خواری کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں' مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ' میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لیے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مر گیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی نے یہ شعر کہے:

لا تصرد هامة من شربها اسقه الخمر وان كان قبر

ترجمہ: ''ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔

اسق او صالا و هاما وصدى قاشعا يقشع قشع المبتكر

ترجمہ: وصیلہ ہام اور صدیٰ کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جوان کو اس طرح اڑا لے جائے' جیسے تیز آندھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

كان حرا فهوى فيمن هوىٰ كل عود و فنون منكسر

ترجمہ: وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آ گئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں''۔

عیسیٰ بن داب کا حرانی سے معاہدہ:

انھوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لیے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دے دو' مجھ سے کہا دس ہزار تمہارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔میں حرانی کے پاس آیا' اس نے کہا کہ دس ہزار پر تمہارا ہمارا اس شرط پر

ما منزلان على التقادم و البلى ابكى لماتحت الجوانح منكما

ترجمہ: کیونکہ باوجود طول مدت اور محو ہو جانے کے آج بھی کوئی اور منزل تم سے زیادہ میرے دلی سوز وفراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔

ردالسلام على كبير شاقه طللاق قدرسا فهاج فسلما

ترجمہ: تم ہی دونوں اس بڈھے کو سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان دونوں بے نشان تودوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔

اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی۔ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

سبط الانامل بالفعال اخاله ان ليس يترك فى الخزائن درهما

ترجمہ: اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ شب میں انھوں نے بہت سارو پیہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا۔

ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش:

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا۔ یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے' موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا' میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا' میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کسی قسم کے راگ کو چاہتے ہیں۔ مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا:

سليمى اجمعت بينا فاين نقولها اينا

ترجمہ: ''سلیمیٰ ہم میں موجود ہے مگر کیونکر کہیں کہ کہاں ہے؟''۔

اسے سن کر ان کو وجد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی' مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ' میں نے پھر گایا۔ کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو۔

ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی:

میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا چشمہ آب خرارہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بے خود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

ابراہیم موصلی پر نوازش:

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سرنیچا کئے سوچتے رہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان

کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لے جاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا' مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو' میں نے کہا سو تھیلیاں' اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ آنے دو' میں نے کہا اسی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں' اب میں سمجھا کہ اس لیت ولعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری' کہنے لگا' اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو' میں سات لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

ہادی کا مرغوب راگ:

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابن جامع' موصلی' زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے' ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو کھول کر یک جا کر دیا گیا۔ اب انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائے گی۔ ہادی اس قدر بامروت واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے' البتہ اس سے اعراض کر لیتے۔ سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا۔

حکم الوادی کو انعام:

سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے شراب پلاؤ' اب انہوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے' میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں۔ اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض پرداز ہوا' کہ امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وہ قابل ستائش ہے ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوادی کے ساتھ لے جائیں' ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے قصر کے صحن میں آئے' ابن جامع میرے پاس آیا' میں نے اس سے کہا' اے ابوالقاسم! تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا یہ روپیہ موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہاری نذر ہے اس نے کہا یہ تمہیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے' موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو' میں نے کہا کہ کس بات کا مانگتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لیے نہیں کہا بخدا! میں ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی:

محمد بن عبداللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید العلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاص حرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور بذلہ سنج تھی اس لیے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے وہ

فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہہ دیا کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا' یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی سے وہ بھی مرعوب ہوگئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

امۃ العزیز:

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور جوبن کو دیکھا' کہا کہ یہ موسیٰ کے لیے مناسب ہے انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی' تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اس قدر لطف وصل حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی' چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے رد کر دیتا تو وہ مجھے قتل کرا دیتے' کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا' اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

ربیع کی وصیت:

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی ورنہ کل مر جاؤں گا' اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جسے اب میں محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھی وہ وصیت کی اور اس دن یا دوسرے دن اس نے انتقال کیا موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کر لیا۔ اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان کا بیان:

فضل بن سلیمان بن اسحٰق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیساباذ میں منتقل ہو گئے انھوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا البتہ انھوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور اس خدمت پر یہ اپنی وفات تک قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ شریک جنازہ نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن

ذکوان الحرانی کو مقرر کر دیا۔ اور ابراہیم کی جگہ اسمٰعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بند و بست کا ناظم مقرر کیا۔

ربیع کی ہلاکت کے متعلق یحییٰ بن حسن کی روایت:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انھوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنا قدیم معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہنچ گیا۔ پہلے ارادۃً بیمار بنا۔ پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا۔ اس کی وفات ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔